

تقوالذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله



# افطار الحق



بدعاء

امام المجاهدين حضرت شيخ  
القرآن والحديث مولانا نور الهدى  
نور الله مرقده

مؤلف: ابو محمد ابوي عفي عنه



## فہرست مضامین

|    |  |
|----|--|
|    | انتساب   |
|    | عرض مؤلف   |
| 24 | دین، الہ اور رب کی اصل تشریح قرآن پاک احادیث مبارکہ اور فقہاء کرام کے اقوال کی روشنی میں   |
| 29 | عبادت کیا ہے؟  |
| 34 | طاغوت کی تعریف دیکھنے کے لئے کچھ کتابیں  |
| 35 | تفسیر جواہر القرآن میں مسئلہ الہ کی وضاحت  |
| 37 | مسئلہ الہ پر فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جھگڑا اور آج کے فراعنہ کا جھگڑا بھی اہل حق کے ساتھ اس مسئلے پر ہے                      |
| 38 | مسئلہ الہ کیا ہے   |
| 41 | مسئلہ الہ پر اصحاب کہف کے خلاف قوم کا طرز عمل  |
| 42 | لا الہ الا اللہ کے نظام کے نفاذ کیلئے اصحاب کہف جیسے عزم اور قربانی سے گزرنا پڑے گا  |
| 42 | پاکستانی سیاست سے باخبر رہنے کے لئے کچھ کتابوں کا تذکرہ  |
| 43 | سورۃ کہف کے آخر میں پھر وہی مسئلہ الہ جس پر اصحاب کہف نے غار کا رخ کیا تھا   |
| 45 | الہ واحد کی بندگی صراط مستقیم ہے   |
| 46 | سورۃ الزمر کا دعویٰ مسئلہ اعبدوا اللہ ہے   |
| 48 | حضرت ابراہیم کے خلاف نمرود نے ایک آتش کدہ جلایا تھا جبکہ آج کل ملت ابراہیمی پر ڈٹ جانے والوں کے خلاف ہزاروں اذیت خانے تیار کئے گئے ہیں |
| 49 | انبیاء کرام کو ملک بدری کی دھمکیاں اور آج کی باطل پرستوں کا طریقہ  |

| فہرست | اظہار الحق  |
|-------|---|
| 50    | شریعت مطہرہ میں وہی جہاد معتبر ہے جس کی بنیاد عقیدہ توحید ”لا الہ الا اللہ“ پر ہو جس کے لئے انگریز کے بنائے ہوئے کسی سرحد یا مخصوص علاقے کا ہونا شرط نہیں |
| 52    | قرآن کے آخری دس سورتوں میں دین، الہ، رب اور عبادت کا تذکرہ  |
| 53    | جمہوریت کو عبادت سمجھنے والوں کا مجاہدین سے ایک عجیب مطالبہ   |
| 54    | مغربی جمہوریت کے رد میں کچھ کتابیں  |
| 55    | رانج جمہوری طریقے سے عبادت وحدہ کا عملاً قانون نافذ کرنا ناممکن ہے  |
| 55    | العرفان من اصول القرآن کا ایک حوالہ   |
| 56    | مسئلہ الہ واحد  |
| 58    | سورۃ فاتحہ کا دعویٰ اور ہمارا عملی کردار  |
| 59    | انبیاء کرام کے ساتھ قوموں کا اختلاف مسئلہ ”لا الہ الا اللہ“ پر تھا آج مجاہدین حق اس مسئلے کے عملاً نفاذ کے لئے جہاد کر رہے ہیں                            |
|       | (باب دوم)   |
| 60    | انعام یافتہ لوگ، انعام کی وجہ اور انعام کے لئے کچھ شرائط قرآن کریم کی روشنی میں   |
| 60    | انفرادی امن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین میں جبکہ اجتماعی امن و سکون نظام خلافت کے عملاً نفاذ کے ساتھ وابستہ ہے  |
| 63    | محبت، بھائی چارہ، امن و سکون، عقیدہ توحید اور قرآن و سنت کے عملاً نظام اور نفاذ میں ہے  |
| 64    | دجالی میڈیا کے کچھ اصطلاحات   |
| 64    | امن کے حقدار کون  |
| 65    | حقیقی اور اجتماعی امن کے لئے کچھ کٹھن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے  |
| 66    | امن کی تعریف اور مجاہدین حق کی پہچان  |
| 68    | امن ہوگا تو معیشت ترقی کرے گا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں امن کے بعد معیشت کا تذکرہ ہے  |

| اظہار الحق | فہرست  |
|------------|--|
| 69         | خلیفہ، امام، امیر المؤمنین، خلافت، امارت اور امامت کی تعریف  |
| 73         | خالص ایمان والے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے تابعدار انعام یافتہ اور کامیاب ترین لوگ ہے جو اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے ہر کفر کے خلاف برسرِ پیکار ہیں ان کی نشانیاں قرآن پاک میں |
| 76         | فساد کیا ہے اور مفسدین کون ہیں   |
| 77         | فساد کو جہاد کے ذریعے ختم کیا جاسکتا ہے  |
| 79         | پاکستانی سیاست کے کچھ بڑوں کا شرمناک کردار اور ان کے انگریز کی وفاداری اور غلامی کا تاریخ  |
| 80         | وہ شرعی احکامات جن کا تعلق شریعت، خلفائے اسلام اور امراء المؤمنین سے ہیں ان کا اطلاق جمہوری صدور، وزرائے اعظم، وغیرہ پر کرنا دین دشمنی اور تلبیس ہے                    |
| 80         | حکمرانوں کی چار بڑی اقسام  |
| 81         | خروج عن الامام کی بحث کا تعلق جمہوریت کے محافظین سے ہرگز نہیں  |
| 82         | جمہوریت اپنی اصل کے اعتبار سے عین کفر ہے اس نظام کو چلانے والا ہرگز ہرگز مسلمانوں کا امام نہیں بن سکتا کتاب ادیان کی جنگ کا ایک عبارت                                  |
| 83         | عالمی فساد یوں کے اغراض و مقاصد اور ان کے طریقہ واردات سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے کچھ کتابوں کے نام  |
| 84         | فساد عظیم پھیلنے کا وجہ جہاد سے منہ موڑنا اور مسلمانوں کی مدد نہ کرنا ہے   |
| 85         | کسی بھی شرعی حکم کا انکار ”لا الہ الا اللہ“ کی تردید ہے امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ   |
| 86         | کلمہ شہادت پڑھنے اور خود کو مسلمان کہنے اور سمجھنے کے باوجود انسان کافر و مرتد ہو جاتا ہے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ  |

| فہرست | اظہار الحق   |
|-------|--|
| 86    | ہر وہ مسلمان شخص جو ایسے کفریہ فعل کا ارتکاب کرے جس کے متعلق مسلمانوں کا اجماع ہو کہ یہ کافروں کا فعل ہے اور حقیقتاً اس کو کافر ہی کر سکتا ہے ہم ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں اگرچہ خود یہ شخص مسلمان ہو اور اس کفریہ فعل کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان ہونے کے بلند و بانگ دعوے بھی کرتا ہو، علامہ خفاجی کا فتویٰ |
| 87    | کفریہ اقوال و افعال کے ارتکاب کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اگرچہ دل میں ایمان موجود ہو   |
| 88    | ایمان اور کفر کا مزید بحث  |
| 89    | یہ کہنا کہ علماء محض ڈرانے دھمکانے کے لئے کافر کہہ دیا کرتے ہیں حقیقت میں کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا فتاویٰ بزازیہ سے اس وہم کا ازالہ  |
| 92    | جہاد فی سبیل اللہ کے خلاف پروپیگنڈہ اور مجاہدین کے خلاف فتوے دینا اصطلاح شریعت میں معنوی جنگ ہے اور فقہاء کرام کے نزدیک یہ تلوار سے لڑی جانے والی جنگ سے زیادہ خطرناک ہے (نیز طاغوتی میڈیا کا حکم)   |
| 92    | مرجھ (لوگوں میں جھوٹی خبریں پھیلانے والے) کون اور ان کی شرعی سزا کیا ہے  |
| 94    | فرعون کے مظالم اور آج کے مظالم میں مماثلت  |
| 95    | قوم صالح علیہ السلام کے مظالم اور آج کے مظالم میں مماثلت   |
| 97    | دہشت گرد اسلام کی کوئی سرحد نہیں یہ انڈونیشیا سے انڈیانا تک پھیلا ہوا ہے یہ ہمارے اقدار اور تہذیب کا دشمن ہے اگر اسے نہ روکا گیا تو پھر ایک دن ہم سب ان کے (مسلمانوں) کے ہاتھوں کھلونا ہوں گے (نعوذ باللہ)   |
|       | امریکی خارجہ پالیسی کے رکن رچرڈ پریل کی ہرزہ سرائی   |
| 98    | دہشت گردی کے خلاف جنگ کی حقیقت یہودیوں کی زبان سے  |
| 99    | پاکستان، افغانستان، اور یمن میں ڈرون حملے ان ممالک کے رضا اور مرضی سے  |
| 100   | جرم کا واقعہ ایک بندہ کرے یا زیادہ لوگوں کے تعاون سے ہو سب کا حکم ایک ہے   |

| فہرست | اظہار الحق   |
|-------|--|
| 101   | فرعون کے فسادات کا تذکرہ اور آج کے فراعنہ کے مظالم اور فسادات میں مماثلت   |
| 103   | حضرت لوط علیہ السلام کے قوم کے فسادات اور پنجاب (قصور) کی ویڈیوز   |
| 104   | قوم شعیب علیہ السلام کے فسادات اجمالاً بیان  |
| 105   | دین دشمنی میں کل کے فرعون اور آج کے فراعنہ کی حالت ایک جیسی ہے   |
| 106   | سرکاری جہاد اور شرعی جہاد میں فرق  |
| 108   | اسلامی حکومت کی تعریف  |
| 109   | جمہوریت کی تعریف جبکہ موجودہ جمہوریت یہودیوں کا ایجاد کردہ اور ان کی ضرورت ہے  |
| 111   | دارالاسلام اور دارالکفر کیا ہے دارالکفر دارالاسلام کب بنتا ہے اور دارالاسلام دارالکفر میں کب تبدیل ہو جاتا ہے نیز دار کی تعریف و تقسیم           |
| 112   | دارالاسلام حقیقی اور دارالاسلام حکمی میں فرق   |
| 114   | دارالحرب کیا ہے  |
| 115   | فقہاء کرام کے تصریحات کی روشنی میں جو ملک دارالحرب قرار پائے تو اس ملک یا منطقہ کے شرعی احکامات بھی کچھ الگ ہیں جہاں پھر قتال فرض عین ہو جاتا ہے |
| 116   | ایمان کی تعریف   |
| 117   | کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ کی مختصر تشریح  |
| 118   | معنی لفظ اللہ  |
| 119   | کلمہ توحید کے دوسرے رکن ”محمد رسول اللہ“ کی تشریح  |
| 121   | فساد ایک وسیع اصطلاح جو قرآن نے مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے   |
| 122   | حقیقی امن اور سلامتی کا واحد راستہ جہاد فی سبیل اللہ   |
| 123   | دنیا کے فساد کے براہ راست ذمہ دار یہود و نصاریٰ ہے ان کی فسادات سے باخبر رہنے کے لئے کچھ کتابوں کا تذکرہ   |
|       | باب سوم الولاء والبراء   |



| فہرست | اظہار الحق  |
|-------|---|
| 124   | مسئلہ الولاء/ والبراء اور امارت اسلامی افغانستان کے سابق سفیر ملا عبدالسلام ضعیف کا ایک دلخراش واقعہ  |
| 126   | دوستی اور دشمنی کے لئے قرآن اصول اور پیمانہ اور صحابہ کرام کا طرز عمل   |
| 127   | کفار کی دوستی ان کی حمایت اور مدد اور ان کی عزت افزائی حرام ہے جبکہ کافروں سے برائت واجب ہے   |
| 128   | بزدلی اور حالت اکراہ میں فرق (ایک ضروری وضاحت)  |
| 129   | اپنی مجبوری کو جواز بنا کر اپنی جان بچانے کے لئے بے گناہ مسلمان کو قتل کرنا ہرگز جائز نہیں کافروں کی مدد کرنا حرام اور ان سے گھل مل کر رہنا بھی حرام ہے |
| 131   | جو کافروں کی قوت کو بڑھاتا ہے اس کا حکم کفار کی طرح ہے وہ مرتد ہے اسے مسلمانوں کی وراثت نہیں مل سکتی  |
| 132   | جو کفار کو دوست بناتا ہے وہ شخص ان ہی کی طرح کافر ہے  |
| 133   | وہ لوگ جن سے محبت واجب ہے   |
| 134   | اہل کتاب سے ترک موالات کا عام حکم اور سوات کی جعلی ویڈیو  |
| 135   | ارتداد (مرتد ہونے) سے بچنے کی ایک صورت اور لا الہ الا اللہ کی حقیقت   |
| 136   | حزب اللہ کون  |
| 137   | مسلمان کی پہچان کا طریقہ  |
| 138   | اسلامی ملک میں غیر مسلم کو کلیدی مناصب پر فائز کرنا جائز نہیں حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تاریخی مکالمہ                   |
| 139   | پاکستان میں کلیدی مناصب پر قابض حکمرانوں کی تاریخ   |
| 140   | امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کا ہارون الرشید کو نصیحت کہ مشرکوں میں سے مسلمانوں پر کسی کو نشی مت بناؤ  |

| اظہار الحق | فہرست   |
|------------|---|
| 141        | کافروں سے دوستی دین سے ارتداد اور کفر ہے اگر جان جانے کا خطرہ ہو تو پھر منہ زبانی دوستی کی اجازت ہے مگر باطن میں دشمنی رکھنا واجب ہے امام ابن جریر کا فتویٰ                           |
| 142        | جنگ میں کافروں کا ساتھ دینا اور ان کی فتح و نصرت کے لئے مسلمانوں سے لڑنا کفر کی اشد ترین صورت ہے جو مسلمان اس کا مرتکب ہو وہ قطعاً اور بدترین قسم کا کافر ہے، معارف مدنی کا ایک حوالہ |
| 143        | پاکستان آرمی کی تلخ تاریخ   |
| 147        | جہاد سے متعلق کچھ ضروری سوالات اور اس کے جوابات   |
| 149        | دوستی اور دشمنی کا ایک غریب و عجیب انداز اور ایمان کے دعوے  |
| 151        | اللہ کے خاص بندوں سے محبت اور دوستی اور مشرکین سے نفرت اور دشمنی ملت ابراہیمی ہے  |
| 154        | حضرت محمد، حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت موسیٰ و ہارون اور حضرت نوح علیہم السلام کا اپنے قوم اور قریبی رشتہ داروں سے بایکٹ کس بات پر تھا   |
| 155        | اہل حق مجاہدین اور ایجنسیوں کے جہاد میں فرق   |
| 156        | الولاء اور البراء (دوستی اور دشمنی) کے حقدار کون؟   |
| 157        | حدیث کی رو سے کچھ حرام ڈیوٹیاں جن سے اجتناب ایک صحیح العقیدہ مسلمان پر لازم ہے  |
|            | باب چہارم سابقہ اقوام کی تاریخ اور ان سے سبق  |
| 159        | یہود و نصاریٰ کی ضلالت (گمراہی) کا بیان   |
| 161        | یہود پر غضب کا سبب اور ہماری حالت   |
| 162        | سود کے متعلق جسٹس عثمانی کا مضحکہ خیز اور شرمناک بیان   |
| 163        | پاکستان میں کئے گئے کچھ معاہدے اور ان کی خلاف ورزیوں کی تلخ تاریخ   |
| 164        | کل کے باطل پرست انبیاء کرام کو شہید کرتے تھے جبکہ آج کل انکے جانشینوں اور وارثوں (علمائے حق) کو پوری دنیا میں نشانہ بنایا جا رہا ہے   |



| اظہار الحق   | فہرست |
|--|-------|
| اقوام سابقہ کی نافرمانی اور موجودہ دور کے باطل پرست اقوام کے نافرمانی اور طریقہ کار میں مماثلت   | 165   |
| اللہ کے قوانین اور احکامات کا مذاق اڑانا اور نافرمانی کو کارثواب اور مقدس فرض سمجھ کر کرنا اور اس پر مداومت اور خوشی منانا ارتداد کی ایک صورت ہے   | 166   |
| اقوام سابقہ خصوصاً یہود و نصاریٰ کے نقض عہد (وعدہ خلافی) کا تذکرہ  | 166   |
| کفریہ مغربی این جی اوز کا اصل مقصد دین دشمنی اور کفر کی طرف دعوت ہے  | 167   |
| مساجد سے لوگوں کو روکنا اور ان کی بربادی کی کوشش کرنا بڑا ظلم ہے موجودہ پرفتن دور میں اس کی مثالیں   | 168   |
| یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں قرآن کی رو سے ان سے موالات (دوستی) حرام ہے   | 169   |
| کفار کی نقالی اور اہل مغرب کی خواہشات کی پیروی کے کچھ نمونے  | 170   |
| یہود و نصاریٰ کا عقیدہ جس کی رو سے اپنے آپ کو تمام عالم کے مخلوق سے بہتر سمجھتے ہیں  | 171   |
| دجالی میڈیا پر زیر گردش کچھ اصطلاحات جن کے موجد یہود و نصاریٰ ہیں  | 172   |
| جمہوری لیڈران کا دینی مدارس اور شریعت کے بارے میں فضول بکواس   | 173   |
| پرانے باطل پرست اقوام اپنے آباء و اجداد کے پیروی کو نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے جبکہ آجکل کے باطل پرست امپورنڈ مغربی جمہوریت کو   | 174   |
| اکثریت بمقابلہ اقلیت   | 175   |
| یہود و انبیاء کرام اور اہل حق کو قتل کرتے تھے آج ان کے ٹوڈی غلام طبقے کے مظالم   | 176   |
| آل عمران آیت ۲۳ ”الم ترالی الذین او تو انصبیا من الکتاب“ سے مراد اگرچہ مدینہ کے یہودی تھے لیکن یہ آیت آج بھی علماء سوء کے لئے زجر ہے جو کتاب اللہ پر فیصلہ کرنے کی بجائے طاغوت کی طرف فیصلہ لے جانے کو جائز سمجھتے ہیں | 178   |
| اہل کتاب کے دین دشمنی کے کچھ اور صفات اور مسلمانوں کی حالت   | 179   |

| فہرست | اظہار الحق  |
|-------|---|
| 180   | مسلمانوں پر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کی بجائے قرآن و سنت کی تابعداری لازم ہے  |
| 181   | سب سے زیادہ خیانت کرنے والے یہود و نصاریٰ ہیں جبکہ کچھ کلمہ گو مسلمانوں کی خیانت بھی ان سے کم نہیں  |
| 182   | علماء سوء کا قرآن میں معنوی تحریف خیانت کے زمرے میں آتا ہے  |
| 183   | قرآن میں اکثریت کا رد اور یہود کے چار برے صفات اجمالا   |
| 184   | اللہ کی آیات کے انکارنا فرمانی اور اعتدا (زیادتی) کی رائج مختلف صورتیں  |
| 185   | اہل کتاب کے مزید قبائح  |
| 187   | جہاد کے خلاف کچھ درباریوں کے بیانات اور فتوے جن میں افغانستان کے خلاف امریکہ کے لئے تعاون کو شرعی اور جائز کہا گیا ہے   |
| 189   | اس امت کی دوسری امتوں پر افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ یہ امت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بڑے درجے یعنی قتال کے امر کو کرنے والی ہے تفسیر کبیر کا ایک حوالہ                  |
| 190   | امریکہ کے حق میں فتویٰ جاری کرنے والے ضمیر فروشوں کے نام  |
| 192   | ۱۸۵۷ء کے جہاد کے دوران شاہ محمود قریشی کے جد امجد مخدوم شاہ محمود کا جاری کردہ فتویٰ جس کی رو سے انگریز سرکار کے خلاف جہاد حرام اور انگریز کی مدد کو فرض قرار دیا گیا تھا |
| 193   | طاغوت کیا ہے کچھ ضروری تفصیل  |
| 196   | یہود کے کچھ مزید قباحتوں کا بیان  |
| 197   | مسلمانوں کے اندر یہودی قباحتیں اور مثالیں اور منہ زبانی کلمہ کا اقرار   |
| 200   | حزب اللہ (اللہ کی جماعت) میں شمولیت کے کچھ شرائط  |
| 201   | اہل کتاب لعنت، نفرت اور مذمت کے قابل ہیں  |
| 202   | آسمانی وحی کے قانون کا عمل نافذ کل بھی کامیابی کی ضمانت تھی اور آج بھی کامیابی کی ضمانت ہے  |
| 203   | اہل حق کے خلاف کل کے باطل پرست اقوام کا طرز عمل اور آج کے باطل پرستوں کا طریقہ ایک جیسا ہے  |

| فہرست | اظہار الحق  |
|-------|---|
| 204   | موجودہ صدی کا سب سے بڑا منکر مغربی جمہوریت ہے   |
| 205   | شیاطین الانس کے اولین مصداق دجال کے لئے کام کرنے والے افراد اور ادارے ہیں   |
| 206   | کفار کے نبی کریم ﷺ کے خلاف ایکشن پلین   |
| 208   | پرانے اور آج کے باطل پرستوں کی ذہنی مماثلت  |
| 209   | کفار عالم کا جہاد فی سبیل اللہ سے روکنے کے مختلف طریقے  |
| 210   | پوری دنیا میں جو بھی اسلام اور مجاہدین کے خلاف اپنی افواج کو جنگ پر ابھارتا ہے وہ شیطان ہے جنگ بدر اس دعویٰ کی دلیل ہے  |
| 211   | پاکستان میں کئے گئے چند معاہدوں کا تذکرہ جو وفانہ ہوئے  |
| 212   | غرقہ (Box thaone) نامی یہودیوں کا محافظ پودا جس کا بڑے پیمانے پر کاشت جاری ہے   |
| 213   | مشرکین مکہ نبی علیہ السلام کی تابعداری کو ہلاکت کا ذریعہ سمجھتے تھے جبکہ آج کل کے باطل پرست اسلامی نظام اور خلافت کے قیام کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں |
| 214   | دین میں بندوق کے زور پر زبردستی نہیں اکراہ فی الدین اور اکراہ فی الاحکام میں فرق  |
| 215   | نبی کریم ﷺ کے خلاف یہودیوں کی سازش اور اہل حق کے خلاف آج کی یہودی سازشیں  |
| 216   | یہودیوں کی عہد شکنی اور کچھ مزید قباحتوں کا بیان  |
| 218   | بلوچستان میں کئے گئے کچھ معاہدوں کا تذکرہ جو وفانہ ہوئے اور تاریخ بلوچستان سے واقفیت کے لئے کچھ کتابوں کا تذکرہ   |
| 219   | قدیم اقوام کے ہلاکت کا تذکرہ  |
| 221   | مروجہ جمہوری نظام میں اللہ جل جلالہ کی نافرمانیاں   |
| 222   | کفریہ عقائد اور کام کے ساتھ ساتھ عارضی دنیاوی ترقی ابتلاء اور مہلت ہوتی ہے  |
| 223   | جہاد فی سبیل اللہ سے روکنے کے لئے شیطانی منصوبے   |

| اظہار الحق | فہرست  |
|------------|--|
| 225        | کفار اور فاسقین کے بڑے، لیڈر، داعیان حق اور انبیاء کرام کے مخالف تھے آج بھی بڑوں کی اکثریت دین بے زاروں کی ہے  |
| 226        | روز اول سے قوموں کی اکثریت حق کی مخالف نکلی ہے آج کل بھی جمہوریت میں اکثریت کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے چاہے وہ جیسی بھی ہو  |
| 227        | موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعون، قارون، ہامان وغیرہ نے اور نبی کریم ﷺ کے خلاف ابو جہل، ولید، عتبہ، شیبہ وغیرہ نے محاذ بنایا تھا  |
| 228        | حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے خود ساختہ قانون کے مقابلے میں حق کا اعلان اور بنی اسرائیل کی حریت اور آزادی کی بات کی تھی   |
| 229        | کشمیر کی آزادی اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق نہیں ہو سکتی  |
| 230        | مسٹر جناح کون تھے؟ کل کے فرعون اور آج کے فراعنہ کا ذہنیت برابر ہے  |
| 233        | فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ یہ تو شرپندوں کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے (نعوذ باللہ)  |
| 234        | آج ان کے نواسے بھی اہل حق اور مجاہدین کو دہشت گرد اور شرپسند سمجھتے ہیں  |
| 235        | آئین پاکستان اسلامی نہیں ہے  |
| 236        | فرعون کے سیاست اور آج کل کے فراعنہ کے گندے سیاست کا موازنہ   |
| 237        | متقین/تقویٰ والوں کے صفات اور ان کے پہچان کا طریقہ   |
| 238        | کل کے باطل پرست کامیابی کو اپنا کارنامہ بتاتے اور بد حالی کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی طرف کرتے تھے جبکہ آج کے فراعنہ کا سوچ اور فلسفہ بھی ان جیسا ہے |
| 239        | مسلم لیگ کے وفاقی وزیر پرویز رشید کا دینی مدارس کو جہالت کے اڈے کہنا نعوذ باللہ  |
| 240        | فرعون اور اس کی قوم کی تباہی میں ہمارے لئے سبق   |
| 241        | بے دین عالم مفتی وغیرہ کی حالت اور کتے کی حالت برابر ہے  |

| اظہار الحق | فہرست  |
|------------|--|
| 242        | بہت سے عالم اور درویش لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے تھے آج کل کے اکثریت کی حالت  |
| 244        | بادشاہ اور علماء جب صالح ہوتے ہیں تو پوری قوم پر ان کا اثر ہوتا ہے اور جب یہ دونوں خراب ہو جائیں تو پوری امت میں خرابی آتی ہے الا ماشاء اللہ   |
| 244        | ہلاک شدہ اقوام کے مظالم اور آج کے مظالم کا تذکرہ   |
| 246        | باطل کے خلاف حق پر استقامت کا قرآنی حکم  |
| 247        | پرانے کافر انبیاء کرام کو ملک بدر کرنے کی دھمکی دیتے تھے آج کے کفار اور ان کے ٹوڈی غلاموں کا طریقہ بھی حق کے خلاف وہی ہے   |
| 248        | طاغوت کی ہلاکت اور اہل اللہ کی کامیابی اور جیت کا وعدہ   |
| 249        | اہل حق کے لئے زبردست   |
| 250        | انبیاء کرام کا مذاق مسئلہ توحید کی وجہ سے اڑایا گیا آج ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کا مذاق پوری دنیا میں اڑایا جا رہا ہے   |
| 251        | سابقہ اقوام کے ہلاکت کا اجمالی بیان  |
| 252        | انبیاء کرام کی تبلیغ اور انبیاء والے کام کا اجمالا تذکرہ قرآن کی رو سے؟؟؟ صرف چھ نمبرات کو انبیاء والا کام سمجھنا بڑی غلطی ہے  |
| 253        | طاغوت کیا ہے کچھ مزید حوالہ جات  |
| 254        | خوف اور افلاس کا بنیادی سبب اللہ کے انعامات کا انکار ہے  |
| 254        | یہودیوں سے سود پر لیا گیا قرضہ عوام کے ذمہ واجب الادا نہیں اس وہم کا ازالہ   |
| 255        | ہلاکت کے کچھ اسباب کا تذکرہ  |
| 256        | الہ واحد کے سوا دوسرے تمام باطل معبودوں سے انکار اور ان کے رٹ ”قانون“ کو چیلنج کرنا اصحاب کہف کی سنت ہے جو کہ گنتی کے کچھ جوان تھے ان کا یہ تاریخ اور کارنامہ تاقیامت اہل حق کے لئے زبردست تسلی ہے |

| فہرست | اظہار الحق  |
|-------|---|
| 257   | پرانے اقوام ظلم کی وجہ سے ہلاک ہوئے آج کل کے مظالم کی مثالیں  |
| 260   | جو اعتراضات، باطل پرستوں نے اول زمانے میں کئے تھے آج کے باطل پرست بھی وہی اعتراضات اٹھا رہے ہیں ”علامہ زرکشی“             |
| 261   | قرآن و سنت اور ان کے عملاً نفاذ کی راہ میں جو لوگ رکاوٹ بنے ہوئے ہیں ان کے لئے سبق  |
| 262   | ہلاک شدہ اقوام کا اجمالاً تذکرہ ان کے کرتوت اور ہماری حالت  |
| 265   | ہر وہ جماعت جو اسلام کے ظاہر اور موافق احکامات کی پابندی سے انکار کرے اس سے جہاد کرنا واجب ہے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ    |
| 266   | باطل پرستوں کے لئے تنبیہ اور تحویف اور حق پرستوں کے لئے تسلی پرانے اقوام کے تاریخ ہے                                      |
| 267   | جب حکمران کفر بواح کا مرتکب ہو جائے تو اس کے خلاف خروج اور جہاد فرض ہو جاتا ہے  |
| 268   | پرانے ہلاک شدہ اقوام کا تذکرہ اور باطل پرستوں کے لئے تحویف  |
| 268   | اور ہمارے لئے عبرت کے کچھ نمونے اور عملاً کرنے کے کام   |
| 271   | رجل مومن کا اپنے ایمان کا کھلے عام اعلان اور معبودان باطلہ سے برات  |
| 271   | فرعون اپنے بڑے طاقتور لشکروں پر بہت فخر کرتا تھا لیکن حق کا مقابلہ نہیں کر سکا آج کے فراعنہ کے لئے ان کے واقعہ میں سبق ہے |
| 273   | اہل حق کے خلاف پرانے اقوام کا تکذیب اور آج کے باطل پرستوں کی تکذیب کی مثالیں  |
| 277   | جمہوریت کے چھتری تلے ہونے والے کچھ بڑے جرائم  |
| 278   | اصحاب الاخدود کے واقعہ میں اہل حق کے لئے تسلی اور آج کے مظالم   |
| 279   | پاکستانی سیاست میں موجود کچھ حضرات کے بڑوں کا انگریز سرکار کی وفاداری کا شرمناک تاریخ                                     |
| 282   | قول فصل (یعنی قرآنی وحی) حق ہے اس کی طرف دعوت دینے والے اور اس نظام کے لئے سردھڑکی بازی لگانے والے حق پر ہیں              |
| 284   | قوم عاد و ثمود کی تاریخ اور فرعون جرنیلوں اور اسلام کے جرنیلوں کا فرق   |
|       | باب پنجم مقبول ایمان والے کون؟  |

| فہرست | اظہار الحق  |
|-------|---|
| 286   | سورۃ بقرہ کے شروع میں مخلص ایمان والوں کے پانچ صفات   |
| 287   | صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابیت سے انکار پر انسان کافر ہو جاتا ہے  |
| 288   | جو اللہ جل جلالہ یا نبی کریم ﷺ کے احکامات میں سے کسی ایک کا رد کرے وہ اسلام سے خارج ہے خواہ شک کی بنیاد پر ہو یا قبول نہ کرے یا قبول کرنے سے رک جائے      |
| 289   | مائدہ آیت ۴۴ ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون کا حکم اگرچہ بنی اسرائیل کے لئے تھا لیکن آیت کا حکم عام ہے                                      |
| 290   | اولیاء الشیطان سے لڑنا فساد نہیں اللہ جل جلالہ نے اسے قتال فی سبیل اللہ کہا ہے  |
| 290   | مومن اور منافق کا طرز عمل اور ایمان والوں کے کچھ اچھے صفات  |
| 293   | انفال آیت ۷۴ میں مجاہدین، مہاجرین اور انصار کا مقام اور ان کے لئے بشارت اخروی اور ایمان والوں کے لئے زبردست تسلی  |
| 294   | مومنوں کے ایمان کا پہچان اور ان کے صفات کی صحیح تصدیق کے لئے شریعت مطہرہ دلیل اور سند ہے نہ کہ دجالی سرکاری میڈیا کے جادوگر                               |
| 295   | ایمان، ہجرت، جہاد بالمال والنفس کے فضائل اور بشارات   |
| 296   | توبہ آیت ۱۷ والمؤمنون والمومنات بعضهم اولياء بعض یأمرون بالمعروف وينہون عن المنکر سے مستورات کے مروجہ تبلیغی جماعت میں نکلنے کا استدلال غلط ہے            |
| 296   | جبکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا واضح ترین درجہ اور دعوت قہری و جبری کا بہترین طریقہ قتال فی سبیل اللہ ہے اور یہی اس امت کے بہترین قرار دینے کا وجہ ہے |
| 297   | سورۃ توبہ آیت ۸۸، میں نبی علیہ السلام کے اہم صفت جہاد کا تذکرہ  |
| 298   | ایمان والوں سے اللہ کا سودا مال اور جان کے بدلے میں جنت کا وعدہ ہے  |
| 298   | جہاد تا قیامت جاری رہے گا اگر آج جہاد کہیں پر بھی نہیں ہے تو پھر حدیث سے انکار لازم آتا ہے جو کہ کفر ہے   |



| فہرست | اظہار الحق  |
|-------|---|
| 299   | ایمان والوں کے کچھ مزید صفات اور جہاد کے لئے ایک اہم قرآنی اصول کہ شروعات قریب کے کافروں سے کرنی ہے   |
| 300   | کفار و منافقین کے ساتھ جہاد کا حکم اب بھی جہادی امرا کے لئے ہے  |
| 301   | سورۃ فرقان میں مومنوں کے ایک درجن سے اوپر صفات  |
| 302   | ایمان کے دعویٰ کے ساتھ کفر یہ کاموں پر مداومت اور خوشی کفر ہے   |
|       | باب ششم   |
| 303   | انبیاء کرام کخلاف اقوام نے محاذ کیوں کھولے  |
| 306   | نمرود نے ہزاروں سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رب کے مسئلے پر اختلاف کیا تھا اور مقابلہ پر اتر آیا تھا اور اللہ کے قانون کو چیلنج کیا تھا آجکل کے خود ساختہ آئینوں اور نظاموں کی محافظین کی حالت |
|       | مشرکین سے برات اور بائیکاٹ میں رشتہ داری آڑے نہیں آنی چاہئیں یہ اسوہ ابراہیمی ہے  |
| 308   | لال مسجد تاوزیرستان، فائٹا، سوات، بونیر وغیرہ میں آگ اور خون کا کھیل کس کے اشاروں پر جاری ہے  |
| 308   | دہشت گردی کے خلاف جنگ دراصل اسلام کے خلاف ہے جس کی گواہی یہود خود دیتے ہیں  |
| 309   | جس مسئلے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تھا آج اس مسئلے پر استقامت دکھانے والوں کو آگ و بارود کی بھٹی میں جلایا جا رہا ہے   |
| 310   | سنت ابراہیمی پر عمل کرنے والے ہمارے کل کو محفوظ کرنے کے لئے اپنے آج کو قربان کر رہے ہیں   |
| 311   | حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ اعبود اللہ بیان کرنا اور ان کے خلاف عیسائیوں کا ایکشن پلین  |
| 312   | مسئلہ اعبود اللہ کے لئے جانی مالی قربانی دینے والوں کو آج کے باطل پرست دہشت گرد کہتے ہیں  |
| 313   | حق اور باطل کے معرکے کا آخری راؤنڈ کا سرزمین شام پر شروعات ہو چکی ہے  |

| فہرست | اظہار الحق  |
|-------|---|
| 314   | حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعوت کا اجمالی بیان   |
| 315   | عیسائیوں کے کچھ مشہور فرقے  |
| 316   | حضرت الیاس علیہ السلام نے قوم کے خود ساختہ شرکیہ قانون کا رد اور اللہ واحد کی ربوبیت اور بندگی کی دعوت دی تھی   |
| 317   | نبی کریم ﷺ کے فرائض منصبی میں سے دو امور کا تذکرہ، جہاد کے بعد فوراً شرعی قانون کا نفاذ جہاد کے شرعی مقاصد میں سے ہیں   |
| 317   | لوگوں کے درمیان قرآنی قانون پر فیصلہ کرنا سنت نبوی ہے نہ کہ خود ساختہ کفریہ شرکیہ قوانین کی پاسداری کا حلف  |
| 318   | امیر کے فرائض میں سے اہم فرض اسلامی ریاست میں شرعی قوانین کا نفاذ ہے  |
| 318   | پاکستان میں شرعی قوانین اور لا الہ الا اللہ کا دعویٰ حقیقت یا مذاق  |
| 319   | نبی کریم ﷺ کو دوسرا امر کہ خیانت کرنے والوں کا مددگار نہ بنو اور امت کی مجموعی حالت   |
| 320   | مائدہ آیت ۴۴، ۴۵، اور ۴۷ کس کے بارے میں ہے  |
| 321   | جو اللہ کی وحی اور شریعت کو کم جانے اور اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے آج کل دنیا بھر کے طاغوتی عدالتیں اللہ کے قانون کے مقابلے میں کس چیز کو زیادہ اہم سمجھتی ہے؟ |
| 322   | سورۃ المائدہ آیت ۴۹ میں مبلغ کے لئے دعوت تبلیغ کے تین اہم کام جبکہ آیت ۶۷ میں تبلیغی نصاب کا تذکرہ اور بعد میں تبلیغ کے لئے پانچ اہم نکات اور اصول کا بیان              |
| 323   | اللہ کے قانون سے کوئی بھی بالاتر نہیں جبکہ جمہوری نظام میں صدر کو اختیار حاصل ہے  |
| 324   | نبی علیہ السلام سے سچی محبت کے دعویداروں سے ایمان کا تقاضہ کیا ہے   |
| 325   | باطل پرستوں کے خواہشات اور ان کے نظام سے برات اور اللہ وحدہ کے بندگی کا اعلان ہر حق پرست مسلمان کا فرض ہے اور یہ سنت نبوی ہے  |
| 326   | ووٹ کو قیاس، گواہی، مشورہ سے تشبیہ دینے والے جمہوری حضرات سے ۱۰ سوالات اور شریعت مطہرہ اور جمہوریت ملعونہ کے تضادات کا اجمالا موازنہ                                    |

| اظہار الحق | فہرست  |
|------------|--|
| 328        | رانج جمہوریت کے بارے میں علماء کرام کے فتوے  |
| 330        | صراط مستقیم کیا ہے اور تقلید شرعی کی وضاحت   |
| 331        | نبیوں والا مشترکہ کام اور ہمارا کردار  |
| 332        | انبیاء کرام کا کام اور فرض انسانیت کو انسانی غلامی سے نکال کر اللہ کے غلامی میں لانا باطل نظاموں کے چنگل سے آزادی دلانا اور اعلاء کلمۃ اللہ (شریعت) کا نفاذ عملاً ان کے اوپر لاگو کرنا تھا   |
| 333        | زبانی دعوت کے ساتھ ساتھ دعوت قہریہ یعنی قتال فی سبیل اللہ بھی دعوت کا ایک قسم اور سنت نبوی ہے نبیوں والے کام کو صرف چھ نمبرات تک خاص کرنا بیوقوفی ہے   |
| 334        | دین اسلام کو دنیا کے تمام دوسرے باطل مذاہب پر غالب کرنا بعثت نبوی کا ایک اہم مقصد اور فرض تھا صرف دین اسلام کا پھیلا نا مقصد نہیں تھا  |
| 335        | امام کے خلاف خروج کے بحث کا تعلق اور تفصیل اور جب حکمران کفر بواح کا ے مرتکب ہو جائیں پھر ان کے خلاف ہتیار اٹھانا فرض ہے اس وضاحت کے لئے حضرت شیخ القرآن والحدیث مولانا نور الہدی نور اللہ مرقدہ کے کتاب مقاصد شریعت اور جہاد کا حوالہ |
| 336        | نبی کریم ﷺ اور مومنوں کے ایک اہم صفت جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کا بیان اور یہ صفت کامیاب ترین لوگوں کا ہے  |
| 337        | پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اور بنیان پاکستان کا محاسبہ  |
| 338        | صرف کشمیر کی آزادی نہیں دنیا بھر کے کفریہ نظاموں کے خلاف اعلاء کلمۃ اللہ اور شریعت محمدی کے عملاً نفاذ تک جہاد جاری رہے گا   |
| 339        | قانون وحی اور مشکلات پر ڈٹ جانے کا حکم اور ہر موجد کے لئے تسلی اور مسئلہ اعبدے والا اللہ پر استقامت دکھانے والے حضرات کے خلاف پروپیگنڈہ  |
| 340        | ظالم کو قلم ہاتھ میں دینے والا بھی مجرم اور ظالم ہے، جو لوگ عالمی جرائم کے مرتکب افراد کے فرنٹ لائن اتحادی ہے ان کا حکم؟   |

| اظہار الحق | فہرست  |
|------------|--|
| 341        | غیر شرعی قوانین کے بل پاس کرانا، مجاہدین کے خلاف اتحاد، غیر اسلامی آئین اور حکومت کے غیر شرعی رٹ بحال کرنے کے لئے اپنا خون بہانا عالمی دجالی نظام نیو ورلڈ آرڈر new world order کی جانب عملاً اقدام ہے |
| 342        | نبی کریم ﷺ کا طریقہ اور راستہ جمہوریت والا نہیں تھا وحی اور دلیل کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت تھی  |
| 344        | مبلغ کے دعوت کا طریقہ اور تبلیغ کے لئے نصاب کیا ہونا چاہئے   |
| 345        | کرسی کے لئے جمہوری حضرات کا انبیاء کرام اور علماء دیوبند کے سیاست کو غلط انداز میں پیش کرنا  |
| 345        | نبی علیہ السلام کے دعوت کا پورا نقشہ اجمالاً، ہر مبلغ کو دین کا دعوت اس نہج پر کرنا چاہئے  |
| 346        | مسئلہ الہ اور لا الہ الا اللہ کی دعوت کل بھی دجال کے حامیوں کو عجیب لگتی تھی اور آج کے باطل پرستوں کی حالت بھی وہی ہے  |
| 347        | کل کے الملاء اور آج کے الملاء کا ذہن اور طریقہ کار ایک جیسا ہے   |
| 348        | مشرکین مکہ کا نبی علیہ السلام کو ایک عجیب جمہوری پیشکش   |
| 349        | وحی اور قرآن قانون پر ڈٹ جانا صراط مستقیم ہے اور اس عقیدے سے باطل اقوام نے ہمیشہ انحراف کیا ہے آج بھی اس عقیدے پر اہل حق اور اہل باطل کا معرکہ جاری ہے   |
| 351        | اللہ واحد کے دین اور شریعت کے لئے خون کی قربانی دینی پڑتی ہے تب جا کر یہ نظام عملاً نافذ ہو گا   |
| 352        | حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعون کا ایکشن پلین اور آج کل کے باطل پرستوں کے نظریات اور طریقہ کار میں مماثلت   |
| 354        | خوارج کون؟ ایک پروپیگنڈے کا جواب   |
| 357        | حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملک بدر کرنے کی فرعون کی دھمکی اور آج کے فراعنہ کا طرز عمل   |

| اظہار الحق  | فہرست |
|---|-------|
| فرعون نے حق کے خلاف قوم سے رائے طلب کی تھی جبکہ آج کل کے جمہوری روایت میں A,P,C بلائی جاتی ہے فرعون کے گندے سیاست اور مغربی جمہوری سیاست والوں کے سوچ اور طریقہ کار میں یکسانیت                       | 360   |
| رب اور اس کے نظام کے لئے صدا بلند کرنے والے ملک و قوم کے دشمن اور غیروں کے ایجنٹ آئین کے باغی اور حکومتی رٹ چیلنج کرنے والے سمجھے جاتے ہیں  | 364   |
| آئین پاکستان کو اسلامی سمجھنے والے حضرات کے لئے اسلام سے متصادم چند تضادات کا تذکرہ   | 365   |
| فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑایا تھا جبکہ آج کل کے فراعنہ حق پرست علماء اور مجاہدین کا مذاق اڑا رہے ہیں  | 366   |
| کل کے فرعون اور آج کے فراعنہ کی حالت اور سوچ کا تذکرہ   | 367   |
| حضرت نوح علیہ السلام کا مسئلہ اعدوا اللہ کا بیان اور اپنے مشن اور دعوت کا دفاع  | 370   |
| بد اخلاقی سے بچ کر قوی شرعی دلائل کے ساتھ مسئلہ توحید کو سمجھانا انبیاء کرام کا سنت ہے  | 371   |
| انبیاء کرام کے دعوت پر لبیک ہمیشہ غریب لوگوں نے کہا ہے آج بھی جو لوگ دعوت توحید اور نظام خلافت و شریعت کے لئے مالی جانی قربانی دے رہے ہیں ان میں اکثریت غریب عوام کی ہے                               | 372   |
| حضرت نوح علیہ السلام کے قوم کی سوچ اور کفار کی غلامی کرنیوالوں کی سوچ ایک جیسی ہے   | 373   |
| اپنے ہم عقیدہ دوستوں کو ہمیشہ ساتھ رکھنا انبیاء کرام کی سنت ہے  | 374   |
| باطل پرستوں کے سوالات ہمیشہ ایک جیسے ہوتے ہیں مجاہدین اور علماء حق کو غیر ضروری اشکالات اور بحث سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ایک عالم اور مفتی کے ذمہ ہر قسم کے سوال کا جواب ضروری نہیں ہے (علامہ جصاص) | 375   |
| حق کی مخالفت میں پرانے باطل پرستوں کا طریقہ اور آج کے اس پر فتن دور میں ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کا موازنہ   | 376   |
| حضرت ہود علیہ السلام کا مسئلہ اعدوا اللہ کا بیان اور اپنے عقیدے اور دعوت حق کا دفاع   | 378   |

| اظہار الحق | فہرست   |
|------------|---|
| 379        | حضرت ہود علیہ السلام کو بیوقوف کا نسبت کیا گیا، نعوذ باللہ، حضرت ہود علیہ السلام کے تاریخ میں موحدین کے لئے زبردست تسلی   |
| 380        | شریعت میں صحت مند تفریح منع نہیں لیکن اس کے لئے کچھ شرائط ہے  |
| 381        | شام کے اندر عالمی ایجنسیوں کے کچھ مظالم کا رپورٹ  |
| 382        | کل کے باطل پرست اپنے آباء و اجداد کے قانون کو ذریعہ نجات کہتے تھے جبکہ آج کے باطل پرست جمہوریت ملعونہ سے رشتہ توڑنے کے لئے تیار نہیں                                    |
| 384        | حضرت صالح علیہ السلام کا مسئلہ اعبود اللہ کا بیان اور دوسرے تمام باطل آلہہ کا رد اور قوم کا طرز عمل   |
| 387        | قوم صالح علیہ السلام بھی جمہوری سوچ رکھتے تھے اور آج کل کے باطل پرست جمہوریت کے پجاریوں کا بھی وہی سوچ اور طریقہ ہے   |
| 389        | حضرت لوط علیہ السلام کا دعوت توحید اور منکرات سے روکنے کی تبلیغ اور قوم کا اس کو جلا وطن کرنے کی دھمکی  |
| 391        | حضرت شعیب علیہ السلام کا مسئلہ اعبود اللہ، اور دوسرے برائیوں سے منع کرنے کی تبلیغ   |
| 392        | قوم شعیب علیہ السلام کے برائیاں اور ہماری حالت  |
| 393        | حضرت شعیب علیہ السلام کے قوم کا ایکشن پلین اور حضرت شعیب علیہ السلام کو ملک بدر کرنے کی دھمکی   |
| 394        | ایمان باللہ تب صحیح ہوگا جس کے ساتھ کفر باطاغوت ہو قوم شعیب علیہ السلام کا طرز عمل اور آج کل کے باطل پرستوں کا طریقہ  |
| 395        | قوم شعیب علیہ السلام کے کافر حضرت شعیب علیہ السلام کی تابعداری کو ہلاکت کا ذریعہ سمجھتے تھے اور آج کے باطل پرست شریعت مطہرہ کے عملاً نفاذ کو اولڈ خلافت کا نام دیتے ہیں |
| 396        | قوم شعیب علیہ السلام کا حضرت شعیب علیہ السلام کو سنگسار کرنے کی دھمکی اور یہ کہنا کہ تمہاری بہت ساری باتیں ہم نہیں سمجھتے   |

| فہرست | اظہار الحق  |
|-------|---|
| 397   | حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت اور قوم کے متکبرانہ جوابات اور آج کل کے باطل پرستوں کا طور طریقہ  |
| 399   | حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل کے اندر سے مسئلہ توحید کا بیان   |
| 400   | حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کے اندر بھی اللہ کے توحید کو یاد رکھا   |
| 401   | حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وصیت کا اجمالاً بیان   |
| 402   | کامیابی اور نجات کے لئے قرآنی اصول  |
| 403   | جہاد صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کیا جاتا ہے تنخواہ، گریڈ، پنشن، امریکی احکامات اور خفیہ ایجنسیوں کے دنیاوی اغراض کے لئے مخصوص علاقوں تک محدود جنگ جہاد ہرگز نہیں بلکہ فساد ہے |
| 405   | خراب معیشت، بے چینی، بد امنی اور دہشت گردی کا اصل وجہ قرآنی نظام سے بغاوت ہے  |
| 406   | کامیابی کے کچھ کام  |
| 408   | اللہ کے دین کے عملاً نفاذ کے لئے کفریہ طاقتوں اور انکے ٹوڈی غلاموں سے لڑنے والے کامیاب ترین لوگ ہیں نہ کہ دہشت گرد یہ اعزاز انہیں اللہ کے کتاب نے دیا ہے                      |
| 412   | پاکستان اور چین کی دوستی کی حقیقت قرآن کے تناظر میں   |
| 413   | مسلمانوں پر چین کے مظالم کی داستانیں  |
| 414   | پاکستان کا چین سے معاشی اور اقتصادی نقصان   |
| 415   | شبہات المستعملہ بضد الجہاد  |
| 421   | مراجع و مصادر   |



## انتساب

اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان کے ان غیور بانیوں کے نام جنہوں نے عملاً شریعت محمدی ﷺ کے لئے کسی بھی جانی و مالی قربانی سے دریغ نہیں کیا

ان ہستیوں کے نام جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں ایک روشن صبح کی امید اور روزِ محشر کی ابدی خوشحالی کی خاطر برداشت کرتے ہوئے اپنے ایمان اور اپنے جہادی مشن سے غداري نہیں کی

ان علماء کے نام جنہوں نے علم کا حق ادا کرتے ہوئے امت کو مروجہ کفری جمہوری نظام کی غلامی سے آزاد کرنے کے لئے ”لا یخافون لومة لائم“ کا ہر محاذ پر ثبوت دیا

مدارسِ دینیہ کے طلبہ کرام شریعتِ مطہرہ کا عملاً نفاذ دیکھنے والے مخلص دینی جماعتوں کے کارکنان کے نام، جو قافلہ جہاد میں اپنی شرکت کو عزت اور فخر سمجھتے ہیں

شہدائے حق کے نام جنہوں نے دینِ اسلام اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر اپنی بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا اور اپنے دنیاوی خوشحالی کے مقابلے میں اخروی دائمی حیات اور رب کی رضا کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے لہو سے دینِ اسلام کے چمن کی آبیاری کی

ان دیوانوں کے نام جو مالی جانی قوت کی کمی کے باوجود ہر کفر کے خلاف میدانِ جہاد میں سرگرم ہیں نہ سست ہوئے نہ کمزور ہوئے اور نہ تھکے جو خوف سے بے نیاز اپنی منزل (خلافت) کی طرف استقامت کے ساتھ سفر جاری رکھے ہوئے ہیں

امیر المؤمنین ملا محمد عمر اور شیخ اسامہ بن لادن رحمہم اللہ کے نام جنہوں نے اس پر فتن دور میں امت کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور ایک روشن منزل کی بنیاد کی لاج رکھی

میرے والدین ہم عقیدہ مخلص دوستوں اور ان اعضاء کے نام جنہوں نے ہر مشکل میں ساتھ نبھایا اللہ ان سب سے راضی ہو اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

## عرض مؤلف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدہ من لسانی یفقهوا قولی۔

﴿لقد کان فی قصصہم عبرة لا ولی الالباب ما کان حدیثا یفتی ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیء وهدی ورحمة لقوم یؤمنون﴾

ترجمہ: ان کے بیان میں بے شک عقل والوں کے لئے نصیحت ہے یہ قرآن جھوٹی بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ تصدیق ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے کی ہیں، کھول کھول کر بیان کرنے والا ہے ہر چیز کو (ضرورت دین) اور ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔

قرآن کریم میں اللہ نے اوامر اور نواہی کے ساتھ ساتھ دونوں جہانوں کی کامیابی، ناکامی کے اصول اور اسباب بھی بیان فرمائے ہیں اہل حق اور باطل فرقوں کا دنیاوی، اخروی انجام اور ان دونوں فرقوں کے عروج و زوال کے اسباب پر روشنی ڈالی ہے اور قدیم تاریخ اور واقعات بیان کرنے سے روز قیامت تک امت محمدی کے لیے خصوصی طور پر امن خوشحالی ترقی کے راہنما اصول و قواعد بیان فرمائے ہیں۔

یہ صرف کہانیاں نہیں بلکہ ان واقعات میں ان تمام امور کی نشاندہی بتلائی گئی ہے جس کے کرنے سے قوموں نے ہزاروں سال قبل ترقی کی تھی اور جب ان ہدایات کو پس پشت ڈالا تو اللہ نے انہیں ایسا ذلیل کیا کہ قرآن آج بھی ہمیں ان کی تاریخ یاد کرنے اور ان سے سبق لینے کا درس دیتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ما کان حدیثا یفتی، ولکن تصدیق الذی بین یدیه۔

ترجمہ: یہ قرآن جھوٹی بنائی ہوئی بات نہیں بلکہ تصدیق ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے کی ہیں۔ قرآنی آیات کے مطالعہ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ اہل حق اور باطل پرستوں کی یہ کشمکش روز اول سے جاری ہیں، انبیاء کرام کے ساتھ مخلص ایمان والوں نے اللہ کے دین کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا پرواہ کئے بغیر دین کے خاطر اپنا سب کچھ لٹایا، آروں سے چیرے گئے، اپنے وطنوں کو

چھوڑنا پڑا اور ہر قسم کی تکالیف کا استقامت کے ساتھ مقابلہ کیا مگر اپنے ایمان، اللہ کی وحدانیت، اور دین پر سودے بازی نہیں کی اور نہ ہی باطل کی طرف جھکے۔

انبیاء کرام اور ان کے ایمان والے ساتھی اللہ کی حکمرانی، توحید، الوہیت، حاکمیت اور قانون (دین) کی طرف عوام کو بلاتے رہے اور اللہ کے مقابلے میں انسانی بنائے گئے قوانین، رسم و رواج وغیرہ کے خلاف سینہ سپر تھے اور ان کے بنائے ہوئے خود ساختہ قوانین اور رٹ کو چیلنج کرتے رہے۔

اس وجہ سے ہمیشہ ان کے خلاف قوموں کا اتحاد اور ایکشن پلین ہوتا رہتا تھا باطل اقوام نے ہمیشہ سے جب بھی اللہ کے قانون اور انبیاء کرام کی شریعت کا مذاق اڑایا تو اللہ نے انبیاء کرام اور ان کے ساتھیوں کو تسلی دی ہے جس کا قرآن میں بھی جا بجا تذکرہ کیا گیا ہے۔

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون۔

ترجمہ: اور بے شک ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لیے صادر ہو چکا ہے کہ یقیناً وہ ہی مدد کئے جائیں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔ (الصافات ۱۷۱ تا ۱۷۳)

جبکہ دوسری جگہ ارشاد ہے کتب اللہ لأغلبن أنا ورسلی ۔

ترجمہ: اللہ لکھ چکا ہے کہ بے شک میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے۔

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیاة الدنیا ویوم یقوم الاشہاد۔

ترجمہ: بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد دنیاوی زندگی میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

کافروں کا وقتی غلبہ اس کا منافی نہیں، کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے بطور استدراج ہوتا ہے لیکن اللہ کا حتمی فتح اور نصرت خاصہ مومنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

جن باتوں پر انبیاء کرام کے ساتھ قوموں نے جھگڑے کئے تھے ان میں سرفہرست اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کے قانون کی پاسداری کا مخالفت تھا جن کی تفصیل کتاب میں درج ہے اللہ نے جہاں اہل

حق اور باطل کی نشاندہی صاف اور کھلے الفاظ میں بیان فرمائی وہیں واضح طور پر ان کی نشانیاں بھی ہمیں سمجھا دیں۔

باقی یہ چھانٹی اور آزمائش تا قیامت جاری رہے گا تا کہ پتہ چلے کہ کون رحمن کے راستے کا انتخاب کرتا ہے اور کون ہے جو شیطان اور طاغوت کے پلڑے کو بھاری کرتا ہے۔

و لنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین و نبلو أخبارکم۔

(ترجمہ): یقیناً ہم تمہارا امتحان کریں گے تاکہ تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے

والوں کو ظاہر کریں اور ہم تمہاری حالتوں کی بھی جانچ کریں۔ (محمد ۳)

دوسری جگہ ہے: و لیعلمن اللہ الذین امنوا و لیعلمن المنافقین۔

(ترجمہ): اور جو لوگ ایمان لائے اللہ انہیں بھی ظاہر کر کے رہے گا اور منافقوں کو بھی۔

(عنکبوت)

نساء، آیت: ۱۲۱، حج ۱۱، عنکبوت ۱ تا ۳، جاثیہ ۲۱، وغیرہ جگہ جگہ قرآن نے اشارہ کیا ہے۔ ان تاریخی واقعات کے بیان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ کون سے عوامل تھے جس پر قوموں کی ترقی ہوئی اور وہ کون سے کام تھے جس پر اللہ ناراض ہوا، مراد زوال و عروج کے اسباب و عوامل کا تذکرہ ہے علامہ ابن خلدون نے اپنے تاریخ کے مقدمہ میں اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، قارئین مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

بہر حال آج بھی اس پر فتن دور میں اہل حق و باطل کا معاملہ اسی طرح بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ بڑھ چڑھ کر زور و شور سے جاری ہے باطل پرست اپنے بنائے ہوئے آئین اور رٹ کو چیلنج کرنے نہیں دیتے چاہے جرگہ سسٹم سیکولرزم، بادشاہت، جمہوریت وغیرہ جو بھی ہو، جن کے مقابلے میں اہل حق نے بھی یہ عہد کر رکھا ہے کہ اللہ کے قانون کو چیلنج کرنے والوں کا ہر محاذ پر مقابلہ جاری رہے گا اور اللہ کے زمین پر اللہ کے قانون کے نفاذ تک کسی بھی قربانی سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

اس جنگ میں دونوں طرف سے دجالی اور رحمانی طاقتیں صف آراء ہیں۔

باطل پرستوں نے جو کچھ ہزاروں سال قبل کیا تھا آج ان کے نواسے اور نام نہاد مسلمان ان کے ٹوڈی غلام ان سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے ہیں اور ان کے نقش قدم پر جا رہے ہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے پوچھا گیا مائدہ آیت ۴۴ کے بارے میں:

ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الكافرون

کہ یہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا جی ہاں، لیکن تم ان یہود کے راستے پر قدم بقدیم چلو گے، تفسیر قرطبی (الجامع لاحکام القرآن) محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی۔

جبکہ علامہ روح المعانی فرماتے ہیں:

اس بنیاد پر لازم آتا ہے کہ مسلمانوں کی حالت یہود و نصاریٰ سے بدتر ہوگی۔ (روح المعانی جز ۵ تفسیر سورة المائدة: ۴۴)

ابو اقدالیث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک طویل حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا:

والذى نفسى بيده لتركبن سنن من كان قبلكم.

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یقیناً چلوں گے تم ان لوگوں کی

طریقہ پر جو تم سے پہلے تھے (یہود و نصاریٰ) (سنن ترمذی جلد ۲، ص: ۲۶۵)

جبکہ دوسری حدیث میں ہے:

عن أبي سعيد الخدري رضى الله عنه إن رسول الله ﷺ قال لتتبعن سنن من كان

قبلكم شبراً بشبر زراعاً بزراع حتى لو دخلوا حجر ضب لتبعتموهم قلنا يا رسول الله!

اليهود والنصارى؟ قال فمن (صحيح بخاری)

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن راہوں پر تم سے پہلے

چلے ضرور تم بھی ان کے قدم بقدیم چلوں گے بالشت بہ بالشت اور گز بہ گز یہاں تک کہ اگر ان سے

کوئی گوہ (ایک جانور کا نام ہے) کے بل میں گھسا ہوگا تو تم بھی ایسا ضرور کرو گے۔ عرض کیا گیا

اللہ کے رسول ﷺ کیا یہود و نصاریٰ (کی راہیں) مراد ہیں فرمایا تو اور کن کی؟

وعن ثوبان رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال ولا تقوم الساعة حتى يلحق قبائل من أمتي بالمشركين حتى تعبد قبائل من أمتي الأوثان .

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور قیامت تب تک نہ آئے گی جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین سے نہ جا ملیں اور میری امت کے کچھ قبائل بت نہ پوجنے لگیں۔ (رواہ ابوداؤد و ترمذی، النظر عن المعبود)

ایک اور حدیث میں آتا ہے: جوابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ چلے میری امت پہلے لوگوں کے طریقوں پر بالشت بہ بالشت اور گز بہ گز، پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ جیسے ایرانی اور رومی ہے؟ فرمایا ہاں اور کون ہو سکتے ہیں ان کے علاوہ؟ (صحیح بخاری، جلد: ۲، ص: ۱۰۸۸)

لترکبن سنن من کان قبلکم حذو النعل بالنعل . (الحديث)

وهو لعدم علمهم بالقرآن العظيم الكريم (العرفان من أصول القرآن فصل في

تفصيل اليهود)

باطل پرستوں کے گندے منصوبے جتنے اول تھے وہ تقریباً آج بھی ہے مثلاً دھونس دھمکیاں جلا وطنی اور قتل کے منصوبے وغیرہ جس محاذ کی بنیاد دین دشمنی کی یہود نصاریٰ نے رکھی تھی آج اس پر ان کے بچے اور ان کے غلام نام نہاد مسلمان اور ممالک کے سربراہان عمارت تعمیر کر رہے ہیں فرق بس یہی ہے۔

کہ انبیاء کرام پر ان کی کامل ایمان کی وجہ سے امتحانات کچھ الگ قسم کے تھے جس میں وہ کامیاب ہوئے تھے جبکہ آج چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہے تو وہ سب کچھ ان کے وارثوں سے ہو رہا ہے طریقہ کار میں کچھ فرق ضرور ہے مگر اہل کتاب اور آج کل کے جدید لبرل روشن خیالوں اور ان کے ٹوڈی غلاموں کے مقاصد وہی پرانے ہیں جو ہزاروں سال قبل تھے۔

دین دشمنی اور حق سے روکنے میں پرانے کافر اور آج کے کافر سو فیصد ایک دوسرے کی پیروی کرتے چلے آ رہے ہیں احادیث کی روشنی میں وہی پیشن گوئی درست ثابت ہو رہی ہے۔

پہلے کی دشمنی حالات کے پیش نظر کچھ محدود تھی جبکہ آج جو اللہ کی حاکمیت تو حید اور اس کی نظام کی بات کرتا ہے دنیا کے تمام کفار اور ان کے اتحادی جس میں نام نہاد مسلمان بھی شامل ہے میدان میں مقابلے کے لئے کود جاتے ہیں۔

اس لیے اللہ نے قرآن عظیم میں جگہ جگہ قدیم تاریخ کا تذکرہ فرمایا ہے:

کہ ان کے مقابلے میں سب کچھ ہوا وہ کوئی بات تھی جس پر انہوں نے سب کچھ قربان کیا ان واقعات میں حق پرستوں کے لیے تسلی ہے وہ بات اصل میں اللہ کی وحدانیت اور الہ واحد کی بندگی اور اس کی قانون کی پاسداری، اس کا عملی نفاذ اور اس پر عمل تھا۔

آج بھی انبیاء کرام کے وارثوں اور ان کے پیروی میں جہاد کرنے والوں کا مقصد بھی یہی ہے بس۔ سورۃ فرقان میں پرانے باطل پرستوں کے اعتراضات ذکر ہے علامہ زرکشی نے لکھا ہے کہ جو اعتراضات پہلے تھے، وہ اب بھی ہے اور اعتراضات کے جوابات وہی پرانے اب بھی ہیں۔ رحمانی اور دجالی لشکروں کا یہ مقابلہ شروع دن سے جاری ہے۔

ان الذین آمنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت  
فقاتلوا اولیاء الشیطان۔

اب حکم تو ظاہر ہے کہ اولیاء الشیطان سے لڑو صرف منہ زبانی کلمے کے اقرار سے نماز زکوٰۃ، حج وغیرہ سے یہ لوگ اولیاء الرحمن نہیں ہو سکتے کیونکہ جب عملاً ان سب کا انکار کیا جائے تو ایمان باطل قرار پاتا ہے کیونکہ ایمان کے لیے عقیدہ اور عمل ضروری ہے اس پر علماء امت کا اجماع ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ باقی یہ بات کہ کوئی بولے کہ میں تو اجماع کو نہیں مانتا یہ تو علماء کے اپنے خیالات ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے یا پھر یہ کہ کہیں کہ اجتہاد کوئی چیز نہیں۔

بہر حال اس مسئلے کی وضاحت الولاء والبراء کے باب میں ہو چکی ہے۔

اس کتاب میں یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جو اصول وقواعد، دشمنی، مکرو و فریب جنگ و جدال وغیرہ اول تھے، وہ اب بھی ہے جیسا کہ علامہ زرکشی کا حوالہ گزر گیا۔



ان اصول و قواعد کی روشنی میں فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا استنباط کیا گیا ہے افراد اور ادارے اس کے مصداق ٹھہرے ہیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے جو اصل تاریخ کا مقصد ہے۔

امن و فساد کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے کہ امن کیا ہے اور فساد، امن کیسے آئے گا اور فساد کیسے برپا ہوتا ہے امن کے لیے کون سے کام کرنے ہیں اور فساد سے بچنے کے لیے کونسے کام ضروری ہے فساد برپا کرنے والوں کے صفات کیا ہیں، کن کردار کے حامل افراد فساد یوں کے فہرست میں آتے ہیں اور مسلمان ان سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ اللہ، عبادت، دین اور رب کی تشریح اور صحیح مفہوم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہی اس کتاب کا بنیادی مقصد اور خلاصہ ہے۔ جہاں کہیں غلطی ہوگئی ہے تو یہ میری طرف سے ہے اور جو کچھ صحیح کہا ہے یہ اللہ کا احسان ہے آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ دین پر استقامت کی توفیق دیں اور مقبول شہادت کی موت نصیب فرما اور ہمارا حشر بھی ان لوگوں کے ساتھ فرما جن کا تذکرہ قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین  
وحسن اولئک رفیقاً.

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وأصحابہ اجمعین

۷ اکتوبر ۲۰۱۵ بمطابق جمعرات یکم ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ

## بسم الله الرحمن الرحيم

### باب اول

دین، الہ، اور رب کی تشریح:

مسلمانوں نے بالعموم اور برائے نام علماء سوء نے بالخصوص دین اسلام کے اصل مفہوم کا معنی و مقصد ہی تبدیل کر کے رکھ دیا ہے آج دین اسلام کو اپنے خواہشات کے تابع بنانے اور اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش ہر جگہ اور ہر سمت نظر آ رہا ہے الہی قوانین سے بغاوت و روگردانی خون میں ایسی سرائیت کر چکی ہے کہ اسلامی اقدار سے روگردانی ہی آج کامیابی کا معیار سمجھا گیا ہے۔ نعوذ باللہ نام نہاد علماء کرام نے عوام کو مغالطے میں ڈال کر اپنی دنیا بنانے کی خاطر اسلام کے مفہوم کو ہی بدل کر کے رکھ دیا ہے حالانکہ علماء حق نے قرآن عظیم الشان کی ایسی تفسیر احادیث مبارکہ کی روشنی میں عوام الناس کے سامنے رکھ دی ہے کہ کوئی عقلمند اسلام کی اصل روح اور حقانیت سے انکار نہیں کر سکتا دین اسلام وہ نہیں جن کا آج ہر طرف سے دعویٰ کیا جا رہا ہے انسانوں کے اعمال و افعال اور دعویٰ ایک دوسرے کے بالکل تضاد میں ہے۔

دین کی اصل تشریح قرآن پاک احادیث مبارکہ اور فقہاء کرام کے اقوال کی روشنی میں:

دین سے مراد وہ قانون ہے جو کسی قوم میں رائج ہو جس پر اس کی معیشت، سیاست، اور تمدن استوار ہو اور جس پر عدالتوں میں فیصلے کئے جاتے ہوں، یہ نظام اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کے تعلیمات پر قائم ہو تو اس قوم کا اسلام ہے دین الجمہور اسلام نہیں۔

چنانچہ دین صرف وہ نہیں ہوتا جو کسی قوم کے مذہب اور دھرم کی کتابوں کے اندر بند پڑا ہو، بلکہ قرآن پاک کی رو سے کسی ملک کا دین دراصل اس ملک کا قانون ہوتا ہے اگرچہ پرائیوٹ اور انفرادی زندگی میں انکا دھرم اور عقیدہ کچھ بھی ہو نبی پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ”کہ ہم انبیاء کی جماعت علاقائی بھائی ہیں ہم سب کا دین ایک ہی ہے“ (علاقائی بھائی وہ ہے جن کا باپ ایک ہو اور مائیں الگ الگ دوسری قسم اخپانی ہے جن کی ماں ایک اور باپ الگ الگ ہو جبکہ تیسرا قسم عینی ہے جن کے ماں باپ ایک ہو)۔

پس معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام کا دین ایک ہے یعنی اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت (بندگی) اور شریعت مختلف ہیں احکام کے اعتبار سے، اس لئے علّاتی بھائی فرمایا، (ابن کثیر)۔

سورۃ الکافرون میں ارشاد باری تعالیٰ ہے لکم دینکم وَلَی دین۔ ترجمہ: تمہارے لئے تمہارا دین (قانون زندگی) اور میرے لئے میرا دین پس معلوم ہوا کہ دین زندگی کے قانون اور دستور کا نام ہے اسی طرح سورۃ یوسف میں ہے مَا كَانَ لِيَاخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ۔ ترجمہ یوسف علیہ السلام نہ تھے کہ روکتے اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون کے مطابق، مجاہد فرماتے ہیں: ”فی دین الملک ای فی حکمہ“ اس کے حکم اور قانون پر جبکہ عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: فی دین الملک ای فی سلطانہ ای فی حکم ملک مصر وقضاه“ (تفسیر قرطبی)۔

عام طور پر امت نے نماز، روزہ، وغیرہ کو ہی دین سمجھ رکھا ہے، حالانکہ انہی کو دین سمجھنا غلط ہے بلکہ یہ دین کے احکام ہیں۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ علماء کرام دین کی تشریح کس طرح کرتے ہیں۔

”الدين وضع إلهی سائق لذوی العقول باختیارهم إياه إلى الإصلاح فی الحال والفلاح فی المال وهو يشتمل العقائد والأعمال“۔

ترجمہ: دین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون ہے عقل والوں (انس و جن) کے لئے توجو اس (دین) کو اپنی مرضی سے مان لے تو دنیا میں خیر کی طرف پہنچائے اور آخر میں کامل فلاح کی طرف، جبکہ دین عقیدہ اور عمل دونوں کو کہا جاتا ہے۔ (الجواهر الحسان جلد ۴ صفحہ ۴۷، المسامرہ صفحہ ۱۰)

الدين هو الاعتقاد بالجنان بجميع ما جاء به الرسل صلوات الله عليهم وسلامه والإقرار به والعمل به عن اختيار۔

ترجمہ۔ دین نام ہے یقین کرنے کا دل سے ان تمام باتوں پر جو انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اور ان باتوں کا زبان سے اقرار کرنا اور اس پر عمل کرنا اپنی پسند اور اختیار سے۔ (لباب التاویل جلد ۱ صفحہ ۲۷۸)

دین اور قانون اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الخالص اٰی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ  
 قتادہ ابن جریر اور دوسرے علماء نے یہ نقل کیا ہے۔ (العمران آیت ۸۵، ۸۶، ۸۷، زمرہ ۱۱، ۱۲، رعد آیت ۳۶،  
 بینہ آیت ۵)

الدین یعمّ المعتقدات وأعمال الجوارح.

ترجمہ: دین عقیدے اور جوارح کے تمام اعمال کا نام ہے۔ (شعالی جواہر الحسان جلد ۴)  
 جبکہ ابن کثیر نے لکھا ہے (مخلصا له الدين فاعبدوه وحده لا شريك له) شیخ محمد بن عبد  
 الوہاب فرماتے ہیں یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا دین یہ ہے کہ دل سے اعتقاد اور محبت و نفرت کا زبان سے اقرار اور  
 کفر کے ترک اور اعضاء سے عمل کیا جائے کفر کا سبب بننے والے عمل ترک کر دیئے جائیں اگر کسی نے ان  
 میں سے ایک بھی کام کر دیا تو وہ کافر و مرتد کہلائے گا۔ (الدرر السنیہ جلد ۶ صفحہ ۸۷)  
 آپ ﷺ نے فرمایا (الدین النصیحة) دین نصیحت اور خیر خواہی ہے (کس کا؟) للہ ولرسلہ  
 ولأئمة المسلمين وعامّتهم.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی اس کے رسول ﷺ کی اور ائمہ المسلمین (مسلمانوں کی امراء) اور عام  
 مسلمانوں کی۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ دین کہاں ہے جو سراسر خیر خواہی اور نصیحت ہو؟ ائمہ المسلمین سے مراد آج  
 کل کے جمہوری وزراء اعظم، صدور، فوجی جرنیل، قاضی، جج وغیرہ نہیں ہے ائمہ المسلمین کون تھے اور کون ہو  
 سکتے ہیں علماء و فقہاء کرام نے یہ سب بتا دیا ہے کتب فقہ کی طرف رجوع کیا جائے یا علمائے ربانین سے  
 مسئلہ پوچھا جائے، سورۃ النحل آیت ۵۲ میں ہے:

وله ما فی السموت والارض وله الدین واصبّا.

ترجمہ: آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اس کی بندگی (قانون) ہمیشہ کے

لئے ہے۔

الہ کی تعریف:

الہ اور معبود وہ ہے جو انسانوں کے لئے زندگی کے ضابطے اور قانون بنائے (کیا ووٹ مقدس امانت ہے؟) حامد محمود

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْهَ جَعَلُوهُ اسْمًا لِّكُلِّ مَعْبُودٍ لَهُمْ وَاسْمُوا الشَّمْسِ الْإِلَٰهَةَ لَا تَخَازُهَا إِلَّا هَا مَعْبُودًا.....

فالإِلاهَ عَلَى هَذَا هُوَ الْمَعْبُودُ. (المفردات فی غریب القرآن ج ۱ ص ۲۱)

انہوں (یعنی کفار) نے اپنے ہر ایک معبود کا نام الہ رکھا تھا اور سورج کا نام بھی الہ رکھا تھا کیونکہ انہوں نے اسے بھی معبود بنا لیا تھا چنانچہ یہ الہ وہ چیز ہے جس کی عبادت کی جائے۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ آیت کریمہ (ما تعبدون من بعدی) کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”أى شىء، تعبدون ..... من بعد وفاتى؟ (قالوا نعبد إلهك) یعنی بہ قال بنوہ لہ:

نعبد معبودك الذى تعبدہ و معبود آبائك إبراهيم وإسماعيل وإسحاق (إلهها واحدا)

(حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں کو جمع کر کے پوچھا) تم میری وفات کے

بعد کس کی عبادت کرو گے تو ان (بیٹوں) نے کہا ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم اور

اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک الہ ہے۔

ابن جریر طبری بھی یہاں الہ کے معنی معبود سے کئے ہیں۔

امام رازی نے اپنے تفسیر میں فرمایا:

أما كفار قريش يطلقونه فى حق الأصنام.

”کفار قریش لفظ الہ کو اپنے معبودوں کے لئے استعمال کرتے تھے۔“

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

الإله هو المعبود المطاع فهو إله بمعنى مألوه.

”الہ وہ معبود جس کی پیروی کی جائے (اللہ کے مقابلے میں) سو وہ الہ ہے جو معبود کے معنی

میں ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ ہی الہ الذی تألہ القلوب محبة، إجلالا وإنابة وإكراما وتعظيما وخوفا ورجاء وتوكلًا.

”الہ وہ ہے جس کے ساتھ دل اٹکے رہیں محبت و بڑائی میں انابت و اکرام میں خوف، امید اور توکل میں۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم ولا تتبع من دونه اولياء قليلاً ما تذكرون.

ترجمہ: تابعداری کرو ان کی جو تمہارے رب نے تمہارے لئے نازل کی ہے اور اس کے سوا دوسرے دوستوں کی تابعداری مت کیا کرو (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔“

اس آیت مبارکہ میں رب کے سوا اور دوسرے تمام اولیاء کی تابعداری سے منع کیا گیا ہے اب ذکر رب کی تشریح بھی سمجھنا چاہیے۔  
رب کی تعریف:

رب وہ ہے جس سے مخلوق کو جائز و ناجائز کے پیمانے صادر ہوتے ہیں اس لئے قرآن پاک کی زبان میں کسی قوم کے قانون ساز، اس کے ارباب اور معبود کہلاتے ہیں۔

ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون.  
ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت دکھائی ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (احقاف آیت ۱۳)

﴿اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله والمسيح ابن مريم وما امروا الا ليعبدوا الها واحداً لا اله الا هو سبحانه عما يشركون﴾.

ترجمہ: ”انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ (زاہدوں) کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو یہ حکم کیا گیا ہے کہ صرف ایک معبود (برحق) کی عبادت (بندگی) کریں جس کے سوا

کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ (یہاں ارباب کی بات ہو رہی ہے اور ساتھ ساتھ الہ اور عبادت کا بیان ہے)۔

### اب عبادت کیا ہے؟

عبادت اور بندگی یہ ہے کہ کسی کے قانون پر چلا جائے اور اس سے حلال و حرام کے ضابطے اور جائز و ناجائز کے پیمانے لئے جائیں۔ پس اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے قانون پر چلنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہیں۔ اور غیر اللہ کے قانون پر چلنا غیر اللہ کی بندگی، جیسا کہ آج کل پوری دنیا میں صرف نام کا اسلام ہے اور عملی طور پر وہی غیر اللہ کا قانون نافذ ہے۔ مسند احمد اور ترمذی میں روایت ہے کہ حضرت عدی بن حاتم نے (جو پہلے عیسائی تھے) بوقت اسلام اس امر کا انکار کیا: اتخذوا احبارہم و رہبانہم ارباباً۔ الخ اس نے کہا کہ ہم نے تو احبار (علماء) اور رہبان (زادوں) کو رب نہیں بنایا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ جواب دیا: (بلی انہم حرموا علیہم الحلال و احلوا لہم الحرام فاتبعوہم فذلک عبادتہم) (یاہم)۔

ترجمہ: کیوں نہیں وہ ان پر حلال کو حرام کرتے اور حرام کو حلال کرتے تو وہ تسلیم کر لیتے تھے۔ یہ ان کی عبادت ہی تو ہے۔

شاہ ولی اللہ نے اپنی کتابوں میں لفظ عبادت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عبادت بندگی کا نام ہے یعنی بندہ ہونا یہ اسی ذات کے لئے ہو سکتا ہے جس کی طرف بندہ ہر وقت محتاج ہو اور اس کے سامنے ذلیل ہو۔

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے:

”العبادة عبارة عن الاعتقاد والشعور بأن للمعبود سلطة غيبية أى (فى العلم والتصرف) فوق الأسباب يقدر بها على النفع والضرر كل دعاء ونداء وثناء وتعظيم ينشاء من هذا الاعتقاد فهى عبادة“۔

ترجمہ: عبادت عقیدہ اور شعور کا نام ہے مافوق الاسباب (علم و تصرف میں) اور یہ کہ معبود



کے لئے غیبی قوت مانا جائے اور یہ کہ وہ فائدہ اور نقصان دینے پر قادر ہے تو ہر وہ دعاء آواز حمد و تعریف اور تعظیم جو اس عقیدے پر ہو تو وہ عبادت ہیں۔  
 علماء کرام نے عبادت کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ یہ ہے  
 ”العبادة غاية التذلل ولا يستحقها إلا من له غاية الإفضال وهو الله تعالى“.  
 (مفردات القرآن صفحہ ۲۲۱)

ترجمہ: عبادت کسی کے سامنے نہایت عاجزی اختیار کرنے کو کہتے ہیں اور بہت عاجزی اسی کے سامنے اختیار کی جاتی ہے جس کی طرف سے زیادہ احسان و فضل ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہے۔

(العبادة الطاعة) عبادت طاعت کا نام ہے۔ (قاموس: صفحہ ۳۸۹، مختار الصحاح صفحہ ۴۰۸)  
 (العبادة غاية التعظيم سوان اعتقد في المعبود أنه إله أو اعتقد أنه مقرب إلى الله)  
 (غرائب القرآن جلد ۹ صفحہ ۳۳)

## ”عبادت“ کے ”معنی“، مفسرین کے اقوال میں

مفسرین کرام نے عبادت کرنے کے معنی مندرجہ ذیل بیان کئے ہیں:

امام ابو بکر بھصا رحمۃ اللہ علیہ

فقہائے احناف کے سرخیل امام ابو بکر بھصا (۳۰۵-۳۷۰ھ، بمطابق ۹۱۷-۹۸۰ء) فرماتے

ہیں:

ثم قلدوا هؤلاء أبحارهم ورهبانهم في التحليل والتحريم وقبلوه منهم وتركوا أمر الله تعالى فيما حرم وحلل صاروا متخذين لهم أربابا إذ نزلوهم في قبول ذلك منهم منزلة الأرباب.

”پھر وہ (نصاری) حلال کرنے اور حرام کرنے میں اپنے ابحار و راہبوں کی پیروی کرنے لگے، اور اس (فعل) کو ان کی جانب سے قبول کر لیا، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا جو کچھ اللہ تعالیٰ

نے حرام و حلال کیا تھا۔ اس طرح نصاریٰ ان راہبوں کو ”رب“ بنانے والے بن گئے، کیونکہ ان نصاریٰ نے راہبوں کو امر (قانون) قبول کرنے میں رب کے رتبے پر فائز کر دیا تھا۔“

امام ابوسعود رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوسعود رحمۃ اللہ علیہ (۸۹۸-۹۸۲ھ) فرماتے ہیں:

﴿أربابا من دون الله﴾ بأن أطاعوهم في تحريم ما أحله الله تعالى وتحليل ما حرمه. (تفسير أبي السعود: إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم: ۶۰/۴)  
 ”[انہوں نے اپنے علماء و راہبوں کو رب بنا لیا تھا] وہ اس طرح کہ وہ (یہود و نصاریٰ) اپنے بڑوں کی بات مانتے تھے، حرام و غیر قانونی بنانے میں جسے اللہ نے حلال و قانونی بنایا تھا، اور حلال و قانونی کر لینے میں جسے اللہ نے حرام و غیر قانونی کہا تھا۔“  
 اس سے آگے فرماتے ہیں:

﴿إلا ليعبدوا إلها واحدا﴾ عظيم الشأن هو الله سبحانه وتعالى ويطيعوا أمره ولا يطيعوا أمر غيره بخلافه فإن ذلك مخل بعبادته تعالى.  
 ”انہیں حکم کیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے حکم قانون کی پیروی کریں، اس کے مخالف کسی غیر کے حکم و قانون کی پیروی نہ کریں، کیونکہ ایسا کرنا اللہ کی عبادت میں خلل و نقصان کرنا ہے۔“

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۱۷-۱۲۷۰ھ، ۱۸۰۲-۱۸۵۴ء) نے اسے عبادت ہی کے منافی قرار دیا ہے:

ويطيعوا أمره ولا يطيعوا أمر غيره بخلافه فإن ذلك مناف لعبادته جل شانہ.  
 ”اللہ نے انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اللہ کا حکم مانیں، اس کے مخالف اس کے غیر کا حکم نہ مانیں کیونکہ ایسا کرنا اللہ کی عبادت کے منافی ہے۔“

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ (۵۴۳-۶۰۶ھ، بمطابق ۱۱۵۵-۱۲۱۰ء) نے رب بنانے کے معنی کو اور واضح کر کے بیان کر دیا تا کہ لوگ اچھی طرح اس کا مطلب سمجھ سکیں، فرماتے ہیں:

المسألة الثانية: الأكثرون من المفسرين قالوا: ليس المراد من الأرباب أنهم اعتقدوا فيهم أنهم آلهة العالم، بل المراد أنهم أطاعوهم في أوامرهم ونواهيهم. (التفسير الكبير: ۱۶ / ۳۱)

”اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ رب بنانے سے یہ مراد نہیں کہ انہوں نے اپنے علماء و راہبوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شروع کر دیا تھا کہ وہ عالم کے معبود ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ احکامات اور پابندیوں میں ان (راہبوں) کی اطاعت کرتے تھے۔“  
چنانچہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں احکامات و پابندیوں میں کسی کی اطاعت کرنا اس کی عبادت کرنا ہے اور اسے معبود کے درجے پر فائز کرنا ہے۔

امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۳۷۵ھ، بمطابق ۹۸۵ء) فرماتے ہیں:  
أربابا من دون الله، یعنی: اتخذوهم كالأرباب يطيعونهم في معاصي الله. (تفسير السمرقندی، بحر العلوم: ۵۳/۲)

”یعنی ان (یہود و نصاریٰ) نے اپنے بڑوں کو رب کی طرح بنالیا تھا کہ وہ اللہ کی نافرمانیوں میں ان کی بات مانتے تھے۔“

یعنی اللہ کی نافرمانی میں جو اپنے افسروں اور حاکموں کا حکم مانتے ہیں، وہ انہیں رب بناتے ہیں۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ

یہی بات امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۵۱۶ھ، بمطابق ۱۲۲۲ء) نے فرمائی ہے:  
قلنا: معناه أنهم أطاعوهم في معصية الله واستحلوا ما أحلوا وحرموا ما حرموا، فاتخذوهم كالأرباب. (تفسير البغوی: ۴ / ۳۹)

”ہم نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ نصاریٰ نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں اپنے راہبوں کی بات مانی، اور راہبوں نے جسے حلال کہا اسے حلال جانا اور جسے حرام کہا اسے حرام مانا، پس انہوں نے اپنے راہبوں کے ساتھ رب کا معاملہ کیا۔“

**حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ**

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (19 اگست 1863 - 4 جولائی 1943ء) بیان القرآن میں فرماتے

ہیں:

”یعنی ان کی اطاعت تحلیل اور تحریم میں مثل طاعت خدا کے کرتے ہیں کہ نص پر ان کے قول کو ترجیح دیتے ہیں اور ایسی اطاعت بالکل عبادت ہے پس اس حساب سے وہ ان کی عبادت کرتے ہیں۔“

**مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ**

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ (21 شعبان 1314ھ - 10 شوال 1396ھ، برطانیق 25 جنوری 1997 - 6 اکتوبر 1976) تفسیر معارف القرآن میں فرماتے ہیں:

”آگے افعال کفریہ کا بیان ہے کہ انہوں نے (یعنی یہود و نصاریٰ نے) خدا (کی توحید فی الطاعت) کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو (باعتبار اطاعت کے) رب بنا رکھا ہے (کہ ان کی اطاعت تحلیل اور تحریم میں مثل طاعت خدا کے کرتے ہیں کہ نص پر ان کے قول کو ترجیح دیتے ہیں اور ایسی اطاعت بالکل عبادت ہے۔“

اس عبادت وحدہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بھیجا تھا اور اس بات پر اقوام نے انبیاء کرام کے ساتھ دشمنی کی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾.

ترجمہ: اور بے شک ہم نے بھیجا ہر امت میں پیغمبر (اسی مسئلہ پر) کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچتے رہو۔ (سورۃ النحل آیت: ۳۶)

اللہ واحد کی عبادت اور بندگی کی طرف بلانا اور ہر طاغوت سے اجتناب کا سبق تمام انبیاء کرام نے دیا تھا اب یہ دیکھنا چاہیے کہ طاغوت ہے کیا چیز اس کی کچھ تفصیل ”فردوس مجاہد“ نامی کتاب میں ہوا ہے شوقین حضرات وہاں سے دیکھ لیں، بہر حال ہر وہ چیز جس کی خدائے واحد کے حکم کے مقابلے میں اطاعت و بندگی کی جائے وہ طاغوت کہلاتا ہے اس کی جمع طواغیت ہے۔  
طاغوت کی تعریف کے لئے دیکھیں:

حاشیہ کتاب فتح المجید ص ۲۸۲ طبع دار الکتب العلمیۃ، اعلام الموقعین عن رب العالمین جلد ۱ ص ۵۰، الجامع أحکام القرآن امام القرطبی جلد ۳ ص ۱۸۳، طبع دار الکتب العلمیۃ، شرح مسلم نووی جلد ۳ ص ۱۸، تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۴۱۸، طبع دار الفیحاء دمشق ودار السلام ریاض، فتح المجید شرح کتاب التوحید لشیخ عبد الرحمن بن حسن آل الشیخ صفحہ ۱۹ طبع بیروت لبنان، تفسیر طبری جلد ۳ ص ۲۱، فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۸ ص ۲۰۰۔  
مزید تفصیل آئندہ ابواب میں اجمالاً بیان کی جائے گی۔

اب ہر وہ شخص، ادارہ، نظام، اور ہر وہ جماعت (پارٹی) وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل آئے گا وہ طاغوت کہلائے گا۔ یہ اتنا وسیع مفہوم ہے کہ اگر اس پر تفصیلی بات کی جائے تو الگ کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ اوپر سورۃ توبہ کی آیت مبارکہ میں ارباب اس لئے کہا گیا ہے کہ اہل کتاب ان کی اتباع کیا کرتے تھے حالانکہ احبار ان کے علماء تھے اور رہبان عابد و زاہد لوگ تھے اب موجودہ پر فتن دور میں وہ ادارے اور جماعتیں جو یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے پر کام کرتے ہیں ان پر بات کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے بہر حال اب بھی یہ کام فاسق، بدکار، سیاسی، درباری، سرکاری، مفتیان اور مولوی کرتے ہیں پارلیمنٹ والے جن کی اکثریت سیکولر بے دین فاسق فاجر لوگوں پر مشتمل ہیں ارباب بنے ہوئے ہیں عملاً کچھ زیادہ فرق نہیں ہے فرق بس یہی ہے کہ وہ احبار و رہبان کے لباس میں حلال و حرام کا فیصلہ کر دیتے تھے جبکہ اب یہ کام یہی علماء سوء قانون ساز اسمبلی کے اراکین، سینٹ و پارلیمنٹ وغیرہ اپنی خواہشات و آراء کے مطابق کیا

کرتے ہیں کہ ہمیں قانون سازی کا حق حاصل ہے حالانکہ یہ حق ان کو کس نے دیا ہے؟ عوام نے؟ کہتے ہیں ہم عوام کے جمہوری نمائندے ہیں یہ لوگ ووٹ اور اظہار رائے کا کارڈ استعمال کرتے ہیں اور پرانے احبار اور ہبان دین کا کارڈ استعمال کرتے تھے حالانکہ یہ واضح اور علانیہ کفر ہے اور یہ کام شرک فی الحکم وقانون کے زمرے میں آتا ہے، مزید تفصیل کے لئے حضرت شیخ القرآن والحديث مولانا ولی اللہ کا بل گرامی شہیدؒ کی کتاب ”اعلام الاعلام“ کا مطالعہ کرنا چاہیے ایسے سرکاری درباری مفتیوں کے لئے جو ڈالروں پر فتوے جاری کرتے ہیں اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال، جائز اور قانونی کہتے ہیں ایسے حضرت کے بارے میں قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: ہو سکتا ہے یہ وہ علماء جن کا علم معتبر نہ ہو یا جن کے فتوے قابل اعتبار نہ ہو یا وہ لوگ ہوں جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔“

ایسے چند فتوے آنے والے ابواب میں درج ہیں تاکہ عوام الناس مسیحا کی روپ میں ان چھپے شیطانوں کو پہچان لے، صرف یہ نہیں کہ نام کے ساتھ علامہ لکھا ہوا اور ہم یہ سمجھے کہ یہ کوئی بڑی چیز ہے ایسے نام نہاد علاموں، مفتیوں، ڈاکٹروں اور اسکالروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ امت کو ایسے خبیث طاغوت کے پجاریوں سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے مسئلہ الہ کو اپنی تفسیر جواہر القرآن میں تفصیل کے ساتھ مختلف عنوانات سے بیان کیا ہے۔

عنوان خامس میں یہ لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے زیادہ تر مخالفت صرف اس بات میں تھی کہ اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی الہ نہیں مراد یہ ہے کہ الہ واحد کو نہیں مانتے تھے دوسرے الہ کے بھی قائل تھے۔

اجعل الالهة الها واحدا. ان هذا لشيء عجاب. (سورة ص آیت ۵)

ترجمہ: ”کیا اس نے کردی اتوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی کی بندگی؟“

الہ کا مسئلہ ایسا بنیادی مسئلہ ہے کہ اس پر اول بھی اور آج بھی رحمانی اور دجالی لشکروں کے درمیان جنگ جاری ہے۔

عنوان سادس میں حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ اسی مسئلہ کی وجہ سے نبی کریم ﷺ پر یہ اتہامات

(تہمتیں) لگائی گئیں۔ شاعر، مجنون، ساحر، کذاب، کاہن، اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کو گالیاں دینے والا، پھر ان عنوانات کے متعلق قرآنی آیات مبارکہ کا تذکرہ کیا ہے جن کی تفصیل جواہر القرآن کے مقدمے میں دیکھی جاسکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے عقلی دلائل کے ساتھ اس بات کی تردید فرمائی۔

﴿امن خلق السموات والارض وانزل لكم من السماء ماء، فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما كان لكم ان تنبتوا شجرها ءاله مع الله بل هم قوم يعدلون. امن جعل الارض قرارا وجعل خلالها انهار وجعل لها رواسى وجعل بين البحرين حاجزا. ءاله مع الله بل اكثرهم لا يعلمون. امن يجيب المضطر اذا دعاه ويكشف السوء ويجعلكم خلفاء الارض. ءاله مع الله قليلا ما تذكرون. امن يهديكم فى ظلمات البر والبحر ومن يرسل الرياح بشرا بين يدي رحمته. ءاله مع الله تعالى الله عما يشركون. امن يبدؤا الخلق ثم يعيده ومن يرزقكم من السماء والارض. ءاله مع الله قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين﴾. (سورة النمل آیت: ۶۰ تا ۶۴)

علامہ شعبا لہی رحمہ اللہ نے فرمایا:

”كل من أطاع أحدا فى معصية الله فقد عبده“. الجواہر الحسان جلد ۳ صفحہ ۴۷۳)

ترجمہ: اللہ کے نافرمانی میں جس کی بھی اطاعت کی جائے تو بے شک یہ اس کی عبادت ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں: اللہ پر ایمان کا معنی ہے کہ اکیلے اللہ کو معبود ماننا عبادت کی تمام اقسام اس کے لئے خاص کرنا ہر اس معبود سے ان صفات کی نفی کرنا جس کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہو۔ پھر آیت نمبر ۶۵ میں ان تمام دلائل کا جواب اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود فرمایا:

﴿قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله﴾.

ترجمہ: ”تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کی مگر اللہ“۔

﴿قل اراء يتم ان جعل الله عليكم الليل سرمدا الى يوم القيامة من اله غير الله يأتیکم بضياء افلا تسمعون﴾. (القصص آیت ۷۱)

ترجمہ: تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی پھر کیا تم سنتے نہیں۔

﴿قُلْ اَرِءِیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ مِنْ اِلٰهِ غَیْرِ اللّٰهِ یَأْتِیْکُمْ بَلِیْلٌ تَسْکُنُوْنَ فِیْهِ۔ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ﴾ (القصص آیت ۷۲)

ترجمہ: تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ رکھ دے تم پر دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے۔

فرعون نے الہ کے مسئلہ پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے جھگڑا کیا تھا:

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ یَا اَیُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِنْ اِلٰهِ غَیْرِی۔ فَاَوْقَدْ لِیْ یَا هَامَانَ عَلِی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِیْ صِرْحًا لِّعَلٰی اَطْلُعَ اِلٰی اِلٰهِ مُوسٰی وَاِنِّیْ لَا ظَنَّہُ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ﴾ (القصص آیت ۳۸)

فرعون کا ارادہ اصلاً اللہ تعالیٰ سے جھگڑے کا نہیں تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ڈر رہا تھا پھر بھی حضرت موسیٰ کو جھوٹا کہا۔

موجودہ پر فتن دور میں جو بھی الہ واحد کے قانون کی نفاذ کی بات کرے تو آج کے فراعنہ کے نظروں میں وہ شر پسند، دہشتگرد، فسادی اور سب سے بڑا جھوٹا سمجھا جاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں یہ سمجھا رہا ہے کہ الہ واحد کے مسئلہ کے بیان پر تہمتیں لگیں گی فتوے بھی وقت کے فرعونوں کے درباروں سے جاری ہوں گے اور جھگڑے بھی اس مسئلہ پر ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ساتھ ساتھ یہ تسلی بھی دی کہ آخر کار فتح مومنین کی ہی ہوگی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِخْذِنَاہُ وَجُنُودَہُ فَنَبْذِنَاہُمْ فِی الْیَمِّ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِیْنَ﴾

ترجمہ: ”پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو پھر پھینک دیا ہم نے ان کو دریا میں سودیکھ

لے کیسا ہوا انجام گناہ گاروں کا۔“

جب اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق کر دیا تو وہی رب آج کے ظالموں کے غرق



کرنے پر بھی قادر ہے حقیقت یہ ہے کہ آج کے فرعونوں کو اللہ تعالیٰ مختلف صورتوں میں عذاب دے رہا ہے مگر کوئی سمجھے تو سہی؟ اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو اہل حق پر مخفی نہیں ہیں۔

﴿وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾  
(القصص: ۷۰)

ترجمہ: ”اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھیرے جاؤ گے۔“

﴿وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ (الذاریات: ۵۱)  
ترجمہ: ”اور مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اور کسی کو معبود میں تم کو اس کی طرف سے ڈر سنا تا ہوں کھول کر۔“

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَى اللَّهِ فليتوكل المؤمنون﴾ (التغابن: ۱۳)  
ترجمہ: ”اللہ اس کے سوائے کسی کی بندگی نہیں اور اللہ پر چاہئے بھروسہ کریں ایمان والے۔“  
﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ. هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (الحشر: ۲۲، ۲۳)

ترجمہ: ”وہ اللہ جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے وہ ہے بڑا مہربان رحم والا، وہ اللہ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی وہ بادشاہ ہے پاک ذات سب عیبوں سے، سالم، امان دینے والا، پناہ میں لینے والا، زبردست دباؤ والا، صاحب عظمت، پاک ہے اللہ ان کے شریک بتلانے سے۔“

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ (التوبة: ۳۱)  
ترجمہ: ”اور ان کو حکم یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں ایک معبود کی کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔“  
يُنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا

فاتقون۔ (النحل آیت: ۲)

ترجمہ: ”اتارتا ہے فرشتوں کو بھید دے کر اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں کہ خبردار کرو کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو“۔

دلائل کے تذکرے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ﴿الہکم الہ واحد﴾ (النحل ۲۲)  
ترجمہ: ”معبود تمہارا معبود ہے اکیلا“۔

﴿وقال اللہ لا تتخذوا الہین اثنین انما هو الہ واحد فایای فارہبون﴾۔ (سورۃ نحل  
آیت ۵۱)

ترجمہ: ”اور کہا ہے اللہ نے مت پکڑو معبود دو وہ معبود ایک ہی ہے سو مجھ سے ڈرو“۔

﴿واتینا موسیٰ الکتاب وجعلناہ ہدًی لبنی اسرائیل الا تتخذوا من دونی  
وکیلا﴾۔ (بنی اسرائیل آیت ۲)

ترجمہ: ”اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے کہ نہ ٹھہراؤ  
میرے سوا کسی کو کارساز“۔

﴿ولا تجعل مع اللہ الہا اخر فتلقى فی جہنم ملوما مدحورا﴾۔ (سورۃ اسراء آیت ۳۹)  
ترجمہ: ”اور نہ ٹھہرا اللہ کے سوائے کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر دھکیلا  
جا کر“۔

اب بھی تاریخ اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے اللہ واحد کی بات جب بھی کی جاتی ہے تو لوگ پہلو  
بدل کر اپنی نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں یہ ناقابل معافی جرم ہے منہ زبانی کلمہ ہزار بار پڑھو لیکن اللہ  
تعالیٰ کے قانون کی بات مت کرو، اللہ تعالیٰ کی زمین پر اگر عملاً اللہ کی حکومت (قانون) کی بات کی جائے تو  
ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی یہ فراخ زمین تنگ کر دی جاتی ہے (نفوراً) اس کی مختلف صورتیں ہیں آج بھی  
کہتے ہیں کہ بندوق کے زور پر اسلام قبول نہیں حالانکہ تلوار اور بندوق تو اسلام کی حفاظت کے لئے ہیں  
زبردستی اسلام کا تصور بھی دین کامل میں نہیں ہے جو لوگ یہ بات کرتے ہیں ایسے خبیثوں کے لئے حضرت

عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کے ایک قول پر اکتفا کرتا ہوں یہ قول اب زر سے لکھنے کے قابل ہے مصر کے ایک علاقے کے فتح کے موقع پر جب حضرت عمرو بن العاصؓ تلوار سمیت شاہی محل میں داخل ہونے لگے تو بادشاہ کے محافظوں نے آپ کے کندھے سے تلوار لینے کی کوشش کی آپؓ نے فرمایا: ”میں بغیر تلوار کے داخل ہونے کا نہیں، واپس چلا جاؤں گا۔ مگر تلوار تن سے جدا نہیں کروں گا تمہیں خبر نہیں کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام سے عزت بخشی ایمان کے ذریعے نصرت عطا فرمائی اور تلوار کی برکت سے مضبوط کیا اور یہی وہ تلواریں ہیں جن کے ذریعے ہم نے اہل شرک اور سرکش لوگوں کے دماغ درست کئے ہیں“ (فتوح مصر)

اب کیا فرماتے ہیں سرکاری مولوی، مفتیان، اسکالر، ڈاکٹر اور نام نہاد علما؟

صلاح الدین ایوبیؒ فرماتے تھے: ”میں یہ نہیں جانتا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے یا اخلاق سے لیکن اسلام کی حفاظت کے لئے تلوار کو ضروری سمجھتا ہوں۔“

اب کیا عمرو بن العاصؓ اور ایوبیؒ کا یہ عمل فساد کہلائے گا یا پھر تلوار کا اسلام؟ ایسے بہت سے نفرت انگیز باتیں اہل باطل کی مجلسوں میں اور ان کی زبانوں سے وقتاً فوقتاً جاری ہوتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَخَفَى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ﴾. (آل عمران ۱۱۸)

ترجمہ: ”نکل پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے اور جو کچھ مخفی ہے انکے جی میں وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔“

اصحاب کہف کا واقعہ ہمارے سامنے قدیم قرآنی تاریخ کا ایک واضح پیغام ہے،

﴿اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونه الہا لقد قلنا اذا

شططاً﴾. (کہف ۱۲)

ترجمہ: ”جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب آسمان اور زمین کا نہ پکاریں گے

ہم اس کے سوائے کسی کو معبود نہیں تو کہی ہم نے بات عقل سے دور“۔

اب ہم سورۃ کہف تو پڑھتے ہیں مگر اس بات پر کبھی غور نہیں کرتے کہ اصحاب کہف نے غار کا انتخاب کس مسئلہ پر کیا تھا؟ وہ مسئلہ ”لن ندعومن دونہ الہا“ کا تھا، ہزاروں سال پہلے اصحاب کہف نے جب کھڑے ہو کر الہ واحد کی وحدانیت کا اعلان کیا تو صرف غار ہی نے ان کو پناہ دے دی (سورۃ الکہف آیت ۱۷) میں قوم کا طرز عمل بھی بتا دیا۔ ”ہؤلاء قومنا اتخذوا من دون اللہ الہة“۔

ترجمہ: ”یہ ہماری قوم ہے ٹھہرائے انہوں نے اللہ کے سوائے اور معبود“۔

اسی طرح نبی پاک علیہ السلام نے بھی جب الہ واحد کی بات کی اور عملاً اس نظام کو نافذ کرنا چاہا تو اپنا آبائی وطن مکہ المکرمہ بھی چھوڑنا پڑا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار ثور میں دوران ہجرت پناہ لینے پر مجبور ہوئے موجودہ دور میں بھی تقریباً اس جیسے حالات کا سامنا اہل حق کو کرنا پڑ رہا ہے۔

چھوڑتا۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا (لا الہ الا اللہ) اور آرام و سکون سے حکومتی ایوانوں میں بیٹھ کر عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ ان کا یہ نعرہ منہ زبانی جمع خرچ کے علاوہ کچھ نہیں، عملاً یہ نعرہ لگانا حکومتی ایوانوں کے اندر نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے اور وہ علمائے کرام اور مسلمان مہاجرین جو نظریاتی لوگ تھے انہوں نے اپنی جانوں اور عزتوں کی پرواہ کئے بغیر

قربانیاں دی۔

ستاسٹھ سال گزرنے کے بعد بھی عملاً ایک بھی حکم اس پاک سرزمین پر نافذ نہیں ہے سود جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ ہے اس مملکت میں اعلانیہ طور پر حکومتی سرپرستی میں سرعام جاری و ساری ہے بلکہ حکومتی لوگ تو یہاں تک بولتے ہیں کہ اس کے بغیر ترقی ناممکن ہے حال ہی میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج جسٹس سرمد جلالی نے کہا تھا کہ جو لوگ سود کا لینا چاہیں ان سے اللہ ہی پوچھے گا جبکہ صدر پاکستان ممنون حسین نے علماء کرام سے اپیل کی کہ سود کے حلال کرنے میں گنجائش پیدا کی جائے اس پر کیا تبصرہ کیا جائے زنا کے اڈے عام ہیں حال ہی میں قصور پنجاب میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی بھی ہوئی اور ان کے ویڈیوز بھی منظر عام پر لائی گئی جو سرکاری سرپرستی میں سب گھناؤنے کام ہو رہے ہیں کمیٹی بنائی گئی لیکن نتیجہ نادر جبکہ حکومتی ایوانوں میں بیٹھے اسمبلیوں کے ممبران اس مکروہ کام میں شامل تھے میڈیا نے یہ خبریں عوام کے سامنے رکھ دی تھی۔

اسی طرح جو عام ہے، شراب کے اڈوں پر ”قانون کے محافظ“ پولیس کے جوان باقاعدہ پہرہ دیتے ہیں جبکہ سندھ حکومت کے سرخیل ”سید قائم علی شاہ“ جو خود کو خاندانی سید کہتا ہے انہوں نے کہا کہ کچھ شراب پینے سے مرنے والے نو جوان شہید ہوتے ہیں جن کی تعداد ۲۲ تھی انا للہ وانا الیہ راجعون ایسے بہت سارے واقعات ہیں یہاں اس کا ذکر مشکل ہو جائے گا کیونکہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے۔

بہر حال پاکستان بننے کے لئے جو یہ نعرہ لگایا گیا تھا عملاً پارلیمنٹ کے اندر عدلیہ کے اندر یا کہیں بھی کوئی مائی کالال ثابت تو کرے وہ سیاستدان وڈیرے جن کے بڑوں نے انگریزوں کی غلامی اور وفاداری میں اپنی زندگی گزاری ہے ان سے ”لا الہ الا اللہ“ کے عملی نفاذ کا مطالبہ کرنا۔

مزید تفصیل کے لئے صرف دو تین کتابوں کے نام لکھ دیتا ہوں قارئین وہاں سے رجوع کرے ”سیاست کے فرعون“، از وکیل انجم مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ ”سیاستدانوں کی قلابازیاں“ یہ تین جلدوں پر مشتمل کتاب ہے اس کا مصنف بھی وکیل انجم ہے۔ ”پاکستان جاگیر داری زمینداری نظام کے شکنجے میں“ از انجینئر نعیم اللہ مطبوعہ بک ایچ پبلشرز جن لوگوں کی پرورش انگریز کے گود میں ہوئی ہو، اور جنہوں نے ان کی

وفاداری اور غلامی میں مسلمانوں کو شہید کر کے خطابات القابات اور زمینیں حاصل کی ہوں اور پھر ان کے بچوں کو انگریزوں نے مسلمانوں کے اوپر مسلط کیا ہوا ان سے لا الہ الا اللہ کا مطالبہ اور وہ بھی ان ہی کے ایوانوں کے اندر انہی کے دیئے ہوئے پروٹوکول کے جھر مٹ میں یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

ان کھوکھلے اور منافقت کے نعروں سے ”لا الہ الا اللہ“ کا نظام کیسے آسکتا ہے؟ سورۃ الکہف کے تلاوت کے ساتھ ساتھ عملاً لن ندعو من دونہ الہا کے نعرہ کے لئے اصحاب کہف جیسے حالات سے گزرنا ہوگا صرف تیوری سے مارکس نہیں ملتے بلکہ اس کے لئے پریکٹیکل بھی کچھ کرنا پڑتا ہے، ان آیات مبارکہ میں دو بار لفظ رب اور ایک بار لفظ الہ آیا ہے اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو عملاً اس نظام کے نفاذ کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کی توفیق دے اور جو لوگ اس نظام کے نفاذ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی قدموں کو مضبوط کرے، آمین۔

اور جو لوگ اس نظام کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق جو بھی محنت کرتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی اس کاوش کو بار آور فرما کر انہیں جزائے خیر دیں اور خصوصاً جن علماء کرام اور اہل حق نے اس نظام کے لئے سرکاری، درباری، مفتیوں کے گندے فتوؤں کے دندان شکن جواب دیئے ہیں اور ان کے رد میں کتابیں لکھی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دین حق کی خدمت کے لئے عمر دراز نصیب فرمائے۔ آمین اور جن لوگوں نے مالی جانی قربانیاں دی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر انہیں بہترین بدلہ دے اللہ تعالیٰ شہیدوں کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو دین حق پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ الکہف کے آخر میں پھر وہی مسئلہ یاد دلاتا ہے جس پر اصحاب کہف نے غار میں پناہ لی تھی۔

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾. (سورۃ الکہف آیت ۱۱۰)

ترجمہ: ”تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے سو پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سودہ کرے کچھ کام نیک اور شریک نہ کرے اپنے رب کی

بندگی میں کسی کو۔

سورۃ طہ میں دلائل کے تذکرے کے بعد ثمرہ بیان فرمایا:

﴿اللہ لا الہ الا ہو لہ الاسماء الحسنی﴾ (طہ ۸)

ترجمہ: ”اللہ ہی جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی، اسی کے ہیں سب نام خاصے۔“

اسی طرح سورۃ الانبیاء میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون﴾

(سورۃ الانبیاء ۲۵)

ترجمہ: ”اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے

کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے سو میری بندگی کرو۔“

یہاں بھی توحید اور عبادت کی بات ہو رہی ہے اور توحید تمام انبیاء کرام کا مشترکہ مسئلہ تھا اب بھی انبیاء کرام کے وارثوں پر اس بات پر زمین تنگ کر دی گئی ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ کے نظام کی بات کرتے ہیں باقی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سب کے سب باتوں کا خیر مقدم کرتے ہیں مگر الہ واحد کی قانون اور عبادت (بندگی) کا نام لیا تو فوراً سرکاری عملہ حرکت میں آجاتا ہے حالانکہ تمام انبیاء کرام نے اسی مسئلہ کی طرف دعوت دی تھی اب انبیاء کرام کے وارثوں کو اللہ تعالیٰ اس سنت کو زندہ کرنے کی توفیق دیں اور خصوصاً علماء کرام کا فرض منصبی ہے کہ اپنے خطبات اور تقاریر کے اندر اسی مسئلہ کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کریں، اس لئے کہ تمام نیکیوں کا مغز توحید ہے سورۃ الحج میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ويعبدون من دون الله ما لم ينزل به سلطاناً﴾ (الحج ۱۷)

ترجمہ: ”اور پوجتے ہیں اللہ کے سوائے اس چیز کو جس کی سند نہیں اتاری اس نے۔“

یہاں بھی عبادت سے مراد بندگی ہے جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے سورۃ المومنون میں فرمان باری

تعالیٰ ہے:

﴿فتعالی الله الملك الحق لا الہ الا هو رب العرش الکرم﴾ (سورۃ المومنون آیت ۱۱۶)

ترجمہ: سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہیں اس کے سوائے مالک اس عزت کے تخت کا۔“

یہاں بھی ”الہ“ اور ”رب“ کا مسئلہ سمجھایا گیا ہے مومنوں ہی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے  
 ”وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ، فَنَمَّا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ أَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ“ (سورۃ المومنون ۱۱۷)

ترجمہ: ”اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی سند نہیں اس کے پاس، سو اس کا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک بے شک بھلا نہ ہوگا منکروں کا۔“  
 مومنوں میں قدیم تاریخ کا بہت سارا تفصیل موجود ہے اس لئے آخر میں دوبارہ الہ، رب، اور توحید کا مسئلہ بیان فرمایا، اسی طرح سورۃ یونس میں کچھ عقلی دلائل اور صفات کے بعد دلائل کا ثمرہ بیان فرمایا:  
 ”ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ“۔ (یونس ۳)  
 ترجمہ: ”رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔“  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بھی اس کے والد نے اسی مسئلہ پر دشمنی کی تھی۔  
 ”وَإِتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ“۔ (الشعراء ۶۹، ۷۰)  
 ترجمہ: ”اور سنا دے ان کو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو۔“

سورۃ نمل میں ہے:

”اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ“۔ (النمل ۲۶)  
 ترجمہ: ”اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے پروردگار تخت بڑے کا۔“  
 سورۃ یس میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

”الْمِ اعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَبْنَىٰ آدَمُ إِلَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ وَإِنْ أَعْبَدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ“۔ (یس ۶۰)



ترجمہ: ”میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا“۔

صراط المستقیم کی بات تو ہم پنج وقتہ نماز میں بار بار کرتے ہیں مگر اس بات پر ہم بہت کم سوچتے ہیں کہ صراط مستقیم کیا ہے؟ صراط مستقیم سے مراد اس آیت مبارکہ میں اللہ واحد کی عبادت (بندگی) ہے۔ اب سوچا جائے کہ ہم کس کی بندگی کرتے ہیں؟ بندوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نامیدی مجھے بتا تو سہی اور کافی کیا ہے؟ (اقبال لاہوری)

عبادت کی بات پچھلے صفحات پر گزر چکی ہے بہر حال ہماری کم قسمتی یہ ہے کہ ہم نے عبادت کو صرف نماز، روزے تک محدود رکھا ہے۔

سورة الصفیٰ میں ارشاد خداوندی ہے

”ان الھکم لواحد“ (الصفیٰ آیت ۴)

ترجمہ: ”بے شک حاکم تم سب کا ایک ہے“۔

سورة حم السجدة میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام انبیاء کا مشترکہ مسئلہ بیان فرمایا ہے:

”اذ جاء تھم الرسل من بین ایدیھم ومن خلفھم الا تعبدوا الا اللہ“۔ (حم السجدة آیت ۱۴)

ترجمہ: ”جب آئے ان کے پاس رسول آگے سے اور پیچھے سے کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ

کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا تو بھیجتا فرشتے سو ہم تمہارا لایا ہوا نہیں مانتے“۔

سورة الزمر کا دعویٰ اس مسئلے پر ہے کہ ”فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین“ آیت نمبر ۲ میں ہے ”فاعبد اللہ

مخلصا لہ الدین“۔

ترجمہ: ”سو بندگی کر اللہ کی خالص کراس کے واسطے بندگی“۔

جبکہ آیت نمبر ۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ”الا للہ الدین الخالص“۔

ترجمہ: ”سنتا ہے اللہ ہی کے لئے ہے بندگی خالص“۔

دین کی تشریح اسی باب کے ابتداء میں ہو چکی ہے کہ ”دین“ کیا ہے سورۃ الزمر آیت ۶ میں توحید کے دلائل ذکر کرنے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے دلائل کا ثمرہ بیان فرمایا

”ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَانِیْ تَصْرَفُونَ“۔ (الزمر ۶)

ترجمہ: وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا راج ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے، پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو“۔

آگے الزمر کی آیت ۱۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّیْنَ﴾۔

ترجمہ: ”تو کہہ مجھ کو حکم ہے کہ بندگی کروں اللہ کی خالص کر کر اس کے لئے بندگی“۔  
پھر آیت ۱۲ میں ارشاد ہے:

”قُلْ اللّٰهَ اَعْبُدْ مُخْلِصًا لَهُ دِیْنِیْ“۔

ترجمہ: تو کہہ میں تو اللہ کو پوجتا ہوں خالص کر اپنی بندگی اس کے واسطے“۔

الزمر آیت ۲۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”قُلْ اَفْغِیْرُ اللّٰهَ تَأْمُرُوْنِیْ اَعْبُدْ اَیُّهَا الْجَاهِلُوْنَ“۔

ترجمہ: ”تو کہہ اب اللہ کے سوائے کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجوں اسے نادانوں“۔

اس سے آگے ارشاد ہے

”بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ“۔

نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام چونکہ قرآن پاک کے اولین مخاطب تھے جب ان کو یہ حکم ہو رہا ہے تو ہم کون ہیں کہ اپنے لئے بندگی کے قوانین کہیں اور سے پکڑیں۔

سورۃ الزمر کی آیت ۲۵ میں ارشاد ہے:

”وَ اِذَا ذَكَرَ اللّٰهُ وَ اَحَدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الدِّیْنِ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ وَ اِذَا ذَكَرَ الدِّیْنِ

من دونہ اذا ہم یستبشرون“۔

ترجمہ: اور جب صرف اللہ کا بیان کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل بچھے چلے جاتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اللہ تعالیٰ کے غیر کی بات ہو جائے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔  
سورۃ الاسراء میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے:

”واذا ذکرک ربک فی القرآن وحدہ ولو اعلیٰ ادبارہم نفوراً۔ (الاسراء آیت ۴۶)

ترجمہ: ”اور جب ذکر کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر بھاگتے ہیں اپنی پیٹھ پر بدک کر“۔

یہ قدیم تاریخ اللہ میں بیان فرماتا ہے اس بات کو سمجھانے کے لئے کہ پہلے بھی دشمنی اور جنگ و جدال اسی مسئلہ کے اوپر تھا اور آج بھی اس مسئلے کے عملاً نفاذ کے لئے کوئی تیار نہیں کل کے نمرود نے ایک آتشکدہ جلایا تھا جب کہ آج کل کے اس پر فتن دور میں ہزاروں آتشکدے اور اذیت خانے تعمیر کئے گئے ہیں۔  
ابوغریب، بگرام، گونٹانامو، شبرغان وغیرہ اس کی زندہ مثالیں ہیں اور اس ”پاک سرزمین“ میں بھی ہزاروں ٹارچر سیل قائم ہیں جہاں مجاہدین کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے اختلاف صرف طریقہ کار میں ہے باقی جو مقاصد کل کے نمرود کے تھے، آج کے نمرود اس سے ہزار درجہ بدتر ہیں۔

کل ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہو رہا تھا تو آج ملت ابراہیمی پر ڈٹے رہنے والوں کے ساتھ وہی کچھ ہو رہا ہے ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے بائیکاٹ کیا تھا تو آج جمہوریت وغیرہ کے شکل میں بہت سارے بت موجود ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے اس بت سے بائیکاٹ کی صورت میں اس بت کے مجاور سیاسی لوگ اور سیاسی ادارے اور اس بت کی محافظ افواج میدان میں کود جاتے ہیں اور اسی بت (جمہوریت) اور اس کے رکھوالوں کے خلاف گستاخی کرنے والوں کو بموں اور میزائلوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور پھر علماء سوء اس بت کی بندگی کے فتویٰ داغتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اسلامی ملک ہے اس کا آئین بھی اسلامی اور اس رٹ اور قانون کو چیلنج کرنے والا دہشت گرد خوارج فسادی باغی وغیرہ اور اس ”آئین مقدس“ کی شان میں گستاخی کرنے والا اور اس رٹ کو چیلنج کرنا بڑا گناہ کبیرہ اور کفر قرار پاتا ہے اور ایسا

کرنے والوں کو پتھروں کے زمانے میں پہنچا دیا جاتا ہے اور جو اس آئین حکومتی عمل داری اور جمہوریت کو دل و جان سے قبول کرتا ہے وہی ان کے نظروں میں پرامن اور وفادار شہری کہلاتا ہے۔

اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وقال الذين كفروا لرسولهم لنخرجنكم من ارضنا او لتعودن في ملتنا فاوحى اليهم ربهم لنهلكن الظالمين ولنسكنكم الارض من بعدهم ذلك لمن خاف مقامى وخاف وعيد﴾.

ترجمہ: ”اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں، تب حکم بھیجا انکو انکے رب نے ہم ہلاک کریں گے ان ظالموں کو، اور آباد کریں گے تم کو اس زمین میں ان کے پیچھے یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے میرے سامنے اور ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدہ سے“۔

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے پرانے کافروں کا ذہن اور اصول ہمیں سمجھایا ہے کہ انبیاء کرام کے خلاف ملک بدر کرنے کی سازشیں تیار ہوتی تھیں یا یہ بات کہ ہمارے ملت (رٹ) کو ماننا پڑے گا اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ میں ایسے ظالموں کو ہلاک کر دوں گا اور تم کو زمین میں بسا دوں گا یہ ایک قسم کی تسلی ہے اب بھی طاغوتی حکمران اپنی شیطانی رٹ کے قیام کی خاطر مجاہدین کو ملک بدر کرتے ہیں اسامہ بن لادن اور رابین الظواری وغیرہ ان کی زندہ مثالیں ہیں۔

سورۃ الاسراء آیت ۴۶ میں وہ بات ذکر ہے جس پر ان کو زیادہ غصہ ہوتا ہے وہ ہے: ”وحدہ“ آج بھی اگر کسی نے اللہ وحدہ کی قانون کی بات کی اور باقی تمام قوانین کا انکار کیا تو ان کے محافظین الرٹ ہو جاتے ہیں اور غصہ ہو جاتے ہیں اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں قدیم تاریخ سمجھائی کہ اس مسئلہ پر تم سے پہلے بھی دشمنیاں ہو چکی ہیں باقی نمازیں پڑھو مدرسے چلاؤں دین کی دعوت کا کام کروں اور جہاد بھی کروں لیکن ”جمہوریت اور آئین مقدسہ“ کے حدود میں رہتے ہوئے، کیونکہ یہ ”قانون“ اس سرکل سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا اگر کوئی اس سرکل سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ قانون کو ہاتھ میں لینے کے مترادف ہے۔

ایجنسیوں کی جہاد اس نظام اور آئین کی چھتری تلے ہو رہا ہے اگر یہ لوگ خالصتاً اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرتے تو سب سے پہلے اس کافرانہ نظام کے خلاف آواز اٹھاتے اور اس نظام کے محافظ اداروں فوج پولیس وغیرہ کے خلاف میدان میں اتر آتے پروزیر مشرف نے اپنی کتاب ”ان دی لائن آف فائیر“ میں انکشاف کیا ہے کہ میں نے تقریباً ۷۰۰ القاعدہ کے مجاہدین امریکہ کے حوالے کئے ہیں۔ آج بھی امریکہ کچھ لوگوں کی سروں کی بولی لگاتا ہے اور وہ آرام سکون اور عیش و عشرت سے اسلام آباد میں گھوم پھر رہے ہیں اور پھر بھی وہ جہاد کے نمبروں علمبردار ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو سرکاری پروٹوکول بھی حاصل ہے شریعت مطہرہ میں ایسے نام نہاد جہاد کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

نوٹ: جو مخلص مسلمان اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور ایسی جماعتوں کے زیر نگرانی جہاد کر رہے ہیں وہ حق پرست علماء کرام سے فتویٰ اور رہنمائی حاصل کر کے ایسی جماعتوں سے بیزاری کا اعلان کرے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے جن باتوں پر عہد لیا تھا اس میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ ”لا تعبدون الا اللہ“ ترجمہ: ”کہ تم بندگی نہیں کرو گے مگر صرف اللہ کی“ سورة البقرة آیت ۸۳ پھر نتیجہ کیا ہوا اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے

﴿ثُمَّ تَوَلَّيْتُمُ الْاَقْلِيَّاءَ مِنْكُمْ وَانْتُمْ مَعْرُضُونَ﴾

ترجمہ: ”پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے سے تم میں اور تم ہو ہی پھرنے والے۔“

اب بھی ہم نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کو ہی عبادت سمجھ رکھا ہے مگر اس وقت بھی کم لوگ تھے جو پھرے نہ تھے اور اب بھی بہت کم لوگ ہیں جو دین حق سے پھرنے کا کام نہیں کرتے سورة الاعراف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اتَّبِعُوا مَا نَزَلَ الْيَكْمَ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ اَوْلِيَاءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ (الاعراف ۳)

ترجمہ: چلو اسی پر جو اتر اتم پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ چلو اس کے سوا اور رفیقوں کے

پیچھے تم بہت کم دھیان کرتے ہو۔“

یہاں بھی رب کی نازل کردہ وحی اور تابعداری کا حکم ہے رب کی تشریح باب کے ابتدائی حصے میں بیان

ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا:

”کہ نصیحت پانے والے کم ہی ہوتے ہیں“ اور اکثریت ہمیشہ باطل کی ہوتی ہے جس کا قرآن کریم نے جگہ جگہ تذکرہ کیا ہے آگے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَمْرٌ رَبِّى بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وَجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾.

ترجمہ: ”تو کہہ دے کہ میرے رب نے حکم کر دیا ہے انصاف کا، اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اس کو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر“۔

یہاں بھی ”رب“ اور ”دین“ کا تذکرہ ہے جس کی تشریح باب کے ابتداء میں ہو چکی ہے اعراف آیت ۵۴ میں عقلی دلائل کے تذکرہ کے بعد ثمرہ بیان فرمایا:

﴿إِلَّا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾.

ترجمہ: سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا“۔

یہاں بھی ”رب“ کا تذکرہ ہے اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ﴾.

ترجمہ: ”تو کہہ اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں اور تم میں کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھہرا دیں اس کا کسی کو اور نہ بنادے کوئی کسی کو رب سوا اللہ کے“۔  
یہاں پر بھی عبادت کا تذکرہ ہے سورۃ نوح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ الْيَمِّ﴾. قَالَ

يَا قَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ. أَنْ أَعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا أَمْرًا (آیت ۳ تا ۵)

ترجمہ: ”ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ پہنچے ان پر عذاب دردناک بولا اے قوم میری تم کو ڈر سنا تا ہوں کھول کر کہ بندگی کرو اللہ کی اور اس سے ڈرو اور

میرا کہنا مانو۔“

یہاں پر بھی نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال تک ان اعبدوا اللہ کی تبلیغ کی جس کی تفصیل ان شاء اللہ آنے والے ابواب میں آئے گی۔ سورۃ البینۃ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور اہل کتاب کے مخالفت اور دشمنی کے تذکرے کے بعد فرمایا:

﴿وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾.

ترجمہ: حالانکہ ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو خالص اسی کے لئے رکھیں۔“

یہاں پر بھی عبادت اور دین کا مسئلہ سمجھایا گیا ہے جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں بیان ہو چکی ہے سورۃ القریش میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”فليعبدوا رب هذا البيت“.

ترجمہ: اس کو چاہیے کہ وہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کیا کریں۔“

اور سورۃ الکافرون میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے مقاطعہ اور بائیکاٹ کا اعلان ہے اور اس بات کا خاتمہ بھی سورۃ الکافرون کے اعلان کے ساتھ کرتا ہوا اللہ کی توفیق سے قرآن کی آخری دس سورتوں میں رب، عبادت، دین، الہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

رب کا تذکرہ، سورۃ الفیل، قریش، کوثر، نصر، فلق، اور الناس میں

عبادت کا تذکرہ، سورۃ القریش، اور سورۃ الکافرون میں

دین کا تذکرہ سورۃ النصر، اور سورۃ الکافرون میں

الہ کا تذکرہ، سورۃ الناس میں

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ وَلَا أَنَا عَابِدُ مَا

عَبَدْتُمْ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَلِي دِينٌ.

ترجمہ: آپ ﷺ (ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اے کافروں میں بندگی نہیں کرتا

ان (معبودوں) کی جنکی تم عبادت (بندگی) کرتے ہو اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرتے ہو اور نہ میں (آئندہ تمہارے معبود کی عبادت (بندگی) کروں گا، اور نہ تم میرے معبود کی عبادت کرو گے تم کو تمہارے دین کی سزا ملے گی اور میرے لئے میرے دین کا اجر ہے۔“

اس سورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے دشمنوں کو واضح پیغام دیا گیا ہے قرآن کے اولین مخاطب چونکہ نبی کریم ﷺ خود تھے اور صحابہ کرام بھی، لیکن یہ حکم تا قیامت انبیاء کرام کے وارثوں کے لئے خصوصاً اور عوام الناس کے لئے عموماً بایکٹ کا پیغام ہے، کیونکہ علماء کرام کے اوپر زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، کیونکہ یہ انبیاء کرام کے وارث ہیں۔

اس آیت کے شان نزول میں علماء کرام لکھتے ہیں کہ ایک بار چند رئیسوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کی بندگی کیا کرے، اور آپ کی معبود کی ہم عبادت کرتے ہیں جس میں ہم اور آپ شریک رہیں گے، جو بھی طریقہ بندگی صحیح ہو گا اس سے سب کو کچھ کچھ حصہ مل جائے گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی ”کہ میں اللہ کی توحید کے بعد تمہارے شرک میں کیسے تمہارے ساتھ شریک ہو سکتا ہوں نہ اب اور نہ آئندہ، اگر اللہ نے تمہاری تقدیر میں یہ آیت نہیں لکھی ہے تو تم ایسے ہی عبادت اور اللہ کے توحید سے محروم اور غافل رہو گے عام اعلان ہے نبی ﷺ کی طرف سے اور یہ اعلان ہر امتی کو کرنا چاہیے، اللہ فرماتے ہیں کہ اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے ”اے کافرو! میں عبادت نہیں کرتا ان کی جن کی تم عبادت (بندگی) کرتے ہو“ مراد یہ ہے کہ اے کافرو! میں اس قانون پر کبھی نہیں چل سکتا جس پر تم حرام اور حلال کے ضابطے اور جائز ناجائز وغیرہ کے پیمانے لیتے ہو، یہ عبادت اور بندگی مجھ سے نہیں ہو سکتی، کیونکہ غیر اللہ کے قانون پر چلنا ہی غیر اللہ کی عبادت اور بندگی کہلاتی ہے۔

اب اس جدید دور میں جمہوریت کے دیوانے مجاہدین اسلام کو یہ فلسفہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ووٹ جیت کر اسمبلی میں آ جاؤ اور دو تہائی اکثریت سے اسمبلی سے بل پاس کرا کے آئین میں ترمیم کراؤ یہ قانونی طریقہ ہے، ہمت ہے تو جیت جاؤ یہ مطالبات سابقہ اقوام نے بھی انبیاء کرام کے سامنے رکھے تھے۔ کہ ہمارے دین اور ملت میں آ جاؤ اگرچہ انبیاء کرام اس کو حرام سمجھتے تھے۔



یہ پیشکش نبی کریم ﷺ کو بھی ہوئی تھی مگر اللہ نے اسکو بذریعہ وحی سمجھایا کہ اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ ”لا اعبد ما تعبدون“ اور آخر میں فرمایا ”لکم دینکم ولی دین“۔

تمہارے لئے تمہارے دین کی سزا اور میرے لئے میرے دین کا اجر و ثواب، یعنی تمہارے لئے وہ قانون جو تم میں رائج ہے جس پر تمہاری معیشت، سیاست اور تمدن استوار ہے اور جس پر تم فیصلہ کرتے ہو تمہارے لئے تمہارا قانون اور اسی کی سزا جب کفار کی دین (قانون) کا انبیاء کرام کو اللہ نے بایکٹ کا حکم دیا تو جمہوریت جو کفار عالم کا امپورٹڈ دین اور قانون ہے، انبیاء کرام کے وارث اور نبی ﷺ کے امتی ہونے کا دعویدار ایک مخلص مسلمان اس کفریہ نظام میں شمولیت کیسے اختیار کر سکتا ہے؟

جمہوریت ملعونہ کی رد میں علماء حق نے بے شمار تصانیف لکھی ہیں، چونکہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے اس لئے اس پر بات نہیں کریں گے، کچھ کتابیں درج ذیل ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے رجوع کریں۔

مفتی برادران اور دین جمہوریت (مولوی عبدالجبار صدیقی)

اپنی جمہوریت۔۔۔۔۔ یہ تو دنیا نہ آخرت (مبشر حسن)

اکیسویں صدی میں جمہوری نظام تباهی کے دھانے پر (مولانا عاصم عمر)

جدید جمہوریت عقل و نقل کی عدالت میں (شیخ خالد حقانی)

جمہوریت ایک دین جدید (ابو یحییٰ الیسی)

جمہوریت سراب ہے (علامہ عبدالغفار محمد ضمرائی)

فتنہ جمہوریت از حکیم محمود احمد ظفر

حقیقت جمہوریت ابو معاذ القرنی حفظہ اللہ

ادیان کی جنگ از مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

انصار ان طاغوت اقسام و احکام عبدالرحمن بن عبدالحمید الامین حفظہ اللہ

خلافت اور جمہوریت مولانا عبدالرحمن کیلانی

اعلام الاعلام شیخ القرآن والحديث مولانا ولی اللہ کا بلگرامی شہید

مجھے ہے حکم اذالہ الا اللہ مولانا محمد عیسیٰ انصاری  
کیا ہمارا آئین اسلامی ہے از شیخ القرآن والحديث مولانا نور الہدی حفظہ اللہ  
کلمہ گونا گوت اس کے علاوہ الصبح والتفہیل شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

اب علمائے حق اور مجاہدین اسلام کو جمہوریت ملعونہ میں شرکت کا مشورہ دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ  
مشرکین نے نبی کریم ﷺ کو مشورہ دیا تھا، اب ہر حق کے داعی اور امت محمدی پر ڈٹ جانے والے کو اس  
نظام کے خلاف یہ صدا بلند کرنا چاہیے کہ لا اعبدا ما بعدون۔ اور لکم دینکم ولی دین۔ اور یہ صدا  
صرف جمہوری کھوکھلے نعروں دھرنوں اور جلسوں میں نہیں اس کے لئے عملاً میدان میں اتر کر اس بڑے بت  
(جمہوریت) اور اس کے محافظین سے بائیکاٹ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ انقلاب کے لئے قربانی دینی پڑتی ہے،  
صرف قراردادیں منظور کرنے سے یہ بت نہیں گرایا جاسکتا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اسمبلیوں میں بیٹھ کر  
عبادت وحدہ کے قانون کو عملاً کیسے نافذ کیا جاسکتا ہے، یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ کاغذی آئین میں (جس کو سیاسی لوگ اسلامی آئین کہتے ہیں) صرف یہ لکھا  
جائے کہ ”اس ملک میں کوئی بھی ایک قانون قرآن وسنت کے متصادم نہیں بنے گا“ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ  
اس ملک میں کوئی بھی ایک قانون قرآن وسنت کے عملاً اصولوں پر قائم نہیں ہے قانون کا عملاً نفاذ الگ چیز  
ہے اور آئین میں لکھنا الگ چیز، انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ آج تک قرآن وسنت پر عملاً کتنے فیصلے کئے  
گئے؟

اللہ پاک ہم سب کو دین، الہ، قانون، عبادت اور رب کی مفہوم سمجھنے کی توفیق دیدیں شیخ القرآن  
والحدیث رئیس المفسرین امام المجاہدین مولانا محمد طاہر نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب ”العرفان من اصول  
القرآن“ میں وہ تمام امور ذکر کئے ہیں جن کی وجہ سے مشرکین کا موحدین سے اختلاف ہوتا رہتا تھا۔

وايضاً اختلفوا فى وحدة إله فلذا وقع ”لا إله الا الله“ فى القرآن سبع وثلاثين

موضعاً“ کذا فی تفسیر کبیر ۶/۱۴۔

سورة الکہف آیت ۳۵ میں ہے

سورة الفرقان آیت ۴۲ میں ہے:

﴿إِنْ كَادَ لِيُضِلَّنَا عَنْ الْهَتَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا﴾.

ترجمہ: ”یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جبرہتے ان پر“۔

أَفَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ  
بَصَرَهُ غَشَاوَةً.

ترجمہ: ”بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو اور راہ سے بچلا دیا اس کو اللہ نے  
جانتا بوجھتا اور مہر لگا دی اس کے کان پر اور دل پر اور ڈال دی اس کی آنکھ پر اندھیری“۔  
اسی طرح سورة الاعراف آیت ۷۰ میں ہے

﴿قَالُوا أَجِئْنَا لِنُعْبَدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا﴾.

(ترجمہ): ”انہوں نے کہا کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہم صرف الہ واحد کی  
عبادت کریں اور جن کی ہمارے باپ دادا بندگی کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں“۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ تاریخ قوم عاد کی بیان کر دی کہ انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ  
اللہ واحد کی بندگی کی بات پر اختلاف کیا تھا اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ  
اسی طرح سورة المؤمن آیت ۱۲ میں ہے:

﴿ذَلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرَكَ بِهِ تَوَمَّنُوا﴾.

ترجمہ: ”یعنی یہ عذاب تم پر اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار  
کرتے تھے، اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تو تم مان لیتے“۔

یہاں جہنمیوں کے عذاب کا تذکرہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جہنم کے عذاب کا بڑا سبب یہ ذکر فرمایا کہ وہ  
اللہ واحد کی بات اور مسئلہ کا انکار تھا، تمام انبیاء کرام کا مشترکہ مسئلہ أن اعبدوا اللہ تھا عبادت کی تشریح اس  
باب کے شروع میں ہو چکی ہے۔

سورة الکہف میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ﴾ (الکہف آیت ۱۱۰)  
ترجمہ: ”تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے۔“  
اسی طرح سورۃ الرعد میں ہے:

﴿قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ (الرعد آیت ۳۰)  
سورۃ الرعد میں ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ إِلَهُهُ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَآبُ﴾ (الرعد آیت ۳۶)  
ترجمہ: ”کہہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا، اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف ہے میرا ٹھکانا۔“  
سورۃ طہ آیت ۹۸ میں ہے:

﴿إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾  
ترجمہ: ”تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔“  
سورۃ الاسراء آیت ۲۲ میں ہے:

﴿لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُومًا﴾  
ترجمہ: ”مت ٹھہرا اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بے کس ہو کر۔“  
اسی طرح اسراء آیت ۲۳ میں ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾  
ترجمہ: ”اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے۔“  
اسی طرح سورۃ محمد میں ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (سورۃ محمد آیت ۱۹)  
ترجمہ: ”سو تو جان لے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے۔“  
اسی طرح سورۃ مومن میں ہے:

﴿ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَأَنى تُؤْفَكُونَ﴾. (سورة مؤمن آیت ۶۲)

ترجمہ: ”وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے، پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو۔“

مؤمن آیت ۶۵ میں ہے:

﴿هُوَ الْحَىُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾.

ترجمہ: ”وہی زندہ رہنے والا کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے، سو اس کو پکارو خالص کر کر، اس کی بندگی۔“

مؤمن آیت ۶۶ میں ہے:

﴿قُلْ اِنِّى نَهَيْتُ اَنْ اُعْبُدَ الَّذِىنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾.

ترجمہ: ”تو کہہ مجھ کو منع کر دیا کہ پوجوں ان کو جن کو تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے۔“

یہ مضمون قرآن کریم میں جگہ جگہ ذکر ہے قرآن پاک کے شروع میں سورة الفاتحہ کے اندر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ پھر آگے فرمایا: ﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ جو کہ سورة الفاتحہ کا دعویٰ ہے اب اللہ تعالیٰ سے ہم نماز میں پانچ بار با وضو یہ وعدہ کرتے ہیں مگر عموماً نتیجہ صفر ہے اسی طرح سورة الحجر کی آخری آیتوں میں اللہ عزوجل نے نبی پاک ﷺ کو تسلی دی ہے اور سب سے آخری آیت مبارکہ ۹۹ میں ارشاد فرمایا، ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیْكَ الْیَقِیْنُ﴾.

ترجمہ: ”اپنے رب کی عبادت (بندگی) کیا کرے یہاں تک کہ تم کو موت آجائے یعنی اپنے رب کی زندگی بھر بندگی کرتے رہو۔“

سورة الصفات آیت ۳۵ میں ہے:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَسْتَكْبِرُوْنَ﴾

ترجمہ: ”یہ وہ لوگ ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے ہیں۔“

سورۃ المؤمنون کے آیت ۱۱۶ میں ارشاد باری ہے:

﴿فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾.

جبکہ اگلی آیت مبارکہ میں الہ کا مضمون ذکر ہے، قرآن کریم نے جہاں بھی پرانے اقوام کا قدیم تاریخ ذکر فرمایا ہے تو اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انبیاء کرام کے ساتھ ان کے قوموں نے ہمیشہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے مسئلہ پر اختلاف کیا تھا اور ان کے خلاف محاذ بنایا تھا لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی مزید وضاحت باب دوم میں آرہی ہے اب بھی اس مسئلہ کے بیان کی وجہ سے انبیاء کرام کے وارثوں یعنی علمائے حق اور مجاہدین کے ساتھ اصل اختلاف اس مسئلہ پر ہیں منہ زبانی تو سب کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ صحیح ہے لیکن جب عملاً اس مسئلہ کی نفاذ کی بات آتی ہے تو وہی پوری قوت کے ساتھ حکومت کے تمام ادارے اور افراد میدان میں اتر آتے ہیں لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے مسئلہ پر جس طرح پرانے زمانے میں جنگیں لڑی گئی تھیں اسی طرح مجاہدین آج بھی اس مسئلہ کے عملاً نفاذ کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔

اور دنیا بھر میں وہ اس مسئلہ کے لئے جہاد کر رہے ہیں اور شریعت میں وہی جہاد معتبر ہے جس کی بنیاد اس عقیدے پر ہو یعنی لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یہ نہ کہ صرف کشمیر کی آزادی تک جہاد جاری رہے گا جو جہاد مرتد اداروں افواج، ایجنسیوں وغیرہ کے اشاروں پر دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لئے لڑا جاتا ہو وہ شرعی جہاد نہیں ہے کیونکہ جہاد کے کچھ شرعی مقاصد ہوتے ہیں اور شریعت میں ان کے لئے کچھ قواعد و ضوابط مقرر ہیں باب دوم میں اس کی کچھ تفصیل آئے گی۔ ان شاء اللہ

نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے

”أمرت أن أقاتل الناس حتى يقول لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فمن قال لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فقد عصم

منى ماله ونفسه“۔ متفق علیہ

ترجمہ: ”مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں جب تک

وہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار نہ کر لے جس نے یہ اقرار کر لیا اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال کی حفاظت

کر لی“۔

نوٹ: یہاں صرف منہ زبانی اقرار کی بات نہیں ہے جیسا کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے بلکہ عقیدہ اور عملاً اس کلمہ کا دل و جان سے اقرار کرنا مراد ہے، منہ زبانی اقرار اور عملاً اس کلمہ کا انکاریہ منطق سمجھ سے بالاتر ہے شریعت میں منہ زبانی کلمہ کا اقرار کچھ فائدہ نہیں دیتا جب عملاً اس کا انکار کیا جائے، مزید تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ

## باب دوم

اس باب میں امن کا تذکرہ ہے جو اصلاً ایمان کے ساتھ مشروط ہے نیز امن کیسے آئے گا؟ انعام یافتہ لوگ کون کون ہیں؟ ان کی نشانیاں اور صفات کیا ہیں؟ اور ان کو امن کا سرٹیفیکٹ (سند) کون دیتا ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ فساد کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے کہ فساد کیا ہے؟ اس کے اسباب اور محرکات کیا ہیں؟ فساد کیسے برپا ہوتا ہے؟ فساد ی لوگ کون ہیں ان کی نشانیاں اور بدترین فساد ی صفات کیا ہیں؟ ان کو بیڈ سرٹیفیکٹ (سند) دینے والا کون ہے؟ اور ان کا ہدف کون لوگ ہیں؟ اور کیوں ہے؟ اور ان کا فساد ی طریقہ واردات کیا ہے؟

آج کل امن اور فساد کا اصطلاح بہت چل رہا ہے اور عالمی دجالی میڈیا اور ان کے کارندے یہود و نصاریٰ کے ڈالروں پر فتویٰ نکالنے والے اور ان کے پیسوں پر چلنے والی عالمی جمہوری حکومتیں اور ان کے نام نہاد سربراہان عالمی امن اور فساد کی بات زیادہ کرتے ہیں جہاد فی سبیل اللہ ان کے نظروں میں فساد ہیں جب کہ ان کا ”عالمی امن“ جمہوری نظام اور ان کے کارندوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ شریعت کی نظر میں ان اصطلاحات کا اصل مقصد کیا ہے اور پھر خود فیصلہ کرے کہ شریعت نے امن والے کس کو کہا ہے اور فساد ی اور دہشت گرد کون ہیں؟ قرآن پاک کے شروع میں سورۃ الفاتحہ میں ان لوگوں کی راہ پر استقامت کی دعا مانگی جاتی ہے جن پر انعام کیا گیا ہے ان انعام یافتہ لوگوں میں کون کون شامل ہیں اور یہ انعام ان پر کس وجہ سے کیا گیا ہیں اور ان کو کلیرنس سرٹیفیکٹ دینے والا ذات کس کا ہے؟ اور اس انعام کے لئے کون سی شرائط لازمی ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ. وَحَسَنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا. ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا﴾. (سورۃ النساء آیت ۶۹، ۷۰)

ترجمہ: ”اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے



انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے ان کی رفاقت، یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

یہ حکم عام ہے ہر اس بندے کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے پہلا شرط اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی عقیدت اور عملاً اطاعت ہیں، اس اطاعت کے بغیر انعام یافتہ لوگوں کی فہرست میں شامل ہونا ممکن ہے اس اطاعت کا دائرہ چھوٹے سے لے کر بڑے سے بڑے کاموں کے لئے ہیں زندگی سے لے کر موت تک چاہے وہ معاملات ہو غم ہو یا شادی معیشت ہو یا سیاست معاشرت ہو یا عدالت کاروبار ہو یا اجتماعی زندگی۔

اب یہ فیصلہ ہر آدمی کو خود کرنا چاہیے کہ وہ اس شرط پر کتنا پورا اترتا ہے، اس شرط کے بعد ”منعم علیہم“ کی فہرست اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود مرتب فرمائی ہیں۔

(۱) النبیین (۲) صدیقین (۳) شہداء (۴) صالحین

ان لوگوں کے تذکرے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَحَسَنَ أَوْلَئِكَ رَفِيقًا﴾ اور یہی لوگ دوستی کے قابل ہیں، اس کے بعد والی آیت ۷۰ میں اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ﴾ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں پر اپنی اس فضل کی بارش کر دے لیکن اس فضل سے پہلے جو شرائط رکھے ہیں اس پر پورا اترنے کے بعد ہی یہ فضل ممکن ہو سکے گا۔ اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا﴾

ترجمہ: ”کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے سوا سی پران کو خوش ہونا چاہئے۔“

سورۃ آل عمران آیت ۱۰۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

ترجمہ: ”اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے

اوپر جب کہ تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے پھر تم کو اس سے نجات دی، اسی طرح کھولتا ہے اللہ تم پر آیتیں تاکہ تم راہ پاؤ۔“

یہاں مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے اعتصام بالکتاب کا حکم دیا ہے اور جب قرآن و سنت پر ایمان والے قائم رہیں گے تو کامیاب ہوں گے۔

نبی پاک ﷺ نے آخری خطبے میں فرمایا تھا: ”تو رکت فیکم امرین“۔

(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول ﷺ یہ کامیابی کا راز ہے اور کامیابی کی سیڑھی ہے جب تک مسلمان اس پر مضبوطی سے عمل کرتے رہیں گے گمراہ نہیں ہوں گے، اب اعتصام بالکتاب کی عملی صورت کہیں بھی نہیں ہے صرف تلاوت کی حد تک بات ہے اور بس، اس لئے تو نبی پاک ﷺ قیامت کے دن فرمائیں گے: **وقال الرسول يا رب ان قوم اتخذوا هذا القرآن مهجوراً** اور یہ عام اعلان ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عمل کیا کر کے دکھایا تھا۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر  
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

اب اس زمانے میں جو بھی اللہ تعالیٰ کی اس رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا عملاً مطالبہ کرتا ہے وہ ہشتگرد اور حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے والا، فساد، اور خارجی کہلاتا ہے حالانکہ اسی آیت مبارکہ میں اس رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کہا ہے کہ اسی انعام ہی کی وجہ سے تمہاری دشمنیوں کو میں نے بھائی بندی اور دوستی میں بدل دیا، اخوت اور بھائی چارگی کا اصل سبب قرآن ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نعمت ہے امن اور اخوت و اتفاق مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرآن کے عملی نفاذ میں ہیں، صرف تلاوت سے یہ عظیم مقصد حاصل نہیں ہوتا، سورۃ الانفال آیت ۶۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلْفَتَبَيْنَ قُلُوبَهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ

أَلَفَ بَيْنَهُمْ﴾۔

ترجمہ: ”اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ زمین میں ہے سارا نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں۔“

محبت اور بھائی چارہ، مال، دولت اور ایکشن پلان پر عملدرآمد سے نہیں قرآنی نظام اور قرآنی عقیدہ سے آتا ہے عرب میں دور جاہلیت میں قتل و غارت، ڈاکہ زنی، وغیرہ تمام بدترین خصلتیں قرآن ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ختم کروادیں، اب بھی اگر قرآنی نظام کا نفاذ ہو جائے تو بہترین امن اور بھائی چارہ قائم ہو جائے گا۔

امارت اسلامی افغانستان اس کی روشن مثال ہے جس کی تعریفیں اکثر جمہوری غلامان بھی کرتے رہتے ہیں، یہ سب قرآن کریم کے نظام کے نفاذ کی بدولت ممکن ہوا۔

الحاصل:

اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام قرآن کریم اور عقیدہ توحید ہے اور اس ہی کے ذریعے محبت اور بھائی چارے کا قیام ہو سکتا ہے اور نظاموں میں امن ڈھونڈنا بے وقوفی ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ یہود و نصاریٰ کی حقیقی امن جس کا نعرہ مستانہ آجکل عام ہیں امپورٹڈ جمہوری نظام کے ساتھ وابستہ ہے اور جب تک اس نظام کے کارندے اور محافظین اس نظام پر اپنی تن من دھن قربان کرتے رہیں گے اور اس نظام کو بچانے کے لئے اپنا خون پیش کرتے رہیں گے اور ان کے درباری مفتی اس نظام کے جواز کے فتوے نکالتے رہیں گے یہود و نصاریٰ کا عالمی امن برقرار رہے گا۔

سورۃ الفتح کے آخری آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے کچھ صفات کا تذکرہ فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾

ترجمہ: ”اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر، نرم دل ہیں آپس میں۔“

آپس میں یہ رحم کا مادہ کس چیز نے دیا؟ اس کا مختصر جواب یہی ہے کہ عقیدہ توحید اور قرآن نے جس پر آپ علیہ السلام نے ان کو اکٹھا کیا تھا اور اب بھی یہ صفت مجاہدین اسلام کے اندر کافی حد تک موجود ہے دنیا کے جس کونے میں بھی ایک مسلمان پر ظلم ہوتا ہو یہ ان کے خلاف کفار عالم کے لئے سخت موقف رکھتے ہیں

اور کفار اور ان کے ٹوڈی غلاموں کے لئے سخت اور آپس میں رحم دل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام میں فرماتے ہیں:

﴿وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا. فَايَ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾.

ترجمہ: ”سو (اہل ایمان اور کفار) کی دو جماعتوں میں امن کا زیادہ حقدار کون ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو (پس) جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ آلودہ نہیں کرتے ان ہی کے لئے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔“

آج کل دجالی میڈیا پر کچھ اصطلاحات بڑھا چڑھا کر نشر کی جاتی ہیں جس سے سادہ لوح عوام بری طرح متاثر ہوتے ہیں الا ماشاء اللہ، ان اصطلاحات میں آزادی، اظہار رائے، ترقی، روشن خیالی، اعتدال پسندی، انتہا پسندی، بنیاد پرستی، دہشت گردی، ریاستی رٹ، غیر ریاستی عناصر، باغی، جمہوری روایات، فلاحی ریاست، انسانی حقوق، حقیقی امن اور فساد اور رٹ وغیرہ شامل ہیں۔

امن اور فساد کا زیادہ تذکرہ ان علاقوں میں ہوتا ہے جہاں پر یہود اور ان کے حواریوں پر مجاہدین ضربیں لگا رہے ہیں افغانستان، صومالیہ، الجزائر، یمن، عراق اور شام وغیرہ میں یہ تذکرہ عام ہے علامہ ابو سعود حنفی اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

أَيُّ أَوْلَئِكَ الْمَوْصُوفُونَ بِمَا ذَكَرَ فِي الْإِيمَانِ الْخَالِصِ عَنْ شُوبِ الشَّرْكِ لَهُمُ الْأَمْنُ فَقَطْ وَهُمْ مُهْتَدُونَ إِلَى الْحَقِّ وَمَنْ عَدَاهُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ.

ترجمہ: ”یہی لوگ جو شرک کے ہر ملاوٹ سے پاک ایمان خالص سے متصف ہے امن انہی کے لئے ہے فقط اور یہی حق کی راہ کی جانب ہدایت والے ہیں اور جو ان سے دشمنی کرے وہ صریح گمراہی میں ہیں۔“

حوالہ ارشاد العقل السليم الى مزاي الكتب الكريم سورة الانعام ۸۲

انفرادی امن ایمان اور صرف اللہ کے دین میں ہے جبکہ اجتماعی امن نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔

عنکبوت آیت ۶۷ میں مشرکین کے امن کا تذکرہ ہے اگرچہ مشرکین اور کفار وغیرہ کا امن عارضی ہوتا ہے اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿أُولَٰئِكَ يَرْوُونَ أَنَا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيَتَخَفَتِ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ﴾.

ترجمہ: ”کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں ان کے آس پاس سے۔“

مراد یہ کہ یہ حرم میں امن وامان سے رہ رہے تھے ان کے تجارتی قافلے شام اور یمن جاتے تھے اس عارضی امن کو کفار نے کفر کے ساتھ وابستہ سمجھا تھا، اور جب نبی پاک ﷺ نے ان کو اللہ واحد کی بندگی کی دعوت دی تو انہوں نے یہ سمجھا کہ اگر ایمان لے آئیں گے تو ہمارا امن خراب ہو جائے گا۔

سورۃ القصص آیت نمبر ۵۷ میں ارشاد باری ہے:

﴿إِنْ تَتَّبِعِ الْهَدَىٰ مَعَكَ نَتَخَفَتِ مِنْ أَرْضِنَا﴾.

ترجمہ: ”اگر ہم راہ پر آئیں تیرے ساتھ اچک لئے جائیں۔“

بہر حال یہ ایک کھلی حقیقت اور قدیم تاریخ کا ایک روشن باب ہے کہ جب قریش مشرف بالاسلام ہوئے تو ان کو حقیقی امن حاصل ہو گیا اور فتح مکہ کے بعد مغرب تک پھیل گئے بہر حال حقیقی امن کے لئے کچھ مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جیسا کہ نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام کو مکی زندگی میں شدید خطرات کا سامنا کرنا پڑا تھا اور بعد میں قتال فی سبیل اللہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تو ان سب کچھ کے بعد امن قائم ہو گیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نظام خلافت اور اجتماعی امن فوراً نہیں ملا تھا، اجتماعی امن جس کا تذکرہ یہود و نصاریٰ اور ان کے غلام ٹی وی پر آکر کرتے ہیں، وہ امن ہرگز اجتماعی امن نہیں ہے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ان کو جمہوریت اور اس نظام کے پیدا کردہ اشخاص اور اداروں سے عارضی امن مل جائے مگر اجتماعی امن وہ امن ہے جس کو اللہ عزوجل نے امن کہا ہے جمہوریت خود ایک دین جدید ہے اور سارے

فساد کا محور ہے جب تک دنیا میں یہ فساد قائم رہے گا مسلمانوں کے لئے اجتماعی امن ناممکن ہے اس لئے اس نظام میں دیر پا امن ڈھونڈنا وقت کا ضیاع ہے بس کیونکہ جس راستے سے امن آتا ہے یہ اس راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے جس کی بنیاد خلافت اور اسلام کی ضد پر رکھی گئی ہیں۔

اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ مجاہدین اسلام کی مدد کریں جو ان شاء اللہ دنیا بھر میں حقیقی امن لے آئیں گے لیکن مجاہدین کی پہچان میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے جن لوگوں کا جہاد عالمی ایجنسیوں تلے ہو رہا ہے وہ شرعی جہاد نہیں کہلا سکتا اور نہ ان لوگوں کا جہاد شرعی جہاد ہو سکتا ہے جو جمہوری طاغوتی نظام کے محافظ ہیں مختصر یہ کہ تمام چھوٹے بڑے مسائل میں شریعت مطہرہ کی تابعداری میں مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل موجود ہے تمام عالم عموماً اور مسلمانوں کا خصوصاً دنیاوی و آخروی فلاح و کامیابی نظام خلافت کے ساتھ وابستہ اور حقیقی امن بھی اجتماعی طور پر خلافت ہی سے آئے گا۔ ان شاء اللہ

امن کا مطلب ابن عاشور (۱۳۹۳ھ) ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

”والمراد الأمن من عذاب الدنيا بالاستيصال ونحوه وما عذبت به الأمم الحادثة ومن عذاب الآخرة“.

ترجمہ: ”یہاں امن سے مراد دنیا کی عذابوں سے امن اور ان عذابوں سے امن مراد ہے جن میں کفار کے امتوں کو مبتلا کیا جاتا ہے اور اسی طرح آخرت کے عذاب سے بھی امن“۔ (التحریر والتأیید)

سورة الانعام آیت ۸۲ سورة النور آیت ۵۵ میں ارشاد ربانی ہے:

”وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم أمناً يعبدوننى لا يشركون بى شيئاً. ومن كفر بعد ذلك فأولئك هم الفاسقون.“

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرنے

والے ہیں کہ انہیں ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا فرمائی تھی اور یقیناً ان کے لئے ان کے دین کو مضبوطی سے محکم کر دے گا جیسا وہ ان کے لئے پسند فرما چکا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا کہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہرائیں گے اس کے بعد بھی جو ناشکری اور کفر کرے تو وہ یقیناً فاسق ہے۔“

مفسرین نے اس آیت مبارکہ کے شان نزول میں حضرت ابوالعالیہؓ کی یہ روایت بیان کی ہے:

”کان النبی ﷺ وأصحابه بمكة نحوا من عشرين سنين يدعون إلى الله وحده وعبادته وحده لا شريك له سرا وهم خائفون لا يؤمرون بالقتال حتى أمروا بعد بالهجرة إلى المدينة فقدموا المدينة فأمرهم الله بالقتال فكانوا به خائفين يمسون في السلاح ويصبحون في السلاح فغيروا بذلك ما شاء الله ثم إن رجلا من أصحابه قال يا رسول أباد الدهر نحن خائفون هكذا؟ أما يأتي علينا يوم نامن فيها ونضع عنا (فيه) السلاح؟ فقال رسول الله ﷺ لن تغبروا إلا يسيراً حتى يجلس الرجل منكم في الملاء العظيم محتبياً ليست فيهم حديدة.

وأنزل هذه الآية فأظهره الله نبيه على جزيرة العرب فأمنوا ووضعوا السلاح ثم إن عز وجل قبض نبيه ﷺ فكانوا كذلك آمنين في أمانة أبي بكر وعمر وعثمان (رضوان الله عليهم أجمعين) حتى وقعوا فيما وقعوا وكفروا النعمة فأدخل (الله) عليهم الخوف الذي كان رفع عنهم.“

حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین دس سال تک مکہ المکرمہ رہے اللہ تعالیٰ کی توحید اور عبادت کی طرف لوگوں کو خفیہ طور پر دعوت دیتے رہے لیکن یہ عرصہ اس حال میں گزرا کہ خوف اور بے اطمینانی نے انہیں گھیر رکھا تھا اور ابھی جہاد کا حکم نہیں آیا تھا اس کے بعد ہجرت کا حکم ہوا لہذا ہجرت کر کے صحابہ کرام مدینہ منورہ پہنچے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں جہاد کا حکم دیا مسلمان کافی خوفزدہ تھے خطرے سے کوئی

وقت خالی نہ جاتا تھا (دشمنوں کی چاروں طرف گھیرنے کی وجہ سے) صحابہ کرام صبح و شام ہتھیاروں سے لیس رہتے تھے۔ ایک صحابی نے ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم ہمیشہ اس طرح خوفزدہ رہیں گے؟ کیا ہمیں کبھی اتنا سکون میسر نہیں آئے گا کہ ہم بے خوف ہو کر ہتھیار رکھ سکیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: (کچھ دن اور صبر کرلو) پھر اس قدر امن اور اطمینان ہو جائے گا کہ تم بھری مجلس میں گھوٹ لگائے بیٹھے ہوں گے اور کسی کے پاس بھی ہتھیار نہیں ہوگا۔ اور یہ انہی حالات میں اتری پھر (کچھ ہی عرصہ میں) اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ جزیرۃ العرب پر غالب آگئے اور مسلمانوں کے دل خوف سے خالی ہو گئے اور ہتھیار ہر وقت لگائے رہنا ضروری نہ رہا پھر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا تاہم لوگ اس کے بعد بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کے دور میں بھی کامل امن و امان میں رہے پھر مسلمان ان جھگڑوں میں پڑ گئے جو بعد میں رونما ہوئے اور (خلافت) کے نعمت کی قدر نہ کی نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ اسی خوف میں مبتلا کر دیا جس سے انہیں نجات دی گئی تھی۔ (ابن کثیر سمرقندی طبری وغیرہم)

ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے تھے تو فرمایا:

﴿رب اجعل هذا بلداً آمناً وارزق أهله من الثمرات من امن﴾

ترجمہ: ”اے میرے رب بنا اس کو شہر امن کا اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو میوے جو کوئی ان میں سے ایمان لاوے۔“

یہاں امن کی بات پہلے کی اور معیشت کی بات بعد میں، کیونکہ اصل چیز امن ہے امن ہوگا تو معیشت ترقی کرے گا آجکل جمہوری بادشاہ، صدور، وزراء اعظم وغیرہ یورپی ممالک سے تجارتی معاہدے اور انوسیمنٹ کی بات کرتے ہیں حالانکہ امن پہلے قائم کرنا چاہیے معیشت خود بخود بہتر ہو جائے گا لیکن بات پھر وہی ہے کہ یہ لوگ امن جمہوری نظاموں میں ڈھونڈتے ہیں اور وہ امن دیر پا نہیں ہوتا مسلمانوں کے لئے حقیقی امن ایمان کے ساتھ عموماً اور فرداً فرداً ہے اور اجتماعی امن نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ہے جس کے خلاف کفار کا عالمی اتحاد اقوام متحدہ کی صورت میں قائم کیا گیا ہے۔ بش نے ایک دفعہ کہا تھا: ”کہ دہشت گرد خلافت کا نظام واپس لانا چاہتے ہیں۔“



### They Want Old Khilafat

خلیفہ امام اور امیر المؤمنین ان تمام الفاظ کا مطلب ایک ہے اس طرح خلافت امارت اور امامت ایک چیز ہے اس کو امامت عظمیٰ اور امامت کبریٰ بھی کہتے ہیں

الموسوعة الفقهية الكويتية ص ۲۱۷ جلد ۶

دمجی الامامة العظمیٰ ص ۲۳ میں کہتے ہیں کہ امامت عظمیٰ اور کبریٰ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے فرق اور تمیز پیدا ہوتی ہے امامت صغریٰ سے جو نماز کی امامت ہے نیل الاوطار ۶۸۵ جلد ۱۲ میں ہے: کہ امارت عظمیٰ خلافت کو کہتے ہیں اور امامت صغریٰ کسی شہر کی حکومت اور اختیار کو کہتے ہیں۔

اسی طرح علماء لفظ امام کے بارے میں کہتے ہیں:

وإذا أطلق لا ينصرف إلا إلى صاحب الإمامة الكبرى ولا يطلق على الباقي إلا

بالإضافة.

”امام“ کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مراد صاحب امامت کبریٰ ہوتا ہے اور اس کے علاوہ دوسروں کے لئے اضافت کے بغیر استعمال نہیں ہوتا۔ (تفسیر الرازی ص ۴۴ جلد ۴، شامی ۵۴۷ جلد ۱، الموسوعة الفقهية ص ۲۱۵، جلد ۶)۔

الفصل فی الملل والنحل لابن حزم ص ۴۷ جلد ۴ بحوالہ تعدد الخلفاء ووحدة الأمة لدكتور محمد خلدون ص ۲۲۔ علامہ جرجانی رحمہ اللہ امام کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

هو الذى له الرياسة العامة فى الدين والدنيا جميعا.

”وہ شخص جس کو دین اور دنیا کی عمومی رہبری حاصل ہو (امام یا خلیفہ ہے)۔“

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رئاسة عامة فى أمر الدين والدنيا خلافة عن النبي ﷺ.

”خلافت اس عمومی رہبری کا نام ہے جو کہ دین اور دنیا کے کاموں میں رسول اللہ کی نیابت

میں حاصل ہو۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

ہی رئاسة عامة في الدين والدنيا لشخص واحد من الأشخاص .  
 ”خلافت اس عمومی رہبری کو کہتے ہیں جو کہ دین اور دنیا میں ایک شخص کو حاصل ہو۔“  
 ہی الرئاسة العظمى والولاية العامة الجامعة القائمة بحراسة الدين والدنيا .  
 ”خلافت اس بڑی رہبری اور عمومی اور جامع اختیار کو کہتے ہیں جو کہ دین اور دنیا دونوں کی حفاظت کرے۔“

نظام الحكومة النبوية لمحمد عبد الحي بن عبد الكبير الكتاني رحمه الله ص  
 ۷۹ جلد ۱ .

وهي الولاية العامة على كافة الأمة والقيام بأمرها والنهوض بأعبائها .  
 ”خلافت پوری امت کی عمومی حکومت اور اختیار کو کہتے ہیں جس میں امت کے کام اور اس کے بوجھوں کو اٹھایا جاتا ہے۔“  
 رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”من امر بالمعروف او نهى عن المنكر فهو خليفة الله في ارضه وخليفة رسوله  
 وخليفة كتابه“

(احکام القرآن جلد ۱۱ ص ۳۳۱)

قال على الامام انما جعل ليقم الناس الصلوة وياخذ صدقاتهم وقيم حدودهم  
 ليمضى احكامهم ويجاهد عدوهم وهذه كلها عقود ولا يخاطب بها من لم يبلغ او من  
 لا يعقل .

(ازالة الخفاء عن الخلافة الخلفاء جلد ۱ ص ۲۲۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام (خليفة) اس لئے بنایا جاتا ہے تاکہ نظام صلوٰۃ کو قائم  
 کرے صدقات وصول کرے حدود اللہ قائم کرے احکام (شریعت) کا نفاذ کرے اور دشمنوں سے جہاد کرے

یہ تمام امور عقود (معاملات) ہیں اور انکا مخاطب نابالغ اور غیر عاقل نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت کعب، اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کہ خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم نہیں جانتے، پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خلیفہ وہ ہے جو رعیت میں عدل کرے اور انکے درمیان مال کی برابر تقسیم کرے اور لوگوں پر ایسی شفقت کرے جیسے کوئی اپنے گھر والوں پر کرتا ہے اور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرے۔

(ازالۃ الخفاء عن الخلافة الخلفاء جلد ۲)

اب جو حکمران نظام صلوٰۃ کے قائم کرنے کے بجائے اسکو ڈھادے صدقات کے بجائے ٹیکس وصول کرنے پر مصر رہے حدود اللہ کو قائم کرنے کے بجائے ان کے قیام کے لئے آواز اٹھانے والوں پر آتش و آہن کی برسات کر دے احکام شریعہ کے نفاذ کے بجائے بزور شمشیر کفریہ قوانین کا اجراء کرے دین کے دشمنوں سے لڑنے کے بجائے ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو جائے تو کیا اس کے باوجود اس کی ولایت تسلیم کیا جاتا رہے گا.....؟

علامہ آلوسی سورۃ بقرہ کی آیت: ”انی جاعل فی الارض خلیفۃ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

خلیفہ کے معانی یہ ہے کہ وہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ و نائب ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو زمین کی آبادی انسانوں کی سیاست (نظم و نسق) کرنے، ان کی نفوس کی تکمیل کرنے اور ان کے اندر اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کے لئے اپنا نائب بنایا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ اس کا محتاج ہے۔

(تفسیر روح المعانی، تفسیر سورۃ بقرہ)

امام بغوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”صحیح قول یہ ہے کہ آدم (انسان) اللہ کا خلیفہ ہے زمین میں اس کے احکام قائم کرنے اور اس کے فیصلوں کو نافذ کرنے کے لئے“۔

(تفسیر بغوی جلد ۱ ص ۶۰)

”فا القول الكلى ان الغرض استبقاء قوائد الاسلام طوعا وكرها والمقصد الدين“.

(ازالۃ الخفاء عن الخلافۃ الخلفاء جلد ۲ ص ۲۲۲)

(کلی بات یہ ہے کہ غرض طوعا و کرہا قواعد اسلام کی بقاء ہے اور مقصد دین کا قیام ہے) اب جس امارت کا مقصد اللہ کے دین کے قیام کے بجائے اپنے یا اغیار کے وضع کردہ قوانین کا اجراء ہو جائے تو کیا پھر بھی اس کے جاری کردہ احکامات کو نافذ العمل قرار دیا جاتا رہے گا.....؟  
امام ماوردی فرماتے ہیں:

”الامامة موضوعه لخلافة النبوة في حراسة الدين والدنيا به الاحكام السلطانية“  
امامت (خلافت) دین کی حفاظت کرنے اور اس کے ذریعے دنیاوی امور کی تدبیر اور نظم نسق کرنے میں نبوت کی نیابت ہے  
علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

”فهى فى الحقيقة خلافة عن صاحب الشرع فى حراسة الدين وسياسة الدنيا به“  
(مقدمہ ابن خلدون)

”در حقیقت خلافت دین کی حفاظت کرنے اور اس کے ذریعے دنیاوی امور کی تدبیر اور نظم نسق کرنے میں صاحب شریعت (ﷺ) کی نیابت اور جانشینی کا نام ہے  
امام ابن حزم فرماتے ہیں:

”ان الامة واجب عليها الانقياد لامام عادل ليقم فيهم احكام الله ويسوسهم باحكام الشريعة التى اتى بها رسول الله ﷺ“.

یعنی امت پر عادل خلیفہ کی فرمانبرداری لازم ہے، جو ان میں احکام الہی کو قائم کرتا ہے اور احکام شریعت جو رسول اللہ ﷺ لاتے ہیں ان کے نفاذ کا انتظام کرتا ہے  
(غیاثی ص ۱۸۳)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”الخلافة هي الرياسة العامة في التصدي لاقامة الدين باحياء العلوم الدينية واقامة اركان الاسلام والقيام بالجهاد وما يتعلق به من ترتيب الجيوش والفرص للمقاتلة واعطاهم من الفنى والقيام بالقضاء واقامة الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنهي عن المنكر نيابة عن النبي ﷺ“.

(ازالۃ الخفاء عن الخلافة، اختلفاء جلد ۱ ص ۱۷)

خلافت وہ ریاست عامہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی نیابت و جانشینی کرتے ہوئے عملاً اقامتہ دین کے لئے حاصل ہوئی ہو یعنی علوم دینیہ کا احیاء ارکان اسلام کی اقامت جہاد اور متعلقات جہاد کا قیام جیسے افواج کی ترتیب مجاہدین کے وظائف دینا، مال غنیمت کی تقسیم، نظام عدالت کا قیام و حدود (شریعہ) کا اجراء مظالم کو دور کرنا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا شامل ہے

فقہاء کرام کے ان اقوال کی روشنی میں کیا اسلام اس بات کی اجازت دے سکتا ہے کہ نیابت رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی جانشینی ایسے شخص کے ہاتھ میں رہے جو ظلم و فسق کی حدوں کو توڑتے ہوئے کئی کئی دروازوں سے کفر و ارتداد میں داخل ہو رہا ہو لیکن پھر بھی اس کی نیابت اور جانشینی کو تسلیم کرنے اور اس کے احکامات نافذ العمل قرار دینے کے درس دیے جاتے رہیں گے.....؟

مزید تفصیل کے لئے دیکھیے... مجھے ہے حکم آذاں لا الہ الا اللہ. (شیخ محمد عیسیٰ انصاری)

اس باب سے اجمالاً یہ نتیجہ اخذ کیا جا رہا ہے کہ حقیقی امن فردا فردا ہر بندہ کے لئے ایمان کے ساتھ مشروط ہے، جبکہ عالمی امن نظام خلافت کے قیام سے آئے گا خالص ایمان والے اللہ تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کے تابعدار انعام یافتہ اور کامیاب ترین لوگ ہیں مجاہدین جو صرف اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کفری نظام کے خلاف برسر پیکار ہیں اس کے اولین مصداق ہیں۔

ان کی نشانیاں قرآن کریم نے مختلف مقامات پر بتلائی ہیں۔

سورة القرۃ آیت ۳، ۵، ۲۶، ۹۷، ۲۷

سورة الدخان آیت ۵۱ تا ۵۵

سورة الجاثية آیت ۳۰

سورة الحجر آیت ۱۵

سورة حم آیت ۱۵ تا ۱۹

سورة التغابن آیت ۹

سورة البروج آیت ۸

سورة التین آیت ۱۶

اس کے علاوہ بھی قرآن میں متعدد آیات کریمہ ہیں جہاں ان خالص ایمان والوں کے ایمان ان کے اعمال، صفات اور ان کے دنیاوی و اخروی انجام کا تذکرہ موجود ہیں اور جو بھی ان صفات کا حامل ہوگا ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وہی وعدہ آج بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾

ترجمہ: ”میں محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیتا ہوں۔“

اور یہ وعدہ قیامت تک ہوگا بس شرط یہی ہے کہ ہم اپنے اندر عقیدتا اور عملیہ صفات پیدا کریں صرف منہ زبانی اقرار سے یہ سب کچھ پانا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔

سورة الجاثية آیت ۲۱ میں ارشاد ربانی ہے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُم كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

سواءَ مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتِهِمْ﴾

ترجمہ: ”کیا خیال رکھتے ہیں جنہوں نے کمائی ہیں برائیاں کہ ہم کر دیں گے ان کو برابر ان

لوگوں کی جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام ایک سا ہے ان کا جینا اور مرنا۔“

ان تمام لوگوں کی ایمان کا سرٹیفکیٹ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کر دیا گیا ہے، کسی سیاسی درباری مولوی یا مفتی کے فتوؤں سے نہ یہ لوگ دہشت گرد ہو سکتے ہیں نہ باغی اور خوارج یہی پکے مومن ہیں۔

## فساد

امن کا تذکرہ کرنے کے بعد اب دیکھنا ہے کہ فساد کیا ہے؟ فسادی لوگ کون ہیں اور ان کے صفات کیا ہیں؟ فساد کے بنیادی محرکات اور اسباب کیا ہیں؟ فساد برپا کرنے کے طریقے کیا ہیں اور آخر میں یہ کہ فساد کو ختم کیسے کیا جاسکتا ہے۔ وغیرہ

بقرہ کے شروع کے آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مفسدین کے نام سے یاد فرمایا۔ اب بھی ”یار لوگ“ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاحی کام کرتے ہیں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خیراتی اور فلاحی کام کرتے ہیں بہر حال اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے سینوں کا مرض بتا دیا کہ یہی فسادی لوگ ہیں اس آیت مبارکہ میں نفاق اور منافقت کی کام کو فساد کا جڑ قرار دیا گیا ہے، اب عوام الناس خود اسی کردار کے لوگوں کو قرآن کی روشنی میں ڈھونڈ لیں، اسی طرح سورۃ البقرہ ہی میں ہے:

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُمْسِدِينَ﴾ (سورۃ البقرہ ۶۰)

ترجمہ: ”کھاؤ اور پیو اللہ کی روزی اور نہ پھر و ملک میں فساد مچاتے“۔

آج کل دنیا میں اصل فساد کفر و شرک اور دین سے اغراض کی وجہ سے ہیں۔ دوسرا بڑا سبب اس کفر و شرک کو پھیلانے کا اس زمانے میں ”جمہوریت ملعونہ“ ہے اور یہود و زاول سے فساد ہی جیسا کہ آیت کریمہ میں ارشاد ہے، آج کل کے تمام فساد کا منبع یہی لوگ ہیں اور اس کا فرانہ نظام کے بنیاد رکھنے والے اور اس کے دفاع کرنے والے یہود و نصاریٰ ہی بڑے فسادی ہیں یہودی پروٹوکول نامی کتاب میں لکھتے ہیں:

”ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آج ہر طرف جو دہشت گردی اور بربریت پھیلی ہوئی ہے اس کا سرچشمہ ہم ہی ہیں ہم دکھاوے کے فسادات کرائیں گے اور بے چینی پھیلانیں گے“۔

پروٹوکول نمبر ۲۰۴

یہ ان کی سلطانی گواہی ہے اور دنیا میں یہ سب کچھ دیکھا جا رہا ہے، بہر حال اگر تمام دنیا سے فساد ختم کرنا مقصود ہے اور حقیقی امن قائم کرنا ہے تو اس اپورٹڈ ڈیموکریسی (درآمد شدہ جمہوریت) کے نظام کو لات



مارنا ہوگا اور جمہوریت کے اس بت کو گرانا ہوگا اس کی جگہ نظام خلافت کو قائم کرنا ہوگا۔  
لیکن اس بت کو سجدہ کروانے والے مجاوروں سے جہاد کرنے کے بعد ہی یہ سب کچھ ممکن ہو سکے گا۔  
اللہ تمام مسلمانوں اور خصوصاً مجاہدین کو اس نظام کے دفاع کرنے والوں کے خلاف استقامت نصیب فرمائے، اور امن لانے کا یہ فارمولا اور نسخہ آزمودہ اور تجربہ شدہ ہے، اور اس ہی سے فساد ختم ہوگا، ان شاء اللہ  
اور یہ قانون اللہ تعالیٰ کا جاری شدہ ہے۔  
اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ﴾.

ترجمہ: ”اور اگر نہ ہوتا دفع کر دینا اللہ کا ایک کو دوسرے سے“۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے جہاد کی حکمت بیان فرمائی اور وہ یہ ہے کہ جہاد ہی کے ذریعے اور مجاہدین ہی کے ذریعے اللہ لوگوں سے فساد کو دفع کرتا ہے قدیم تاریخ ہمارے سامنے موجود ہے کہ اللہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل سے جالوت کے شر کا کو دور کیا، اب فیصلہ ہر باضمیر شخص خود کریں۔  
کہ جہاد سے امن آیا یا فساد؟

اس کا جواب واضح ہے کہ فساد دفع کرنے کے لئے جہاد ہی سے علاج کیا جاتا ہے، اور یہ نسخہ اکسیر اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود ہی بیان فرمایا، اس آیت کریمہ کے ذیل میں علامہ عبدالرحمن السعدیؒ لکھتے ہیں:  
”اگر اللہ اپنی راہ میں قتل کرنے والے کے ذریعے فاجروں کے مکر اور کافروں کی دشمنی کو دفع نہ کرتے تو زمین فساد سے بھر جاتی کیونکہ (قتال و جہاد نہ ہونے کی وجہ سے) کفار غالب آجاتے اپنے شعائر جاری کر دیتے اور اللہ کی عبادت اور دین اسلام کے غلبے کی راہ میں حائل ہو جاتے۔ اور اسی جہاد ہی کی بدولت اللہ نے انہیں زمین میں تمکین دی ہے“۔ تیسیر الکرمین الرحمن فی تفسیر کلام المنان (بقرہ آیت ۲۵۱)  
آج جہادی عمل موقوف ہونے کی وجہ سے عامۃ المسلمین قسم قسم کی آفتوں کا سامنا کر رہے ہیں اور کفار اور ان کے ٹوڈی غلام اور ایجنٹ ہی دین اسلام کے عملاً نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی دیوار اور رکاوٹ ہے۔

اور اسلامی خلافت کے مقابلے میں ایک نیا دین ”جمہوریت“ کو بزور قوت عوام پر مسلط کیا گیا ہے، اور اس نظام کے خلاف جو بھی صدا بلند کرتا ہے یا پھر اس نظام کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے انکار کرتا ہے وہ دہشت گرد، باغی، خوارج حکومتی رٹ چیلنج کرنے والا اور قانون کا مجرم ٹھہرتا ہے، پھر عدلیہ، میڈیا، پارلیمنٹ، افواج وغیرہ سب کے سب ایکشن پلین کے لئے ایک ہو جاتے ہیں۔

عالمی سطح پر اقوام متحدہ جو اصل میں کفار متحدہ ہے ان کا اتحاد عالمی جمہوری نظام پوری دنیا میں نافذ کرنے کے لئے دن رات کام کر رہا ہے، اور ہر ملک میں ایسے لوگوں کو مضبوط کر رہے ہیں جو ان کے نظام کے لئے کام کر رہے ہیں۔

اب سوچنے کی بات ہے کہ جو لوگ یہود و نصاریٰ کے گن گاتے ہیں ان کے نظام کے محافظ بنے ہوئے ہیں اور عامۃ المسلمین کے اموال کو اپنے لئے قانونی (جائز) سمجھنے کے لئے نئے نئے حربے استعمال کرتے ہیں، اور وضو کے بغیر امریکہ اور یہود کے بڑے لیڈروں کے نام تک لینے سے ڈرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں پتھر کے زمانے میں دھکیل دیں گے، وہ محبت وطن اور وفادار شہری ہے، اور جو لوگ اس نظام کے خلاف برسر پیکار ہیں اور اس باطل کافرانہ نظام کو پوری دنیا سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنی سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں وہ دہشت گرد ہیں؟

بہر حال اصل بات یہ ہے کہ دہشت گردی کا یہ فتویٰ صرف سرکاری، درباری سیاسی مولوی، مفتی ڈاکٹر یا اسکالر ہی دے سکتا ہے، مسلمان تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا، ایسے کچھ سیاسی فتوے کتاب میں آگے آئیں گے۔ ان شاء اللہ

سورۃ الشعراء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ. الَّذِينَ يَفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَصْلَحُونَ﴾.

(سورۃ الشعراء آیت ۱۵۲)

اب منافق، کافر، مرتد، زندیق اور دجالی قوتوں کے آلہ کار اور سرکاری درباری مولویوں، مفتیوں اور فاسق حکمرانوں سے بڑھ کر مفسد اور مسرف کون ہو سکتا ہے؟

یہی وہ رذیل طبقہ ہے جنہوں نے اول سے دین کے دشمنوں کے ساتھ وفاداری نبھائی اب ان کے بچے اپنے داداؤں کے طریقے اور نقش قدم پر چل رہے ہیں، وفاداری اور غلامی کی الگ ایک شرمناک تاریخ ہے، چونکہ ہمارے موضوع سے باہر ہے اس لئے اس پر مزید بات نہیں کرتے۔

بہر حال قارئین کی سہولت کے لئے چند کتابوں کا تذکرہ درجہ ذیل ہے جن میں موجودہ دور کے پاکستانی سیاست دانوں کے بڑوں کا شرمناک تاریخ اور انگریز کی وفاداری کے سیاہ کارنامے درج ہیں۔

میرا ضمیر مجھے ان کے شرمناک کردار یہاں بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتا، شوقین حضرات کو پاکستانی تاریخ اور سیاست سے باخبر رہنے کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

(۱) سیاست کے فرعون از وکیل انجم یہ تین جلدوں پر مشتمل بہترین تاریخ ہے۔

(۲) سندھی وڈیرے از وکیل انجم

(۳) سیاست دانوں کی قلابازیاں یہ بھی وکیل انجم کا کتاب ہے

(۴) دی گریزن سٹیٹ

(۵) پاکستان جاگیرداری زمینداری نظام کے شکنجے میں

ان کتابوں میں انگریز کی وفاداری کے کچھ خطوط اور دستاویزات بھی درج ہیں، ان لوگوں کے جن کے بچے آج بھی پاکستانی سیاست میں بڑے بڑے عہدوں پر قابض ہیں۔

بہر حال فساد یوں کا یہ تاریخ بہت پرانا ہے پرانے فساد یوں اور آج کے فساد یوں کے طریقہ کار میں اگرچہ فرق ضرور ہے۔ مگر دین دشمنی میں کل کے فساد یوں کے مقاصد اور آج کے فساد یوں کے اغراض و مقاصد ایک ہی ہیں۔

آیت کریمہ کا یہ حکم چونکہ عام ہے مفسدین اجتماعی ہوں یا انفرادی افراد ہوں یا ادارے سب کو شامل ہیں، بعض سرکاری مفتی اور اسکالرز جن کے فتوے T.V کے پروگراموں پر نشر ہوتے ہیں یا پھر سرکاری دفاتر میں تیار ہوتے ہیں، یہ خمیٹ لوگ نصوص شرعیہ کا اطلاق موجودہ دور کے طاغوتی نظاموں جمہوریت وغیرہ پر کرتے ہیں۔

اور وہ احکام جن کا تعلق شریعت، خلفائے اسلام اور امراء المؤمنین سے ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں خلافت پر کار بند تھے۔ ان احکامات کا اطلاق آج کل کے جمہوری صدور، وزرائے اعظم پر کرتے ہیں اور امیر المؤمنین کی طرح ان کی اطاعت کو بھی فرض سمجھتے ہیں۔

حالانکہ نہ یہ ہمارے امام ہیں نہ خلفاء بلکہ اسلامی نظام اور خلافت کے راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی لوگ اور ان کا خود ساختہ امپورٹڈ جمہوریت اور ان کے محافظ افواج اور کفریہ قوانین پر فیصلہ کرنے والی عدالتیں ہی تو ہیں۔

شریعت مطہرہ کی رو سے ان کے خلاف جہاد و قتال قرآن و سنت اور اجماع سے ثابت ہے شیخ القرآن والحديث نور الہدی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر بہترین کتاب ”مقاصد شریعت اور جہاد“ لکھی ہے تفصیل اس میں دیکھی جاسکتی ہے۔

انہوں نے حکمرانوں کی چار بڑی قسموں کا تذکرہ کیا ہے:

(۱) کافر حکمران (۲) مسلم حکمران

(۳) مسلمان فاسق حکمران (۴) فسق شدید کے حامل ظالم حکمران

شریعت میں سب کے الگ الگ احکامات ہیں فقہاء کرام نے ان سب کی تفصیلات پر جامع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان کی تفصیل پر اگر بات کی جائے تو الگ کتاب بن جائے گا۔

بہر حال مختصر چند کتابوں کا تذکرہ درج ذیل ہے، تفصیلات دیکھنے کے لئے رجوع کیا جائے۔

(۱) اکفار الملحدین از انور شاہ کشمیریؒ

(۲) احکام المرتدین فی الشریعة الاسلامیہ جامعہ بغداد سے عبدالرزاق السامرائی کی

(۳) فتنہ انکار حدیث ولی حسن ٹونکی سابق رئیس دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

(۴) اکفار الملحدین مولانا یوسف بنوریؒ

بہر حال ایسے ظالم حکمران جو ہر ابلیسی یا جمہوری نظام کے رکھوالی کرتے ہیں اور جنہوں نے فوج عدلیہ وغیرہ سے اسلامی نظام کا راستہ روکا ہوا ہے اور اس نظام کی حفاظت اور بقاء کے لئے اپنی جانوں کا

نذرانہ دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے یہ لوگ امام المفسدین کہلانے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اس ابلیسی ٹولے کے نزدیک جہاد بغاوت اور دہشت گردی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو عملاً نافذ کرنے کا عہد کر رکھا ہے ان کے خروج کو خروج عن الامام کہتے ہیں تف ہے ایسی علم اور عقل پر مولانا عاصم عمر اپنے کتاب ”ادیان کی جنگ“ میں لکھتا ہے۔

ایسے طبقے کو اپنا امام ثابت کرنا جو ہمارا ہے ہی نہیں انتہائی ظلم اور نا انصافی نہیں تو کیا ہے؟ جن کے لئے کفر کرنا ہی مذاق ہو، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنا حلال (آئینی) اور سودی نظام کا دفاع کرنا فرض ہو، شراب جن کا مرغوب مشروب ہو مسلمان کی قتل میں ہر طرح کی مدد کرنا فخر کی بات اور بہنوں بیٹیوں کو ترقی کے لئے زینہ بنانا فیشن قرار پایا ہو۔

کیا یہی امام المسلمین ہے؟ کیا یہی خلیفۃ المسلمین ہے؟

اے اللہ کے بندو! سوچو تو سہی؟

کیا یہی وہ امام ہے جو تمہاری بہنوں اور بیٹیوں کے نکاح میں ولی بنیں تمہارے بزرگوں کے جنازے پڑھائیں؟

اے اللہ والوں کیا آپ ان کو اسی قابل سمجھتے ہیں کہ آپ ان کی امامت میں ایک وقت کی نماز پڑھنا گوارا کریں؟ یقیناً نہیں۔

تو پھر جب آپ ان کو امام صغریٰ (یعنی نماز کی امامت) کے قابل نہیں سمجھتے تو پھر امامت کبریٰ (خلافت و حکومت) کا حقدار کیسے ثابت کرتے ہیں؟ پس اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ خروج عن الامام کی بحث ان امراء سے متعلق ہے جہاں خلافت اسلامیہ قائم ہو، نظام حکومت قرآن والا ہو، عدالتیں قرآن کے قانون کے خلاف فیصلہ دینے کو حرام سمجھتی ہوں اور خلیفہ خود حدود اور قصاص کا نفاذ اور جہاد فی سبیل اللہ کر رہا ہو ایسے میں اگر خلیفہ میں کوئی خرابی ہو تو شریعت یہ دیکھتی ہے کہ کیا خلیفہ میں کوئی ایسی بات پائی جا رہی ہے جس کی وجہ سے ان کے خلاف خروج جائز ہو؟

امام کے خلاف خروج کی بحث کا تعلق جمہوریت کے محافظوں سے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ایسا حاکم جو نہ

صرف جمہوریت کے بت کا محافظ ہو بلکہ اپنی فوج اور پولیس کے قوت کے ذریعے محمد ﷺ کے غلاموں سے جبراً اس بت کی پوجا کروائے وہ حاکم امام المسلمین کیسے ہو سکتا ہے؟

اس کو امام المسلمین ثابت کرنا ایمان کو خطرے میں ڈالنے والی بات ہے، علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تو اپنے دور میں (جب خلاف عثمانیہ موجود تھی) کہتے تھے کہ

”ومن قال لسلطان في زماننا عادل فقد كفر حيث يكون اعتقد الظلم عدلاً.

ترجمہ: ”جس نے ہمارے زمانے کے حکمران کو عادل حکمران کہا تو اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے ظلم کو عدل قرار دیا“ بحوالہ تحفۃ المختص از مفتی ضیاء الرحمن ذاکرنا شرمکتبہ عمر فاروق کراچی۔

اور بعینہ یہی بات امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ اپنے زمانے میں فرماتے تھے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیریہ اور دیگر کتب احناف میں موجود ہے، اگر وہ آج کے جمہوری سیکولر حکمرانوں کو دیکھ لیتے اور ان کی توقیر اور احترام کرنے والوں کو دیکھ لیتے تو نجائے کیا کہتے؟

کیا آج کے علماء حق کے سامنے اس حکمران طبقے کی زندگی نہیں ہے؟ کیا ان جرنیلوں و ڈیروں سود خوروں اور نسل در نسل گورے آقاؤں کی غلامی کرنے والوں کی رنگ رلیوں سے علماء کرام واقف نہیں؟ علمائے حق کے رب کی قسم! اگر کسی بھنگی کو بھی ان کی زندگی کا علم ہو جائے تو مرتے دم تک بھی ان کو اپنا امام تسلیم نہ کرے نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ مجاہدین کا اعلان جہاد کسی مخصوص حاکم یا کسی مخصوص حکمران جماعت کے خلاف نہیں۔

بلکہ مسلم ملکوں میں مسلط کفریہ نظام کے خلاف ہے وہ اس کفریہ نظام کے خلاف میدان میں نکلے ہیں تو جو بھی اس نظام کی حفاظت کے لئے ان کے مقابلے میں آئے گا، وہ اسی نظام کا محافظ سمجھا جائے گا۔

الغرض یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جمہوریت اپنی اصل کے اعتبار سے عین کفر ہے لہذا اس نظام کو چلانے والا ہرگز ہرگز مسلمانوں کا امام نہیں بن سکتا، خواہ اس کا ظاہری حلیہ جیسا بھی ہو وہ شخص بھلا کیونکر مسلمانوں کا امام بن سکتا ہے جو اللہ کی شریعت کو پارلیمنٹ سے منظور کرائے بغیر آئین کا حصہ نہ بنا سکتا ہو جو محمد ﷺ کی لائی شریعت کو اس بات کا محتاج بنائے کہ پہلے اس کو پارلیمنٹ منظور کر لے تب جا کر یہ (نعوذ

باللہ) اس قابل ہے کہ ملک میں اس کو نافذ کیا جائے۔

ادیان کی جنگ از مولانا عاصم عمر

بہر حال مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ قارئین نے اسراف کرنے والے فساد یوں کو پہچانا ہوگا فساد یوں کے اس فہرست میں بہت سارے کردار شامل ہیں جن کا کام ہی زمین میں فساد برپا کرنا ہے خصوصاً یہود کا نمبر سب سے پہلے ہے جس کا قرآن نے جا بجا تذکرہ کیا ہے۔

سورة المائدة آیت ۶۴ میں ہے:

﴿كَلِمًا أَوْ قَدْوًا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَاهاَ اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾

ترجمہ: ”جب کبھی آگ سلاگتے ہیں لڑائی کے لئے اللہ اس کو بجھا دیتا ہے اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرتے ہوئے اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کرنے والوں کو“۔

اس کے علاوہ سورة المائدة ۱۳ سورة النساء ۱۵۵ آل عمران ۱۱۲، ۲۱۱، بقرہ ۸۷، ۱۰۰، ۶۱، ۷۴، ۹۱، ۱۱۱، ۵۱ وغیرہ میں ان کے فساد کا تذکرہ ہے۔ ان کے فساد برپا کرنے کے مختلف طریقے ہیں عالمی فساد یوں کا طریقہ کار اور ان کی فہرست الگ ہے جبکہ ان کے درباری نوکروں کی الگ فہرست ہیں جن کا اجمالی تذکرہ اس باب میں آ رہا ہے۔ عالمی فساد یوں کے اغراض و مقاصد اور ان کے طریقہ واردات کے علم کے لئے چند کتابوں کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تفصیل سے بچنے کے لئے صرف کتابوں کے نام درج کرتا ہوں:

(۱) عالمی ایجنسیوں کا تعارف اور ان کا طریقہ کار از ڈاکٹر اسرار عالم

(۲) عالمی یہودی تنظیمیں از مفتی ابولبابہ شاہ منصور

(۳) یہودی پرتو کوئٹہ از محمد عیسیٰ خان

(۴) بلیک وائٹ از مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

(۵) ادیان کی جنگ از مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

اس کے علاوہ بھی علمائے ربانین نے بہت سارے تصانیف لکھے ہیں جس کا اجمالاً تذکرہ فردوس مجاہد

نامی کتاب میں بھی ہوا ہے۔ سورۃ الانفال آیت ۳۷ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفُسَادٌ

كَبِيرٌ﴾.

ترجمہ: ”اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم یوں نہ کرو گے تو فتنہ پھیلے گا

ملک میں اور بڑی خرابی ہوگی۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ نے مومن کی مدد نہ کرنے کو فساد کا سبب قرار دیا نبی علیہ السلام کی حدیث کا مفہوم ہے کہ قیدی کو چھڑاؤ اور مسلمانوں نے یہ کام عملاً کر کے دکھایا تھا اسلامی تاریخ اس کا شاہد ہے معصم باللہ اور محمد بن قاسم کے کارنامے اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو بڑا فساد برپا ہو جائے گا اب ہم دیکھ لیں تو فساد عظیم پھیلنے کی وجہ جہاد سے منہ موڑنا اور مسلمانوں کی مدد نہ کرنا ہے، جہاد نہیں کرو گے تو فساد پھیل جائے گا آجکل پوری دنیا کے حالات ہمارے سامنے ہیں آج کل کے درباری سرکاری مولویوں، مفتیوں کے آنکھیں کھولنے کے لئے یہ آیت کافی ہے کیونکہ ان کے دماغ میں یہ خناس بیٹھا ہوا ہے کہ جہاد اور مجاہدین ہی امن کے دشمن ہے حالانکہ یہ کھلی حقیقت ہے کہ اصل فساد وہ لوگ اور ادارے ہیں جو جہاد سے منع کرتے ہیں اور مجاہدین کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں کبھی بے دین حکمرانوں کے ذریعے کبھی فتوؤں کے ذریعے، کبھی میڈیا کے ذریعے کبھی ڈاکٹروں کے ذریعے اور بعض لوگ تو مجاہدین اسلام کو دہشت گرد مان کر ان کے خلاف اپنے افواج کو میدان میں اتار کر امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اور اپنی معبود (جمہوریت) کو بچانے کے لئے انہیں جہنم کا ایندھن بنا دیتے ہیں۔

اور صرف اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ کفار کے ساتھ دوستی کرنے پر اعلانیہ فخر بھی کرتے ہیں دنیا کے نام نہاد اسلامی ممالک اس کی مثال ہے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ کرنے کے بعد ایمان کے دعویدار بھی ہے اور ”لا إله إلا الله“ بھی پڑھتے ہیں۔

اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس کردار کے حامل لوگوں کے ایمان کے



بارے میں جو عملایہ سب کچھ بھی کرتے ہیں اور کلمہ کا اقرار بھی؟ اس کا جواب بالکل سیدھا اور آسان ہے اور یہ جواب کسی سیاسی مولوی یا مفتی کی طرف سے نہیں بلکہ امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے فرماتے ہیں:

”کسی بھی شرعی حکم کا انکار ”لا إله إلا الله“ کی تردید ہے جو شخص کسی بھی (قطعی) حکم شرعی کا انکار کرتا ہے وہ اپنی زبان سے کہے ہوئے ”لا إله إلا الله“ کی تردید کرتا ہے۔“ (شرح سیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۲۶۵)

اب اس فتوے کی روشنی میں دیکھا جائے تو کتنے سارے قطعی احکامات ہیں جن کا نہ صرف انکار کیا جاتا ہے بلکہ اس قطعی امر کے مخالفت اور دشمنی میں فریق بن جاتے ہیں اور یہ کام وہی گروہ کرتا ہے جو منہ زبانی کلمہ بھی پڑھتے ہیں۔

اب اللہ کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ کیجئے کہ اس ایمان میں کتنا دم ہے؟ جہاد جیسے عظیم فریضے کو آج کل کے جہوری عینک لگانے والے دہشت گردی کہتے ہیں اور جہاد کے خلاف میدان میں کھڑے ہونے کو کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح سود کو فرافٹ کا نام دیا گیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کے بغیر معیشت ترقی نہیں کر سکتا یا اسی طرح سپریم کورٹ ہائی کورٹ وغیرہ کے فیصلے کا احترام ایسا کیا جاتا ہے جیسا کہ (نعوذ باللہ) یہ کوئی آسمانی وحی ہے۔

اور ان کا فیصلہ حرف آخر کہلاتا ہے ایسے بہت سارے مثالیں موجود ہیں جن کی تفصیل میں نہیں جاتے کیونکہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے، قارئین دوسرا فتویٰ بھی ملاحظہ کریں وہ یہ کہ ”روزہ نماز کی پابندی کے باوجود بھی مسلمان مرتد ہو جاتا ہے، یہ فتویٰ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا ہے اپنے فتاویٰ میں صفحہ ۲۹۱ پر فرماتے ہیں ان نام نہاد مسلمانوں کے متعلق جو تاتاریوں کا ساتھ دے رہے تھے جیسا کہ آج کل کے نام نہاد مسلمان کفار کے عالمی اتحاد میں شامل ہیں۔

فرماتے ہیں: اور ان (نام نہاد مسلمانوں اور چنگیز کے اتحادیوں) میں احکام شرعیہ اسلامیہ سے اتنا ہی ارتداد موجود ہے جتنا اس (چنگیز خان نے) احکام شرعیہ اسلامیہ سے انحراف کیا ہے اور جبکہ سلف صالحین

(صحابہؓ و تابعینؓ) نے زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں کا نام مرتد رکھا۔

حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے تھے ورنے بھی رکھتے تھے اور عام مسلمانوں سے جنگ بھی نہیں کرتے تھے (تو ان کو کیوں مرتد نہ کہا جائے؟ یہ تو صریح کفریہ و شرکیہ اعمال و افعال کے مرتکب ہیں، معلوم ہوا حافظ ابن تیمیہؒ کے نزدیک موجب ارتداد قول و فعل کا ارتکاب اور ضروریات دین سے انکار کرنے والے روزہ نماز کی پابندیوں کے باوجود کافر مرتد ہو جاتے ہیں۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۱۹۲)

امام ابن تیمیہؒ صفحہ ۲۸۲ پر الطریقۃ الثانیۃ (کہ دونوں قسم کی لڑائیوں کو الگ الگ رکھا جائے) کے تحت فرماتے ہیں کلمہ شہادت پڑھنے اور خود کو مسلمان کہنے اور سمجھنے کے باوجود انسان کافر مرتد ہو جاتا ہے۔“  
ملاحظہ فرمائیں ”بحث ان تاتاریوں کے متعلق ہے جو آئے دن شام پر خونریز حملے کرتے اور بے قصور مسلمانوں اور ان کے بیوی بچوں کا خون بہاتے رہتے ہیں حالانکہ زبان سے کلمہ شہادت بھی پڑھتے ہیں۔  
خود کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور اس پہلے کفر سے کنارہ کش بھی ہو گئے ہیں جس پر پہلے قائم تھے (یعنی مسلمان ہو گئے ہیں مگر اس کے باوجود مسلمانوں کے جان و مال کو مباح اور لوٹ مار کو حلال سمجھتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کو کیا کہا جائے مسلمان باغی یا کافر و مرتد؟

ظاہر ہے کہ جو مسلمانوں کے جان و مال کو اپنے لئے حلال سمجھے وہ کافر ہے“ اب اس فتوے کی روشنی میں ہر صاحب عقل کو پتہ ہو جانا چاہیے کہ صرف منہ زبانی کلمے کا اقرار کچھ فائدہ نہیں کرتا جب عملاً اس کا خلاف کیا جائے، پورے دنیا کے نام نہاد اسلامی ممالک اور ان کے افواج کا موازنہ اس فتوے کے روشنی میں کرنا چاہیے پھر معلوم ہو جائے گا کہ ایسے لوگوں کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟

تیسرا فتویٰ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ فرماتے ہیں: ”ہم ہر اس مسلمان شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو کسی ایسے کفریہ فعل کا ارتکاب کرے جس کے متعلق مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ کافروں کا فعل ہے اور حقیقتاً اس کو کافر ہی کر سکتا ہے اگرچہ خود یہ شخص مسلمان بھی ہو اور اس کفریہ فعل کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان ہونے کے بلند و بانگ دعوے بھی کرتا ہو۔ (شرح شفا قاضی عیاضؒ) کا شرح خفاجی جلد ۲، صفحہ ۵۴۲

تا ۵۴۷۔

’وفصل فی بیان ما هو من المقالات کفر‘

اب فیصلہ ان فتوؤں اور عبارات کی روشنی میں ہر صاحب عقل شخص خود ہی کریں ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ہر جائز و ناجائز طریقے سے عام مسلمانوں کا جان و مال اپنے لئے (قانونی) حلال سمجھا ہے اور کھلے عام سودی لین دین کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ساتھ ساتھ محافظین بھی ہیں۔

حالانکہ اس میں تو کسی کا بھی شک نہیں کہ سود حرام ہے اور یہ کافروں کا فعل ہے بہر حال ایسے بہت سارے کام اور بھی ہیں۔ فقہاء کرام نے اپنی کتابوں میں ایسے اقوال و افعال تکفیر پر تفصیل سے کلام کیا ہے بلکہ علماء و فقہاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ کفر یہ اقوال و افعال کے ارتکاب کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اگرچہ دل میں ایمان موجود ہو۔ مزید تفصیل کے لئے اکفار الملعونین صفحہ ۲۵۰۔

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ دوسری تنبیہ کے عنوان سے فرماتے ہیں:

حاشیہ: عام طور پر کفر یہ اقوال و افعال کے مرتکب لوگوں کی جب تکفیر کی جاتی ہے تو وہ خود بھی اور ان کے ہم نوا بھی یہی کہا کرتے ہیں۔

کہ ایمان و کفر کا مدار تو دل پر ہے جب تک کسی کے دل میں خدا اور رسول پر ایمان موجود ہے اس کو کیسے کافر کہا جاسکتا ہے؟ اسی طرح قاصد النظر (اندھے) علماء بھی یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ایمان تو تصدیق قلبی کا نام ہے جب تک یہ تصدیق قلبی موجود ہے کسی مسلمان کو کسی قول و فعل کی بناء پر کافر اور ایمان و اسلام سے خارج نہیں کہا جاسکتا اس لئے حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ کے عنوان سے امت کی تصریحات پیش کر کے اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہتے ہیں لکھتے ہیں:

”علماء بعض اعمال و افعال کے موجب کفر ہونے پر متفق ہیں حالانکہ ان کے ارتکاب کے وقت تصدیق قلبی (ایمان) کا موجود رہنا ممکن ہے اس لئے کہ ان اعمال و افعال کا تعلق ہاتھ پاؤں زبان وغیرہ اعضائے جسم سے ہیں نہ کہ قلب سے مثلاً ہنسی دل لگی کے طور پر زبان سے کلمہ کفر کہہ دینا اگرچہ دل میں اس کا اعتقاد بالکل نہ ہو یا بت (وغیرہ غیر اللہ) کو سجدہ کر لینا یا کسی نبی کو مار ڈالنا یا نبی کے قرآن کے یا کعبہ کے ساتھ استہزاء کرنا (کہ ان تمام افعال کے ارتکاب کرنے سے متفقہ طور پر انسان کافر ہو جاتا ہے اگرچہ ممکن

ہے کہ اس کے دل میں ایمان موجود ہو) مزید فرماتے ہیں (ان اعمال و افعال کے ارتکاب کرنے والے کے کافر ہونے پر تو سب متفق ہے لیکن) کفر کی وجہ کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔

(۱) بعض علماء کہتے ہیں کہ صاحب شریعت محمد علیہ السلام نے ایسی تصدیق و ایمان کا از روئے حکم اعتبار نہیں کیا (اور کالعدم قرار دیا ہے) اگرچہ حقیقتاً موجود بھی ہو (لہذا ایسے لوگ شرعاً کافر ہیں) حافظ امام ابن تیمیہ کتاب ”الایمان“ طبع قدیم ۱۳۲۵ھ کے صفحہ ۶۰ پر امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ سے یہی وجہ کفر نقل کرتے ہیں۔

(۲) جو قول و فعل توہین و تحقیر کا موجب ہو اس کے ارتکاب پر کافر کہا جائے گا اگرچہ توہین و تحقیر کا قصد نہ بھی ہو، علامہ شامی نے ”رد المحتار“ میں یہی وجہ کفر بیان کی ہے۔

(۳) بعض علماء کہتے ہیں کہ ایمان (صرف تصدیق قلبی کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں) کچھ اور امور بھی معتبر ہیں (جن میں خدا اور رسول وغیرہ کی عقیدت و احترام بھی شامل ہیں) لہذا ایسے شخص کی تصدیق کو جو مذکورہ بالا اعمال و افعال کا مرتکب ہے ایمان نہیں کہا جائے گا۔

(۴) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ شرعاً مومن کے لئے جو تصدیق معتبر ہے اعمال و افعال قطعاً اس کے منافی ہیں (لہذا ایسا شخص شرعاً مومن نہیں ہے)۔

مختصر یہ ہے کہ انسان بعض اعمال و افعال اور اقوال کے ارتکاب کرنے کی وجہ سے بھی متفقہ طور پر کافر ہو جاتا ہے، اگرچہ وہ تصدیق قلبی لغوی اور ایمان سے خارج نہ بھی ہو، الحاصل۔

**الحاصل:**

یہ تمام عبارات نقل کرنے سے مطلب یہ ہے جو حضرات جہاد کو دہشت گردی کہتے ہیں اور مجاہدین اسلام کو خوارج اور فساد یوں کے نام سے یاد کرتے ہیں، اصل فساد ان خبیثوں کی وجہ سے ہیں۔

کہیں قلم کے ذریعے کہیں تقریر کے ذریعے تو کہیں بندوق وغیرہ کے ذریعے یہ لوگ فساد پھیلاتے رہتے ہیں، اعلانیہ کفر یہ اقوال و افعال سے باز بھی نہیں آتے اور دوسری طرف ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں ان کے منہ زبانی ایمان کا تذکرہ فقہاء کرام کے اوپر ذکر کئے گئے عبارات کے روشنی میں کرنا چاہیے۔

کہ کیا ان کا ایمان ختم ہو چکا ہے وہ مرتد ہو گئے ہیں یا پھر بھی ان کے فولا دی ایمان پر گرد نہیں پڑی، منہ زبانی کلمہ اور ایمان کی بات تو ابامہ یا کفار کا کوئی اور لیڈر بھی تو کہہ سکتا ہے جیسا کہ منافقین کہا کرتے تھے۔ ”وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا“ جب مومنوں سے ملتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ ہم ایمان لا چکے ہیں بہر حال وہ ایمان عند اللہ مقبول نہیں۔

یہ تمام بحث کتب فقہ میں فقہاء کرام نے تفصیلاً بیان کیا ہے، ایمان کا مزید تذکرہ اسی باب میں آگے آ رہا ہے۔

نوٹ: یہاں ایک ضروری بات کی طرف قارئین کی توجہ دلاتا ہوں۔

### ضروری وضاحت:

یہ کہنا کہ علماء محض ڈرانے دھمکانے کے لئے کافر کہہ دیا کرتے ہیں ”حقیقت میں کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا“ سراسر جہالت ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اکفار الملعونین کے صفحہ ۲۳۴ پر فرماتے ہیں: ”حموی رحمۃ اللہ نے (اس مقام پر) مسئلہ تکفیر سے متعلق نہایت مفید امور پر متنبہ کیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں: کہ فقہاء کا کسی شخص کو کافر کہہ دینا صرف ڈرانے دھمکانے پر مبنی ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ شخص ”فیما بینہ و بین اللہ کافر ہو جاتا ہے، (یعنی فقہاء کے کافر کہہ دینے سے حقیقت میں کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا) یہ قول سراسر ان کہنے والوں کی جہالت کی دلیل ہے چنانچہ فتاویٰ بزازیہ سے وہ اس قول کی تردید نقل کرتے ہیں اور فتاویٰ بزازیہ فقہ و افتاء کی معتبر کتابوں میں سے ہے۔

چنانچہ فقہاء نے ”مولیٰ ابی السعد“ سے جو ”دیار رومیہ“ کے مفتی بھی ہے اور بہت سی کتابوں کی مصنف بھی جن میں ان کی تفسیر خاص طور پر قابل ذکر ہے اس فتاویٰ بزازیہ کی تعریف و توصیف نقل کی ہے۔

حموی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ”بزازیہ“ کے الفاظ یہ ہیں ”بعض ایسے لوگوں سے جنہیں علم سے کوئی واسطہ نہیں منقول ہے وہ کہتے ہیں، کتب فتاویٰ میں جو یہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ فلاں قول یا فعل پر کافر ہو جائے گا اور فلاں پر محض ڈرانے دھمکانے کے لئے ہوتا ہے، نہ یہ کہ حقیقت میں کافر ہو جاتا ہے۔

یہ قول قطعاً باطل ہے حق یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین سے بروایت صحیح (جن اقوال و افعال پر) تکفیر مروی ہے اس سے مراد حقیقتاً کفر ہے (یعنی اس کا ارتکاب کرنے والا کافر ہو جاتا ہے)۔  
باقی ائمہ مجتہدین کے علاوہ اور علماء سے جو تکفیر منقول ہے اس پر مسئلہ تکفیر میں (اعتماد نہ کیا جائے) اور کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے۔

### وضاحت:

اور فقہاء کرام کے واضح عبارات حوالہ جات کے ساتھ لکھے گئے ہیں جو کہ اپنے فن کے امام اور مجتہدین ہیں، ان کے فتوے پر اعتماد نہ کیا جائے تو کس کے فتویٰ پر کریں گے۔  
حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ الَّذِينَ يَفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَصْلَحُونَ﴾.

ترجمہ: ”بے باک حد سے تجاوز کرنے والوں کی اطاعت سے باز آ جاؤ وہ لوگ جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔“

یہاں مسرفین سے مراد رؤساء اور سردار تھے جو اصلاً کفر اور شرک کے داعی تھے اور حق کی مخالفت اور حضرت صالح علیہ السلام کے دشمنی میں پیش پیش تھے۔ اس وقت کی مسرفین کی نشانی یہ تھی کہ زمین میں فساد برپا کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے یہ قدیم قرآنی تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔

کہ روز اول سے حق پرست انبیاء کرام اور ان کے ساتھیوں کے خلاف فساد ہوتا رہا اور اب بھی یہ فساد ہو رہا ہے۔ فرق بس یہ ہے کہ اس زمانے میں اس فساد کا ہدف اور نشانہ براہ راست انبیاء کرام تھے جبکہ آج علماء حق اور مجاہدین اسلام فساد یوں کے ٹارگٹ اور نشانہ پر ہے۔

بہر حال ذیل میں کچھ فسادی افراد اور اداروں کا اجمالاً تذکرہ ہو رہا ہے باقی ان کا طریقہ کار کیا ہے یہ تو ایک لمبی تاریخ ہے، جس پر محققین اور علماء حق نے تفصیلی کتابیں لکھی ہیں۔

کفر یہ ممالک کے سربراہان جن کا کام عالمی دجالی نظام کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے ان کا کلمہ بولنے والے نام نہاد اسلامی ممالک کے حکمران صدور و وزراء اعظم شہنشاہ وغیرہ کفریہ جمہوری نظام کے دفاع

کرنے والے کرائے کے افواج اور رسول قیادت کے وہ ارکان جو جمہوریت کے تالاب میں غوطے لگا رہے ہیں اور اس کے عشق میں دیوانہ ہو گئے ہیں سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور ان کے جج حضرات، پارلیمنٹ اور پارلیمانی نظام کے محافظ اساسی بنیادی بین الاقوامی ادارے مثلاً اقوام متحدہ، ورلڈ بینک، آئی ایم، ایف اور ان کے قائدین یہود و نصاریٰ کے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مالکان اور اہم عہدوں پر تعینات افسران، دنیا بھر میں مختلف خفیہ طاغوتی دجالی ادارے اور ان کے کلیدی عہدوں پر فائز عہدیداران، سیکولر سیاسی جماعتوں کے قائدین، مغربی دجالی میڈیا اور ان کے لئے کام کرنے والے نمایاں چینلز، اینکر پرسن جو فحاشی اور بے دینی پھیلا رہے ہیں اور مجاہدین اسلام سے عوام الناس کو بدظن کر رہے ہیں اس بہتی گنگا میں کچھ ضمیر فروش صحافی حضرات بھی شامل ہیں۔

بیرونی سرمایہ سے چلنے والی مختلف این، جی، اوز جن کے مقاصد اور ٹارگٹ الگ الگ ہیں لیکن اسلام دشمنی میں ہر ایک دوسرے سے زیادہ خطرناک ہیں ایسے بہت سارے موزی طبقات سے تعلق رکھنے والے حضرات اس فہرست میں شامل ہیں جو جمہوریت کے چھتری کے سائے تلے کام کر رہے ہیں۔

سب سے زیادہ مضر درباری سیاسی مولوی اور مفتیان حضرات ہیں کیونکہ وہ اپنے قلم اور بیانات سے مجاہدین اسلام اور اسلامی نظام کے خلاف میزائل داغے رہتے ہیں اللہ ان تمام کی شرور سے امت المسلمہ اور خصوصاً مجاہدین حق کی حفاظت کریں۔ آمین۔

بہر حال ہر ایک کے کام کا انداز اور مقاصد کے حصول کا طریقہ کار مختلف ہے لیکن اغراض و مقاصدان تمام فساد یوں کے ایک ہیں۔

### ضروری وضاحت:

جو لوگ بیان و حکم کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور مجاہدین اسلام کے خلاف میدان جنگ تیار کرتے ہیں فتویٰ بازی کرتے ہیں ان کے اس فعل کو فقہاء کرام نے معنوی جنگ قرار دیا ہے جو کہ بندوق یا تلوار سے لڑی جانے والی جنگ سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”و كذا لو حرص على القتال أو دلّ على عورات المسلمين أو كانوا ينتفعون برأيه أو كان مطاعاً وإن كانت امرأة وصغيراً لوجود القتال من حيث المعنى“۔ (بدائع الصنائع، جلد ۷، صفحہ ۱۰۱)

ترجمہ: ”اور اسی طرح (قتل کیا جائے گا) اگر وہ ان کو جنگ پر ابھارنے یا مسلمانوں کے پوشیدہ راز بتائے یا اس کی مشورہ اور رائے سے دشمن فائدہ اٹھائے (جنگی مشورہ دیں وغیرہ) یا اس کی اطاعت کی جائے اگرچہ وہ عورت ہو یا بچہ ہو قتل کیا جائے گا کیونکہ یہاں معنوی قتال موجود ہے۔“

آج کل یہ تمام کام مغربی میڈیا اور نام نہاد اسکالر، مفتی، ڈاکٹر وغیرہ کرتے ہیں مثلاً علماء حق، اسلام، مدارس اور مجاہدین کخلاف ان کا پروپیگنڈہ ہمارے سامنے ہے۔ فحاشی اور بے حیائی اسلامی حدود اور سزاؤں کا مذاق اور من پسند اسلامی تشریحات کرنا ان کا کام ہے شرعی اصطلاح میں ایسی پروپیگنڈہ کرنے والوں کو مرجف کہا جاتا ہے۔ ”وهو الذي يشيع الكذب والباطل لا خافة الناس به“۔ (صفوة التفاسیر جلد ۳ صفحہ ۴۷)

ترجمہ: اور مرجف وہ ہے جو لوگوں میں جھوٹ اور باطل خبریں پھیلاتا ہے لوگوں کو ڈرانے کے لئے تفسیر الحدیث میں ہے۔

”المرجفون من الإرجاف وهو إشاعة الشائعات السيئة لتخويف الناس وإثارتهم“۔

مرجفون ارجاف سے ہے اور ارجاف لوگوں کو ڈرانے اور ابھارنے کے لئے بری خبریں پھیلانے کو کہتے ہیں۔ (تفسیر الحدیث جلد ۱) مزید تفصیل کے لئے علامہ ابو حیان کی تفسیر بحر محیط جلد ۷ صفحہ ۲۴۱۔

تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۲۵ امام نسفی کی تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۱۵ التحریر والتویر جلد ۲ صفحہ ۳۳۰

طوالت سے بچنے کی خاطر صرف کتابوں کے حوالہ جات کا تذکرہ کیا، باقی مرجف کا حکم سورۃ الاحزاب آیت ۶۰ اور ۶۱ میں اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ ”اگر یہ لوگ متنبہ کرنے کے بعد بھی نہیں سدھرے تو ان کے خلاف



تلوار اٹھانے میں پھر کوئی حرج نہیں، احکام القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۴۵) مزید تفصیل کے لئے علماء تفسیر کے اقوال دیکھے جاسکتے ہیں، تفسیر قرطبی جلد ۴ صفحہ ۲۴۶، تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۱۵، تفسیر معالم العرفان از علامہ صوفی عبد الحمید صاحب جلد ۱ صفحہ ۳۶۱، وہ لکھتے ہیں ”ایسے لوگ تعزیری لحاظ سے واجب القتل ہیں اور ان کے ساتھ نہایت سختی سے پٹا جائے گا مفسرین فرماتے ہیں کہ تعزیری طور پر ان لوگوں کے سر قلم کئے جاسکتے ہیں۔“

جو لوگ معاشرے میں فحاشی بے حیائی اور بداخلاقی پھیلانے کے مرتکب ہوتے ہیں وہ کسی ہمدردی کے لائق نہیں ان کو سخت ترین سزا ملنی چاہیے۔ علامہ اسعد حود رحمہ اللہ نے البیروتی تفسیر جلد ۶ صفحہ ۳۴۷ میں بہترین کلام کیا ہے۔ التحریر والتویر جلد ۲۱ صفحہ ۳۳۲)۔

تفسیر الحدیث جلد ۷ صفحہ ۴۲۱ تا صفحہ ۴۲۴ التفسیر الوسیط جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۸۔

بہر حال تمام فساد یوں کا تذکرہ تعارف اور طریقہ واردات کا احاطہ یہاں ممکن نہیں ہے لیکن پھر بھی جو کتاب اللہ اور نظام شریعت کے خلاف دشمنی کریں یا پھر حق کے خلاف دشمن قوتوں کا آلہ کار بنے ان کا شمار فساد یوں کی کسی ایک کٹیگری میں ضرور ہوگا۔

چند کتابوں کا تذکرہ اسی باب میں ہو چکا ہے مزید تفصیل کے لئے رجوع کریں، سورۃ الفجر میں ثمود اور فرعون کے طاقت کے تذکرے کے بعد ان کا انجام بد ذکر ہوا پھر آیت ۱۱ میں اللہ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفُسَادَ﴾

پھر آیت ۱۲، ۱۳ میں ان کی ہلاکت کا اجمالاً ذکر فرمایا کہ اصل فساد یہی تھے اور جگہ ہے

﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضَعِفُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يُذْبِحُونَ أَبْنَاءَ

هُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾

ترجمہ: ”یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا

اور ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا ان کے لڑکوں کو ذبح کرتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا

تھا بے شک وہ تھا فساد یوں میں سے۔“

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کے دو چار فسادوں کا تذکرہ فرمایا:

(۱) ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا آج کل کے فراعنہ کے مظالم ہمارے سامنے ہیں ان کے ظلم کے داستانوں پر تو اسیران نے باقاعدہ کتابیں لکھی ہیں محمدناصر خان وغیرہ نے گوانتانا مو بے جیل کے مظالم سے پردہ اٹھایا ہے۔

(۲) فرعون کا فساد نمبر ۲ جو اس آیت مبارکہ میں ہے وہ یہ کہ لوگوں کو گروہ بنا رکھا تھا اور سب کی الگ الگ ڈیوٹیاں مقرر کی تھیں، آج یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ صفت کن لوگوں میں پایا جاتا ہے؟

(۳) ایک فرقے کو کمزور کر رکھا تھا مراد بنی اسرائیل اب دیکھا جائے کہ آج وہ کون لوگ ہیں جن کو آج کے فراعنہ نے کمزور کر رکھا ہے اس کا جواب بھی واضح ہے عالمی سطح پر مسلمان اور خصوصاً مجاہدین حق جو صرف اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہر طاغوتی دجالی افواج کے خلاف بے سرپیکار ہیں اور پوری دنیا کے نام نہاد مسلم ممالک کو صحیح معنوں میں اسلامی بنانے کے لئے میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں ان ہی کو ہر سطح پر کمزور بنانے کے لئے دجالی اتحاد اور افواج کا گٹھ جوڑ ہوتا رہتا ہے۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ اس سلسلے کی کھڑی ہے جو کسی عقل والے سے ڈھکی چھپی نہیں یہ کام دراصل فرعون نے ہزاروں سال پہلے کئے تھے آج ان کے بچے یہ کام مختلف ناموں اور جدید طریقوں سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

سورۃ القصص آیت ۵ میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ

الْوَارِثِينَ﴾

ترجمہ: ”پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائے جنہیں زمین میں کمزور کیا گیا تھا اور

ہم انہیں پیشوا اور (زمین) کا وارث بنائیں۔“

قرآنی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اللہ نے اسی کمزور سمجھی گئی قوم کو مشرق و مغرب کا وارث مالک اور

حکمران بنایا۔ اسی طرح سورۃ القصص آیت (۶) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَمَكْنُ لَهُمُ الْاَرْضَ وَنَرَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور یہ بھی کہ ان کو زمین میں قدرت اور اختیار دیں اور فرعون ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھائیں جس سے وہ ڈر رہے تھے۔“

یہاں زمین سے مراد پوری شام کی سرزمین تھی جہاں پروہ کنعانیوں کی زمین کے مالک بنے کیونکہ مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل پھر واپس نہیں آئے (واللہ اعلم) اللہ نے فرعون کے گمان کو یقین میں بدل دی اور وہ اپنے لشکر سمیت غرق ہو گیا۔

**الحاصل:**

یہ کہ حق پرستوں کے مقابل آخر کار ہلاک ہی ہو جاتے ہیں حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾.

ترجمہ: ”لوگوں کو ان کی چیزیں کمی سے نہ دو بے باکی کے ساتھ زمین میں فساد مچا کر نہ پھرو۔“ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ قوم شعیب راہزنی کرتے تھے، سورۃ الاعراف میں بھی یہی تذکرہ ہے:

﴿وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾.

ترجمہ: ”راستوں میں لوگوں کو ڈرانے کے لئے اور اللہ کے راستے سے بند کرنے کے لئے مت بیٹھو۔“

یہ توکل کے فساد یوں کا تذکرہ تھا آج کل بھی اس قوم کے باطل پرست فسادی افراد تمام راستوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جو اللہ کے دین کے ہیں مختلف چیک پوسٹوں پر بیٹھے افراد اس کا زندہ مثال ہے چور ڈاکو مجرم وغیرہ سے کوئی باز پرس نہیں لیکن مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے ہر چیک پوسٹ پر سختی ہے مجاہدین کو مختلف طریقوں سے ڈرایا جاتا ہے اور اسی طرح جہاد کے عملی میدان میں جانے سے روکا جاتا ہے۔

اسی طرح علمائے حق کے مراکز اور مدارس کی طرف جو راستے جاتے ہیں ان سے بھی علم دین کے طالب علموں کو روکا جاتا ہے اور ان کو متنفر کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ متشدد ہیں سختی کرتے ہیں وغیرہ یہ باطل پرستوں کا پرانا مرض ہے دین کے راستے سے مراد عام ہے چاہے درس قرآن ہو، چاہے جہاد ہو یا حق پرست علمائے کرام کے مدارس ہوں۔

قوم شعیب کے غنڈے ان تمام راستوں پر بیٹھے ہوتے تھے جو حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف جاتے تھے لوگوں کو ان سے روکتے تھے اب بھی عادت وہی ہے صرف طریقہ کار میں تھوڑا فرق ہے امید ہے قارئین سمجھ گئے ہوں گے۔  
سورۃ النمل میں ہے:

﴿وكان في المدينة تسعة رهط يفسدون في الأرض ولا يصلحون. قالوا تقاسموا بالله لنبيتنه وأهله ثم لنقولن لولييه ما شهدنا مهلك أهله وإنا لصادقون﴾.

ترجمہ: ”اور تھے اس شہر میں نو شخص کہ خرابی کرتے ملک میں اور اصلاح نہ کرتے۔ بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اس پر اور اس کے گھر پر، پھر کہہ دیں گے اس کے دعویٰ کرنے والے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں۔“  
حضرت صالح علیہ السلام کے خلاف قوم کا محاذ اور طریقہ واردات کا پتہ ہمیں قرآنی قدیم اور مستند تاریخ بتاتی ہے وہ یہ کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس شہر میں ۹ سردار تھے جو زمین میں فساد پھیلاتے رہتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔

ان تمام فساد یوں نے بڑی بڑی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ رات ہی کو حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے گھر والوں پر چھاپہ ماریں گے اور پھر اس کے وارثوں سے کہہ دیں کہ ہم اس کی اہل کے ہلاکت کے وقت موجود ہی نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں۔

یہ قسمیں انہوں نے اس وقت کھائی جب اونٹنی کے قتل کرنے کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا پھر انہوں نے سوچ سمجھ کر یہ منصوبہ بنایا کہ عذاب آنے

سے قبل ہی حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کا خاتمہ کر دیں اور ان کے قتل کے بعد ان کے وارثوں کو بولیں گے کہ قتل کے وقت نہ ہم وہاں موجود تھے نہ ہمیں اس بات کا کوئی علم ہے کہ انہیں کون قتل کر گیا ہے اس واقع سے باطل پرستوں کی گندی ذہنیت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہزاروں سال قبل قوم صالح کے فساد یوں نے جو منصوبہ بنایا تھا اب بھی موجود پرفتن دور میں ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کا طریقہ واردات اکثر یہی ہے۔

دجالی خفیہ ایجنسیاں، افواج، حکومتیں وغیرہ یہی پرانا طریقہ استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر جدید طریقوں سے حق پرست علماء/مجاہدین پر رات ہی کے وقت حملہ کر کے غائب کر دیا جاتا ہے۔

پھر بعض کوشہید کر کے ویرانوں میں پھینک دیا جاتا ہے اور بعض کو خفیہ ٹارچر سیلوں میں رکھ کر بے تحاشہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔

اللہ تمام مجاہدین حق اور علمائے حق کو ایسے خبیثوں سے اپنی حفظ و امان میں رکھیں۔ آمین، قوم نے بھی حضرت صالح علیہ السلام خلاف آپس میں قسمیں کھائی تھی اب موجودہ دور میں عالمی جمہوری نظام کے خواب دیکھنے والے اور جمہوری لبرل حکومتیں بل پاس کراتے ہیں اور یادداشتوں پر دستخط کرتے ہیں، قرار دادیں منظور کرواتے ہیں کانفرنسوں اور سمیناروں وغیرہ میں متفقہ فیصلے کرتے ہیں، مشترکہ پالیسی حق کے خلاف اپنانے کے لئے آل پارٹیز کانفرنس منعقد کئے جاتے ہیں۔

دہشت گردی کے خلاف جو موجودہ جنگ لڑی جا رہی ہے یہ جنگ دراصل اسلام اور مجاہدین کیخلاف ہو رہی ہے جو خلافت اور شریعت کا عملی نفاذ چاہتے ہیں امریکی خارجہ پالیسی کارکن رچرڈ پریل اپنی کتاب An End to Evil ”یعنی شیطانیت کا خاتمہ“ میں لکھتا ہے ”دہشت گرد اسلام کی کوئی سرحد نہیں یہ انڈونیشیا سے انڈیا تک پھیلا ہوا ہے یہ ہمارے اقدار اور تہذیب کا دشمن ہے اسے اگر نہ روکا گیا تو پھر ایک دن ہم سب ان کے (مسلمانوں) کے ہاتھوں کھلونا ہوں گے۔

دہشت گردی کے وجوہات کشمیر یا فلسطین میں نہیں خود مذہب اسلام میں موجود ہیں جب تک یہ

مذہب زندہ ہے ہم محفوظ نہیں، دہشت گردی کے خلاف پاکستان نے ہر اول دستے کا کردار ادا کیا، ایسا ہی ایک بیان امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین نے دیا تھا (اردو نیوز جلد ۶ مئی ۲۰۰۲)

جبکہ امریکی نائب وزیر دفاع ولفوٹ نے کہا تھا ”دہشت گردی کیخلاف پاکستانی تعاون امریکہ کے لئے اعزاز ہے (اردو نیوز جلد ۲۶ مارچ ۲۰۰۴)۔

اسی طرح صفت روزہ نیوز ویک نے ایک بیان شائع کیا تھا کہ دہشت گردی ختم کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ مسلمانوں کی کتاب قرآن کو ختم کیا جائے (نعوذ باللہ)۔

اسی طرح ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ کے بعد بش نے اعلان کیا تھا کہ دہشت گردی کے خلاف ہم نے صلیبی جنگ شروع کر دی ہے جس پر بعد میں بولا کہ یہ زبان کی لغزش تھی حالانکہ یہ حقیقت تھی۔

سال بعد امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے پھر یہ اعتراف کیا کہ ان کے ملک نے افغانستان میں صلیبی جنگ شروع کی تھی کیا یہ بھی زبان کی لغزش تھی؟

اس کے علاوہ بہت سارے ایسے بیانات اور شواہد موجود ہیں بہر حال سمجھنے والوں کے لئے یہ کافی ہے اب جو لوگ دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے ان کے اتحادی ہیں وہ اتنا بھی سمجھ نہیں رکھتے کہ یہ جنگ اسلام کے خلاف ہے۔

اور ایسا کرنے سے ان کا ایمان باطل ہو چکا ہے اس میں کسی سے فتویٰ لینے کی ضرورت کیا ہے دہشت گردی کے خلاف جنگ کی حقیقت کفار نے خود واضح کر دی۔ اوپر کے بیانات خوب غور سے بار بار پڑھنے چاہئیں۔ جو لوگ اس جنگ کا حصہ ہیں ان کا منہ زبانی کلمہ کچھ فائدہ نہیں دیتا ایسے لوگ بالاتفاق مرتد اور کافر ہو گئے ہیں۔ حوالہ جات کتاب کے اسی باب میں ہیں۔

مئی کے اواخر میں یا پھر جون ۲۰۱۵ کے شروع میں جب پاکستانی وزیراعظم نواز شریف اور جنرل راحیل شریف افغانستان گئے تو یہ متفقہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو افغانستان کا دشمن ہے وہ ہمارا بھی دشمن ہے افغانستان کے دشمن سے مراد عقل والے خوب جانتے ہیں۔

بہر حال اس وقت کے فساد یوں نے قسم کھائی تھی جبکہ آج کل بھی مختلف طریقوں سے الگ الگ پلیٹ

فارم سے آج کل کے جدید فسادی فساد پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں، دوسری بات یہ کہ حملہ کرنے کے لئے انہوں نے رات کے وقت کا انتخاب کیا تھا جیسا کہ آیت کریمہ میں تذکرہ موجود ہے۔

ٹھیک اسی طرح آج کل کے باطل پرست فساد یوں کا طریقہ واردات بھی اکثر رات کے وقت میں ہوتا ہے، پرانے فساد یوں کا پلین سی Plane, c یہ تھا کہ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے اہل و عیال سب کو قتل کر دیں گے اس کی مثال اگر دیکھنا ہے تو صومالیہ، افغانستان، یمن اور وزیرستان وغیرہ میں امریکی ڈرون حملوں کو دیکھا جائے۔

یہ حملے آج کل کے فسادی رات کے وقت ہی اکثر کرتے ہیں اور میزائل برسا کر مجاہدین کو اپنے اہل و عیال سمیت شہید کر دیتے ہیں جن میں زیادہ تر تعداد بچوں خواتین اور بوڑھوں کی ہوتی ہے اور یہ حملے باقاعدہ پاکستان، افغانستان اور یمن وغیرہ ممالک کی مرضی اور رضا سے ہوتے ہیں۔

بہر حال یہ ان کے واردات کے طریقے تھے جن کی مثال آج بھی ہمارے سامنے ہیں لیکن اللہ نے ان کا پلین اور اسکیم کیسے ناکام بنایا وہ بھی سن لیں۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: ﴿وَمَكْرُوا مَكْرًا وَمَكْرًا مَكْرًا﴾ مکر سے مراد خفیہ تدبیر مراد یہ کہ ان کی خفیہ تدبیر کو فیل کرنے کے لئے میں نے بھی تدبیر کی آیت ۵۱ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اِنَّا دَمَرْنَا هُمْ وَقَوْمَهُم اَجْمَعِينَ﴾

ترجمہ: ”پھر دیکھ لے کیسا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو“۔

**ایک ضروری نکتہ:**

اس واقعہ میں اللہ نے پوری قوم کو سزا دی اگرچہ یہ کام تو صرف ۹ سرداروں نے کیا تھا جیسا کہ آگے تذکرہ ہے کہ ۹ سردار تھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک ۹ سردار تھے مگر ان کے پشت پر پوری قوم متحد تھی اگرچہ بالواسطہ منصوبہ قتل میں شریک نہ تھے کیونکہ یہ منصوبہ قوم سے خفیہ تھا۔

بہر حال اللہ پاک ہمیں ان قوموں کی تاریخ بیان کرنے پر ڈراتا ہے کہ مخالفین حق کا ساتھ نہ دو یہاں

قوم صرف اس وجہ پر ہلاک ہوئی کہ وہ اس مکروہ حرام اور خفیہ طریقہ واردات پر خوش تھے یہ ان ۹ سرداروں کو سپورٹ کر رہے تھے۔ اللہ نے ان تمام کو ہلاک کر کے نشان عبرت بنا دیا۔ الفاعل والساکت سویا، کام کرنے والا اور اس پر چپ رہنے والا دونوں برابر ہیں۔

اب جیسا کہ ڈرون حملوں کا تذکرہ ہوا یہ حملے ان ممالک کی خوشی اور رضا سے ہو رہے ہیں اور صرف خوشی اور رضا نہیں بلکہ یہ ممالک ان کو تمام سہولیات بھی فراہم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں تو خود فیصلہ کیجئے۔ قوم صالح علیہ السلام کو اللہ نے عذاب دیا تو کیا آج کے فسادی بچ جائیں گے؟ کبھی نہیں عذاب بہر صورت ہو رہا ہے لیکن سمجھے تو سہی؟

مشہور فقہی قاعدہ ہے جرم کا واقعہ ایک بندہ کرے یا متعدد لوگوں کے تعاون سے ہو سب کا حکم ایک ہے تمام لوگوں پر فرد جرم عائد ہوگی اور سب کا حکم ایک ہوگا۔  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اصول کچھ یوں بیان کیا ہے:

”والله لو تما لا عليه أهل الصنعاء لقتلهم جميعاً“ (التشريع الجنائي لعبد القادر

عودة جلد ۲ صفحہ ۴۰)

ترجمہ: ”(یہ قتل کا جرم) اگر سب اہل صنعاء نے مل کر کیا ہوتا تو میں ان سب پر ہی قصاص کا حکم لاگو کرتا۔“

اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین ان کردار کے حامل افراد کے متعلق جنہوں نے اپنے زمینی اور فضائی حدود امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف امریکیوں کو دی؟

”پاک سرزمین“ میں ڈرون حملوں کے ذریعے ہزاروں افراد کو شہید کروایا اور اکثر ابھی تک در بدر ہیں امارت اسلامیہ کو ختم کرنے میں نہ صرف اپنا کندھا استعمال کروایا بلکہ اس پر فخر بھی کرنا عملاً یہ سب کچھ کرنے کے باوجود کیا ایمان کا دعویٰ سچا ثابت ہو سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ ہر کفر کے کام میں کفار کا ساتھ دینا اور اسی پر خوش ہونا ایمان سے بغاوت ہے اور اس منہ زبانی کلمے کا اقرار پھر کچھ فائدہ نہیں دیتا، اللہ فرماتے ہیں:



”وَمِنْ يَتَوَلَّاهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ“ چاہے کفر کا وہ کام کفار متحدہ اور ”سلامتی کینسل“ کے پلیٹ فارم کے تحت ہو یا پھر ان جیسے اور دجالی افراد یا ادارے جو اسلام دشمنی میں سرفہرست ہے اس کام کی نگرانی کریں۔ یہ کام عالمی سطح پر ہو یا پھر نام نہاد اسلامی ممالک نے ”اس کار خیر“ کا بیڑا اٹھایا ہو ”کار خیران کی گرامر کا لفظ ہے کیونکہ دجالی لوگ اس کام کو اپنا مقدس فریضہ سمجھتے ہیں۔“

بہر حال حکم سب کا ایک ہے جو لوگ کفر کے ساتھ اسی اتحاد میں کسی بھی طرح شریک ہیں اور اس پر خوش بھی ہیں ان کے ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ان کو سپورٹ کرتے ہیں، اور ان کی تحفظ کرتے ہیں مجاہدین اسلام حق پرست علمائے کرام اور اسلامی نظام کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔

یہ سارے ایسے کفریہ کام ہیں جن کے کرنے سے بندہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو جاتا ہے مزید تفصیلات جاننے کے لئے کتب فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ لیکن یہ سب کچھ تو ایک طرف توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا اب بھی کھلا ہے جو لوگ سچے دل سے توبہ کر کے کئے پر نادم ہو جائیں، اور اپنے قول و فعل کی اصلاح کریں تو اللہ رحیم کریم ذات ہے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ موت کے وقت پھر توبہ قبول نہیں۔

کیونکہ یہ توبہ مرتے وقت فرعون نے بھی کی مگر پھر بہت دیر ہو چکی تھی قرآن خود شاہد ہے اللہ نے فرمایا: ”السن“ اب توبہ کرتے ہو ”وقد عصیت قبلی“ اس سے پہلے تو تو نے نافرمانی کی تھی۔ نمل آیت ۵۲ میں اللہ نے فرمایا: یہ ہے ان کے مکانات جو ان کی ظلم کی وجہ سے جڑے پڑے ہیں جو لوگ علم رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں بڑی نشانی ہے سورہ قصص کی آیت ۴ میں فرعون کے فساد کا تذکرہ ہے۔

فسادی کاموں کی تفصیل اجمالاً درجہ ذیل ہے:

(۱) ﴿عَلَا فِي الْأَرْضِ﴾ زمین میں سرکشی کر رکھی تھی۔

(۲) ﴿وَجَعَلْ أَهْلَهَا شِيْعًا﴾ ان کے رہنے والوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا۔

(۳) ﴿يَسْتَضَعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يَذْبَحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ﴾ اور ایک فرقے کو

کمزور کر رکھا تھا ان کے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ (مراد بنی اسرائیل

ہے جو اس وقت کی افضل ترین قوم تھی)۔

(۴) ﴿إِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمَفْسِدِينَ﴾ بے شک وہ فساد یوں میں سے تھا۔

مزید تفصیل امم سابقہ کی تاریخ میں آنے والی ہے ان شاء اللہ قصص آیت ۷۷ میں ہے قارون کو اس کی قوم نے بولا تھا

﴿لَا تَبِغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَفْسِدِينَ﴾

ترجمہ: زمین میں فساد مت کرو بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

قارون بھی بڑا فسادی شخص تھا قارون کی تباہی کے بعد قصص ۸۳ میں اللہ فرماتے ہیں

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فِسَادًا وَالْعَاقِبَةُ

لِلْمُتَّقِينَ﴾۔

ترجمہ: ”آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں بڑائی اور فخر نہیں

کرتے اور نہ فساد کرتے ہیں پرہیزگاروں کے لئے بہت عمدہ انجام ہے“ پرانے فساد یوں کی اس

فہرست میں قوم لوط علیہ السلام بھی شامل تھی۔

عنکبوت آیت ۳۰ میں حضرت لوط کی دعا کا ذکر ہے

﴿قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمَفْسِدِينَ﴾۔ ترجمہ: اے میرے رب اس فسادی قوم کے

مقابلے میں میری مدد فرما اس قوم کے فسادی کام یقیناً زیادہ تھے لیکن قرآن نے اس سورۃ مبارکہ میں اجمالاً

تذکرہ کیا ہے یہاں صرف ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے۔

”اور حضرت لوط علیہ السلام کا بھی ذکر کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم تو اس بدکاری پر اتر

آئے ہو جسے تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہیں کیا کیا تم مردوں کے پاس بد فعلی کے لئے آتے ہو اور

راستے بند کرتے ہو اور اپنی عام مجلسوں میں بے حیائی کے کام کرتے ہو اس کے جواب میں اس کی قوم نے

بجز اس کے اور کچھ نہیں کہا اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس اللہ کا عذاب لے آ۔

اس فسادی قوم نے بدکاری کا ایجاد کیا تھا پاکستان کے اندر حال ہی میں قصور کے اندر سیکڑوں بچوں

کے ساتھ یہ دھندہ ہوتا رہا اور ”قوم کے محافظ“ اور حکومتی سرپرستی میں باقاعدہ ویڈیوز بھی بنائی گئیں۔

اس پرمیٹی بنی چالان پیش ہوئے اور بس افسوس کی بات یہ ہے کہ سب کام اس ملک میں ہو رہے ہیں جس کو سیاسی حضرات اسلام کا قلعہ سمجھتے ہیں، بہر حال اس کی خبریں میڈیا اور اخبارات نے نشر کی ہیں قوم لوط کی دوسری بڑی فسادی صفت راستے بند کرنے تھے۔ اس پر مفسرین نے تفصیلی کلام کیا ہے:

(۱) کہ راستے پر جانے والوں کو یعنی مسافروں کو پکڑ پکڑ کر ان کو بے حیائی کے کام کے لئے استعمال کرتے تھے جس کی وجہ سے لوگوں کا راستوں سے گزرنا مشکل ہو گیا تھا۔

(۲) یا یہ کہ آنے جانے والے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے یا قتل کرتے تھے یا پھر ان کو کنکریاں مارتے تھے۔

(۳) تیسری توجیہ مفسرین یہ نقل کیا ہے کہ سرعام بے حیائی کا ارتکاب کرتے تھے ان تمام صورتوں میں راستے بند ہوتے تھے۔

امام شوکانی نے فرمایا ہے کہ کسی خاص سبب کا یقین تو مشکل ہے تاہم وہ ایسا کام ضرور کرتے تھے جس سے عملاً راستہ بند ہو جاتا تھا، قطع طریق کا ایک معنی قطع نسل کے بھی کئے گئے ہیں۔ (فتح القدیر) فی نادیکم المنکر کے بارے میں علماء اور مفسرین کے اقوال بہت سارے ہیں مجلسوں میں ہوا خارج کرنا مسافروں کا مذاق اغلام بازی وغیرہ۔

امام شوکانی فرماتے ہیں ممکن ہے وہ یہ تمام منکرات کرتے رہے ہوں، امام نسفی نے مدارک میں لکھا ہے کہ گالیاں دیتے تھے اور کھلے عام شلواریں اتارتے تھے یہ تمام فسادات پاک سرزمین میں ہوتے ہیں یا نہیں؟ یہ فیصلہ عوام کے اوپر ہے۔

بہر حال یہ تمام کام فساد کے زمرے میں آتے ہیں جمہوری قانونی شکل دینے سے ایک کام جائز اور حلال نہیں ہو سکتا، اسی سورۃ میں حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو فساد سے منع کیا ہے

﴿وإلى مدین أخاصهم شعيبا فقال يا قوم اعبدوا الله وارجوا اليوم الآخر ولا تعثوا فی الأرض مفسدین﴾.

ترجمہ: ”اور بھیجا مدین کے پاس انکے بھائی شعیب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو پچھلے دن کی اور مت پھر زمین میں خرابی مچاتے۔“

یہاں بھی اول بات اعبدواللہ کی فرمائی تفصیل آنے والی ہے، ان شاء اللہ!  
سورۃ الرعد آیت ۲۵ میں نیک لوگوں کے تذکرے کے بعد فساد یوں کا ذکر ہے اور ان کے کچھ برے صفات بیان کئے گئے ہیں ان میں ایک گندی صفت فساد بھی ہے

﴿ويفسدون فى الأرض أولئک لهم اللعنة ولهم سوء الدار﴾.

ترجمہ: ”اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں، ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت، اور ان کے لئے ہے برا گھر۔“

اسی طرح سورۃ روم میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿ظهر الفساد فى البر والبحر بما کسبت أیدى الناس لیذیقهم بعض الذى عملوا لعلهم يرجعون. قل سیروا فى الأرض فانظروا کیف کان عاقبة الذین من قبل کان اکثرهم مشرکین﴾.

ترجمہ: ”پھیل پڑی ہے خرابی خشکی میں اور دریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے چکھانا چاہئے ان کو کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں تو کہہ پھر ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے۔“

فساد لوگوں کے اپنے برے کاموں کی وجہ سے آتا ہے اور پھر اللہ نے قدیم لوگوں کی تاریخ بیان کرتے ہوئے تنخوف دی مومن آیت ۲۶ میں ہے:

﴿وقال فرعون ذرونى أقتل موسى والیدع ربہ. إنى أخاف أن یبدل دینکم أو أن یظهر فى الأرض الفساد﴾.

ترجمہ: ”اور بولا فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑ دے تمہارا دین یا پھیلانے ملک میں خرابی۔“

فرعون سیاسی شخص تھا اس لئے انہوں نے سیاسی حربہ استعمال کیا اور دھمکی دی حالانکہ وہ بے غیرت تو موسیٰ علیہ السلام سے بہت ڈرتا تھا یہاں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی دھمکی دی اور بولنے لگا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارے دین کو بدل دیں گے یا زمین میں فساد پیدا کر دیں گے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جیسا کہ قصص آیت ۶ میں ہے ﴿لَئِنْ كَانَ مِنَ الْمَفْسِدِينَ﴾ بے شک وہ (فرعون) فساد یوں میں سے تھا یہ فساد کے الزامات بہت پرانے زمانے سے انبیاء کرام اور موحدین پر لگ چکے ہیں آج کل کے فراعنہ بھی یہی الزامات لگا رہے ہیں خصوصاً مجاہدین حق پر کہ یہ لوگ فسادی دہشت گرد اور خوارج ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں موحدین کے لئے زبردست تسلی ہے کہ جو واقعات موسیٰ علیہ السلام کو پیش آئے تھے ایسے مراحل سے گزرنا پڑے گا۔

فرعون نے دوسری بات دین بدلنے کی کہی کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دین کو بدل ڈالیں فرعون کا دین کہنے کا مطلب کیا تھا۔ دین سے مراد وہ قانون ہے جو کسی قوم میں رائج ہو جس پر ان کی معیشت، سیاست اور تمدن استوار ہو اور جس پر عدالتوں میں فیصلے کئے جاتے ہوں، مزید تفصیل باب نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔

آج کل فرعون کی ذریت (بچے) یہی بات کہتے ہیں وہ دین کی بات کرتا تھا جو ان کا بنانا یا قانون تھا تو آج کل جمہوریت کی دفاع اور تحفظ کی بات کی جاتی ہے اور سیاسی حضرات اکثر یہی کہتے ہیں کہ یہ لوگ آئین کو نہیں مانتے ان کا دین آئین پاکستان ہے جس پر عدالتوں میں فیصلے کئے جاتے ہیں اور اس آئین کے پاسداری کا باقاعدہ حلف لیا جاتا ہے۔

بہر حال یہ تو اکثر ہم نے سنا ہے کہ ہمیں ڈنڈہ بردار شریعت نہیں چاہیے اور ہمیں بندوق کا اسلام نہیں چاہئے کل کے فرعون کے نظریات خیالات اور عقیدہ اور آج کے فراعنہ کے طور طریقوں میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن کچھ باتوں میں ۱۰۰ فیصد اتفاق بھی ہے۔

دین دشمنی میں کل کے فرعون اور آج کے برابر ہے بلکہ یہ ریکارڈ تو آج کے فراعنہ نے توڑ دیا ہے کل کا فرعون بولتا تھا ”أنا ربکم الأعلى“ رب کی تشریح باب نمبر ۱ میں گزر چکی ہے آج کے فراعنہ بھی ربوبیت کا یہی دعویٰ کرتے ہیں کل کا فرعون کہا کرتا تھا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ فساد برپا کرے اب بھی یہی

جملہ اکثر سننے کو ملتا ہے غیر اللہ کی عبادت سے لوگوں کو ہٹا کر اللہ واحد کی عبادت (بندگی) پر لگانا ان کے نزدیک فساد تھا دعوت تو حید اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کو فساد کی قرار دیا تھا۔

جیسا کہ اور جگہ ہے فرعون نے بولا تھا ”إِنْ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ“ یہ تو شر پسندوں کی چھوٹی سی جماعت ہے، اب کیا انبیاء کرام کے وارثین (علمائے حق اور مجاہدین) کو یہ طعنے نہیں دیئے جارہے؟ کہ یہ فساد کی لوگ ہے اور دہشت گردوں کی مٹی بھر جماعت۔

غیر اللہ کی بندگی اور نظام سب سے بڑا فساد ہے چاہیں وہ انفرادی یا اجتماعی طور پر اعلیٰ کلمۃ اللہ کے مقصد کے لئے مجاہدین حق جہاد کر رہے ہیں اور جہاد کا مقصد یہی ہونا چاہیے ایجنسیوں کا جہاد نہیں کہ صرف کشمیر کی آزادی تک یا یہ کہ دوسرے ممالک میں کفر کو دیکھو اور ان کے خلاف لڑا تو جہاد اور اپنے گھر میں دیکھو تو پھر.....؟ لا حول ولا قوۃ إلا باللہ۔

نبی علیہ السلام کا فرمان ہے: ”أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ مجھے امر کیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کر لیں لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے مراد صرف منہ زبانی اقرار نہیں لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تفصیل آگے آرہی ہے ان شاء اللہ۔

بہر حال فساد کی یہ اصطلاح یہود و نصاریٰ کی طرف سے جاری کی گئی ہے یہ اصطلاح اتنی عام ہو چکی ہے کہ عامۃ المسلمین کو بھی حق و باطل کی پہچان میں مشکل پیش آتی ہے لا ما شاء اللہ۔

ان کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ لوگ (مجاہدین) فساد پھیلا رہے ہیں اور پوری دنیا کے امن کے لئے مستقل خطرہ ہے اس اصطلاح اور پروپیگنڈہ میں درباری سرکاری مفتیان بھی ان ہی کی زبان بولتے ہیں ایسے کچھ سیاسی فتویٰ آگے دیئے جارہے ہیں۔

بہر حال مغربی ذرائع ابلاغ یہودی این، جی، اوز نام نہاد جہادی امراء جن کا جہاد اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے نہیں بلکہ دجالی حکمرانوں کی زیر سرپرستی سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے ہے یا پھر خفیہ ایجنسیوں کے ایجنڈے کے تحت ان کے چھتری کے سائے تلے لڑتے ہیں۔

ان کی منطق یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں جہاد جہاد نہیں بلکہ فساد ہے اور مسلح جدوجہد حرام ہے، کیونکہ

مسلمانوں کے ممالک میں جہاں بادشاہ مسلمان ہو جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو جہاں اسلامی آئین ہو جہاد کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔

اس کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ صحیح فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے لئے مسلح جدوجہد ہشت گردی یا فساد نہیں کہلاتا بلکہ جہاد فی سبیل اللہ ہی ہے کیونکہ جہاد کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ کا عملی نفاذ ہے اور الحمد للہ مجاہدین حق کا صرف اور صرف یہی مقصد ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام اس بات کی تفصیل کیلئے علمائے حق نے تفصیلی کتابیں لکھی ہے جن حضرات کے ذہنوں میں ابھی تک اشکال باقی ہے وہ حضرات شیخ القرآن والحديث مولانا نور الہدی حفظہ اللہ کی کتاب مقاصد شریعت اور جہاد کا مطالعہ کریں۔

باقی رہی یہ بات کہ آئین اسلامی ہے تو اس اشکال کو ختم کرنے کے لئے حضرت شیخ ہی کی کتاب کیا ہمارا آئین اسلامی ہے کا مطالعہ کرنا چاہیے (سپیدہ سحر اور ٹمٹماتا چراغ) ایمن الظواہری کی کتاب الصبح والقتیل بھی پڑھنا چاہیے اسی طرح اللہ کی رضا کی خاطر ان لوگوں کو دعوت دیتا ہو کہ ایجنسیوں کے جال سے نکل کر اعلاء کلمۃ اللہ اور شریعت کے عملی نفاذ کے لئے اٹھ کھڑے ہو جائیں۔

کیونکہ جہاد صرف چہروں یا افراد کے خلاف نہیں بلکہ کفریہ باطل نظام کے خلاف ہے افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض لوگوں کو امریکی یا بھارتی کفر کا فی دور سے نظر آتی ہے لیکن جب وہ کفر اپنے ملک میں ہو تو پھر؟ یہ وہ نقطہ ہے جس کو اس باب میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے وہ جہاد ہر گز شرعی جہاد نہیں ہے جس کے لئے باڈر اور سرحدات ہوں۔

اللہ فرماتے ہیں:

﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ﴾

ترجمہ: ”اے تم دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو“۔

نیو کنٹینر طورخم یا چین بارڈر کے اس پار جلا دیا جائے تو جہاد اور وہی کنٹینر ”پاک سرزمین“ میں جس کو اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے جلا دیا جائے تو پھر دہشت گردی طالبان افغانستان کے خلاف لڑے تو مجاہد اور جہاد اور پاکستان میں لڑے تو دہشت گردی اور فساد بہر حال یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ یہی پاک سرزمین افغانستان کے

اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے لئے استعمال ہوئی اور اب بھی ہو رہی ہے۔

جہاد کے لئے نبی علیہ السلام نے ہمیں ایک اصول عملی طور پر سمجھایا ہے وہ یہ کہ اول شروعات جہاد مکہ سے ہوئی اللہ نے بھی فرمایا

﴿قاتلوا الذين يلو نكم من الكفار﴾

یہ امر اور حکم ہے اور تمام جہادی امراء کے لئے ہے باقی یہ اعتراض کہ اسلامی ملک میں جہاد کہاں سے آیا؟

اس کا جواب ہم دے چکے ہیں کہ اسلحہ اٹھانا اسلامی ملک کے خلاف نہیں بلکہ کفریہ جمہوری قانون اور غیر اسلامی قوانین کے خلاف اٹھایا جاتا ہے اور جو لوگ اس نظام کے محافظ ہیں وہ ٹارگٹ کئے جاتے ہیں باقی دارالمسلمین الگ چیز ہے اور دارالاسلام الگ۔

اسلامی حکومت پوری دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے صرف اسلامی نام رکھنے سے کوئی ملک اسلامی نہیں بن سکتا مولانا محمد ادریس کاندھلوی اپنے کتاب عقائد اسلام حصہ اول کے صفحہ ۱۹۴ پر فرماتے ہیں: ”اسلامی حکومت وہ حکومت ہے کہ جس حکومت کا نظام مملکت شریعت اسلامیہ کے ماتحت اور اس کے مطابق ہو اور حکومت کا مذہب من حیث الحکومت اسلام ہو اور اس حکومت کا دستور اور آئین قانون شریعت ہو اور حکومت من حیث الحکومت دل و جان سے دین اسلام کے اتباع کو فرض اور لازم سمجھتی ہو اور زبان سے بھی اس کا اقرار کرتی ہو اور خلیفہ اسلام اور بادشاہ اسلام وہ شخص ہے کہ جو نبی کا نائب ہو نیکی حیثیت سے شریعت اسلامیہ کے مطابق ملک میں ملکی اور ملی نظام جاری اور نافذ کرے“ اب فیصلہ عوام کے اوپر ہے کہ نام نہاد اسلامی ممالک جن میں سرکاری مفتی اسکالرز، ڈاکٹرز، اور علمائے مسلح جدوجہد کو بغاوت اور دہشت گردی کہتے ہیں ان ممالک میں شریعت اسلامیہ کے ماتحت کتنے فیصلے ہوئے؟ کتنے زنا کاروں پر حد جاری ہوا کتنے چوروں کے ہاتھ کٹے اور شراب پر کس کو سزا دی گئی۔

سوردر وکنے کے لئے کیا حکمت عملی تیار ہوئی؟ ایسے بہت سارے کام ہیں جو بہت سارے نام نہاد اسلامی ممالک میں اعلانیہ طور پر ہو رہے ہیں، کیا اس کے باوجود بھی یہ ممالک اسلامی ہے اور ان میں مسلح



قتال اور جہاد حرام ہے؟ لعنت ہے ایسے لوگوں پر اور ان کی اس علم پر۔

حضرت شیخ آگے صفحہ ۱۹۵ پر کہتے ہیں: ”جو حکومت من حیث الحکومت اپنے اساسی دستور میں علی الاعلان اس بات کا اقرار و اعتراف نہ کرے کہ اس حکومت کا مذہب دین اسلام ہے تو وہ اسلامی حکومت نہیں کہلا سکتی جیسے آج کل قومی اور عوامی اور نیشنل حکومت کا چرچا ہے سو ایسی حکومت اسلامی حکومت نہیں کہلا سکتی جو حکومت اللہ کی حاکمیت اور قانون شریعت کی برتری اور بالادستی کو نہ مانتی ہو بلکہ یہ کہتی ہو کہ حکومت عوام کی اور مزدوروں کی ہے اور ملک کا قانون وہ ہے جو عوام اور مزدور مل کر بنالیں سو ایسی حکومت بلاشبہ حکومت کافرہ ہے۔

اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین؟ جمہوریت کی تعریف ہی کچھ ایسی ہے جس کو امریکی سولہویں صدر ابراہم لنکن نے بولا ہے

Government of the people by the people for the people

عوام پر عوام کی حکومت عوام کی مرضی سے

جمہوریت کی مزید تفصیل دیکھنی ہو تو مولانا عبدالرحمن کیلانی کی کتاب ”خلافت و جمہوریت“ کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے کچھ کتابوں کا تذکرہ کتاب میں ہو چکا ہے ”ادیان کی جنگ“ نامی کتاب جس کو مولانا عاصم عمر نے لکھا ہے اس موضوع پر بہترین تصنیف ہے وہ اپنے کتاب کے صفحہ ۳۹، ۴۰ پر لکھتا ہے۔

جمہوریت کیا ہے؟

چونکہ یہ اصطلاح (Terminology) ہے جس کو خاص معنی میں استعمال کیا جاتا ہے لہذا اصطلاح کا اصول ہے کہ اس کی وہی تعبیر معتبر ہوگی جو اس کو وضع کرنے والوں نے بیان کی ہو۔

Democracy

کے معنی یہ لفظ اصلاً یونانی ہے جو دو لفظوں سے مل کر بنا ہے Demos اور Kartos کے معنی People یعنی عوام اور Kratos کے معنی Rule یعنی حاکمیت (یعنی Rule of the people یا عوام کی حاکمیت)

## جمہوریت کی تعریف:

### Democracy

Free and equal representiton of people a government in which the supreme power is vested in the people and Exercised by them in directly or in directly through a system of representation invoiving periodicaly held free eiections.

### جمہوریت: لوگوں کی آزاد اور مساوی نمائندگی

ایک ایسا نظام حکومت جس میں حاکمیت اعلیٰ عوام کے پاس ہوتی ہے اور عوام ہی بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقے سے حکومت چلاتے ہیں نظام میں عوام کی نمائندگی ہوتی ہے جو بالعموم ہر کچھ عرصے بعد آزاد انتخابات کے ذریعے سے نمائندے چن کر کی جاتی ہے۔

### Democratic system of government:

A system of government based of on the principle of majority decision making (Encyclopaedia Britanmica 2012)

### جمہوری نظام کی حکومت:

ایک ایسا نظام حکومت جو اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ سازی کے اصولوں پر قائم ہو (ادیان کی جنگ صفحہ

(۴۰، ۳۹)

اب جمہوریت پر قائم ملک کو اسلام کا قلعہ کہنا کتنی حقیقت ہے اصل بات یہ ہے کہ جمہوریت کو یہود نے ایک خاص مقصد کے لئے ایجاد کیا پھر اسے رائج کیا اور اس کی حفاظت کی جاتی ہے آئیں پڑھیں یہودی پرورٹوکولز نمبر ۸۹، ۹۰)

”بادشاہت کی طاقت اگر ایک فرد کی بجائے ایک لاکھ دو لاکھ ایک کروڑ دو کروڑ انسانوں میں بٹ جائے تو یہود سے باز پرس کرنے والا کون ہوگا؟ کیوں نہ ہم تجارت علم اور دولت کے حربوں سے معاشرے

کے ذہنوں اور مزاجوں کو بدل دیں انسانوں کی ٹھوس مجموعی قوت کو ووٹ کے کاغذی پرچی پر منتقل کر دیں اور گونا گوں حربوں کو استعمال کر کے جمہوریت کی قوت کو اپنی تابع اور فرمانبردار لونڈی کیوں نہ بنالیا جائے؟؟ ان باتوں کے مثبت جواب نے جمہوریت کا سنگ بنیاد رکھا دیا اور وہ کام جو ”ایتھنز“ روم غرناطہ بغداد اور فلورنس میں ممکن نہ ہوا تھا وہ پیرس اور نیویارک سے ہوتا ہوا آدھی دنیا کا مطالبہ بن گیا۔“

باقی جمہوریت اور جمہوری حکومت کی مزید کیا کہا جائے؟؟

دارالحرب دارالاسلام کیسے بنتا ہے اور دارالاسلام دارالحرب کیسے بن جاتا ہے اس کی تفصیل اجمالاً کچھ یوں ہے ”دارالکفر دارالاسلام میں اس وقت تبدیل ہو جاتا ہے جب بغیر روک ٹوک کے وہاں اسلامی احکامات جاری ہو جائے اس پر علماء کرام کا اجماع اور اتفاق ہے۔

اب دارالاسلام دارالکفر کب بنتا ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک (۳) شرائط ہیں۔

(۱) جب کفر کے احکام اعلانیہ جاری ہوں اور ان پر کچھ پابندی نہ ہو۔

(۲) دارالاسلام کفار کا پناہ گاہ بن جائے کافر مکمل سکون سے زندگی گزار رہے ہوں اور حکومت کی

طرف سے ان کے لئے کوئی خطرہ نہ ہو۔

(۳) دارالاسلام میں ذمی جس طرح اول سے پر امن رہتے تھے وہ حالت بدل جائے یعنی وہ امن

برقرار نہ رہے۔

نوٹ: صاحبین امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک اول شرط ہی کافی ہے۔

**دار کی تعریف:**

دار اس ملک کو کہتے ہیں جو تین چیزوں کو شامل ہو۔

(۱) اقلیم Country یعنی محدود جغرافیائی مقام

(۲) مسکن Population یعنی اس علاقے کے آباد لوگ

(۳) سلطنت Kingdom یعنی وہ قیادت جو اس منطقہ پر قائم ہو۔

مزید تفصیل کے لئے الحجۃ الی بلاد غیر المسلمین صفحہ ۷۹

## دار کی تقسیم

نفاذ قوانین کے اعتبار سے دار کی دو قسمیں ہیں:

(۱) دار الاسلام (۲) دار الکفر

پھر دار الاسلام کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) دار الاسلام حقیقی (۲) دار الاسلام حکمی

(۱) دار الاسلام حقیقی کی تعریف:

دار الاسلام حقیقی اس ملک کو کہتے ہیں جہاں دستوری طور پر اسلامی قوانین اور اسلامی احکام نافذ ہوں

اور اس ملک کے قائدین و حکام مسلمان ہوں۔

امام ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”دار الإسلام هي التي نزلها المسلمون وجرت عليها أحكام الإسلام“ (أحكام

الإسلام أهل الذمة جلد ۲ صفحہ ۲۸)

اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تغير الدار دار الإسلام بظهور أحكام الإسلام فيها“ (المبسوط جلد ۱۰،

صفحہ ۱۴۴)

(۲) دار الاسلام حکمی:

اس ملک کو کہتے ہیں جہاں مسلمانوں کو اپنے بعض شعائر پر عمل کی اجازت ہو مثلاً نماز، اذان، جمعہ

وغیرہ اگرچہ وہاں عالمی وضعی (یعنی خود ساختہ انسانوں کا بنایا ہوا) قانون نافذ ہو البتہ وہاں کے قائدین اور

حکومتی کارندے مسلمان ہوں اس وقت تمام نام نہاد اسلامی ممالک اس حکم میں ہیں، کوئی ملک حقیقی دار

الاسلام کا مصداق و مجاز نہیں ہے، بلکہ آج کل تو اکثر حکمران حقیقی مسلمان بھی نہیں، یہود و نصاریٰ کے غلام

ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے شامی جلد ۴، صفحہ ۱۷۵، نیل الاوطار جلد ۸، صفحہ ۷۷ (

اب ایک وضاحت جو بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جب دارالاسلام نہیں ہے تو دارالکفر ہوگا اور جب دارالکفر قرار دیا جائے تو پھر اس صورت میں باطل قوتوں سے دفاع کرنا لازم نہیں آئے گا؟ اور تمام ممالک دشمنوں کے ہاتھوں میں چلے جائیں گے، اس لئے یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ایسے ممالک کو دارالفسق کہا جائے گا یا پھر زیادہ سے زیادہ دارالمسلمین جہاں مسلمان رہ رہے ہیں دارالاسلام ہرگز نہیں۔

مزید تفصیل کے لئے الاقلیات صفحہ ۹۷)

اسی طرح فقہاء کرام نے کسی علاقے کو دارالاسلام قرار دینے کے لئے ۲ شرائط بیان کی ہیں:

(۱) حاکم کا مسلمان ہونا (یاد رکھئے کہ صرف نام نہاد مسلمانی نہیں)

(۲) احکام اسلام کا اجراء۔

امام سرحسی فرماتے ہیں:

”ولمجرد الفتح قبل إجراء أحكام الإسلام لا تصير دار الإسلام“۔ (المبسوط جلد ۲ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: ”صرف فتح کے بعد احکام اسلام کے اجراء کے بغیر دارالحرب دارالاسلام میں تبدیل

نہیں ہوتا“۔

”و كذلك لو فتح المسلمون أرضاً من أرض العدو حتى صارت في أيديهم

وعنها لأنها صارت دار الإسلام بظهور أحكام الإسلام فيها“۔ (شرح سیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)

ترجمہ: ”اسی طرح اگر مسلمان دشمنوں کی کوئی زمین فتح کریں یہاں تک کہ وہ ان کے ماتحت

ہو جائے اور اس کے رہنے والے بھاگ جائیں تو علاقہ اسلام کے احکام ظاہر ہونے سے دار

الاسلام قرار پائے گا“۔

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

”دار الحرب تصير دار الإسلام بإجراء أحكام أهل الإسلام فيها“۔

ترجمہ: ”دارالحرب میں اہل اسلام کے احکام جاری ہو جانے سے وہ دارالاسلام میں تبدیل

ہو جاتا ہے۔“

امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی المتوفی ۵۸۷ھ اپنی شہرہ آفاق تصنیف بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں:

”لا خلاف بین أصحابنا فی أن دار الکفر تصیر دار الإسلام لظهور أحكام الإسلام فیها“.

ترجمہ: ”ہمارے علماء میں اس بات کا کسی میں اختلاف نہیں کہ دار الکفر دار الاسلام میں تبدیل ہوتا ہے اس میں اسلامی احکام ظاہر ہونے سے۔“

”صارت الدار دار الاسلام بظهور أحكام الإسلام فیها من غیر شریطة أخرى“.  
(البدائع الصنائع، جلد ۷، صفحہ ۱۳۱)

ترجمہ: ”دار الکفر دار الاسلام میں تبدیل ہوتا ہے اس میں اسلامی احکام ظاہر ہونے سے دوسری کسی شرط کے بغیر۔“  
اب یہ کہ دار الحرب کیا ہے:

علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں:

”لا تصیر دار الاسلام دار الحرب إلا بأمور الثلاثة یا إجراء أحكام أهل الشرک لتصالها بدر الحرب وبأن لا یبقی فیها مسلم إذ ذمی امننا بالأمان الأول“۔ (شامی جلد ۴ صفحہ ۱۷۷)  
ترجمہ: ”دار الاسلام دار الحرب میں تبدیل نہیں ہوتا مگر ۳ چیزوں کی وجہ سے (۱) اہل شرک کے احکام جاری ہو جانے سے اور (۲) اس شہر کا دار الحرب سے متصل ہونے سے اور (۳) یہ کہ وہاں کوئی مسلمان یا ذمی اپنی ذات اور دین کے اعتبار سے اول سے امن سے نہ رہے (یعنی جتنا امن ان کو دار الاسلام میں حاصل تھا وہ امن ختم ہو جائے)۔“

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک مذکورہ بالا میں سے صرف ایک ہی امر واقع ہو جانے سے دار الاسلام دار الحرب میں تبدیل ہو جاتا ہے، یہی قول فقہ حنفی کی دلیل ہے تالیفات رشیدیہ صفحہ ۶۷ پر

فتاویٰ عالمگیری کا یہ اصول ذکر کیا گیا ہے۔

علامہ سرخسی فرماتے ہیں صرف اردو ترجمے پر اکتفاء کیا جاتا ہے (امام ابو یوسف اور امام محمد سے منقول ہے کہ اگر دارالاسلام کے کسی حصے میں (حکام) احکام شرک کا اظہار کریں یعنی احکام الشُرک کو علی الاعلان (کھلے عام) نافذ کریں تو وہ دارالحرب ہوگا۔

کیونکہ کوئی بھی علاقہ ہمارے اور ان کے یعنی کفار کے درمیان قوت اور غلبے کے اعتبار سے جس جگہ احکام شرک نافذ ہو جائیں تو یہ دارالحرب ہے اس کے برعکس جس جگہ مسلمانوں کے احکام غالب ہو وہ دارالاسلام ہے۔ (المبسوط سرخسی جلد ۱۳، بدائع الصنائع جلد ۷ صفحہ ۱۹۴)

دارالحرب اور دارالاسلام کا مسئلہ کتب فقہ میں تفصیلاً درج ہے یہ اتنی تفصیل اس لئے بیان کر دی کہ ان شرعی تعریفات سے قارئین یہ جان سکیں کہ نام نہاد اسلامی ممالک ان تعریفات پر کتنے پورے اترتے ہیں یا پھر یہ کہ صرف اسلامی نام رکھنے سے وہ اب بھی اسلام کے قلعے ہیں۔

اب کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان شرع عظام ان لوگوں کے بارے میں جو ہر ملک کو اسلامی قرار دے رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اسلامی ممالک میں جہاد کہاں سے آیات تو صحیح ہے کہ اسلامی ممالک کے اندر جہاد کہاں سے آیا لیکن کم از کم اس کو اسلامی تو ثابت کرو پہلے۔

بہر حال یہ سرکاری فتوے سرکاری اور درباری مفتیان اور علماء سوء ہی کے ہیں جن کا ایمان ”نَعُوذُ بِاللّٰهِ“ قرآن و حدیث سے زیادہ جمہوریت پر ہے، ان شرعی تعریفات پر کوئی ملک بھی پورا نہیں اترتا اور یہی موقف مجاہدین حق کا ہے جن کے بنیاد پر وہ ہر کفر کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔

چاہیے وہ کفر دنیا کے کسی بھی ملک میں ہو اور جو جگہ فقہاء کرام کے ان تعریفات کی روشنی میں دارالحرب قرار پائے گا تو پھر اس ملک یا جگہ کے احکامات بھی کچھ اور ہوتے ہیں وہاں کے تمام مسلمانوں کے اوپر مسلح قتال و جہاد فرض عین ہو جاتا ہے، جب تک کہ سارا کا سارا نظام اللہ واحد کا جاری و نافذ نہ ہو جائیں اور یہی جہاد کا مقصد اور منشاء ہے۔

بہر حال مزید تفصیل جاننے کے لئے حق پرست علمائے ربانین سے راہنمائی لینی چاہیے خود کسی کے

اوپر فتویٰ لگانے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ ہر کس و ناکس کا کام ہرگز نہیں اس کے لئے وسیع علم کی ضرورت ہے۔ باقی یہ بات اور اعتراض کرنا کہ یہاں تو لوگ لا اِلهَ اِلا اللہ کا کلمہ بولتے ہیں یہاں جہاد کیسے صحیح ہو سکتا ہے اسی باب میں علامہ ابن تیمیہ، امام جصاص وغیرہ کے اقوال بیان ہوئے کہ منہ زبانی ایمان اس وقت تک صحیح اور معتبر نہیں جب تک عملاً اس کے مطابق عمل نہ کیا جائے۔

حضرت شیخ مولانا محمد ادریس کاندھلوی عقائد اسلام کے صفحہ ۷۷ پر لکھتے ہیں۔

### ایمان:

ایمان کے معنی لغت میں تصدیق کے ہیں یعنی کسی قائل کو سچا جان کر اس کی بات پر یقین کرنا اور اس کو قبول کرنا اور ماننا (یعنی غیر محسوس، چیزوں کی تصدیق کا نام ایمان ہے)۔

اصطلاح شریعت میں ایمان ان تمام دینی امور کو دل سے سچا جانے اور ماننے کو کہتے ہیں جن کا بطریق ضرورت و تواتر دین محمدی سے ہونا ثابت ہے۔ (انبیاء کے بھروسہ پر احکام خداوندی اور غیب کی خبروں کا دل سے تصدیق ایمان کہلاتا ہے۔

اور زبانی اقرار بھی ایمان کا رکن ہے مگر مجبوری کی حالت میں سقوط کا احتمال ہے اصل ایمان تو تصدیق قلبی ہے اور اقرار لسانی اس کی حکایت ہے پس اگر اقرار لسانی تصدیق قلبی کے ہمراہ ہو تو قابل قبول ہے ورنہ محض زبانی اقرار بدون قلبی تصدیق کے محض مکر و فریب دھوکہ اور جھوٹ ہے، یہ تو ایمان کی تعریف کی بات ہوگئی۔

اب اس کے لئے اولین شرط کفر سے بیزاری اور بائیکاٹ ہے تب جا کر ایمان کا اعتبار کیا جاسکتا ہے، حضرت شیخ اس صفحہ پر لکھتے ہیں (کفر اور کافری سے تبری (بائیکاٹ) ایمان کی شرط ہے مثلاً اگر کوئی بت پرست یا عیسائی دین اسلام میں داخل ہوا اور دین محمد کی تمام باتوں کی تصدیق کرے لیکن شرک اور عیسائیت سے بیزاری اور تبری ظاہر نہ کرے کہ ایسا شخص دودینوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو داغ کفر سے داغدار ہے اور اس کا حکم منافق کا سا حکم ہے۔ لا اِلیٰ ہؤلاء ولا اِلیٰ ہؤلاء۔

پس ایمان کی تصدیق اور تحقیق کے لئے کفر سے تبری اور بیزاری ضروری ہے اور تبری (بائیکاٹ) کا



ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ دل سے ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دل اور زبان اور جسم سب سے ہو اور تہری سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی رکھیں اللہ اور اس کے رسول کی محبت جب ہی ثابت ہو سکتی ہے کہ جب اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائیں۔

اب منہ زبانی کلمے کا کتنا اعتبار کیا جاسکتا ہے؟

اور ایمان کی اس تعریف پر کون پورا اترتا ہے؟

باقی کافروں سے دشمنی تو دور کی بات ان کی وفاداری غلامی اور ان کے اتحادی ہونے پر فخر کیا جاتا ہے اسلامی حکومت کی تعریف نام نہاد اسلامی ممالک پر کتنی صادق آتی ہے؟

اب انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ یہ ممالک واقعی اسلامی ہیں؟ اور کیا یہاں مسلح قتل حرام ہے؟

ایک اور اعتراض جو سننے کو ملتا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں تو لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں پھر ان سے جہاد کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ جواب ملاحظہ فرمائیں شیخ عبداللطیف بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ موجودہ دور میں بہت سے مشرکین کو یہ غلط فہمی ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کو کافر کہہ دیا وہ خوارج میں شمار ہوگا موجودہ دور میں مرجہ فرقہ اس غلط فہمی کا شکار ہے جب کوئی اہل توحید کفریہ عمل پر کسی کو کافر قرار دیتا ہے تو یہ لوگ فوراً اس موحد کو خارجی کہنے لگتے ہیں حالانکہ شہادتین کو زبان سے ادا کرنا صرف اس شخص کو تکفیر سے بچا سکتا ہے جو اس کا معنی جانتا ہو اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا ہو عبادت خالصتاً اللہ کے لئے کرتا ہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تب اس کلمے کا اقرار فائدہ دیتا ہے۔ (الدرر السنیہ جلد ۸ صفحہ ۲۶۳)۔

اصل بات جو سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ جب لا الہ الا اللہ ہوگا تب لا الہ الا اللہ بنے گا یعنی اول لا ہو تب لا درست ہوگا اول تھوڑا لازم آئے گا پھر ان شاء اللہ جوڑ قائم ہوگا۔

عقائد اسلام صفحہ ۴۳۲ تا صفحہ ۴۳۵ میں حضرت شیخ محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں ”کلمہ اسلام“ لا الہ

الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی مختصر تشریح“

اسلام کے معنی عربی زبان میں کسی کے سامنے گردن جھکا دینے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں

اسلام کے معنی یہ ہے کہ نبی آخری الزمان کی ہدایت کے مطابق اپنے خداوند کریم کے سامنے گردن جھکا دینے اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کے ہیں، اسلام کا کلمہ ”لا اِلهَ اِلا اللہ محمد رسول اللہ“ ہے جس کے دو رکن ہیں۔

پہلا رکن توحید ہے دوسرا رکن رسالت ہے۔ لا اِلهَ اِلا اللہ میں توحید کا بیان ہے محمد رسول اللہ میں رسالت کا بیان ہے۔ بغیر توحید و رسالت کے اقرار کے آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

”لا اِلهَ اِلا اللہ“ لفظ اِلهَ باعتبار اپنے ماخذ اور مصدر کے دو معنی کا احتمال رکھتا ہے ایک یہ کہ وہ ذات کہ جو اپنے جلالی و جمالی کمالات کے باعث قابل عبادت اور لائق پرستش ہو اور دوم یہ کہ وہ ذات کہ جو اپنے بے انتہاء خوبیوں کے سبب اس کی طرف متوجہ ہونے والوں کو حیرت میں ڈال دیں۔

کچھ آگے لکھتے ہیں خلاصہ کلام یہ کہ الہ سے مراد خواہ قابل عبادت اور لائق پرستش کے معنی مراد ہو اور خواہ متحیر اور بے خود کرنے والے کے معنی مراد ہو بہر صورت اس معنی کا مصداق حقیقی سوائے اللہ کے کوئی نہیں۔

نہ مادہ اور طبیعت میں صلاحیت ہے اور نہ نیچر اور ایٹم میں یہ لیاقت ہے کہ وہ خدا بن سکے کائنات کا خالق اور مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے صفحہ ۴۳۳ عقائد اسلام حصہ دوم۔  
الہ کا مفہوم اور معنی ہم باب نمبر ۱ میں بیان کر چکے ہیں۔ الہ اور معبود وہ ہے جو انسانوں کے لئے زندگی کے ضابطے اور قانون بنائے۔

### معنی لفظ اللہ

سیبویہ جو صرف و نحو کا امام عالی مقام ہے اس نے کہا کہ لفظ ولہ سے مشتق ہے جس کے معنی حیران و سرگردانی کے ہیں اور لفظ اللہ کے یہ معنی بتائے ہیں کہ جو لوگ سرگردان اور حیران ہو کر اپنی حاجتوں میں بصد عجز و زاری اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس سے التجا کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم تیری حاجتوں میں تیری طرف التجا کرتے ہیں اور ان کو طلب کرتے ہیں تو تیرے پاس ان کا حل پاتے ہیں اور تیری بارگاہ سے ہماری حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

اور کلمہ شہادت کو کلمہ توحید اور کلمہ اخلاص بھی کہتے ہیں اور لا اِلهَ اِلاَّ اللہ کو کلمہ نفی و اثبات بھی کہتے ہیں لا اِلهَ میں ان تمام معبودوں کی نفی ہے جو خدا کے سوا ہے یعنی کوئی اس کا شریک اور سہیم نہیں اور کوئی اس کے مثل اور مانند نہیں اور کوئی اس کے سوا صانع اور مدبر عالم نہیں اور کوئی اس کا مشبہ اور نظیر نہیں اور لا اِلهَ اِلاَّ اللہ اثبات ہے یعنی وہ موجود برحق ہے اور معبود برحق اللہ ہے اور تمام صفات کمال میں یکتا ہے اور تمام چیزوں کا مدبر اور ان میں متصرف ہے لفظ اللہ ان تمام معانی کا جامع ہے جو شخص کلمہ لا اِلهَ اِلاَّ اللہ ان معانی کے لحاظ سے پڑھے وہ تمام انواع کفر و شرک سے پاک ہو جائے اور اہل توحید میں شامل ہو جائے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

”ليس للقلوب سرور ولا لذة تامة إلا في محبة الله والتقرب إليه بما يحب ولا تمكن محبته إلا بالأعراض عن كل محبوب سواه وهذا حقيقة لا إله إلا الله وهي ملة إبراهيم الخليل عليه السلام وسائر الأنبياء والمرسلين صلاة الله وسلامه عليهم أجمعين“۔ (مجموع الفتاوى جلد ۲۸ صفحہ ۳۲)۔

ترجمہ: دلوں کی خوشحالی اور سرور اللہ کی محبت میں ہے اور ان چیزوں کی قربت میں ہے جن کو اللہ پسند فرماتے ہیں، اور اللہ کی محبت حاصل نہیں ہو سکتی مگر اللہ کے سوا تمام محبوبوں سے منہ موڑنے پر اور یہ لا اِلهَ اِلاَّ اللہ کی حقیقت ہے اور یہ ہی ملت ابراہیمی ہے اور تمام انبیاء کرام اور رسولوں کی ملت ہے صلی اللہ علیہم اجمعین“۔

پس ظاہر ہوا کہ لا اِلهَ اِلاَّ اللہ کے لئے یہ کام ضروری ہے اس کے بعد عقائد اسلام صفحہ ۴۳۵ پر لکھا ہے کہ توحید کا دار و مدار ۵ چیزوں پر ہے جس کی تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔  
لا اِلهَ اور اللہ کے مفہوم سمجھنے کے بعد محمد رسول اللہ کی تشریح کچھ یوں ہے۔

”محمد رسول اللہ“

[”یہ کلمہ اسلام کا دوسرا رکن ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام عالم کے باشندوں کو یہ حکم ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے خالق و مالک کا رسول یعنی فرستادہ اور پیغام رساں مانیں اور جو اس نے پیغامات سنائے اور جو

احکام پہنچائے ان کو حق اور صدق جان کر بے چون و چراں جان سے تسلیم کریں۔ اور سرموان میں شرک نہ کرے اور تمام احکام کو واجب التعمیل جانیں اور اخلاص اور نیاز مندی کے ساتھ نبی ﷺ کے حکم کے سامنے سر تسلیم جھکا دیں اور اس کی طاعت کو خدا تعالیٰ کی طاعت جانیں]۔ (عقائد اسلام صفحہ ۴۳۵)

اب اس کلمہ کا منہ زبانی اقرار جبکہ عملاً اس کا خلاف کیا جائے کچھ فائدہ نہیں دیتا اور ایسا ایمان دوروپی کا نہیں یہ وضاحت شیخ الاسلام حافظ امام ابن تیمیہؒ نے کتاب ”الایمان“ صفحہ ۸۴ پر کیا اور یہی مسئلہ علامہ خفاجی کی شرح ”شفاء“ جلد ۴ صفحہ ۳۸ پر وضاحت کے ساتھ درج ہے کہ کلمہ کی زبانی اقرار صرف ایمان کے لئے کافی نہیں۔

لا إله إلا الله اس کو اصل میں ڈھال بنا لیا گیا ہے آنکھیں کھول کر اس پر سوچنا چاہیے کہ وہ کون سے اقوال و افعال ہے جس کے کرنے سے انسان ایمان کے دائرہ سے خارج ہو کر مرتد ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر ایمان کہاں سے؟

اس نقطے کو فقہاء کرام نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے جس کا اجمالاً تذکرہ ہو چکا ہے آج اگر کچھ لوگ مجاہدین کو فساد دی اور دہشت گرد کے نام سے پکارے تو یہ طریقہ ہزاروں سال قبل فرعون کا ایجاد کردہ ہے وہ بھی اپنے قوم کو بولتا تھا کہ میں ڈرتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام یا تو تمہارے دین کو بدل دیں گے یا زمین میں فساد اور دہشت گردی پھیلا دیں گے۔

اللہ کے رسول موسیٰ کلیم اللہ کے خلاف فرعون نے ایسا کیا تھا اب اگر مجاہدین کے خلاف یہی بات کہی جا رہی ہے تو ان کو دل تنگ نہیں کرنا چاہیے اور لا یخافون لومة لائم کے اصولوں پر استقامت کے ساتھ ہر میدان میں دجال اور ان کے لشکریوں سے مقابلہ کرنا چاہیے اور قدیم قرآنی تاریخ کو حق اور منجانب اللہ سمجھ کر اس بات پر ایمان رکھنا چاہیے۔

کہ آخر فتح اللہ والوں ہی کی ہوگی۔ ان تمام واقعات کو بیان کرنے کا مقصد اور کتاب کا مدعا بھی یہی ہے بس فساد ایک وسیع اصطلاح ہے قرآن نے اسے بہت معنوں میں استعمال کیا ہے چند ایک درجہ ذیل ہے:

|  |                              |
|--|------------------------------|
| کفر و شرک کے معنی میں                                      | نحل ۸۸، مومنوں ۷۱، انبیاء ۲۲ |
| دین سے دوری کے معنی میں                                    | مومنوں ۷۱                    |
| نفاق کے معنی میں   | بقرہ ۱۱۱                     |
| جن چیزوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم کیا ہے ان کو توڑنا        | رعد ۲۵، محمد ۲۲              |
| ناحق خون بہانا اور فصلوں کو تباہ کرنا                      | بقرہ ۳۰، ۲۰۵، قصص ۶، نمل ۴۸  |
| اسراف کے معنی میں  | الشعراء ۱۵۱، ۱۵۲، قصص ۷۷     |
| مسلمانوں سے دوستی اور کفار سے عداوت میں کمزوری کے معنی میں | انفال ۷۳                     |
| ترک جہاد   | بقرہ ۲۵۱، محمد ۲۲            |
| مال کی چوری  | یوسف ۷۳                      |
| زمین میں ناحق سرکشی  | القصص ۴، یونس ۸۳             |
| جادو کے معنی میں   | یونس ۸۱                      |
| فساد کے معنی میں   | مائدہ ۶۴                     |

بہر حال اس تمام فساد کا بنیادی وجہ کفر و شرک ہے پھر تمام کفر و شرک معاصی اور فساد کا اساسی اور بنیادی سبب اس صدی کا بدترین فتنہ مغربی جمہوریت ہے اور یہ تمام فسادات اس چھتری کے سائے تلے ہو رہے ہیں۔

اس چھتری کے اولین محافظ یہود و نصاریٰ اور پوری دنیا کے کافر اور ان کا ٹوڈی غلام طبقہ مرتد بے غیرت حکمران اور افواج ہیں، اسی وجہ سے پوری دنیا سے برکات اٹھ چکی ہیں اور امن و امان ختم ہو چکا ہے اب اگر فساد ختم کرنا اور امن و امان لانا مقصود ہے تو اس نظام اور اس کے محافظین چاہئیں حکمران ہوں یا افواج جو بھی ہو ان سے چھٹکارہ حاصل کرنا ہوگا اور اس کی بجائے توحید و سنت کو عام کرنا ہوگا، اور امپورٹڈ ڈیموکریسی کے بجائے خلافت کے نظام کو قائم کرنا ہوگا اور مزید مشکل مراحل سے گزرنا پڑے گا۔

جیسا کہ صحابہ نے کیا تھا ان کی تاریخ اس بات کی زندہ مثال ہے کہ انہوں نے شدید مصیبتیں جھیل کر

اپنے جان و مال کا کبھی پرواہ نہ کیا اور مدینہ منورہ میں چاروں اطراف سے دشمنان اسلام کے نرغے میں رہتے ہوئے بھی جہاد قتال سے منہ نہیں موڑا اس سختی کا تذکرہ جا بجا قرآن نے کیا ہے۔

بالآخر اس صبر و استقامت کے ذریعے اللہ نے آخر کار نظام خلافت کو قائم رکھا اس کی بدولت مسلمان دنیا کے مشرق و مغرب میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور ”حقیقی امن“ حاصل ہو گیا۔

### حقیقی امن اور سلامتی کا ایک ہی راستہ ہے جہاد فی سبیل اللہ

دنیا سے فساد ختم کرنے کا اور دیر پا امن کے قیام کا واحد نسخہ اور دو قرآن نے جہاد ہی کو قرار دیا ہے دیکھیں بقرہ آیت ۲۵۱، اس باب میں امن اور فساد پر بحث کی گئی امید ہے قارئین کو بات سمجھ آئی ہوگی اب مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہر اس طاغوتی نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں جس کی وجہ سے ان کا امن و سکون برباد ہو گیا ہے۔

جمہوریت ملعونہ کو مضبوط کرنے کی بجائے خلافت اسلامیہ کے نفاذ کے لئے اپنی صلاحیت صرف کریں اپنی سعی اور کوشش کے مطابق مخلص مجاہدین اسلام کا ساتھ دیں جن کا جہاد ایجنسیوں کے ہاتھوں ریغال نہیں ہے اور وہ ہر ملک میں کفر کے خلاف سینہ سپر ہے چاہے وہاں نام نہاد مسلمان حکمران مسلط ہوں یا پھر خود کفر کے امام یہود و نصاریٰ مشرکین وغیرہ۔

حق پرست علمائے ربانین اور مفتیان اور دینی مدارس حق کے طلباء سے خصوصی گزارش ہے کہ اپنے تصنیفات کے ذریعے تعلیم و تدریس کے میدان میں ملحد اور بے دین لوگوں کے نظریات کا توڑ پیش کریں۔ جہاد پر اعتراضات کرنے والوں کے گندہ فتوؤں کی حقیقت کو عوام الناس پر آشکارا کریں کیونکہ اس وقت علمائے کرام پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، خلافت اسلامیہ کے راہ میں جو مشکلات مجاہدین اسلام کو پیش آرہے ہیں اللہ ان کو ختم فرما اور ان تمام مشکلات پر اللہ ہم سب کو استقامت نصیب فرما۔

باب کے آخر میں دوبارہ یہ عرض کر رہا ہوں کہ فساد و ہرج و مرج اور دہشت گرد خصوصاً یہود و نصاریٰ ہیں خود لکھتے ہیں: ”ہمارے فاضل رہنما صرف ایسے افراد کو حکومت کا کام حوالہ کریں گے جو ظلم اور تشدد کے احکامات براہ راست جاری کرنے کے اہل ہوں اور اس معاملے میں کسی قسم کی رعایت نہ کریں۔ یہودی پرنٹو کو لڑ ۲۲۹۔

ہم دکھاوے کے فسادات کرائیں گے اور بے چینی پھیلائیں گے (پروٹوکولز ۲۰۴) اسی طرح ایک یہودی ڈاکٹر آسکر کہتا ہے ”ہم ہی دنیا کے حاکم ہیں، ہم ہی مفسد ہیں اور ہم جلا دہی ہیں“ (قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں ۳۱۵)

یہود و نصاریٰ کے مزید فسادات اور تاریخ دیکھنے کے لئے یہ کتابیں ضرور پڑھیں:

(۱) تسخیر عالم کے یہودی منصوبے (۲) خفیہ ایجنسیوں کی خفیہ جنگیں

(۳) یہودی پروٹوکولز مترجم محمد عیسیٰ خان

(۴) یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں

(۵) عالمی یہودی تنظیمیں از مفتی ابولبابہ شاہ منصور

(۶) الاسلام والیہودیۃ (۷) الجاسوس الانکلیز

(۸) بین الاقوامی ایجنسیوں کا تعارف اور ان کا طریقہ کار ڈاکٹر اسرار عالم

اس کے علاوہ بھی علماء کرام اور محققین نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے کچھ کتابوں کا تذکرہ باب کے شروع میں کیا گیا ہے۔ جس میں ارتداد کفر، زندیقیت اور ملحدین وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

## باب سوم

### الولاء والبراء:

عقائد کے باب میں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں سے محبت اور دوستی رکھیں اور کفار سے برأت (بائیکاٹ) کا اعلان ضروری سمجھیں، کفار سے برأت واجب اور موالات (دوستی) حرام ہے اور ایمان تب ہی صحیح ہو سکتا ہے جب کفار سے بائیکاٹ کا اعلان کیا جائے، شرعی اصطلاح میں براء کا یہی مفہوم ہے۔

باب دوم میں یہ مسئلہ سمجھا دیا گیا کہ دشمنان اسلام سے عداوت اور دشمنی کے بغیر صرف منہ زبانی کلمہ کا اقرار کچھ فائدہ نہیں دیتا صحابہ کرام اور رسول ﷺ نے عملاً یہ کام کر کے دکھایا اور قرآن نے جا بجا ہمیں یہ اصول سمجھایا ہے۔

پوری دنیا میں حکمرانوں کی اکثریت ایسی ہے کہ وہ نہ کفار سے اعلان برأت کرتے ہیں بلکہ آج کل تو ان کی خدمت اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں فرنٹ لائن اتحادی کی حیثیت سے غلامی کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

ان کے ڈالروں کے عوض مسلمانوں کو در بدر کیا جاتا ہے اور ان کے خلاف اپنی افواج کو قربانی کا بکرا بنا کر مروایا جا رہا ہے، مجاہدین اسلام کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا جاتا ہے بدنام زمانہ جرنیل مشرف نے اپنی کتاب میں یہ تذکرہ لکھا ہے کہ میں نے القاعدہ کے ۷۰ دہشت گردوں کو امریکہ کے حوالے کیا۔ اس نے امارت اسلامیہ افغانستان کے سفیر ملا عبد السلام ضعیف کو بھی امریکہ کے حوالے کیا ملا ضعیف خود اپنی کتاب میں کچھ یوں بیان کرتا ہے۔

”خدا حافظ کے الفاظ سننے کے بعد میں نے کچھ لوگوں کی آوازیں سنیں جو انگریزی میں باتیں کر رہے تھے، پھر اچانک وہ لوگ ریچھوں کی طرح مجھ پر حملہ آور ہو گئے اور مجھ پر لاتوں اور گھونسوں اور مکوں کی بارش کرنے لگے۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک تھا کہ مجھے کچھ سمجھ نہ آیا میرے کپڑے پھاڑنے کی کوشش کی گئی کبھی اوندھے منہ



لٹا دیا جاتا کبھی کھڑا کر کے دھکا دے دیا جاتا میرے کپڑے چاقوؤں کی مدد سے پھاڑ دیئے گئے، اس دوران میری آنکھوں پر بندھی پٹی اتر گئی میں نے دیکھا کہ ایک طرف پاکستانی فوجی قطار بنائے کھڑے تھے جبکہ ساتھ ہی ایف سرز کی گاڑیاں تھیں جن میں ایک پر جھنڈا لگا ہوا تھا امریکیوں نے مجھے مارا پیٹا اور بے لباس کر دیا مگر اسلام کے یہ ”محافظ“ میرے سابقہ ”دوست“ یہ تماشا دیکھتے رہے اور ان کی زبان پر لگے تالے میرے لئے ناقابل فراموش ہے انہوں نے میری حواگی کے سارے تقاضے پورے کر رکھے تھے یہ وہ لمحات تھے جن کو میں قبر میں بھی نہ بھول سکوں گا میں کوئی قاتل چور ڈاکو یا قانون کا مجرم نہیں تھا مجھے بغیر کسی جرم کے امریکہ کے حوالے کیا جا رہا تھا۔

وہاں موجود آفیسرز کم از کم اتنا تو کہہ سکتے تھے کہ یہ ہمارے مہمان ہیں ہماری موجودگی میں ان کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا جائے (مگر غلام اتنا کہنے کی ہمت بھی نہیں رکھتے)۔ (گوانتانا موہے کی کہانی ملاضعیف کی زبانی صفحہ ۳۵)

عافیہ صدیقی کو بھی اس نے امریکہ کے حوالے کیا اور ڈاکٹر عبدالقدیر کو بھی اس نے امریکہ کے حوالے کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

اب ہم اس بات پر حیران ہیں کہ یہ کیسا فولادی ایمان ہے کہ یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی جوں کے توں ہے اور اس ایمان پر گرد تک نہیں پڑی، اب حیرانگی کی بات یہ ہے کہ پوری دنیا میں قرآن کی بے حرمتی پر لوگ سراپا احتجاج بن جاتے ہیں کہ قرآن کی بے حرمتی ہوئی۔

نبی علیہ السلام کے خاکے شائع کئے گئے ہیں اس پر لاکھوں لوگوں نے احتجاج کیا شعائر اللہ کی مذاق اور یہ کام بے شک کفر ہے، لیکن جو کام ”اسلام کے قلعے“ پاکستان میں لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے ساتھ ہوا خواتین اور بچوں کو زندہ جلادیا گیا قرآن کے اوراق کو بموں سے شہید کیا گیا باجوڑ میں ۸۰ سے اوپر طلباء کو شہید کیا گیا لیکن پھر بھی اس کردار کے حامل افواج کے ایمان میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔

کیا یہ سب کچھ قرآن کی بے حرمتی کے زمرے میں نہیں آتا؟ کیا یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی یہ ملک اسلام کا قلعہ ہے؟ ایسے بہت سارے واقعات ہیں جس کی تفصیل میں جانے سے بات لمبی ہو جائے گی

بہر حال اسلامی نام رکھنا الگ چیز ہے اور عملاً اسلامی احکامات کا نفاذ الگ چیز ہے۔

یہ بات اس سے پہلے باب دوم میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے کہ بے شک یہ ملک دار المسلمین ضرور ہے لیکن اسلام کا قلعہ یا دارالاسلام ہر گز ہر گز نہیں ہے یہ مجاہدین کا دلیل ہے اور اس بنیاد پر وہ پوری دنیا کے نام نہاد مسلمان ممالک میں مسلح قتال و جہاد کر رہے ہیں۔

اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! دوست نہ بناؤ اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو اگر وہ کفر کو اسلام

سے زیادہ عزیز رکھیں تم میں سے جو بھی ان کے ساتھ محبت رکھے وہ ظالم ہیں۔“

اس آیت کریم میں اللہ نے مومنوں کے لئے قیامت تک ایک اصول سمجھا دیا کہ کفر کے ساتھ دوستی رکھنے کی صورت میں چاہے تمہارا باپ، بھائی کیوں نہ ہو پھر بھی ان سے بائیکاٹ کرو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے والد کو قتل کیا تھا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں اپنے بھائی عبید بن عمر کو قتل کیا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن شہام کو قتل کیا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کے بیٹے نے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک بار کہا کہ ابو جان آپ میرے تلوار کے نیچے کئی دفعہ آئے مگر میں نے آپ سے تلوار ہٹائی، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! اگر آپ میرے تلوار کے نیچے آتے تو کبھی بھی تم سے تلوار نہیں ہٹاتا غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر عبد اللہ بن ابی نے ایک بات کہی تھی۔ ”کہ مدینہ پہنچ کر ہم عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ جو ایک خالص ایماندار صحابی تھا اس نے اس کو مدینہ جانے سے روک دیا تھا اور تلوار سونت کر اس کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا، اور کہا کہ بتاؤ کہ عزت والے تم ہو یا اللہ اور اس کے رسول اور پھر آخر کار نبی علیہ السلام کے حکم پر اس کو مدینہ جانے دیا۔

اسی طرح حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے والد ابو عامر توراۃ اور انجیل کا عالم تھا ہجرت کے بعد یہ نبی

کریم ﷺ کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ ٹھیک اسی طرح جیسا کہ آج کل سیاسی لوگ لندن جا کر پھر ادھر سے حرامی پن میں لگ جاتے ہیں آخر کار حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کہ اگر آپ بول دیں تو اس کا سر کاٹ کر لا دیتا ہوں۔ اسی طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے ربیعہ کو قتل کیا تھا حالانکہ یہ سب کے سب ان کے قریبی رشتہ دار تھے اس پر مجادلہ آیت ۱۲۲ اتری جس کی تفصیل ان شاء اللہ آرہی ہے۔

ایسے اور بھی بہت سارے واقعات اسلامی تاریخ میں موجود ہے تفصیل سے بچنے کے لئے مندرجہ بالا واقعات کو کافی سمجھا، اس آیت میں کفار سے دوستی ان کی حمایت یا ان سے مدد لینا یا انہیں مسلمانوں کے امور سوچنا ان تمام امور سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور کافروں سے برأت واجب قرار دی گئی ہے اس طرح ان کی عزت افزائی کرنا بھی حرام ہے خواہ وہ کسی مسلمان کے والدین ہو یا بھائی بند منافقین، مومنوں کی شناخت کے لئے قرآن نے اسی موالات کفار کو ہی پیمانہ رکھا ہے۔ (احکام القرآن للجصاص)۔

بہر حال مسلمانوں کے لئے ولاء براء کے باب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دین اسلام کے مقابلے میں کسی کو بھی ترجیح اور فوقیت نہیں دینا چاہئیں چاہے وہ باپ، بھائی، ماموں، چچا وغیرہ جو بھی ہو۔

سورۃ المائدہ میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَوْ كَانُوا يَوْمَنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا لَهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنْ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾

ترجمہ: اگر یہ ایمان رکھتے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اور ان احکامات پر جو بھیجے گئے ہیں

ان کی طرف تو یہ ہرگز نہ بناتے کافروں کو دوست لیکن ان میں سے بہت سارے فاسق ہیں۔

فاسق سے کیا مراد ہے؟ یہ مراد ہے کہ ایمان سے خارج ہے اس لئے کہ ایمان معتبر ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ کفار سے قطع تعلق اور بائیکاٹ اور دشمنی رکھی جائیں، تفسیر مدارک میں امام نسفیؒ فرماتے ہیں:

”إن مولات المشركين تدلّ على نفاقهم“ (مدارک جلد ۱ صفحہ ۲۹)۔

ترجمہ: بے شک مشرکین کے ساتھ دوستی رکھنا دلیل ہے ان کی منافقت پر۔

اب کیا کہتے ہیں یا لوگ کہ انڈیا کس کا پسندیدہ ملک ہے؟

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

”کہ لو شرط یہ ہے جس سے مراد ہے کہ ایمان کے ساتھ کفار سے دوستی نہیں ہو سکتی مراد یہ کہ ایک دل میں بیک وقت دو متضاد صفات جمع نہیں ہو سکتی انفال ۳ آل عمران: ۱۴۹، ۱۵۰، ۳۸، محمد: ۲۵، ۲۶، نساء: ۷۶، ۹۵، بقرہ: ۱۹۳، توبہ: ۱۲۳۔ اس کے علاوہ بھی جا بجا قرآن نے یہ مضمون دہرایا ہے۔

### ایک ضروری وضاحت:

اب دنیا بھر کے نام نہاد اسلامی ممالک جن کے سربراہان امریکہ اور عالمی یہودی اتحاد Nato کے اتحادی ہیں اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ دیوانگی کی حد تک محبت کرتے ہیں اور ان کے اشاروں پر ناپتے ہیں اور اپنی مفاد، نوکری، ترقی، پنشن وغیرہ کے لئے ان کے تلوے چاٹتے ہیں۔ ان کا یہ بہانہ بنانا کہ کیا کریں ساتھ تو دینا ہے اگرچہ ہم دل سے اس پر راضی نہیں یہ تو سیاست ہے اور ہم اس طریقے سے اپنے ملک کو بچا سکتے ہیں جیسا کہ پرویز نے بولا تھا کہ سب سے پہلے پاکستان تو یہ کہنا کہ کیا کریں جی ہم مجبور ہیں، ہمیں مجبوراً یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے ہمارا دل تو صاف ہے۔

ان حضرات کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ حالت اکراہ نہیں ہے اس حالت کو مجبوری پر قیاس کرنا ضلالت و گمراہی اور شیطان کا دھوکہ ہے، حالت اکراہ کیا ہے اس کے لئے فقہاء کرام اور علمائے حق کی تصانیف کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور فقہ کی کتابوں میں اکراہ کی صورتیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

بہر حال اکراہ اور اضطراری حالت سے مراد وہ حالت ہے جس میں قتل کا خطرہ ہو یا پھر جسم کا کوئی عضو تلف ہو جانے کا خطرہ ہے ڈالروں کے لئے کفار کی نوکری اور غلامی اور مسلمانوں کے خلاف ان کے لئے جاسوسی کرنا اور ان کے اتحاد میں شامل ہونا حالت اکراہ ہرگز نہیں بلکہ ارتداد (مرتد ہونے کی ایک صورت ہے) ایسا کرنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

نساء آیت ۳ کے ذیل میں ابن العربی لکھتے ہیں:

”اگر (مکرہ علیہ) یعنی جس پر زور ہوا ہے اپنے کسی فعل سے دوسرے کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے تو ان

کا یہ فعل بالاجماع عدوان (سرکشی) ہے اس لئے ہمارے مذہب میں (مکرہ علیہ) اپنے اس فعل کے بدلے قتل کیا جائے گا اور اکراہ (زبردستی) کا جواز قبول نہیں کیا جائے گا۔

یہ فتویٰ ابن العربی کا ہے یہ میرا کوئی ذاتی خیال نہیں ہے۔

آج کل تو معاملہ بالکل الگ قسم کا ہے یہاں تو کفار کے دوستی اور ان کے فرنٹ لائن اتحادی ہونے پر فخر کیا جاتا ہے، اس فتوے کے مزید وضاحت کے لئے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ ان لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف تاتاریوں کی مدد کی تھی۔

”اگر فتنے میں (مکرہ) کو قاتلانہ حملوں پر مجبور کیا جائے اور مجبور کرنے والا ایسا گروہ ہو جو شریعت کے خلاف اقدام کر رہا ہو جیسے مانعین زکوٰۃ یا مرتدین اپنے ساتھ کسی کو مجبور کریں کہ وہ ان کے ساتھ مل کر حملہ کریں تو جیسے مجبور کیا گیا وہ قاتلانہ حملے میں شریک ہوا اور مجبور اس کے ساتھ شامل ہو گیا اس پر فرض ہے کہ قتال میں شریک نہ ہو، خواہ اپنے مد مقابل مسلمانوں کے حملے میں وہ خود مارا جائے۔ جیسے اگر کافر کسی مسلمان کو اپنے لشکر میں بزور شامل کریں اور پھر اسے مسلمانوں پر حملہ کرنے پر مجبور کریں تو اس کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ اپنی مجبوری کو جواز بنا کر اپنی جان بچانے کے لئے ایک بے گناہ کو قتل کریں۔

اس کی دوسری صورت یعنی خود ہلاک ہونا بنسبت دوسرے کو ہلاک کرنے کے درست اقدام ہوگا، اور خود قتل سے بچ جائے اور دوسرے کو ظلم اور عدوان (سرکشی) سے قتل کر دے ہرگز جائز نہیں۔ (الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۶۱)

اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ یہ جواز پیش کرنا کہ افغانستان کے حملے کے وقت اگر ہم امریکہ کا ساتھ نہ دیتے تو ہم کو پتھر کے زمانے میں دھکیل دیتے اور یہ جواز پیش کرنا کہ سب سے پہلے پاکستان اس بہانے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کروانا اور پھر بھی اسلام کا دعویٰ کرنا ہے کوئی ایسا بہادر مفتی جو فتویٰ دیں۔

خیر بہر حال کوئی فتویٰ دیں یا نہ دیں امام ابن تیمیہؒ تو یہ فتویٰ بہت پہلے دے چکا ہے یہاں تو کوئی حالت

اکراہ نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ بخوشی و رضا کیا جاتا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے جو لوگ مجبوری کا بہانہ بنا کر اسلام اور مجاہدین کے خلاف مرتد افواج کا ساتھ دیتے ہیں ان کو از سر نو اپنی سوچ کا جائزہ لینا چاہیے۔ جو ہوا سو ہوا اب بھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہے توبہ کر کے ایسی غلامی اور نوکری سے جان چھڑانی چاہئے۔

سورۃ المائدہ آیت ۸ میں ہے:

﴿وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ﴾.

ترجمہ: ”اگر یہ لوگ اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے اور اس کتاب پر جو ان کے پاس بھیجی گئی ہے تو مشرکین کو کبھی دوست نہ بناتے۔“

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں لفظ ”لو“ کی وجہ سے جملہ شرطیہ ہے جس سے مراد یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ کفار سے دوستی نہیں ہو سکتی۔ سورۃ المائدہ آیت ۵۲، ۵۱ میں اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ. فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ. فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَى مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ﴾.

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان سے دوستی کرے وہ انہی میں سے ہے اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا تو دیکھے گا جن کے دلوں میں مرض ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے ایسا نہ ہو کہ ہم پر کوئی حادثہ پڑ جائے۔

یسا رعون ظاہراً بھی اور باطناً بھی یہ کام منافق کا ہے ”الصّارم المسلمول علی شاتم الرسول“ میں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اس پر (یعنی کفر پر تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور یہ اصول شریعت کا مسلمہ قاعدہ ہے) عبد اللہ بن احمد نسفی سورۃ المائدہ کی آیت ۵۱ کے ذیل میں تفسیر فرماتے ہیں: ”کافروں کی مدد کرنا اور ان سے مدد لینا دونوں حرام ہیں اس طرح انہیں بھائی بنانا یا ان کے ساتھ رہائش اختیار کرنا جیسے مسلم

معاشرے میں ہوتی ہے (یعنی گھل مل کر رہنا) بھی حرام ہے۔

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ یعنی اس کا حکم بھی انہی کی طرح ہے۔

قاضی محمد احمد عمادی اس جملے کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”کسی کے دین میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان سے محبت اور دوستی رکھتا ہو ان آیات میں مومنین کی ظاہری دوستی کو سختی سے اور پوری شدت سے منع کیا گیا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ سے مراد ہیں کہ انہیں ایمان نصیب نہیں ہوا کرتا اور وہ کفر اور گمراہی میں گر جاتے ہیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں یعنی جو مسلمانوں کے خلاف کفار کی قوت کو بڑھاتا ہے اس کا حکم کفار کی طرح ہے اسے مسلمانوں کی وراثت نہیں مل سکتی کیونکہ وہ مرتد ہو کر مرے اگرچہ یہ آیات عبداللہ ابن ابی کے لئے نازل ہوئی تھیں مگر اس کا حکم تا قیامت باقی رہے گا۔

اہل حق اور باطل فرقوں کا معیار تکفیر نامی کتاب میں اس مسئلے پر پورا باب لکھا گیا ہے کفار کے ساتھ دوستی منافق کا صفت ہے اب ہمارے حکمران کیا کہتے ہیں کہ انڈیا ہمارا پسندیدہ ملک ہے اور امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی ہونے پر فخر کیا جاتا ہے یہ کیا ہے؟ یہ کام درحقیقت منافقین کا ہے مسلمان آدمی تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

حالانکہ اللہ سختی سے مسلمانوں کو ایسے دوستی سے منع کر رہا ہے اور یہ حکم عام ہے تمام مومنوں کے لئے لیکن شرط یہ ہے کہ ایمان ہو تو؟ اب ایک بندہ یہ سب کرے بھی اور ایمان کا دعویٰ بھی کرے یہ ممکن نہیں شریعت میں ایسے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور یہ ایمان فاسد اور باطل ہے۔ آگے اسی باب میں تفصیل آرہی ہے۔ ان شاء اللہ

اس آیت کے اولین مخاطب اگرچہ صحابہ کرام تھے لیکن یہ حکم مسلم امت کے لئے تا قیامت محکم ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہ تو کفار سے دوستی رکھی اور نہ ان سے کسی چیز کا طمع رکھا ان کا صفت تو قرآن نے یہ بیان کیا ہے: ﴿أَشْدَاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ کفار پر سخت اور آپس میں نرم اور

مہربان دوستی والے۔

اب تو معاملہ بالکل برعکس ہے کفار متحدہ کے تلوے چائے جاتے ہیں اور مسلمانوں پر ان کی وفاداری نبھانے میں بم برسائے جاتے ہیں ان آیات کے شان نزول میں علمائے کرام لکھتے ہیں کہ جنگ احد کے بعد ایک شخص نے کہا کہ اسی یہودی سے دوستی کرتا ہو۔ تاکہ موقع پر مجھے پہنچے دوسرے نے کہا کہ میں فلاں نصرانی کے پاس جاتا ہوں اس سے دوستی کر کے اس کی مدد کروں گا اس پر یہ آیتیں اتریں، مفسرین نے شان نزول میں اور بھی روایات نقل کی ہیں، دیکھیں ”تفسیر ابن کثیر“ امام قرطبی فرماتے ہیں:

”هَذَا يَدُلُّ عَلَى قَطْعِ الْمَوَالَاتِ شَرْعًا وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ أَيْ يَعْضُدُّهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ بَيْنَ تَعَالَى أَنْ حَكَمَهُ كَحَكْمِهِمْ“۔ (تفسیر قرطبی)

یہ آیت دلیل ہے یہود و نصاریٰ سے قطع تعلق کی شریعت کے مطابق جو ان سے دوستی کرے یعنی مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرے تو یہ آدمی ان ہی میں سے ہے اس لئے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے بیان کر دی کہ ایسے شخص کا حکم ان کے حکم کی طرح ہے۔

”وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرِيدُ كَأَنَّهُ مِثْلُهُمْ وَهَذَا تَغْلِيظٌ مِنَ اللَّهِ وَتَشْدِيدٌ فِي وَجوبِ الْمُخَالَفَةِ فِي الدِّينِ“۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو ان کو دوست بنائے تم میں سے یہ آدمی انہی کی طرح کافر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تردید اور سخت حکم ہے کہ مخالف دین سے دور رہو۔

”وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ أَيْ مِنْ جَمَلَتِهِمْ وَحَكْمَهُ كَحَكْمِهِمْ“۔

ترجمہ: جو ان کی طرف پلٹ گیا تو بے شک وہ ان ہی میں سے ہے اور اس کا حکم وہ ہے جو ان کا ہے۔ (تفسیر نیشاپوری جلد ۶ صفحہ ۱۶۰)

اسی طرح مائدہ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ. وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنْ حَزَبَ اللَّهُ هُمْ الْغَالِبُونَ﴾۔



ترجمہ: مسلمانوں تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ﷺ ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور خشوع و رکوع کرنے والے ہیں جو شخص اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے تو یقیناً اللہ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔

اس آیت مبارکہ سے بعض مفسرین نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نماز کی حالت میں رکوع میں تھے تو ایک سائل آیا تو انہوں نے نماز کی حالت میں اپنی انگلی نکال کر اس کو دے دی اس پر یہ آیت اتری، یہ بالکل جھوٹ اور من گھڑت کہانی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ سب آیتیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب انہوں نے کھلے الفاظ میں یہودی دوستی توڑ دی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں کے دوستی پر راضی ہو گئے۔

بہر حال ان آیات کا حکم تا قیامت باقی ہے جو ان لوگوں سے بائیکاٹ کرے گا وہ اللہ کے لشکر میں شمار ہوگا، اور یہ لشکر غالب تھا اور غالب رہے گا یاد رہے کہ مسلمانوں پر سب سے پہلے اللہ سے محبت پھر رسول کریم ﷺ سے محبت اس کے بعد تمام مومنوں سے محبت واجب ہے، لیکن یہ محبت شرعی حدود کے اندر ہونا چاہئے ایسا نہیں جیسا کہ مشرکین اور اہل بدعت آج کل نبی علیہ السلام کے ساتھ محبت اور عشق کے دعویٰ میں مشرکانہ الفاظ ادا کرتے ہیں مومنوں کے ساتھ محبت کرنے میں اول نمبر پر صحابہ کرام، ان میں پھر بدر والے، مہاجرین، انصار، عشرہ مبشرہ، اصحاب بیعت الرضوان، تابعین، تبع تابعین، علماء ائمہ مجتہدین، صلحاء، فقہاء، شہداء، اور صالحین وغیرہ کے ساتھ محبت واجب ہے۔

مائدہ آیت ۵۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارُ أَوْلِيَاءُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنْتُمْ مَوْمِنِينَ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا

رکھا ہے خواہ وہ ان میں سے ہو جن کو تم سے پہلے کتاب دیا گیا ہے خواہ وہ کفار ہو اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم سچے مومن ہو۔

یہاں پر ترک موالات کا حکم عام ہے چاہے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہوں یا پھر عام کفار یہاں تک کہ ان لوگوں کے دوستی سے بھی منع کیا گیا جو مسائل دین کے ساتھ استہزاء (مذاق) کرتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اس مذاق اڑانے والوں میں کون کون شامل ہے سب سے پہلے نمبر پر طاغوتی دجالی میڈیا ہے جو آئے روز شریعت کے احکام کا مذاق اڑاتے ہیں مجاہدین اسلام کو دہشت گرد کے نام سے یاد کرتے ہیں اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ اور ظالمانہ قرار دیتے ہیں سوات کی کوڑوں کی ویڈیو جو جعلی تھی اس پر کس طرح اسلام اور مجاہدین کی بدنامی کی گئی اگرچہ اس وقت طالبان کے ترجمان مسلم خان نے اسے جعلی قرار دیا تھا۔

دین کے مذاق اڑانے والوں کی اگر تفصیل سے تذکرہ کیا جائے تو بات بہت لمبی ہو جائے گی بہر حال اہل حق ان کو پہچانتے ہیں، ان لوگوں سے دوستی تو دور کی بات اللہ نے ایسے ظالموں کے ساتھ میلان (جھکاؤ) سے بھی منع فرمایا ہے: ”ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار“۔

اعراف آیت ۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اتبعوا ما أنزل إليکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه أولیاء قليلا ما تذکرون﴾۔

ترجمہ: ”تم تابعداری کرو اسکی جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی تابعداری مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔“

قرآن وحدیث کی تابعداری میں کامیابی اور دوسروں کی دوستی خسارے والی ہے جس طرح زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے اولیاء بنائے تھے کاہن، نجومی، سردار علماء وغیرہ اب بھی اللہ کے مقابلے میں امریکہ اور یہود دوستی سب کے سامنے ہیں، اور نام نہاد اسلام کے ٹھیکیدار اس پر فخر بھی کرتے ہیں حالانکہ قرآن نے سختی سے مومنوں کو منع کیا ہے۔

لیکن بات یہ ہے کہ ایمان ہو تو.....

بقرہ آیت ۲۱۷ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فِيمَتَ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾.

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اور کفر کی حالت میں مرے ان کے دنیاوی و اخروی تمام اعمال غارت ہو جائیں گے یہ لوگ جہنم والے ہیں، اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے۔

اس آیت مبارکہ میں دونوں جہانوں کے خسارے کا بیان ہے اور وہ ہے دین سے ارتداد، اب ارتداد سے بچنے کی صورت کیا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

”ارتداد سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی نہ کی جائے مخاطبین صرف وہ لوگ نہ تھے جو نزول قرآن کے وقت تھے۔ بلکہ یہ حکم آئندہ کے لوگوں کے لئے بھی ہے۔ اسی طرح مجموع الفتاویٰ جز ۲۸ صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں:

”ليس للقلوب سرور ولا لذة تامة إلا في محبة الله والتقرب إليه بما يحب ولا تمكن محبته إلا بالأعراض عن كل محبوب سواه وهذا حقيقة لا إله إلا الله وهي ملة إبراهيم الخليل وسائر الأنبياء والمرسلين صلاة الله وسلامه عليهم أجمعين“.

ترجمہ: دلوں کی خوشحالی اور تمام لذت اللہ کی محبت میں ہے اور ان چیزوں کے قربت (نزدیکی) میں ہے جس کو اللہ پاک پسند کرتے ہیں، اللہ کے سوا تمام محبوبوں سے بائیکاٹ کرنے پر ہی اللہ کی محبت حاصل کی جاسکتی ہے اور یہ ”لا إله إلا الله“ کی حقیقت ہے اور یہ ہی ملت ابراہیمی اور تمام انبیاء کرام اور رسولوں کی ملت ہے صلی اللہ علیہم اجمعین.

نساء آیت ۱۴۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! کافروں کو دوست مت بناؤ مومنوں کو چھوڑ کے جبکہ نساء آیت ۸۹ میں منافقین کیساتھ بھی دوستی سے منع کیا گیا ہے۔

مجادلہ آیت ۲۲ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

ترجمہ: اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے قبیلے کی عزیز ہی کیوں نہ ہو، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنے روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور یہ اللہ سے خوش ہے یہ خدا کی لشکر ہے آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

مائدہ آیت ۵۵، ۵۶ میں ابھی تذکرہ گزر گیا حزب اللہ کا یہاں پر بھی حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت کا تذکرہ اور ان کے کچھ صفات ذکر ہے، ایک شیعہ جماعت نے اپنا نام حزب اللہ رکھا ہے بہر حال نام رکھنے سے کوئی اس جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا قرآن نے حزب اللہ کی جو صفات بیان فرمائی ہے ان کو اختیار کرنے سے ہی اس جماعت میں شمولیت ممکن ہے۔

اللہ کے دشمنوں کے ساتھ محبت اور ایمان کا دعویٰ یہ دو متضاد صفتیں ایک ایمان والے کے دل میں کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتی، جس کے دل میں ایمان ہو وہ ہرگز ہرگز اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دین کے دشمنوں سے محبت نہیں رکھ سکتا۔

باقی دین کے دشمنوں سے محبت اور دوستی اور پھر ایمان کا دعویٰ کرنا ایسا ایمان شریعت مطہرہ میں معتبر

نہیں کیونکہ ایمان ہی وہ طاقت ہے جو اس دوستی کو منع کرتا ہے ایمان کے محبت کے مقابلے میں باپ، بھائی، بیٹے اور خاندان وغیرہ کی محبت کچھ بھی نہیں ہے۔

علمائے تفسیر فرماتے ہیں کہ بدر میں جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کیا تو یہ آیت اتری یہاں روح سے مراد اللہ کی نصرت خاصہ ہے یا پھر ایمان کی نور مراد ہے جو اس خوبی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

سہیل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں: ”کہ جس کا ایمان و توحید خالص ہے وہ کسی بدعتی سے بھی انس (محبت) نہیں رکھ سکتا چہ جائیکہ کفار سے اور وہ بھی محبت کی شکل میں جبکہ امام ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اگر تم اس دور کے مسلمانوں کو پہچاننا چاہتے ہو تو مساجد کی دروازوں میں بھیڑ (رش) مت دیکھو نہ ہی لبیک لبیک کی پکار کو دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ یہ اسلام دشمنوں کے مقابلے پر کتنے متحد ہیں۔ (الدرر السنیۃ جلد ۸ صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰)

اب ہر ایمان کے دعویٰ دار کو اس کسوٹی پر تو لو اس پر مزید تفصیل کی بالکل ضرورت نہیں ہے، آل عمران آیت ۱۱۸ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَخْفَىٰ صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا کسی اور کو نہ بناؤ کسر نہیں اٹھاتے تمہارے تباہی اور نقصان میں وہ چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو انکی دشمنی ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے ہم نے تمہارے لئے آیتیں بیان کر دی (یا تمہارے لئے ان کی دشمنی کی نشانیاں بیان کر دیں) اگر تم عقل رکھتے ہو۔

یہ جماعت کے حفاظت کا قاعدہ نمبر ۲ ہے، علماء اور فقہاء کرام نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اسلامی ملک میں غیر مسلم کو کلیدی مناصب پر فائز کرنا جائز نہیں حضرت ابو موسیٰ اشعرئؓ اور حضرت عمر بن

خطابؓ کا مکالمہ ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں صحیح سند کیساتھ حضرت عمرؓ اور ابو موسیٰؓ کا مکالمہ لکھا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: ”إن لی کتابا نصرانیاً“ میرے ہاں ایک نصرانی کتاب (مثنیٰ) ملازم ہے۔  
حضرت عمرؓ نے فرمایا:

”مالک قاتلک اللہ أما سمعت اللہ یقول یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصارى أولیاء بعضهم أولیاء بعض إلا اتخذت حنیفا؟  
ترجمہ: تجھے کیا ہوا؟ اللہ تجھے غارت کرے کیا تو نے اللہ کا یہ حکم نہیں سنا کہ یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں تو نے کسی مسلمان کو کیوں ملازم نہیں رکھا؟  
حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

”یا أمیر المؤمنین إن لی کتابتہ ولہ دینہ“۔ اے امیر المؤمنین مجھے تو بس اس کی کتابت سے غرض ہے اور اس کا دین اس کے لئے ہے (یعنی مجھے اس کے دین سے کیا لینا دینا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا تاریخی جملہ ارشاد فرمایا جو مسلمانوں کے لئے ایک سبق بھی ہے اور تاریخ بھی، فرمایا: ”میں ہرگز ان کی تکریم (عزت) نہیں کروں گا جن کی اللہ نے توہین کی ہے اور نہ ان کو عزت دوں گا جن کو اللہ نے ذلیل کیا، اور نہ ان کو مقرب بناؤں گا جن کو اللہ نے دور کیا۔“

یہ فتویٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے اب کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان شرع عظام اُن لوگوں کے بارے میں جن کے لگام امریکہ برطانیہ وغیرہ کے ہاتھوں میں ہے، اور آج بھی وہ بڑے عہدوں پر فائز اور قابض ہیں؟

حق کو بلند کرنے کے لئے اور اپنا ذمہ اور فرض ادا کرنے کے لئے کچھ تاریخی حقائق عوام کے سامنے رکھنا ضروری سمجھتا ہوں، میں صرف پاکستان کی کچھ تاریخ بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں، اور وہ بھی کسی کے ساتھ ذاتی دشمنی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اکثر عوام اب بھی اس مغالطے میں ہے کہ یہ ملک اسلامی قلعہ

ہے اور ہمارے امراء مسلمان ہیں، آئین اسلامی ہے اور سب کچھ صحیح ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے سکندر مرزا جس کا پورا نام صاحبزادہ سید سکندر علی مرزا تھا یہ برصغیر کے بدنام کردار میر جعفر کے اولاد میں سے تھا اور ایک معروف شیعہ خاندان سے تعلق رکھتا تھا، اور اس کی تدفین ایران میں سرکاری اعزاز کے ساتھ ہوئی تھی یہ میرا ذاتی خیال یا رائے نہیں تاریخ گواہ ہے شوقین حضرات دیکھ لیں۔

اسی طرح ذوالفقار علی بھٹو کے باپ کے بارے میں غالب گمان یہی ہے کہ وہ شیعہ تھا اس نے اولادوں کے نام بھی ایسے رکھے ہیں جو عموماً شیعہ خاندانوں میں رکھے جاتے ہیں۔

اس کی کوٹھی کا نام بھی (المرئضی ہاؤس) تھا اس کی شادی ایرانی نژاد شیعہ نصرت اصفہانی سے ہوئی تھی، جنرل یحییٰ خان قزلباش بھی شیعہ تھا۔

صدر پاکستان آصف علی زرداری بھی شیعہ ہے پاکستانی فضائیہ کا سابق سربراہ مصحف علی میر شیعہ تھا، پرویز مشرف کا باپ ”پرویزی“ تھا اور بیوی قادیانی، اب بھی پاکستانی فوج میں اعلیٰ عہدے پر شیعہ حضرات کی حکمرانی ہے آرمی چیف پرویز کیانی بھی پرویزی (منکر حدیث) ہے بہر حال ایک لمبی تاریخ ہے اور اتنی لمبی کہ اس پر پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

تفصیل سے بچنے کے لئے میں نے اجمالاً یہ دو چار مثالیں دیں اللہ تمام مسلمانوں کو بیداری اور ان حضرات کا قلع قمع کرنے کی توفیق دیں۔ (آمین)

ایسے مثالیں دنیا کے تمام نام نہاد اسلامی ممالک میں ہیں لیکن پاکستان کا ذکر بطور خاص اس لئے کیا کہ اصل حقیقت کا پتہ چل جائے، چیف جسٹس بھگوان داس سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدے پر فائز تھے اس سے بڑا کلیدی عہدہ اور کیا ہوگا؟

پاکستانی فوج کے مین دو جرنیل بھی یہودی تھے جن کے نام اور عہدہ ملازمت کی تفصیل یہ ہے (۱) جنرل فرینک میسروری Genral Frank Messervy اگست ۱۹۴۷ تا فروری ۱۹۴۸ (۲) جنرل

ڈگلس ڈیوڈ گریسی G.Douglas David gracey فروری ۱۹۴۸ تا ۱۹۵۱ء

بحوالہ پاکستان آرمی تاریخ و تنظیم از سٹیفن پی کوہن ص ۳۰ کی پیڈیا عنوان پاکستان آرمی مزید تفصیل اسی

باب میں آل عمران آیت ۲۸ کے ذیل میں ذکر کروں گا۔ (ان شاء اللہ)

اسی طرح چین "China" کا اسلام دشمنی اور اصل چہرہ دیکھنے کے لئے چینی تاریخ کا تذکرہ قدیم تاریخ باب نمبر ۴ میں آرہا ہے اور یہ اس لئے کہ اچھے خاصے لوگ اور خاص کر حکمران طبقہ چین کی دوستی کو ہمالیہ سے بھی اونچی اور مضبوط قرار دیتے ہیں۔ اور اس غلط فہمی میں بعض علماء کرام بھی شامل ہیں الا ماشاء اللہ۔  
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ہارون الرشید کو بطور نصیحت لکھا:

﴿ولا تتخذ أحدا من المشرکین کاتباً علی المسلمین فإنہم يأخذون الرشوة فی دینہم ولا رشوة فی دین اللہ وبہا نأخذ﴾. (شرح سیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۰۴۰)  
ترجمہ: مت بنا مشرکوں میں سے کسی کو بھی مسلمانوں پر نشی کہ وہ اپنے دین کے مطابق رشوت لیتے ہیں (یعنی ان کے دین میں رشوت لینا جائز ہے) اور اللہ کے دین میں رشوت نہیں اور ہم اس حکم پر عمل کرتے ہیں۔  
اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام قرطبی لکھتے ہیں:

”اللہ نے اپنے مومن بندوں کو منع کیا کفار اور یہود کی دوستی سے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے بدعتیوں کو دوست بنانے یا ان سے کسی بھی قسم کا مشورہ کرنے یا اپنے کوئی معاملہ ان کے سپرد کرنے سے بھی منع کیا ہے۔

ربیع رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ منافقین کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہ دو اور مومنوں کے علاوہ ان منافقین سے دوستی بھی مت کرو یہ بھی کسی نے کہا ہے کہ جو شخص بھی تمہارے مذہب کے خلاف ہو اس سے دوستی یا اس کی طرف توجہ اور میلان اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا میل جول تمہارے لئے جائز نہیں۔ (الدرر السنیۃ صفحہ ۴۴۸ تا ۴۵۰)

آل عمران آیت ۱۴۹، ۱۵۰ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿یا ایہا الذین آمنوا إن تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی أعقابکم فتنقلبوا خاسرین۔ بل اللہ مولاکم وهو خیر الناصرین﴾.



ترجمہ: ”اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو پھیر دیں گے اٹلے پاؤں پھر جا پڑو گے تم نقصان میں۔“

﴿لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنِينَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيَحْذَرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ﴾.

ترجمہ: ”مومنوں کا فروں کو دوست نہ بناؤ مومنوں کو چھوڑ کے اور جو ایسا کرے گا اللہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں لیکن یہ کہ جان بچائی جائے ان کی شر سے اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔“ (سورۃ آل عمران آیت ۲۸)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کے تفسیر میں فرماتے ہیں یہود و نصاریٰ کو اپنی پشت پناہ اور دوست مت بناؤ وہ اپنے دین پر ہوا اور تم ان سے دوستی نہ لگاؤ نہ مسلمانوں کے خلاف ان کی پشت پناہی کرو نہ مسلمانوں کی جاسوسی کر کے ان کی کمزوریاں ان پر ظاہر کرو جس نے ایسا کیا ”فلیس من اللہ فی شئی“ میں شمار ہوگا کہ اللہ ان سے لا تعلق ہو اور وہ اللہ سے لا تعلق ہو گیا۔

وہ دین سے مرتد ہو گیا اور کافر ہو گیا ہاں اگر ان کا تم پر تسلط ہے اور جان جانے کا خطرہ ہے تو پھر محض زبانی دوستی کا اقرار کر سکتے ہو لیکن باطن (پوشیدہ) میں عداوت (دشمنی) رکھنا واجب ہوگا ان کا کفر میں ساتھ دینا حرام ہے اور نہ کسی مسلمان کے خلاف ان کی مدد کرو۔

یہ امام ابن جریر کا فتویٰ ہوا اب کیا فرماتے ہیں یار لوگ ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف کفار کے ساتھ تعاون کا معاہدہ کر رکھا ہے اور اپنے زمینی اور فضائی حدود افغانستان کے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے اور اسی طرح ڈرون حملوں کے ذریعے غیرت مند پشتون قبائل کو شہید کروایا جا رہا ہے، کیا امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی بننے اور یہ تمام کرتوت بجالانے کے بعد بھی یہ مسلمان ہے؟ یا ان کا ایمان باطل ہو چکا ہے؟ یہ صرف دو چار کام نہیں اس کی بہت لمبی تفصیل ہے لیکن مختصر اور اجمالاً جواب دینے پر اکتفا کرتا ہوں۔

معارف مدنی جمع و ترتیب مولانا عبد الشکور ترمذی صفحہ ۵۰۱ اور صفحہ ۵۰۲ پر فرماتے ہیں ”قتل مسلم کی

تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کافروں کے ساتھ ہو کر ان کی فتح و نصرت کے لئے مسلمانوں سے لڑے یا لڑائی میں ان کی اعانت (مدد) کریں اور جب مسلمانوں اور غیر مسلموں میں جنگ ہو رہی ہو تو وہ غیر مسلموں کا ساتھ دیں یہ صورت اس جرم کے کفر و عدوان (سرکشی) کی انتہائی صورت ہے، اور ایمان کی موت اور اسلام کے نابود ہو جانے کی ایک ایسی اشد حالت ہے جس سے زیادہ کفر و کافری کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، دنیا کے سارے گناہ ساری مصیبتیں اور ساری ناپاکیاں ہر طرح و ہر قسم کی نافرمانیاں جو ایک مسلمان اس دنیا میں کر سکتا ہے یا ان کا وقوع دھیان میں آسکتا ہے سب اس کے آگے بچھ ہیں۔

جو مسلمان اس کا مرتکب ہوا وہ قطعاً کافر ہے اور بدترین قسم کا کافر ہے اس کی حالت کو قتل مسلم کی پہلی صورت پر قیاس کرنا درست نہ ہوگا۔

اس نے صرف قتل مسلم کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ اسلام کے خلاف دشمنان حق کی اعانت و نصرت کی ہے اور یہ بالاتفاق و بالاجماع کفر صریح اور قطعی مخرج من الملة (دین سے خارج کرنے والی کفر) ہے۔ جب شریعت ایسی حالت میں غیر مسلموں کے ساتھ کسی طرح کا علاقہ محبت رکھنا بھی جائز نہیں رکھتی تو پھر صریح اعانت فی الحرب (جنگ میں مدد) اور حمل السلاح علی المسلم (مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانا) کے بعد کیونکہ ایمان و اسلام باقی رہ سکتا ہے۔

اب اس فتوے کی روشنی میں کیا اب بھی نام نہاد اسلامی ممالک کے کلمہ گویا غوثی حکمران مومن ہے؟ کیا اب بھی ان کے خلاف ہتھیار اٹھانا دہشت گردی کے زمرے میں آتا ہے؟ کیا اب بھی ان کی قانون کو اسلامی قانون کے برابر سمجھنا فرض ہے؟ اور کیا اب بھی ان کے اس ”فولادی ایمان“ پر کچھ اثر نہیں پڑا؟ افسوس ہے ایسی علم اور عقل پر جو پھر بھی جمہوریت کو شورا بنیت سے تعبیر کرتے ہیں اور جمہوری صدور اور وزرائے اعظم کو خلیفۃ المسلمین اور ان کے حامی اور مددگار مرتد افواج کو مسلمانوں کی فوج کہتے ہیں، انگریز کے قانون پر فیصلہ کرنے والی عدالتوں کو اسلامی عدالتیں اور جمہوری آئین کو جس کو عوام نے بنایا ہے اور جس میں ترامیم کی جاتی ہے اسلامی آئین کہتے ہیں۔

آگے بڑھنے سے پہلے وعدہ کے مطابق ”پاک فوج“ کی کچھ تاریخ بیان کرنے کی جسارت کرتا ہو

اس تاریخ کو لکھنے کے لئے جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

(۱) دی گیرین سٹیٹ۔

(۲) سید احمد شہید اور ان کی تحریک مجاہدین از ڈاکٹر صادق حسین۔

(۳) پاکستان آرمی تاریخ و تنظیم از سٹیون پی کوہن طبع شدہ اکسفورڈ یونیورسٹی

یہ میری ذاتی رائے یا خیالات نہیں ہے ایک ٹھوس حقیقت ہے جس کا انکار مشکل ہے مزید تفصیل کے لئے قارئین ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

جنرل فرینک میسروی G.Frank messervy پاک فوج کے اول سربراہ تھے اس کی مدت ملازمت ۱۹۴۷ تا فروری ۱۹۴۸ تک ہے پاک فوج کے دوسرے سربراہ جنرل ڈگلس ڈیوڈ گریسی G. Douglas David Groacey تھے اس کی مدت ملازمت فروری ۱۹۴۸ تا جنوری ۱۹۵۱ تک ہے۔ اس کے علاوہ S.S.G کمانڈو دستوں کی ابتداء ۱۹۵۰ میں کوئٹہ کے ایک سکول "Close Quarter Battle" میں ایک برطانوی افسر کرنل گرانٹ ٹیلر کے ”مبارک“ ہاتھوں ہوئی۔

Taken Frome An introductory and Propeganda video on

S.S.G Prroduced by I.SP.R

رائیل انڈین آرمی سروس کور اسکول کا نام تبدیل کر کے ملیٹری اکیڈمی کا کول رکھ دیا گیا، جبکہ افسران کی تربیت سٹاف کالج کوئٹہ میں جاری رہتی تھی۔

جو برطانوی تربیتی ادارے کیمبرلی کے طرز پر بنا جس کی بنیاد تقسیم ہند سے قبل لارڈ کچر نے رکھی تھی۔ ۱۹۵۴ تک اس اکیڈمی کی کمان برطانوی افسروں کے ہاتھوں میں تھی توپ خانہ کی تربیت کے لئے آرٹلری سکول نوشہرہ وجود میں آئی اس کی افسروں اور اساتذہ کی تربیت ۱۹۵۲ تک برطانیہ میں ہوئی تھی۔

اس کے بعد افسران امریکی فوجی مرکز فورٹ سل اوکلا ہوا جانے لگے۔

”از کتاب پاکستان آرمی تاریخ و تنظیم از سٹیون پی کوہن صفحہ ۷۷ تا ۸۸“

انگریز سرکار کے بعد ایوب خان کی باری آئی یہ محترم برطانیہ کی مشہور اکیڈمی

### Royal military college Sandhurst

میں داخل ہو گئے اس اکیڈمی میں ہندوستانیوں کے لئے قبل از قیام پاکستان داخلہ آسان کام نہیں تھا اس لئے سٹیفن پی کوہن لکھتا ہے، ”انگریز Sandhurst بھیجے جانے والے افراد کا بے حد احتیاط سے چناؤ کرتے تھے اور وفادار ترین اور معزز ترین اور سب سے زیادہ مغربی رنگ میں رنگے ہوئے ہندوستانی خاندانوں کا انتخاب کرتے تھے۔“

پھر ان خاندانوں میں سے بھی خصوصاً مسلمانوں سے وہ ان (وی، سی، اوز) وائسرائیز کمیشنڈ افسروں کے بیٹوں کو شامل کرنے کی کوشش کرتے تھے جنہوں نے کوئی نمایاں کارکردگی دکھائی ہو، (پاکستان آرمی تاریخ و تنظیم صفحہ ۵۷)

جنرل موسیٰ خان بھی برطانوی کالج سینڈ ہرسٹ کے لئے چن لیا گیا تھا۔

بہر حال اس کو یہ ”مبارک سعادت“ حاصل نہیں ہوئی اس نے ایک دوسرے برطانوی ادارے انڈین ملٹری اکیڈمی دھرہ دون سے تربیت حاصل کی ۱۹۳۶ میں اس نے بطور کپتان وزیرستان کے مجاہدین کے خلاف آپریشن میں نام کمایا آج بھی وزیرستان کے ایک علاقے ”بویا“ میں اس جنرل کا نام موسیٰ خان جلی حروف سے ”پاک فوج“ کی ایک چوکی پر لکھا ہوا ہے جو آج بھی اس کی انگریز کے ساتھ وفاداری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یاد رہے کہ وزیرستان کی سرزمین شہیدوں اور غازیوں کا مسکن تھا آج بھی ان بہادر غازیوں اور شہیدوں کے بچوں میں وہ ایمانی غیرت اور انگریز کے ساتھ دشمنی اور دین پر مر مٹنے کا جذبہ موجود ہے وزیرستان کی ایک الگ عمدہ تاریخ ہے بہر حال تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

جنرل تحسینی خان نے ۱۹۶۶ تا ۱۹۷۱ تک ”پاک فوج“ کی قیادت سنبھالی اس کی تربیت بھی انڈین ملٹری اکیڈمی دھرہ دون میں ہوئی جنگ عظیم دوم میں یہ ”محترم اٹلی اور مشرق وسطیٰ میں تعینات رہے۔“

ضیاء الحق دور ملازمت ۱۹۷۶ تا ۱۹۸۸ اس کی تربیت بھی دھرہ دون اکیڈمی میں ہوئی اس کی تربیت یافتہ اساتذہ برطانوی افسران ہی تھے، اس جناب نے بھی جنگ عظیم دوم کے اواخر میں برطانوی کمان تلے

مشرقی ایشیا میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا، اس کے بعد اعلیٰ تربیت کے لئے امریکی کمان اینڈ جنرل سٹاف کالج فورٹ لیون ورتھ کینس (امریکہ)

"Us Army Command and genral staff college Forte Leven Worth Kansas"

کارخ کیا ۱۹۶۶ء کے اواخر میں اس کو اردنی فوج کے تربیت پر مامور کیا گیا ۱۹۷۰ء میں جب اردنی فوج نے اردن میں پناہ لینے والے فلسطینی مہاجرین کے خلاف فوجی آپریشن کیا تو اس نے بطور بریگیڈیر اردن کی دوسری فوجی ڈویژن کی کمان سنبھالی اور ہزاروں فلسطینیوں کو شہید کیا۔ فلسطینی ذرائع کے مطابق ۲۵ ہزار بے گناہ فلسطینیوں کو شہید کیا گیا، یہ جنرل تھے جن کو ایسے درباری علماء میسر آئے تھے جو اس کو امیر المؤمنین کہا کرتے تھے اور اکثر عوام بھی اس مغالطے میں تھے کہ ضیاء صاحب قمیص شلوار پہنتے ہیں اور سرکاری ٹی وی پر خبریں سننے والی عورتیں سر پر دوپٹہ اوڑھتی ہیں اور یہ ضیاء صاحب کی وجہ سے ممکن ہے۔

ہائے افسوس عوام کا لانعام اس خوش فہمی میں تھے کہ ہمیں انصاف مل جائے گا اور ضیاء نے شرعی عدالتیں بنائی ہیں، لیکن اس کردار کے حامل فرد سے یہ توقع رکھنا کہ یہ اسلامی نظام لے آئے گا یا پھر یہ کہ شرعی قوانین کا اجراء کر دے گا بے وقوفی تھی۔

بہر حال اس کے بعد برطانوی اکیڈمیوں میں ”پاک فوج“ کا آخری اعلیٰ فوجی افسر آصف نواز جنجوعہ تھا یہ جناب ۱۹۹۱ تا ۱۹۹۳ تک فوج کے سربراہ رہ چکے ہیں ”اس نے بھی ابتدائی تربیت برطانوی علاقے سینڈ ہرسٹ میں واقع فوجی اکیڈمی سے حاصل کی“۔

”پاکستان آرمی تاریخ و تنظیم از سٹیفن پی کوہن صفحہ ۷۵“ یہ تو کچھ جرنیلوں کا تذکرہ ہوا باقی ۱۹۵۳ء میں امریکہ کے ساتھ ”پاک فوج“ دفاعی تعاون کا معاہدہ طے ہوا اور پھر ڈالر برستے رہے باقی ۱۹۵۵ء میں سیٹو اور سینٹو میں شمولیت اختیار کر کے امریکہ کا فرنٹ لائن اور اہم ترین اتحادی بنا ۱۹۵۵ء تا ۱۹۵۸ء صرف تین سالوں میں توپ خانہ (آرٹلری) کے شعبہ میں ۲۰۰ افسر تربیت کے لئے امریکہ گئے۔

۱۹۵۶ میں S.S.G کا قیام امریکی فوجی دستوں کی مدد سے ن ہی کی S.S.G کی طرز پر عمل میں آیا، ۱۹۷۱ میں جب امریکہ نے ویت نام کی جانب توجہ دی تو ”پاک فوج“ کو وقتی طور پر مجبور اس ”مبارک اتحاد“ سے نکلنے کا صدمہ برداشت کرنا ہی پڑا، پھر جب وقت نے ایک بار پھر پلٹا کھایا اور جب ۱۹۸۰ میں امریکہ کوروس سے خطرہ محسوس ہوا تو پھر اپنے پرانے دوست پاکستان کی یاد آئی سول اور فوجی امداد کے دروازے پھر کھل گئے اور پاکستان ایک بار پھر امریکہ کا اتحادی بن گیا۔

پھر جب روس افغانستان سے دم دبا کر نکلا تو ایک بار پھر اتحاد کا یہ سلسلہ آہستہ آہستہ کمزور ہوتا گیا، مگر ۲۰۰۱ کے بعد پاکستان ایک بار پھر امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بننے میں کامیاب ہو گیا اس دفعہ اس ”کارخیز“ کا بیڑہ پرویز مشرف نے اٹھایا۔

اس نے صرف بش کے ایک فون کال پر Yes Sir کہہ کہہ سینہ تھان لیا اگرچہ اس وقت اس کے اس فیصلے پر سیاسی جماعتیں بھی تقریباً متحد تھیں۔

یاد رہے کہ یہ جرنیل بھی امریکی تاثرات کے حامل اسٹاف کالج کوئٹہ میں پڑھنے کے بعد برطانیہ کے رائیل کالج آف ڈیفنس سٹڈیز لندن سے پڑھ چکا ہے یہ ۱۹۹۸ میں ”پاک فوج“ کا سربراہ بنا اس کی وفاداری کی تاریخ پر تو کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

بہر حال اس کے سیاہ کارنامے تقریباً سب کو معلوم ہیں لہذا اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں، بہر حال اس نے ۹ سال مسلسل امریکی غلامی میں گزارے اور امریکہ کو پاکستان سمندری زمینی اور فضائی حدود مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کی باقاعدہ اجازت دی۔

امارت اسلامی افغانستان میں طالبان کی شرعی حکومت گرانے میں اپنا کندھا استعمال کیا اور وزیرستان سمیت تمام قبائلی علاقوں میں آپریشن کئے ڈرون حملوں کی اجازت دی اور سینکڑوں مجاہدین کو امریکہ کے حوالے کر کے تاریخ میں اپنا نام امریکی وفاداروں اور اللہ کے غداروں کی لسٹ میں درج کروایا۔

اپنی کتاب In the Line of Fire میں وہ خود لکھتے ہیں کہ میں نے ۷۰۰ القاعدہ ارکان کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا، اس سے بڑھ کر امریکی وفاداری کیا ہو سکتی ہے اور لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی آپریشن

لوگوں کو یاد ہوگا کہ وہاں کیا ہوا؟

بہر حال اس کی سنگ بنیاد پر آج بھی بلڈنگ کی تعمیر و مرمت کا کام جاری ہے وہ پالیسی بدلی نہیں  
بہر حال انتہائی اختصار کے ساتھ یہ تاریخ اس لئے لکھی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے، اور یہ بات  
کہنا کہ یہ وطن اسلام کا قلعہ ہے اور اس کی فوج مسلمانوں کی فوج ہے اور یہ اسلام کا محافظ لشکر ہے، اس تاریخ  
کے بعد بھی اگر کسی کے ذہن میں یہ بات برقرار ہے تو ایسے ذہنوں پر اور ایسی علم اور عقل پر لعنت ہے۔  
پاک فوج کو اسلامی فوج ثابت کرنے پر ضیاء دور میں زیادہ زور دیا گیا اور باقاعدہ کتابیں لکھی گئیں  
پروفیسر کرنل عبدالقیوم نے ایک کتاب On Starving to be a Muslim لکھی اور ایک کتاب  
بریگیڈیئر ایس، کے ملک نے لکھی جس کا نام ہے:

### The Quranic Concept of war

بہر حال اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کتابیں علمائے حدیث و فقہ اور دیگر دینی علوم پر گہری نظر رکھنے والے  
علماء کرام کی نہیں بلکہ خود فوج ہی کے افسران نے لکھی ہے زیادہ سے زیادہ یہ ایک انفرادی فوجی کی نیک نیتی  
کی کوشش ہی قرار دی جاسکتی ہے بس بہر حال عملاً حقیقت یہ ہے کہ اس فوج کی اساسی نظریات و عقائد اور  
اس کے طور طریقوں میں جوہری تبدیل لائے بغیر ایک فوجی کو صرف یہ باور کراتی ہے کہ وہ مقدس جہاد کر رہا  
ہے اس پر ان کے افسر کا اطاعت (آرڈر) واجب ہے اور اگر وہ مارا گیا تو شہید ہے۔  
چلو مان لیا لیکن اس سے پہلے کچھ بنیادی باتیں اور سوالات ہیں جن کا جواب نہ کوئی فوجی افسر دے سکتا  
ہے نہ ان کی کتابیں نہ ان کے درباری سرکاری علماء اور مفتیان اور نہ ان کے سرکاری خطیب وغیرہ۔

وہ سوالات درج ذیل ہیں:

- (۱) جہاد کی شرعی تعریف کیا ہے؟
- (۲) جہاد کی پہچان کیسے ہوگی؟
- (۳) وطن کی خاطر لڑنے کا شرعی حکم کیا ہے؟
- (۴) جہاد کے شرعی مقاصد کیا ہیں؟

(۵) مسلمانوں کا دوست کون ہے اور دشمن کون نیز ان کی پہچان کیسے ہوگی؟

(۶) اطاعت امیر کی شرعی حدود کیا ہیں؟

(۷) کن حالات میں امیر کا حکم ماننا واجب ہے اور کن حالات میں نہیں؟

(۸) امیر کی انتخاب کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

(۹) شہید کی شرعی تعریف کیا ہے؟

(۱۰) شہادت کی قبولیت کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(۱۱) شریعت میں جنگ کے کیا آداب اور قواعد و ضوابط مقرر ہیں؟

(۱۲) جنگی قیدی کون ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ کیا شرعی معاملہ کرنا ہے؟

یہ ایک درجن سوالات ہو گئے اور بھی بنیادی سوالات ہیں جن کا جواب دینا بہت مشکل ہے بہر حال حیرت ان لوگوں پر ہے جو پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ ہماری فوج اسلام کی بہترین محافظ فوج ہے اور یہ ہمارے سرحدات کی محافظ ہے۔

حال ہی میں انڈیا نے ۲ چار مہینوں میں تقریباً ۱۰۰ کے قریب مسلمانوں کو شہید کیا اور نقصانات اس سے بھی کہیں زیادہ ہیں تمام اخبارات میں یہ خبریں وقتاً فوقتاً آتی رہی لیکن یہ کہ ”پاک فوج“ نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے دشمن کی توپوں کو خاموش کر دیا بس ہمیں یہی جملہ سننے کو ملا کہ جوابی کارروائی میں اتنے ہندو مردار ہو گئے؟

بہر حال یہ ساری باتیں تاریخ کا حصہ ہیں اور یہ مختصر تاریخ تمام مسلمانوں کی اصلاح اور فائدے کے لئے نیک نیتی سے لکھا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ قیام پاکستان سے قبل اور بعد بھی یہ وہی شاہی ہندی فوج کا تسلسل ہے جن کے بل بوتے پر برطانیہ نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک صدی سے زائد عرصہ تک غلام بنائے رکھا اور خلافت عثمانیہ کو گرانے میں ان کو استعمال کیا گیا۔

پھر قیام پاکستان کے بعد ۵ سال تک برطانوی افسروں کے زیرِ کمان رہنے کے بعد ۶۲ سال تک یہ فوج برطانیہ کے منتخب کردہ افسروں کے ماتحت رہی، آزادی کے بعد وہی غلام طبقہ ہی آزاد ہوا جس کا سب کو



پتہ ہے باقی تمام مسلمان خصوصاً علمائے کرام و مجاہدین حق ان غداروں کے تسلط میں رہنے پر مجبور ہو گئے اگرچہ انہوں نے ابھی تک ہار نہیں مانی، ہندوستان سے آزادی کے بعد بھی دوستی اور دشمنی کا وہی معیار برقرار رہا جو انگریز نے سکھلایا تھا مجاہدین کل بھی دشمن تو آج بھی دشمن دہشت گرد اور فساد ہی سمجھتے گئے۔

اور ان کا ایسا تعاقب جاری ہے جیسا کہ برطانوی شاہی فوج کے ساتھ قیام پاکستان سے قبل جاری رہا تھا، وزیرستان کے عظیم مجاہد شخصیت فقیر اپہی کے خلاف انگریز سرکار نے جو آپریشن قیام پاکستان سے قبل کیا تھا ایسا ان کے بچوں کے خلاف اب بھی جاری ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی ایمان باقی ہے؟

یادال میں کچھ کا لانا نظر آ رہا ہے؟

سورة النساء آیت ۱۳۸، ۱۳۹ میں اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا. الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِيتُوا عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾.

ترجمہ: ”منافقین کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہ لوگ مسلمانوں کے سوا کفار کو دوست رکھتے ہیں، کیا ان کے ساتھ عزت ڈھونڈتے ہیں بے شک عزت سب کا سب اللہ کے لئے ہے۔“

اسی طرح سورة حشر آیت ۱۱ میں ہے:

﴿الْمُتَرَالِي الْيَوْمَ نَافِقُوا يَقُولُونَ لِأَخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَإِنْ أَخْرَجْتُمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مَعَكُمْ وَلَا نَطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ﴾.

ترجمہ: ”کیا آپ نے ان منافقوں کی حالت نہیں دیکھی (عبداللہ ابن ابی وغیرہ) کہ کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے (اہل کتاب بنو نضیر سے) کہ اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے۔“

اور تمہارے معاملہ میں ہم کسی کا بھی کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں، علماء تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ منافقین کا مشرکین کے ساتھ جھوٹا معاہدہ تھا اور فی الواقع ایسا کرنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے تھے، بہر حال یہ تو ان کی بات ہو گئی اب ان لوگوں کا حکم کیا ہونا چاہیے جو کفار کی مدد اور نصرت کے معاہدے برسر عام اور اعلانیہ طور پر کریں اور پھر اس پر خوش بھی ہو۔

کیا ان کا حکم ارتداد کے زمرے میں نہیں آتا؟ اس کا جواب بالکل واضح ہے امید ہے جس نے اس باب کا صحیح طریقے سے مطالعہ کیا ہوگا ان پر مخفی نہیں۔

انعام آیت ۱۵۹ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يَنْبِئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾.

ترجمہ: ”بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔“

بعض مفسرین نے ان لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ لیا ہے جبکہ بعض مشرکین مراد لیتے ہیں بہر حال یہ آیت عام ہے اور اس کا حکم تا قیامت رہے گا۔

اس سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کے راستے کو چھوڑ کر دوسرے دین یا طریقے کو اختیار کر کے فساد پھیلاتے ہیں، گمراہی اور خواہش پرستی کا پیروی کرنے والا یا نیا دین اختیار کرنے والا اس وعید میں داخل ہے کیونکہ رسول ﷺ جس دین کو لے کر آئے ہیں وہ ایک ہی ہے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو فرقہ بندی سے بچایا ہے اور آپ کے دین کو بھی اس لعنت سے محفوظ رکھا ہے۔ (ابن کثیر)

اب تو ایک نیا دین (قانون) امپورٹ کیا گیا ہے جس کو جمہوریت کہتے ہیں حالانکہ حکم تو یہ ہے کہ لست منہم فی شیء آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں تو کیا نبی کریم ﷺ کے مصلیٰ پر کھڑے ہونے والے دین کے امام اس حکم سے باہر ہیں؟

بہر حال سچی بات یہی ہے کہ ”جو لوگ جمہوریت ”Democracy“ کے حق میں فتوے جاری کرتے ہیں ایمان والوں کا کم سے کم ان سے کوئی تعلق نہیں اور یہ ایمان کا تقاضہ بھی ہے جمہوریت پر علماء کرام نے بہت کچھ لکھا ہے لہذا اس کی مزید ضرورت نہیں اللہ ہم سب ایمان والوں کو قرآن و سنت پر اتحاد نصیب فرمائے۔ آمین

سورۃ الممتحنہ آیت ۱ میں اللہ نے فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تَلْقَوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمُودَةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمُودَةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو وہ اس دین حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آچکا ہے ملک بدر کرتے ہیں رسول کو اور تم کو اس وجہ پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لا چکے ہو اگر تم میرے راستے میں جہاد کی غرض سے اور میری رضا ڈھونڈنے کی غرض سے نکلے ہو تم ان سے چپکی چپکی دوستی کی باتیں کرتے ہو اور میں عالم ہوں اس پر جو تم چھپاتے ہو اور جس کو تم ظاہر کرتے ہو، اور تم میں سے جو ایسا کرے گا تو وہ راہ راست سے بھٹک جائے گا۔“

سورۃ ممتحنہ میں اللہ نے دوستی اور دشمنی کا بہترین انداز سے بیان فرمایا ہے، تفصیل دیکھنے کے لئے مستند تفاسیر کی طرف رجوع کریں، شیخ محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں اللہ کے خاص بندوں سے محبت اور دوستی کی جائے مشرکین سے نفرت اور دشمنی کی جائے یہی وہ ملت ابراہیم ہے جس سے اغراض کرنے والوں کو اللہ نے بے وقوف قرار دیا ہے۔ (الدرر السنیۃ)

اسی طرح اسی سورۃ مبارکہ کے آیت ۴ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرءُؤُا

منکم ومما تعبدون من دون الله کفرنا بکم وبدا بیننا و بینکم العداوة والبغضاء أبداً حتی تؤمنوا بالله وحده إلا قول إبراهيم لأبيه لأستغفرن لک وما أملک لک من الله من شیء ربنا علیک توکلنا وإلیک أنبنا وإلیک المصیر ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ: ”تمہارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے ابراہیم علیہ السلام میں اور ان لوگوں میں جو ان کے ساتھ تھے (یعنی ایماندار) جب ان سب نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو بیزار ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ، مگر ابراہیم کی ایک بات اپنے والد کے لئے کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا۔

اس سورۃ مبارکہ میں اولاً قطع تعلق کا تمہید باندھا گیا ہے پھر اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ مومنوں کا واقعہ بطور تاریخ اور عبرت کے ہمارے لئے بیان فرمایا کہ ان تمام نے اپنے قوم سے بایکٹ کیا تھا۔

اور دوستی کے لئے صرف ایک شرط رکھی تھی وہ یہ تھا کہ اللہ واحد پر ایمان بس، باقی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کے لئے استغفار کرنا تو یہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت ابراہیم کو اس وقت پتہ نہ تھا کہ یہ مشرک ہے۔

قرآن نے سورۃ توبہ آیت ۱۱۳، ۱۱۴ میں اس کی تفصیل کی ہے:

﴿فلما تبین له أنه عدو لله تبرأ منه﴾

ترجمہ: ”جب اس (حضرت ابراہیم پر) ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گیا۔“  
یہ اسوۂ حسنہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے اور آئندہ بھی یہ تاریخ زندہ رہے گا اب افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم مسلمان سنت ابراہیمی قربانی کو کہتے ہیں کہ قربانی کرو اور سنت ابراہیمی ادا ہو گیا۔

حضرت ابراہیم نے اس وقت کے سپر پاور (نمرود) کے رٹ کو چیلنج کیا تھا بتوں کو تھوڑا تھا آگ میں کودنا پڑا تھا اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا اس لئے

خلیل اللہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ اللہ تمام مسلمانوں کو عید قربان پر گوشت کھانے کے ساتھ ساتھ تمام اسوۃ ابراہیمی پر ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگرچہ ان کے مقابلے میں اپنی قوم، رشتہ دار قاصم قبیلہ، حکمران، افواج وغیرہ جو بھی آئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے ملت ابراہیمی کی تشریح کچھ ایسی بیان کی ہے۔

”ليس للقلوب سرور ولا لذة تامة إلا في محبة الله والتقرب إليه بما يحبه ولا تمكن محبته إلا بالأعراض عن كل محبوب سواه وهذا حقيقة لا إله إلا الله وهي ملة إبراهيم الخليل عليه السلام وسائر الأنبياء والمرسلين صلاة الله وسلامه عليهم أجمعين.“

ترجمہ: ”دلوں کی راحت اور خوشحالی اللہ کی محبت میں پوشیدہ ہے اور ان چیزوں کی نزديکت میں جن کو اللہ پسند فرماتے ہیں، اور اللہ کی محبت اس وقت تک حاصل نہیں کی جاسکتی جب تک تمام محبوبوں سے منہ نہ موڑ لیا جائے اور یہ لا إله إلا اللہ کی حقیقت ہے اور یہ ملت ابراہیمی ہے اور تمام انبیاء کرام اور رسولوں کی ملت ہے صلی اللہ علیہم اجمعین“۔

ملت ابراہیمی کے کچھ بڑے بڑے کام شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بیان فرمائے اور اس باب میں یہی بات سمجھائی گئی ہے کہ ولاء اور براء (دوستی اور دشمنی) عقیدہ کے بنیاد پر ہونا چاہیے اور ساتھ ساتھ اسلامی اصولوں پر ولاء اور براء ہونا چاہئے۔

اس لئے کہ اس آیت کریم میں دوستی اور مودت کے لئے شرط ”حتى تؤمنوا بالله وحده“ رکھا گیا ہے ایمان اور عقیدے کی دوستی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کام آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

قرآن میں اور جگہ ہے:

﴿الْأَخْلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ يَا عِبَادُ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ﴾

ترجمہ: ”تمام دنیاوی دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جاویں گے بجز متقین کے

اے میرے بندو تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہوں گے۔

سورۃ الزخرف آیت ۲۶ میں بھی یہی مضمون ذکر ہے:

﴿إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾

ترجمہ: ”اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے والد اور قوم کو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کی تم عبادت (بندگی) کرتے ہو“۔

سورۃ یونس آیت ۸۹ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارن علیہم السلام کو ان لوگوں کی تابعداری سے منع فرمایا جن کو علم نہیں۔

﴿فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانَّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

ترجمہ: ”تم دونوں استقامت سے رہو اور ان لوگوں کی راستے پر مت جانا جو نہیں سمجھتے“۔

اس میں شک نہیں کہ ان دونوں انبیاء کرام نے بے علم لوگوں کی تابعداری نہیں کی تھی مگر اس میں ہمارے لئے نصیحت اور سبق ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جب میقات کے لئے جا رہے تھے تو اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو نصیحت فرمائی۔

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلَحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ

الْمُفْسِدِينَ﴾. (الاعراف ۱۴۲)

ترجمہ: ”اور حضرت موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے فرمایا کہ میرا قائم مقام ہو جاؤ

میرے قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا اور فساد یوں کے راستے کی پیروی مت کرنا ہر مسلمان کو

فسادیوں کی تابعداری نہیں کرنا چاہئے یہ سبق ہے“۔

آج نام نہاد اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی طرف توجہ کر لیں اور دیکھ لیں کہ ان کی حالت کیا ہے؟

فسادیوں کا کچھ تذکرہ پیچھے صفحات پر گزر گیا۔

سورۃ ہود آیت ۴۷ میں حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے سے برأت کا اعلان ذکر ہے اسی طرح نبی

کریم ﷺ نے اپنے خاندان والوں سے برأت کا اعلان فرمایا تھا:

”ألا إن آل أبي يعنى فلانا ليس بى بأولياء“ (صحیح مسلم)

ترجمہ: بن لومیرے باپ کی اولاد فلاں میرے دوست قطعاً نہیں۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھیں سورۃ الکافرون، سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے تفصیل

کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بے دین قوم اور بادشاہ سے برأت اور بایکٹ کا اعلان کیا تھا۔

دجال کے فتنہ سے بچنے کے لئے اس سورۃ مبارکہ کا ذکر احادیث میں آیا ہے کہ اس سورۃ مبارکہ کی

اول اور آخری آیات پڑھا کرو، اور اس میں یہ سبق پوشیدہ ہے کہ دجال اور اس کے ذریت (بچوں) سے

بچنے کے لئے غار کا رخ کرنا پڑے گا، اور احادیث مبارکہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جو لوگ غاروں اور

پہاڑوں میں ہوں گے وہ دجال کے فتنے سے زیادہ محفوظ رہیں گے۔

اب احادیث کی روشنی میں ایک عقل مند انسان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ کون لوگ ہیں جن کو دشمن

غاروں اور پہاڑوں میں بھی معاف نہیں کرتے، اور وہاں تک ان کا پیچھا کیا جا رہا ہے اور ڈرون حملوں کے

ذریعے ان کو چن چن کر شہید کیا جا رہا ہے؟

اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ یہ مجاہدین حق ہی ہیں جو اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے دنیا کے ہر کفر کے

ساتھ برسرِ بیکار ہے اور ان کے جہاد کے لئے اسلام کے علاوہ کوئی باونڈری نہیں ہے۔ الجزائر، یمن، عراق،

شام، صومالیہ، افغانستان اور پاکستان کے قبائلی علاقوں کے پشتون اس کا زندہ مثال ہیں۔

بہر حال چاہے پشتون مجاہدین ہو، عرب، ازبک، چیچن وغیرہ جہاں بھی ہو اور جس بھی تنظیم کے اندر

ہو، یہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لئے کہ ان کے مقاصد مشترک ہیں باقی یہ منطق سمجھ سے باہر ہے

کہ وہ لوگ جن کے سروں پر امریکہ قیمتیں بھی لگاتا ہے اور وہ لوگ اسلام آباد کے سرکاری ایرکنڈیشن میں

آزادانہ گھوم پھر رہے ہیں۔

یہ وہ غدار طبقہ ہے جن کا جہاد حکومتی سرکل اور خفیہ ایجنسیوں کے چھتری تلے ہو رہا ہے اور ان کے جہاد

کے لئے سرحدات قائم ہیں، ممکن ہے کہ ان میں مخلص لوگ بھی ہوں گے جن بے چاروں کو علم نہیں ہوگا اللہ

ایسے تمام مخلصین کو ایجنسیوں کے سرکل سے نکال کر ہر کفر کے خلاف ہر ملک اور دنیا کے ہر کونے میں جہاد

کرنے کی توفیق دیں۔

بہر حال باب ختم کرنے سے پہلے اس باب کا خلاصہ اور نچوڑ اجمالاً بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں وہ یہ کہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے مسلمانوں پر سب سے پہلے اللہ کے ساتھ محبت کرنا واجب ہے پھر اس کے بعد نبی الملاحم حضرت محمد ﷺ سے اس کے بعد خلفائے راشدین سے اور پھر تمام صحابہ کرام سے پھر بتدریج اصحاب بدر، مہاجرین اولین، انصار، اہل بیت، عشرہ مبشرہ، اصحاب بیعت الرضوان، ائمہ کرام تابعین، تبع تابعین، صلحاء، فقہاء کرام، شہداء، اور تمام مؤمنین صالحین سے محبت ایمان کا تقاضہ اور واجب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے دشمنوں سے بالعموم اور یہود و نصاریٰ، منافقین، مشرکین، مبتدعین اور ظالموں اور فاسقوں سے عداوت اور دشمنی بائیکاٹ اور نفرت واجب ہے۔

معاشی بائیکاٹ بھی براء کا حصہ ہے لیکن اس میں بعض معاہدات بین الاقوام سطح سے تعلق رکھتے ہیں جو بہر صورت ایک عام مسلمان کے دسترس سے باہر ہوتے ہیں ان کا اللہ ظالم حکمرانوں سے پوچھے گا۔ بہر حال پھر بھی اپنی استطاعت تک اللہ کے ان تمام دشمنوں سے بائیکاٹ رکھنا واجب ہے اور ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے جیسا کہ اس باب میں بیان ہوا ان کے طور طریقوں سے نفرت انداز و گفتار سے نفرت ان کے مصنوعات ملبوسات اور کھانے پینے کی اشیاء سے حتیٰ الوسع بچنا چاہئے۔

باقی ایک مشکل یہ بھی پیش آرہی ہے کہ سائنسی ایجادات مثلاً مخابرہ، وائرلس سیٹ کمپیوٹر، انٹرنیٹ موبائل فون جدید قسم کا اسلحہ اور ان کے طور طریقے ان چیزوں کا بائیکاٹ تو ممکن ہی نہیں، یقیناً یہ ایک مشکل کام ہے لیکن اس کا حل یہ ہے کہ ان اشیاء کو مثبت طریقے سے ان ہی کیخلاف استعمال کیا جائے تو امید ہے اچھا نتیجہ نکلے گا۔

لیکن اگر دوسرا طریقہ نہ ہو تب پھر بھی یہ انتہائی احتیاط طلب مسئلہ ہے مزید تفصیل کے لئے عسکری امراء قاضیوں اور مفتیوں سے راہنمائی لینا چاہئے اللہ ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائیں۔

**ایک اہم وضاحت:**

طاغوت کے پجاریوں کے لئے بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی طرح کی بھی ڈیوٹیاں سرانجام دینا ایک مخلص



مسلمان کے لئے مناسب نہیں ہے یہاں تک کہ توبہ تائب ہو کر قرآن و سنت اور اللہ کے نازل کردہ نظام کے مطابق حکومت کرنے لگیں اور چند ڈیوٹیاں تو ایسی ہیں جس کا ایک مسلمان کے لئے کرنا حرام قرار دیا گیا ہے مثلاً ابوسعیدؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لِيَأْتِيَنَّ عَلَيْكُمْ أَمْرَاءُ يَقْرَبُونَ شَرَارَ النَّاسِ وَيُؤْخِرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلَا يَكُونَنَّ عَرِيفًا وَلَا شَرِطِيًّا وَلَا جَابِيًّا وَلَا خَازِنًا).

ترجمہ: اور تم پر ایسے حکام ضرور آئیں گے جو بدترین لوگوں کو قریب کریں گے اور نماز کو ان کے اوقات سے لیٹ ادا کریں گے تو تم میں سے جو ایسا دیکھے وہ ہرگز سراغ سراں یا فوجی افسر یا سپاہی یا عامل (ٹکس آفیسر) یا نشی نہ بنے۔ (صحیح ابن حبان مار الذلطان جلد ۲ صفحہ ۶۷۶)

حدیث نمبر ۱۵۳۸ اس حدیث کے تمام راوی صحیحین کے رواۃ میں سے ہیں سوائے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن مسعود کے اور وہ بھی ثقہ ہے جیسا کہ تقریب التہذیب میں ہے نیز اس حدیث کو امام ابویعلیٰ الموصلی نے بھی روایت کیا ہے امام پیشی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں: اس حدیث کو ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے عبدالرحمن بن مسعود کے اور وہ بھی ثقہ ہے نیز علامہ البانی نے اسے الصحیحۃ جلد ۱ صفحہ ۸۹ حدیث نمبر ۳۶۰ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یہاں صرف ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے ”میرے بعد عنقریب تمہارے معاملے کے اسے لوگ ذمہ دار (حاکم) بنیں گے جو سنتیں مٹائیں گے اور بدعات ایجاد کریں گے اور نماز کو ان کے اوقات سے لیٹ کر کے پڑھیں گے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ!

”کیف بی إذا أدرکتہم قال لیس یا ابن أم عبد طاعة لمن عصی الله فإنها ثلاث

مرآة“.

”اے اللہ کے رسول! اگر میں انہیں پالوں تو مجھے کیا کرنا چاہئے فرمایا: اے ابن ام عبد جو اللہ

کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت جائز نہیں ہے یہ بات آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائی۔“

اس حدیث کو عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل نے والد سے مسند احمد میں بطریق وجادة روایت کیا دیکھیں مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۵۸، ۵۹، حدیث نمبر ۳۷۹۰، نیز ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الاطاعة فی معصية اللہ جلد دوم صفحہ ۹۵۶، حدیث نمبر ۲۸۶۵ میں، اور طبرانی نے معجم کبیر جلد دوم صفحہ ۲ حدیث نمبر ۷۴ میں روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے۔ مسلم کی شرط پر نیز علامہ البانی نے اسے الصحیحة جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ میں صحیح قرار دیا ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں اب ہر مسلمان کے اوپر جو باتیں لازماً اتی ہیں وہ خود اپنا محاسبہ کریں اور اس پرفتن دور میں اپنی ذمہ داریوں سے متعلق علمائے حق سے معلوم کریں اور جن فرائض کی حرمت حدیث سے معلوم ہوئی ان نوکریوں سے اجتناب کریں۔ ظالم حکام کا آلہ کار یا حکومت کا پرزہ بننے اور بھرتی سے اللہ تمام مسلمانوں کو اپنی حفاظت میں رکھے، عذر جہل ختم کرنے کے لئے اور باطل کی رد کے لئے نیز علم چھپانے کے گناہ سے بچنے کے لئے یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے لکھ دیا اللہ قبول فرمائے۔

## باب چہارم

### سابقہ اقوام کا تاریخ اور ان سے سبق:

اس باب میں ان افعال و اقوال پر اجمالاً بحث ہوگی جن کو پرانے اقوام عموماً اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ خصوصاً اپنا چکے تھے۔ اللہ کے دین اور انبیاء کرام کے مقابلے میں انہوں نے حق اور اہل حق (انبیاء کرام اور مومنین) کا مقابلہ جس طور طریقے سے کیا تھا آج کل وہی طریقے اور حربے انبیاء کرام کے وارثوں یعنی علمائے حق اور ان لوگوں کے خلاف آزمائے جارہے ہیں جو عامۃ المسلمین اور اسلام کے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں آج کے اسلام دشمن ان سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے ہیں۔

جو مقاصد کل کے باطل پرستوں کے تھے وہی مقاصد آج کے باطل پرستوں کے بھی ہیں فرق صرف طریقہ کار میں ہے اہداف و مقاصد دونوں کے مشترک ہیں، قرآنی تاریخ کی روشنی میں باطل پرستوں کے کرتوتوں کا موازنہ کیا گیا ہے۔

کیونکہ قرآن صرف کل کے لئے نہ تھا بلکہ قیامت تک اللہ کا ابدی قانون ہے، جو وعدے اہل حق کے ساتھ کل تھے وہ وعدے آج بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے اور جو وعیدیں اہل باطل کے لئے اول تھے اور جس طریقے سے اہل باطل دین حق والوں کے مقابلے میں ذلیل و رسوا ہوئے تھے آج بھی ان باطل پرستوں کے بچے ذلیل اور رسوا ہو رہے ہیں اور قیامت تک ذلیل ہوتے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

پوری تاریخ کا احاطہ کرنا یقیناً ہم نہیں کر سکتے لیکن دو چار واقعات کا اجمالاً تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے اور سوچ اور تدبر کرنے سے جو نتیجہ اخذ ہوا ہے وہ اللہ کی توفیق سے بیان کرتا ہوں۔

سورۃ الفاتحہ میں مغضوب علیہم اور ضالین کے راستے سے بچنے کا سوال کیا جاتا ہے اور منع علیہم کے راستے پر ثبت اور استقامت کی دعا مانگی جا رہی ہے مغضوب جن پر غضب کیا گیا ہے وہ یہود ہے جبکہ ضالین (گمراہ) نصاریٰ عیسائی ہے قرآن کے شروع میں ان دو قوموں کی ضلالت اور گمراہی کا بیان اللہ نے ہمیں سمجھا دیا ہے اگرچہ اس وقت قرآن کے مخاطبین اولین صحابہ کرام تھے۔

لیکن اس زمانے میں بھی مسلمانوں کے ساتھ ان دو قوموں کی دشمنی عروج پر تھی، اور یہ دشمنی آج بھی

ہے اور یہ دشمنی ختم نہیں ہوتی بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

اب لمحہ فکریہ یہ ہے کہ فاتحہ ہم ۵ وقتہ نمازوں میں ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اور یہ سوال اور دعا اللہ کریم سے با وضو بار بار مانگتے ہیں، مگر دوسری طرف نام نہاد مسلمان حکمران ان دو اقوام سے بھیک بھی مانگتے ہیں آج ان دو اقوام کے نقالی پر فخر محسوس کیا جاتا ہے، اگرچہ قرآن نے جگہ جگہ ان کی دوستی سے منع فرمایا ہے باب ۳ میں بیان ہو چکا ہے۔

اس ذیل قوم کا تذکرہ بقرہ آیت (۶۱) میں اللہ نے کچھ اس طرح کیا ہے:

﴿وَضَرَبْتَ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةَ وَالْمَسْكَنَةَ وَبَاءَ وَابْغَضَ مِنْ اللَّهِ﴾

یہود پر ذلت مسکینی اور محتاجی مسلط کر دی گئی ہے اور اللہ کا غضب بھی بقرہ آیت (۹۰) میں بھی اس غضب کا تذکرہ ہے اور بھی جگہ جگہ اللہ نے ان پر غضب کا تذکرہ کیا ہے اس غضب اور غصے کی چند وجوہات اللہ نے اسی آیت کریمہ میں بتلا دی ہے:

- |                             |                                      |
|-----------------------------|--------------------------------------|
| (۱) یلفرون بآیات اللہ       | اللہ کی آیات کا انکار                |
| (۲) ویقتلون النبیین بغیر حق | انبیاء کرام کا ناحق قتل کرنا         |
| (۳) ذلک بما عصوا            | یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی |
| (۴) وکانوا یعتدون           | حد سے تجاوز کرتے تھے                 |

اب جدید دور میں ۳ گھٹیا ترین صفات: نمبر ۱، نمبر ۲، نمبر ۳ اور نمبر ۴ یہود میں بدرجہ اتم موجود ہیں اللہ کی آیات کا مذاق اور انکار خواہش نفس کی پیروی نافرمانی اور اعتداء دنیا بھر میں مختلف شکلوں اور صورتوں میں عام ہے۔

یہود اول انبیاء کرام کو شہید کرتے تھے آج چونکہ انبیاء کرام کا سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے تو انبیاء کرام کے وارثوں یعنی علمائے حق کو دنیا بھر میں شہید کر رہے ہیں، اور ان کے ان تمام کاموں میں نام نہاد اسلام کے دعویدار مسلمان بھی شریک ہیں۔

دہشت گردی کے خلاف جو جنگ دنیا بھر میں لڑی جا رہی ہے یہ جنگ دراصل اسلام کے خلاف ہے

مختلف طریقوں سے علمائے حق کو شہید کرایا جا رہا ہے شہروں، بیابانوں اور پہاڑوں میں ڈرون حملوں کے ذریعے اس منصوبے پر عمل ہو رہا ہے اور نام کے مسلمان بھی ان کے شانہ بشانہ اس مشن کا حصہ ہے۔

یہ صرف ایک طریقے کا ذکر ہوا ہے اسی طرح یہود پر غضب کا ایک سبب جو قرآن نے ہمیں سمجھا دیا ہے وہ ہے اللہ اور رسولوں کی نافرمانی، نافرمانی کی صورتیں بے شمار ہیں ان سارے عوامل پر اگر تفصیلی بات کی جائے تو کتابیں لکھی جاسکتی ہیں یہ الگ ایک مستقل موضوع ہے اعتداء حد سے تجاوز کل بھی تھی تو آج زیادتی اور اعتداء کی مختلف صورتیں موجود ہیں، جس کی تفصیل بیان کرنے کا یہ موقع نہیں۔

بہر حال یہود کے کرتوت جیسے کل تھے وہ آج بھی ہیں لیکن شرم کی بات یہ ہے کہ وہ تو ہیں ہی ذلیل، لیکن ہمارے نام نہاد مسلمان حکمران اور ان کے مرتد افواج وہی کچھ کرتے ہیں جن کا آرڈر و شگلکھٹن یا اقوام متحدہ سے آتا ہے۔

ان کے فرنٹ لائن اتحادی ہونے پر فخر محسوس کیا جاتا ہے اور ان کے قدم بقدم ہم ایسے جا رہے ہیں جیسا کہ نبی علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی تھی، وہ پیشن گوئی کتاب کے مقدمہ میں دیکھی جاسکتی ہے، اللہ ہم سب مسلمانوں کو یہودیوں کی غلامی سے بچائیں اور اللہ کے غضب کے جو گھناؤنے جرائم کا تذکرہ ہوا اللہ ہم کو ان جرائم میں شمولیت سے اپنی حفظ و امان میں رکھیں۔ آمین

بقرہ آیت ۶۵ میں یہود کی اعتداء کا تذکرہ اسی طرح ہے۔ (ترجمہ): بے شک میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جو تم سے زیادتی کرتے تھے ہفتہ والے دن تو میں نے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے، اس تاریخ کے بیان کے بعد اللہ نے فرمایا بقرہ آیت ۶۶ میں ”کہ میں نے اس واقع کو عبرت بنایا ان لوگوں کے لئے جو اس زمانے میں تھے اور ان کے بعد آنے والوں کے لئے۔“

اب عبرت کیا ہے؟ عبرت یہ ہے کہ آئندہ آنے والے لوگ بھی اللہ کے احکامات میں اعتداء سے بچیں ورنہ انجام خطرناک ہوگا، جیسا کہ وہ سب کے سب مردار ہو گئے اللہ آج بھی قادر ذات ہے۔

بعض لوگ کے ذہنوں میں یہ خیال ہے کہ موجودہ دور کے بندران بندروں کی اور بنی اسرائیل کی اولاد ہیں، یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان ذیلیوں کی نسل کو بھی باقی نہیں چھوڑا سب کے سب

مردار ہو گئے تھے۔

اب دیکھا جائے کہ اعتداء کس کس انداز سے ہمارے حکمران کر رہے ہیں؟ سود جو اللہ سے اعلان جنگ ہے کیا اس کو ہمارے ملک میں قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے؟ یہ اعتداء ہے کہ نہیں؟ اور اس سے بڑی اعتداء سپریم کورٹ آف پاکستان کا یہ فیصلہ ہے کہ جو لوگ سود کر رہے ہیں ان سے اللہ ہی پوچھے گا اور جو لوگ سود نہ کرنا چاہے وہ نہ کریں جسٹس عثمانی نے کہا تھا کہ عدالت کے باہر مدرسہ کھول کر لوگوں کو سود کے خاتمے کا سبق نہیں پڑھا سکتے۔ دیکھیں (روزنامہ اسلام 17 اکتوبر 2015)

یہ خبر تقریباً تمام اخبارات میں شائع ہوئی تھی، یہ کام اس ملک میں ہو رہا ہے جس کو لوگ اسلام کا قلعہ سمجھتے ہیں انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ کیا اسلام کے قلعہ میں ایسا ہوتا ہے؟ اعتداء کی ایک خطرناک صورت مجاہدین حق کے ساتھ مقابلہ اور شرک فی الحکم والقانون ہے جو نام نہاد اسلامی دنیا میں عام ہے۔ اعتداء کی ایک شکل اور صورت تو نہیں کہ ہم اسے بیان کریں، اہل کتاب اور باطل پرستوں کے اعتداء کی بے شمار آیتیں سورۃ بقرہ میں موجود ہیں اور یہ سورۃ بقرہ کے امتیازات میں ہے کہ اس سورۃ مبارکہ میں یہودیوں کے سب سے زیادہ گندے صفات کا تذکرہ ہے۔

باقی قرآنی سورتوں میں بھی جا بجا تذکرہ موجود ہے، اس باب میں ہم صرف اجمالاً اس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

اعراف آیت ۱۶۳ تا ۱۶۶ میں بھی اللہ نے اعتداء کا تذکرہ کیا ہے بقرہ آیت ۸۴ میں یہود سے ان باتوں کا وعدہ لیا گیا تھا بزبان موسیٰ علیہ السلام عبادت (بندگی) صرف اللہ کی کرو گے امام سیوطی نے عبادت کا معنی کیا ہے: ”لا تجعلون ال الوہیۃ إلا للہ“ الہ کے مفہوم کو سمجھنے کیلئے دیکھیں باب نمبر (۱) والدین قرابت داروں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرو گے لوگوں کے لئے احسن بات کرو گے اور در منثور میں امام سیوطی نے حسنا کا معنی کیا ہے ”الأمر بالمعروف ونہی عن المنکر“ نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے پھر کیا ہوا؟ ثم تولیتکم إلا قلیلاً منکم وأنتم معرضون“ پھر تم پھر گئے اس وعدے سے مگر بہت کم اس وعدے پر قائم رہے اور تم اعراض کرنے والے تھے۔

آج دیکھا جائے کہ نام نہاد مسلمان عبادت کیا واقعتاً اللہ کا کر رہے ہیں یا کچھ اور ہے؟ عبادت کی تفصیل کے لئے باب نمبر ۱ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے پھر پتہ چلے گا کہ عبادت کیا ہے؟ اور یہ کس کے لئے کیا جارہا ہے، یہودیوں سے جو وعدے لئے گئے تھے وہ ان سب سے پھر گئے۔

بہر حال قرآن ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ یہودی ہیں ہی وعدہ خلاف آج بھی حالت ہم سب کے سامنے ہیں لیکن جیسا کہ وہ وعدہ خلائی کے مرتکب تھے اور ہے ٹھیک اسی طرح ان کے ٹوڈی غلام بھی وہی وعدہ خلائی کر رہے ہیں، پاکستان میں وعدہ خلائی کا زندہ ثبوت طالبان سے کئے گئے امن معاہدے ہیں ملاکنڈ ڈویژن میں شرعی نظام کا وعدہ دو دفعہ کیا گیا مگر پھر حکومت اس سے مکر گئی۔

حال ہی میں سوات کا امن معاہدہ حکومت نے تھوڑا جعلی ویڈیو کا گیم چلایا گیا اور آپریشن کے لئے راستہ ہموار کیا اگرچہ اس وقت کے طالبان ترجمان حاجی مسلم خان نے بار بار یہ کہا تھا کہ اس ویڈیو سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس وقت (۲۰۰۹ کے) صوبائی وزیر اطلاعات میاں افتخار حسین نے بھی اس ویڈیو کو جعلی قرار دیا تھا لیکن جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اس سے قبل پاکستانی حکومت نے نیک محمد کے ساتھ بھی امن معاہدہ کیا تھا لیکن پھر خود وعدہ خلائی کر کے ڈرون حملے میں اسے شہید کروایا بلوچستان میں بھی معاہدات کئے گئے لیکن پھر پاکستانی فوج نے خود ہی ان معاہدات کو تھوڑا یہ تاریخ اسلامی دنیا کے تقریباً تمام نام نہاد اسلامی ممالک میں دہرایا گیا ہے۔

بقرہ آیت ۸۷ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا

تَقْتُلُونَ﴾

ترجمہ: ”جب ان کے پاس رسول آتا تھا ان پیغامات کو لے کر جو ان کو پسند نہ ہوتے تھے یعنی ان کے خواہش کے مطابق نہ ہوتے تھے تو تکبر کے ساتھ ساتھ ان کی تکذیب اور قتل سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔“

بقرہ آیت ۹۱ میں انبیاء کرام کے قتل کا تذکرہ ہے، اب بھی یہی گندے صفات کے حامل لوگ حق پرستوں کی تکذیب میں لگے ہوئے ہیں اور اس تکذیب اور پروپیگنڈے کے لئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو استعمال کیا جا رہا ہے اور صرف اس پر بس نہیں کرتے حق پرستوں کو قتل کرنے سے بھی باز نہیں آتے جہاں بس چلے خود یا پھر اپنے ذمہ دار افواج اور حکمرانوں سے کام لیا جاتا ہے۔

اسی طرح بقرہ آیت ۸۸ میں ان کے ایک اور گندے صفت کا تذکرہ ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل علم سے بھرے پڑے ہیں دوسرا معنی علماء کرام اور مفسرین نے یہ لیا ہے کہ ہمارے دل پردوں کے اندر ہیں اللہ نے جواب دیا: ﴿بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ﴾ یہود تو اول سے یہی کہتے چلے آ رہے ہیں مگر نام نہاد مسلمان بھی ان سے پیچھے نہیں ہیں اکثر کہا کرتے ہیں کہ ہم توحید تعلیم یافتہ لوگ ہیں ہمیں تمام اسلامی تعلیمات کا پتہ ہے اور حق پرست علماء کرام کے خلاف بولتے ہیں کہ یہ لوگ ہمیں اسلام سکھاتے ہیں۔

یہ ان کا تمسخر ہے جیسا کہ ANP کے ایک اہم سیاسی رکن بشیر بلور نے کہا تھا کہ اللہ اکبر کا زمانہ چلا گیا آجکل جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے اس میں کسی کو شک نہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ یہود کے اوپر کلمہ کفر کہنے کی وجہ سے لعنت ہے اور اگر یہ کلمہ ہم بولے تو مسئلہ نہیں کیونکہ ہم تو کلمہ بولتے ہیں: ہے کوئی مفتی جو فتویٰ دے؟

بہر حال کلمہ کفر کہنے والے کل بھی لعنت کے مستحق تھے اور آج بھی جو ایسے کلمات بولے وہ بھی لعنتی ہیں، بقرہ آیت ۱۵۹ میں حق چھپانے والوں پر اللہ اور تمام لوگوں کی لعنت کا تذکرہ ہے اور کفر یہ کام کرنے والے بے شک اللہ اور تمام لوگوں کی لعنت کے مستحق ہیں اب یہ دیکھنا چاہئے کہ جو لوگ کفر یہ اقوال و افعال میں برابر کے شریک ہیں۔

کیا وہ لعنت کے مستحق نہیں یہ فیصلہ ہر باضمیر شخص خود ہی کرے۔ احزاب آیت ۶۳ میں اللہ فرماتے

ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا﴾

اور بقرہ آیت ۸۹ میں ﴿فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ کے الفاظ ہیں۔ بقرہ آیت ۹۶ میں یہود



کے ایک اور گندے صفت کا ذکر ہے اور وہ ہے حرص اس صفت میں مشرکین بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ اب کی مثال دیکھنی ہے تو ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے یہودیوں کو دیکھ لیں اور بھی سارے ادارے ہیں لیکن یہ دو ادارے زیادہ مشہور ہیں اس لئے ان کا نام لیا، بہر حال اللہ نے ہمیں بہت پہلے خبردار کیا ہے۔

بقرہ آیت ۹۳ میں یہود کو امر کیا گیا کہ:

﴿خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمِعُوا﴾ تو ان کا جواب یہ تھا کہ ”سمعنا وعصينا“ ترجمہ: کہ ہم نے سن لیا اور دل میں کہتے تھے نافرمانی کی اب کی مثال دیکھنی ہے تو نظر دوڑائیں یہود تو اب بھی یہی کرتے ہیں مگر نام نہاد مسلمان بھی ان سے کسی طرح پیچھے نہیں ہے، قرآن سنتے تو ہے لیکن عملاً اللہ کے احکامات کا مذاق اڑایا جاتا ہے اجتماعی طور پر حکومتی ایوانوں قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی سینٹ اور پارلیمنٹ میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں عملاً قرآنی احکامات اور خلاف شرع امور کئے جاتے ہیں۔

فرق بس صرف اتنا ہے کہ یہودیوں میں جیسے عجل (بچھڑے) کی محبت سرایت کر چکی تھی اسی طرح آج کل باطل پرست جمہوریت کے محبت میں دیوانے ہو گئے ہیں اور نافرمانی کی مختلف صورتیں کھلے عام جمہوریت کے چھتری کے سائے میں آئینی طریقے سے ہو رہے ہیں آئینی طریقہ سے مراد سیاسی حضرات کے لغت میں جائز قانونی اور حلال ہے۔

اگرچہ وہ کام قرآن و سنت کے خلاف ہوتے ہیں یہ جمہوریت کے پجاریوں کا طریقہ ہے اللہ تو فرماتے ہیں:

﴿قُلْ بئسما يأمرکم به إيمانکم إن کنتم مؤمنین﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے بہت برا ہے وہ کام جس پر تمہارا ایمان تمہیں حکم دیتا ہے اگر تم مومن ہو،

کیا یہ حکم صرف ان کے لئے خاص تھا ہمارا اس حکم سے کوئی تعلق نہیں؟

بہر حال یہ حکم قیامت تک کے لئے باقی ہے خلاف شرع کام جو بھی ہو چھوٹا ہو یا بڑا اجتماعی صورت میں ہو یا انفرادی دنیا کے جس بھی کونے میں ہو، اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ایمان ہے تو یہ کام بہت برا ہے ایمان شرط ہے ایمان صرف منہ زبانی ہو یا پھر صرف نام کی مسلمانی اور لا الہ الا اللہ کہنا ہے تو پھر بندہ وہ کام کریں۔

مگر ایمان کے ساتھ کفر یہ کام یہ بہت برا ہے اور گناہ ہے دنیا بھر میں ایمانی دعویٰ کے ساتھ ساتھ کتنے نافرمانیاں ہو رہی ہیں؟ ایک بات یاد رکھنی چاہئے ایمان کے ساتھ نافرمانیاں اگرچہ گناہ ہے لیکن شریعت کے خلاف اللہ کے احکامات کا مذاق اڑانا اور نافرمانی کو کارِ ثواب اور ڈیوٹی مقدس فرض سمجھ کر کرنا اور اس پر خوش ہونا ارتداد کے زمرے میں آتا ہے۔

مرتد کے احکامات کے لئے کتب فقہ کی طرف رجوع کریں۔ ایسی ذہنیت کے لوگوں کے عقل پر رونے کے سوا کیا کہا جائے یہ تو ڈوب مرنے کا مقام ہے، بقرہ آیت ۱۰۰ میں یہود کے نقض عہد (وعدہ خلائی) کا تذکرہ ہے۔

سورۃ انفال آیت ۵۶ میں کفار کے نقض عہد کا بیان ہے جبکہ ماندہ آیت ۱۲ میں نصاریٰ (عیسائیوں) کے نقض عہد کا تذکرہ ہے اس گندے صفت میں نام نہاد اسلامی ممالک کے حکمران اور افواج کے معاہدے دیکھے جاسکتے ہیں کیا وہ نقض عہد (وعدہ خلائی) کے اس گندے صفت میں ان لوگوں سے پیچھے ہے کیا؟ بقرہ آیت ۱۰۵ میں اللہ نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور مشرکین کے ایک پرانے عادت کا تذکرہ فرمایا وہ یہ کہ یہ لوگ بالکل یہ نہیں چاہتے کہ تمہارے اوپر کوئی خیر نازل ہو مراد یہ ہے کہ تمہارے خیر اور فائدے کی بات ان کو کسی صورت بھی اچھی نہیں لگتی۔

اب تمام دنیا میں دیکھا جائے کہ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے کتنے خیر خواہ اور ہمدرد ہے اسی طرح مشرکین کی حالت کو بھی دیکھا جائے تو اگر وہ مسلمانوں کی عداوت اور دشمنی میں نمبر انہیں تو یقیناً دوسرے نمبر پر ضرور ہیں۔

اللہ نے قرآنی تاریخ سے یہ بات سمجھائی ہے کہ یہ لوگ تمہارے لئے خیر اور فائدے کو کبھی بھی پسند نہیں کرتے جبکہ ”یا لوگ“ کہتے ہیں کہ انڈیا ہمارا پسندیدہ ملک ہے۔ ایسی ذہنیت کے لوگوں پر یہاں کیا تبصرہ کیا جائے۔ پاک چین دوستی کتاب کے آخر میں بقرہ آیت ۱۰۹ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَد كَثِير مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُونَ نَكْمًا مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كَفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ

أنفسهم من بعد ما تبين لهم الحق ﴿١١٣﴾

ترجمہ: چاہتے ہیں بہت سارے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کہ تمہیں ایمان کے بعد دوبارہ مرتد بنالیں، اپنے حسد کی وجہ سے اس کے بعد کہ ان کو حق کا پتہ چلا اہل کتاب کی حسد اور دشمنی کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں قدیم تاریخ بیان فرمایا ہے کہ ان میں بہت سارے ایسے ہیں کہ تمہیں دین سے مرتد بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

بقرہ آیت ۲۱۷ میں تقریباً یہی مضمون ذکر ہے بالاکوٹ اور کشمیر کی زلزلہ ۲۰۰۵ میں پوری منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے مختلف یہودی این جی اوز نے یہی کام کیا تھا۔

اب بھی صوبہ سرحد اور شمالی علاقہ جات میں این جی اوز کا اصل ہدف بے دینی اور بے حیائی پھیلانا ہے اور کتنے سارے لڑکیوں کو تعلیم اور روزگار کے بہانے پر مرتد کیا جا چکا ہے ایسے بے شمار واقعات ہو چکے ہیں ان علاقوں کے باشندے اس چیز کے گواہ ہیں۔

اب بھی جن علاقوں میں مسلمانوں کی دین سے بے پناہ محبت ہے وہی علاقے مغربی این جی اوز کے ٹارگٹ پر ہے اور شرم کی بات یہ ہے کہ ہمارے نام نہاد مسلمان جو ایک طرف کلمہ لا الہ الا اللہ بھی پڑھتے ہیں مگر دوسری طرف اپنا نام نہاد بچا کچھا ایمان بھی بھیج رہے ہیں اور ان کے خطرناک مقاصد کے انجام دہی میں ان کے ساتھ قدم بقدم ان ہی کے راستے پر چل رہے ہیں۔

این جی اوز کے اہداف اور مقاصد پر حضرت شیخ القرآن مولانا ولی اللہ شہید رحمہ اللہ نے کتاب لکھا ہے: ”زمینی کے بعد ایمانی زلزلہ“ یہ کتاب پشتو زبان میں بھی دستیاب ہے قارئین اس کی طرف رجوع کریں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی اکثریت کا منصوبہ بتا دیا ہے کہ یہ لوگ تم کو مرتد بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ نے ہمیں دشمن کا پہچان بھی کرایا اور دشمن کے مقصد و مدعا کو بھی بیان فرمایا۔

بقرہ آیت ۱۱۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسُئِلَ فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ. لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾.

ترجمہ: ”اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے ذکر کئے جانے کو روکے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے ایسے لوگوں کو خوف کھاتے ہوئے ہی اس میں جانا چاہئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔“

کفار نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرم سے روکا تھا، مسجد اقصیٰ سے بھی اولاً لوگوں کو روکتے تھے اور آج بھی اسرائیلی کافر مسجد اقصیٰ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔

اب اگر موجودہ زمانے میں دیکھا جائے تو کفار اور ان کے اتحادی نام نہاد مسلمان آج بھی مختلف طریقوں سے یہ دو کام کرتے چلے آ رہے ہیں، مساجد کی خرابی اور ظاہری تباہی کا یہ کام تو ”پاک سرزمین“ (جس کو اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے) میں سرعام ہو رہا ہے۔

کسی نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنا ہے وہ سوات وزیرستان وغیرہ میں جا کر دیکھیں کہ ”پاک فوج“ نے کیسے بے دردی سے مساجد اور مدارس کو بموں سے شہید کر دیا، جو لوگ نہیں جاسکتے وہ وہاں کے باشندوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ کتنے مساجد و مدارس کو میزائلوں سے شہید کر دیا گیا ہے۔

بہر حال وزیرستان جانا نہیں ہو سکتا تو اسلام آباد کے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کو دیکھ لیں یہ سارے کام اس ملک میں ہو رہے ہیں جس کو اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے یقیناً یہ کام تو امریکہ میں بھی نہیں ہوا ہوگا۔

باجوڑ ایجنسی میں مولوی لیاقت کے مدرسہ تعلیم القرآن کو نشانہ بنایا گیا اور وہاں ۸۰ سے زائد بچوں کو شہید کیا گیا، کیا یہ مدرسہ کی خرابی نہیں ہے؟ مدرسہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں مدرسہ کے طالب علموں کو ذبح کیا گیا یہ خرابی نہیں ہے کیا؟

ایسے بہت سارے مدارس اور مساجد ہیں لیکن اس ۳ کے بیان کرنے پر اکتفا کیا اس لئے کہ اس کا علم تو تقریباً ہر کسی کو ہے؟ علماء کرام نے خرابی کی دوسری قسم مساجد کے اندر شرک و بدعت کو قرار دیا ہے یہ کام بھی

کھلے عام ثواب سمجھ کیا جا رہا ہے اور یہ مرض تو اتنا زیادہ ہے کہ اس پر بحث کی ضرورت ہی نہیں اللہ نے ان لوگوں کا انجام بد بھی فرمایا کہ دنیا میں شرمندگی اور آخرت میں عذاب عظیم دوں گا دنیاوی شرمندگی تو ہمارے سامنے ہے اور ان شاء اللہ اخروی عذاب بھی حق ہے۔

بقرہ آیت ۱۲۰ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ وَلَئِنَّ آتِیْتَهُمْ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِیٍّ وَلَا نَصِیْرٍ﴾

ترجمہ: ”آپ سے یہود و نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور اگر آپ نے علم آنے کے بعد بھی ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ کوئی ولی ہوگا اور نہ ہی مددگار۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہود و نصاریٰ کے دلی مرض کا تذکرہ فرمایا اور وہ یہ ہے کہ جب تک مکمل طور پر ان کے طور طریقے اور دین کو نہ اپنایا جائے یہ لوگ دوسری کسی بھی بات سے خوش ہونے کے لئے تیار ہی نہیں آیت کریمہ میں اللہ نے نبی علیہ السلام کو ان کے خواہشات کی پیروی سے منع فرمایا۔

نبی علیہ السلام نے نہ ان کی خواہشات کی پیروی کی نہ ان کے طور طریقے کو پسند کیا لیکن اس آیت مبارکہ میں امت کے لئے تاقیامت ایک سبق اور نصیحت ہے اور خبر داری ہے کہ یہود و نصاریٰ کی دوستی سے باز آ جاؤ۔

موجودہ زمانے میں بھی یہود کی بس ایک ہی فرمائش ہے ”Do more“ اب عالمی سطح پر دیکھا جائے کہ کیا ہو رہا ہے؟ نام نہاد اسلامی ممالک میں حکمران اور برسر اقتدار طبقہ کیا یہود و نصاریٰ کے خواہشات کے مطابق فیصلے نہیں کر رہے؟ ہر بات پر لیس سر اور یہودی ایجنڈے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری نبھائی نہیں جا رہی؟ مثلاً

سب سے زیادہ واضح مثال جمہوریت کا لیا جائے جو خواہشات کا ایک عالمی نظام ہے اور یورپ سے

امپورٹ شدہ ہے، کیا اس خواہشات کے نظام کی تابعداری اور دفاع جمہوریت والوں پر لازم نہیں؟ کیا اس قانون سے وفاداری کا حلف نہیں لیا جاتا؟ حقیقت میں اس نظام سے عالم کفر کے مفادات وابستہ ہیں شریعت مطہرہ میں اس کا فرانہ نظام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

مغربی جمہوریت کی تابعداری درپردہ یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی تابعداری کا دوسرا نام ہے کیونکہ جب تک یہ نظام رہے گا ان کے خواہشات زندہ رہیں گے ان کی خواہشات کا دوام اس کا فرانہ نظام کی وفاداری کے ساتھ وابستہ ہے۔

اس کے علاوہ عالمی سطح پر کردار و گفتار ملبوسات رسم و رواج، قانون، سیاست، معیشت، طور طریقوں میں یہود و نصاریٰ کی تابعداری کس سے ڈھکی چھپی نہیں اور تقریباً افواج کے تمام شعبہ جات میں ترقی تنزلی وغیرہ میں وہی پیمانے مقرر ہیں جو یورپ سے درآمد شدہ ہیں۔

حالانکہ اسلام کا ایک الگ مقام ہے الگ طریقہ ہے اور ہر چیز کو قرآن و سنت پر تولا جاتا ہے اس آیت کریمہ میں اللہ سختی سے ان کے خواہشات سے بچنے کا حکم دے رہا ہے جبکہ یہاں سختی سے ان کے خواہشات کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کے کفریہ خواہشات کا احترام کیا جاتا ہے اور دوسروں کو بھی ان کے احترام کا سبق پڑھایا جا رہا ہے۔

اس لئے تو اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے ایسا کیا تو پھر اللہ کے مقابلے میں تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہوگا، امریکہ والے بار بار یہی کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کی قربانیوں کا اعتراف کرتے ہیں اور ہم پاکستان کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ یہ ہمارا فرنٹ لائن اتحادی ہے۔ اس اتحاد پر پاکستان کے حکمران خوشیاں مناتے ہیں اور فخر کرتے ہیں ایک ضروری وضاحت یہ کرنی ہے کہ ایک کفریہ کام کو انجام دینا ہے اگرچہ گناہ کبیرہ ہے لیکن کفریہ کام پر خوش ہونا اور فخر محسوس کرنا یہ کیا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس کردار کے حامل لوگوں کے بارے میں؟ بہر حال یہ فیصلہ اور فتویٰ انتہائی آسان ہے کہ جہاں یہود کا اتحاد ہو وہاں اللہ کی دوستی اور رحمت کبھی نہیں آسکتی اور یہ بات اللہ نے اس آیت مبارکہ میں بیان فرمائی۔

یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی کا تذکرہ قرآن نے ہمیں جگہ جگہ بیان کیا ہے بقرہ آیت ۱۳۵ میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾.

ترجمہ: ”اور کہتے ہیں کہ تم یہود یا نصاریٰ ہو جاؤ تو ہدایت پا لو گے آپ کہہ دیجئے ایسا نہیں ملت ابراہیمی دین حنیف ہے اور وہ مشرکین میں سے نہ تھا۔“

یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو تمام مخلوق سے بہتر سمجھتے ہیں اور دوسرے اقوام اور خصوصاً امت مسلمہ ان کے نظر میں جانوروں سے بھی بدتر ہے اور یہ ان کا عقیدہ ہے تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب ”یہودی پر وٹوکولز“ اور کچھ کتابوں کا تذکرہ کتاب میں کر چکا ہوں۔

جدت پسند اور لبرل لوگ اکثر ٹی وی اور سیمینارز میں یہود و نصاریٰ کی اتنی تعریفیں کرتے ہیں کہ بیان سے باہر ہے ان کے معیشت، سیاست، تمدن، رسم و رواج وغیرہ پر گھنٹوں فضول بحث کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ دنیاوی ترقی میں یورپ والے آگے ہیں لیکن ایمانی دولت اور ایمانی کامیابی سے بہت دور یہودیت یا نصرانیت کامیابی کی دلیل ہرگز نہیں، کیونکہ قرآن نے ان کو مغضوب علیہم اور ضالین کے نام سے یاد کیا ہے۔

اللہ نے ہدایت یافتہ ہونے کے لئے دین حنیف ابراہیمی کا تذکرہ کیا ہے کہ جواب دو ”بل ملة إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا“ جدت پسند سکالروں ڈاکٹروں اور غلاموں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو مغربی رنگ میں رنگے ہوئے کوٹ ٹائی پہننے والے ہیں مسلمانوں کا جواب یہ ہونا چاہئے جو قرآن نے ہمیں سمجھا دیا ہے دین حنیف ابراہیمی کے علاوہ کوئی دین قابل قبول نہیں۔

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾.

ترجمہ: جس نے اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین (قانون) ڈھونڈا وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔

بقرہ آیت ۱۳۶ اور ۱۳۷ میں مزید تفصیل ذکر ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان کو ہدایت کے لئے معیار مقرر کیا گیا ہے۔

سورۃ الانعام آیت ۱۱۲ میں ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾.

ترجمہ: ”اور اسی طرح ہم نے کچھ شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنایا وہ ایک دوسرے کے دل میں ملمع شدہ باتیں ڈالتے ہیں دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کے لئے“۔  
یہ قانون شروع سے چلا آ رہا ہے اور آج بھی پورے زور و شور سے جاری ہے صرف فرق یہ ہے کہ پیغمبروں کی جگہ ان کے وارثین علمائے حق کے ساتھ دشمنی جاری ہے۔ سیکولر جماعتیں، یہودی میڈیا اور ان کے ڈالروں سے چلنے والے چینلز، این، جی، اوز اور نام نہاد سرکاری درباری مفتیوں اور اسکا لرز کو یہ ٹاسک دیا گیا ہے۔

اور ہر ایک کا طریقہ واردات الگ الگ ہے پھر مقصد میں سب کے سب برابر ہیں ملمع شدہ باتیں دھوکہ اور گمراہ کرنے کے لئے نشر کئے جاتے ہیں، جیسے آزادی نسواں عالمی امن اعتدال پسندی ریاستی عناصر، انسانی حقوق، جمہوری روایات غیر ریاستی عناصر عالمی امن وغیرہ ان سارے باتوں کا ایک الگ تعریف پیش کیا جاتا ہے۔

جس کے ایجاد کرنے والے یہود ہیں عوام الناس کو اسلام دشمنی اور دین سے بدظن کرنے کے لئے اپنے من پسند تشریحات جس کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں نشر کئے جاتے ہیں۔  
علمائے ربانین کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے سے محاذ بنایا جا رہا ہے، اللہ ان کی شرور سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے قصص آیت ۵۷ میں اللہ نے مشرکین کا ایک خیال اور فلسفے کا تذکرہ کیا ہے:

﴿وَقَالُوا إِن نَّبْعِ الْهَدْيِ مَعَكَ نَتَّخِطِفُ مِنْ أََرْضِنَا﴾.

”اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ ہو کر ہدایت کے تابع دار بن جائیں تو اپنے ملک سے



اچک لئے جائیں گے“

مشرکین یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم ایمان لے آئیں گے تو دوسرے قبائل ہم پر چڑھ دوڑیں گے کفار نے امن وامان کو کفر اور شرک کے ساتھ وابستہ سمجھا تھا۔

موجودہ زمانے میں باطل پرست اور نام نہاد دانشور، اینکر پرسن، صحافی، یہود و ہنود اور ان کے عشق میں دیوانے لیڈر اور سیاستدان اور ان کے نظام جمہوریت کو بچانے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ دینے والے مرتد افواج اور عدلیہ کا بھی یہی فلسفہ ہے۔

جب شرعی نظام اور خلافت کی بات کی جاتی ہے تو فوراً بولنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہم پرانے دور میں نہیں جاسکتے دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور یہ لوگ (مجاہدین اور علمائے حق) پرانے زمانے کی باتیں کر رہے ہیں۔

جیسا کہ ANP کے لیڈر بشیر بلور نے کہا تھا کہ اللہ اکبر کا زمانہ چلا گیا اب جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے نعوذ باللہ اسی طرح مسلم لیگ کے وزیر اطلاعات پرویز رشید نے بھی بولا تھا ”کہ دینی مدارس جہالت کے اڈے ہیں“ بہر حال ایسی بہت ساری مثالیں موجود اور ریکارڈ پر ہیں تقریباً یہی سوچ اور عقیدہ مشرکین مکہ کا بھی تھا۔

اب بھی ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کی کمی نہیں ہے اکثریت کفر کے ساتھ چمٹ کر امن کے متلاشی ہیں قرآنی تاریخ سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جب اہل مکہ اسلام لے آئے تو اسلامی امارت کی حدود مشرق سے مغرب تک پھیل گئے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئیں کہ امن کے حصول کے لئے مسلمانوں کو بہت کھٹن اور مشکل ترین مراحل سے گزرنا پڑا تھا۔

بقرہ آیت ۱۷۰ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُم اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ آبَاءُ

هُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تا بعد ازیں کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ

نہیں ہم تابعداری کرتے ہیں اس کی جس پر ہم نے اپنے آباء اجداد کو پایا ہے اگرچہ ان کے آباء و اجداد عقل نہیں رکھتے تھے کسی چیز کی نہ وہ ہدایت پر تھے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کے وحی اور شریعت محمد کے مقابلے میں اپنے آباء اجداد کے دین اور تابعداری پر ڈٹ گئے تھے، یہاں بھی آباء پرستی کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے اب بھی بہت سارے لوگوں کا یہ خیال ہے مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔

مائدہ آیت ۱۰۴، اعراف آیت: ۲۸، یونس: ۷۸، اور ابراہیم آیت ۱۰ میں بھی آباء پرستی کو ہدایت کا ذریعہ سمجھتے تھے، یہ تو پرانے کفار کی بات ہوئی آج کل کے جدید دور کے جدید مشرکین اور باطل پرست جن کا ایمان اور اوڑھنا بچھونا دین جمہوریت ہے یہ حضرات بھی فلاح اور کامیابی اور خوشحالی جمہوریت ملعونہ میں ڈھونڈتے ہیں حالانکہ جمہوری حضرات کی اکثریت شرک فی الحکم والقانون کے گندے فعل میں شریک ہے مگر وہ اس کو شرک نہیں مانتے۔

فرق یہ ہے کہ پرانے کفار اور باطل پرست اپنے آباء و اجداد کے طریقے کی پیروی کرتے تھے جبکہ آج دین اسلام اور خلافت کے مقابلے پر امپورٹڈ ڈیموکریسی (درآمد شدہ جمہوریت) کو کامیابی کا راستہ سمجھا جاتا ہے ”زین لہ سوء عملہ فراہ حسنا“ بے کار عمل ان کے لئے مزین کئے گئے ہیں، جن کو یہ بہترین نظر آتے ہیں ”فعل و عمل میں کل کے باطل پرست اور آج کے تقریباً برابر ہیں صرف طریقہ کار میں تھوڑا بہت اختلاف ہے ما نزل اللہ کے مقابلے میں جس بھی قانون اور طریقے کی تابعداری کی جائے یا اس کی طرف دعوت دی جائے وہ قانون، طریقہ، اور چیز مردود ہے۔

جب وہ چیز مردود اور باطل ہے تو کیا اس کے لئے بلانے والا مردود اور لعنتی نہیں ہوگا؟  
مزید تفصیل کے لئے شیخ قاہر کی کتاب الکواشف الجلی فی کفر من دخل فی البرلمان والجمہوری کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

افسوس ہے ان علماء کی حالت پر جو مغربی جمہوریت کے دفاع اور حق میں فتوے لکھتے ہیں کوئی ایک فتویٰ دکھائیں تو الحمد للہ ہمارے پاس ان کے رد میں سیکڑوں فتوے اور مضبوط دلائل ہیں اور علمائے حق نے

جمہوریت کے کفر پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔

طوالت سے بچنے کی خاطر وہ فتوے نہیں لکھ سکتے بقرہ آیت ۲۴۹ اللہ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا بِاللَّهِ كَمَ مِنْ فِتْنَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِتْنَةٌ كَثِيرَةٌ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾

ترجمہ: ”کہنے لگے وہ لوگ جن کو خیال ہے کہ ان کو اللہ سے ملنا ہے بارہا تھوڑی جماعت

غالب ہوتی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے“۔

یہ بات ان لوگوں کے جواب میں کہی جو کہتے تھے کہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے میں ہماری طاقت نہیں اس آیت میں اللہ نے مومنوں کی اس بات کا تذکرہ کیا جن کا عقیدہ تھا کہ جنگ اکثریت اور اسلحے کے زور پر نہیں بلکہ تصرف خداوندی سے جیتی جاتی ہے۔

یہ لوگ اکثریت میں نہ تھے مگر اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق تھا اور پرانے تاریخ سے آگاہ تھے اس لئے کہنے لگے کہ چھوٹی اور قلیل جماعتوں نے بڑے بڑے جماعتوں پر فتح پایا ہے اللہ کے حکم سے اور اسلام اور کفر کے درمیان روز اول سے جو جنگیں لڑی گئی ہیں اس میں تقریباً تقریباً مومنوں کی تعداد کم ہوتی تھی اسلحہ اور دوسرے جنگی لوازمات بھی کم ہوتے تھے۔

اس دعویٰ کی مزید تفصیل کے لئے ”فردوس مجاہد“ نامی کتاب میں ایک پورا باب لکھا گیا ہے بعض علمائے کرام اکثریت اور اقلیت کے اس وہم میں مبتلا ہے اس لئے انہوں نے مجاہدین حق کے مسلح جہاد و قتال کو صحیح اقدام نہیں سمجھا ہے۔

بہر حال اس وہم کا جواب دیکھنے کے لئے عیسیٰ انصاری کی کتاب ”مجھے ہے حکم اذالہ لا الہ الا اللہ“ کا مطالعہ کرنا چاہئے اس کتاب میں مفتی تقی عثمانی صاحب کے خیالات کا رد کیا گیا ہے جبکہ حضرت شیخ القرآن مولانا نور الہدی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ”مقاصد شریعت اور جہاد“ میں شیخ عثمانی صاحب وغیرہ کے توہمات کا تفصیلی جواب دیا ہے اور اقلیت اکثریت کے فلسفہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ آل عمران آیت ۱۱۳ اور انفال آیت ۴۳ میں ہے آل عمران میں اللہ نے فرمایا کہ مسلمان کافروں کو زیادہ دیکھ رہے تھے جبکہ انفال میں ہے کفار کو کم دیکھ رہے تھے بہر حال دونوں میں کچھ تضاد نہیں ہے انفال

میں جنگ کا اول حصہ مراد ہے جبکہ آل عمران میں جنگ کا آخر مراد ہے آل عمران آیت ۲۱ میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ، فَبُشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ. أُولَئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتِ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَالُهُمْ مِنَ نَاصِرِينَ﴾.

ترجمہ: ”جو لوگ اللہ کی آیتوں کا کفر کرتے ہیں اور ناحق انبیاء کرام کو قتل کرتے ہیں اور جو لوگ عدل و انصاف کی کہیں ان کو بھی قتل کرتے ہیں تو اے نبی ﷺ ان کو دردناک عذاب کی خبر دے دیں ان کے اعمال دنیا و آخرت میں غارت ہیں اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ نے یہود کے خبیث اور گندے صفت کا تذکرہ فرمایا اور ان کی پرانی گندی خصلت سے ہمیں آگاہ کیا کہ انہوں نے ہزاروں سال قبل انبیاء کرام اور حق پرستوں کو شہید کیا تھا ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے دن کے اول حصے میں سیکڑوں انبیاء کرام کو شہید کیا تھا اور رات کو پھر اپنا کاروبار کرتے تھے۔

بہر حال آج بھی یہود و نصاریٰ اور ان کے ٹوڈی غلام دنیا بھر کے نام نہاد اسلامی ممالک کے سربراہان اور مرتد افواج حق پرست علمائے کرام کو شہید کر رہے ہیں اور علمائے حق انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ مسند ابی حاتم میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ عذاب کس کو ہوگا؟ نبی ﷺ نے فرمایا اس کو جو نبی کو قتل کرے یا ایسے شخص کو جو معروف کا امر کریں اور منکر سے منع کرے پھر نبی علیہ السلام نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ﴾ اِلٰخ پھر فرمایا اے ابو عبیدہؓ بنی اسرائیل نے دن کے شروع میں ۴۳ انبیاء کرام کو شہید کیا تھا اور پھر ۱۱۷ ایمان والوں کو جو ان کو منع کر رہے تھے دن کے آخر میں قتل کیا اس آیت مبارکہ میں ان کا تذکرہ ہے۔ (ابن کثیر)

جبکہ ابن جریر میں ہے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے ۳۰۰ انبیاء کرام کو دن کے اول حصے میں قتل کیا اور شام کو پھر اپنا کاروبار کرتے تھے۔ (ابن کثیر)

اس آیت مبارکہ میں ان کے سچ ترین صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۱) اللہ کی آیتوں اور احکامات کا انکار

(۲) انبیاء کرام کا ناحق قتل

(۳) ان لوگوں کا قتل جو لوگوں کو انصاف کا حکم کرتے تھے۔

آج دیکھا جائے تو پوری دنیا کی اکثریت ایسی ہے کہ وہ نہ صرف اللہ کے احکامات کا کفر بلکہ ان کا

مذاق اڑاتے ہیں۔

اور اللہ کے احکامات کے مقابلے میں اپنے خود ساختہ قوانین آئین وغیرہ بنائے جاتے ہیں انبیاء کرام کا سلسلہ چونکہ ختم ہو چکا ہے تو آج کل ان لوگوں کا قتل عام جاری ہے جو انصاف اور دین شریعت کی بات کرتے ہیں۔

اللہ کے زمین پر اللہ کے نظام کی بات کرنا ”یا مروں بالقسط“ میں شامل ہے ایسے غریبوں کا کوئی جائے پناہ نہیں حالانکہ یہ گندہ صفت تو اللہ نے یہودیوں کی بتلائی ہے۔

بہر حال جو کام یہود خود نہیں کر سکتے وہ کام ان سے بڑھ چڑھ کر زیادہ زور و شور سے وہ لوگ کر رہے ہیں جو منہ زبانی ”لا اِلهَ اِلا اللہ“ بھی بولتے ہیں۔

دہشت گردی کی جنگ اس کی کھلی مثال ہے جو پوری دنیا میں مجاہدین حق اور اسلام کے خلاف لڑی جا رہی ہے باب ۳ میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے ان لوگوں کی سزا کیا ہے وہ بھی سن لیں۔

(۱) فبشرهم بعذاب الیم دردناک عذاب سے ان کو بشارت دو یہ آخری سزا ہے۔

(۲) حبطت أعمالهم فی الدنيا والآخرة دنیا و آخرت میں اعمال کی بربادی

اب اگرچہ یہ منہ زبانی کلمے کا اقرار بھی کریں اور لمبی لمبی نمازیں بھی پڑھیں دنیا و آخرت میں کفار ہی

کے اعمال برباد ہیں۔ بس

اب فیصلہ اور فتویٰ تو اللہ نے خود دیا کہ کافر ہیں اب کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ایسے کردار کے حامل

افراد کے بارے میں؟

(۳) وما لهم من ناصرین آل عمران آیت ۲۲ ان کے لئے کوئی مددگار نہیں

ایک ضروری وضاحت سن لیجئے وہ یہ کہ یہ سزا صرف یہود کے لئے خاص نہیں بلکہ جو لوگ اللہ کے قانون کا انکار کرتے ہیں اور نبی علیہ السلام کی شریعت اور قرآن کے مقابلے میں خواہش پرستی کو جائز اور قانونی سمجھتے ہیں اور اس کے لئے علمائے حق اور مجاہدین کو شہید کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے وہ لوگ اس حکم میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

ان کا منہ زبانی کلمہ اور ایمان کا دعویٰ باطل ہے کیونکہ ان آیات کا حکم تا قیامت باقی رہے گا۔ ایمان اور لا الہ الا اللہ کی تفسیر آگے ہو چکی ہے دیکھیں باب نمبر ۱  
سورۃ آل عمران آیت ۲۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الْم تَر إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَدْعُونَ إِلَى الْكِتَابِ لِيُحْكَمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ﴾

ترجمہ: کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا؟ جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا ہے وہ اپنے آپس کے فیصلوں کے لئے اللہ کی کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں پھر بھی ان کی ایک جماعت منہ پھیر کر لوٹ جاتی ہے۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس سے مراد مدینہ کے وہ یہودی تھے جن کی اکثریت اسلام سے محروم رہی اور ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے اس آیت کریمہ میں علمائے سوء کے لئے زجر ہے اور یہ گندہ صفت اب بھی امت محمدی کے دعویداروں میں اکثریت سے پائی جاتی ہے لا ما شاء اللہ۔  
اللہ کی کتاب پر جب فیصلہ کے لئے بلائے جاتے ہیں یہ پتہ تب چلتا ہے۔

اور پورے ملک میں دیکھا جائے کہ اللہ کے کتاب پر فیصلے کہاں ہوتے ہیں؟ آل عمران آیت ۶۹ میں اہل کتاب کی ایک اور خباثت بیان کی گئی ہے:

﴿وَدَّت طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضْلَوْنَ كُمْ وَهُمْ لَا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾

ترجمہ: ”اہل کتاب کی ایک جماعت چاہتی ہے کہ تمہیں گمراہ کر دیں دراصل وہ خود ہی اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی حرامی پن اور گندے منصوبے سے ہمیں آگاہ فرمایا کہ ان لوگوں کی خواہش ہے کہ مسلمانوں کو کسی طریقے سے دین سے گمراہ کیا جائے۔

گمراہ کرنے کے لئے مختلف جماعتیں مختلف ناموں سے کام کر رہی ہیں یہودی این جی اوز کے کارنامے اور مقاصد تقریباً یہی ہے بظاہر فلاح و بہبود کا نام لیا جا رہا ہے جبکہ خفیہ طور پر مسلمانوں کے اندر فحاشی و عریانی اور مسلمانوں کے عورتوں کو گھر کے چار دیواری سے نکالنے پر کام ہو رہا ہے اور بہت ساری عورتوں کو نکال بھی چکا ہے اسکے علاوہ دین اسلام کے بنیادی تعلیمات کے خلاف ذہن سازی بھی ان کا ہدف ہے ان کے اور بھی بہت سارے اغراض مقاصد ہیں جن پر علماء نے باقاعدہ کتابیں لکھی ہیں اللہ ان کے شر اور فتنے سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

بے شک کہ یہ صفت یہود کا تھا اور اب بھی ہے لیکن کیا کلمہ گو مسلمان کی حالت ان سے مختلف ہے؟ کیا اس کام میں یہود کی نقالی نہیں کی جا رہی؟ آل عمران آیت ۷۰ میں ان کی ایک اور خباثت کفر بآیات اللہ کا تذکرہ ہے اب بھی ان کے حواریں اور ان کے ڈالروں پر پھلنے والے کھلے عام اللہ کی آیاتوں اور احکامات کا کفر کر رہے ہیں کام اب نئے رنگ سے ہو رہا ہے وہ ہے آئینی طریقہ کار ان کے لغت میں جس چیز پر آئینی بولا جائے اس سے مراد جائز ہوتا ہے تقریباً دنیا کے اکثر ممالک میں کھلے عام قرآنی احکامات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے جمہوریت جو ایک کفری نظام کا نام ہے اس کو اسلامی جمہوریت کا نام دے کر اس چھتری کے سائے تلے تمام گناہوں کا ارتکاب سرکاری سطح پر ہو رہا ہے۔

آل عمران آیت ۷۱ میں ان کے دو اور گندے صفات کا تذکرہ ہے وہ ہے ﴿تلبسون الحق بالباطل﴾ یعنی حق اور باطل کو خلط ملط کرنا اور کلمات حق یعنی حق کو چھپانا یہ دونوں صفات دیکھنے کے لئے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کا وزٹ کرنا چاہئے پھر پتہ چل جائے گا یا پھر پارلیمنٹ ہاؤس اور اسمبلیوں میں جا کر یہ تماشہ دیکھا جاسکتا ہے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

آل عمران آیت ۷۲ میں ان کی ایک اور گندے صفت کا بیان ہے وہ یہ کہ ایک دوسرے کو آپس میں بولتے ہیں کہ صبح کو ایمان ظاہر کیا کرو اور رات کو پھر کفر کی طرف پلٹو اس سے مسلمانوں کے اندر شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں گے۔ اور ”لعلہم يرجعون“ شاید کہ وہ پلٹ جائیں اب بھی یہود خصوصاً مستشرقین خود اور اپنے اسکا لرز کے ذریعے مسلمانوں کے دین میں شکوک و شبہات اور کجی نکالتے ہیں۔

ایسے کچھ شبہات کا جواب کتاب ”فردوس مجاہد“ کے آخر میں ہوا ہے اب یہ کام بین الاقوامی سطح پر ایجنسیاں کرتی ہیں کتاب میں ایجنسیوں کے طریقہ واردات اور ان سے واقفیت کے لئے کچھ کتابوں کے نام لکھے گئے ہیں زیادہ تفصیل دیکھنے کے لئے اس طرف مراجعت (رجوع) کریں۔

آل عمران آیت ۷۳ میں اہل کتاب کا ایک اور گندہ صفت یہ ہے کہ بولتے ہیں ”ولا تؤمنوا إلا لمن تبع دينكم“۔ ترجمہ: تصدیق مت کرو مگر صرف ان لوگوں کی جو تمہارے دین (قانون) کی تابعداری کریں۔

اب موجودہ زمانے میں اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کے چارٹر پر جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اس قانون کی پاسداری کرتے ہیں وہ یہود و نصاریٰ کے دوست ہیں۔

اور جو لوگ ان کی اس قانون کی تابعداری نہیں کرتے وہ امن کے لئے خطرہ اور دہشت گرد؟ تقریباً یہی صفت یہود دنیا بھر کے نام نہاد اسلامی ممالک میں سرایت کر چکا ہے وہ اس طرح کہ یہ لوگ حکومتی رٹ کو نہیں مانتے حالانکہ مسلمانوں کے لئے قرآن و سنت کی تابعداری لازم ہے، خود ساختہ آئین نہ اسلامی ہے نہ مسلمانوں پر اس کی پاسداری لازم ہے۔

لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو اس خود ساختہ رٹ اور قانون کو Chalange کرتا ہے اس کا یہ جرم ناقابل معافی ہوتا ہے اور عدلیہ اور فوج سمیت پورے جمہوری حضرات بزور قوت اس رٹ کا دفاع کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بزور قوت اس بت کی وفاداری پر مجبور کیا جاتا ہے جیسا کہ اہل کتاب کا پرانا عادت تھا کہ ”ولا تؤمنوا إلا لمن تبع دينكم“ یہ عادت اور شیوہ آج کے نام نہاد مسلمانوں کا بھی ہے فرق کیا رہ گیا انصاف سے فیصلہ کیجئے؟ آل عمران آیت ۷۵ میں اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی ایک اور خباثت کا تذکرہ ہے



جس کا اجمالاً خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ خیانت کرنے والے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ سب سے زیادہ خائن لوگ یہ ہیں جن کے لئے ان کے پاس الگ طریقے اور افراد ہیں اور مختلف حیلوں اور تدبیروں سے یہ لوگ عوامی سرمایہ لوٹتے ہیں میں صرف بطور مثال Word Bank کا تذکرہ کرتا ہوں جو پوری دنیا میں سود پر قرضہ دے کر لوگوں کو لوٹتے ہیں اور دنیا میں زیر گردش کاغذی کرنسی کی کوئی حیثیت نہیں ہے یہ سراسر ایک دھوکہ ہے جو اہل علم حضرات سے مخفی نہیں طوالت سے بچنے کی خاطر کاغذی کرنسی پر یہاں بات نہیں کی جاسکتی، بتانا یہ ہے کہ ان کے نقش قدم پر ہمارے نام نہاد کلمہ گو مسلمان چل رہے ہیں یہ بات بھی باشعور عوام سے ڈھکی چھپی نہیں کہ ملک کے وزیر اعظم اور صدر تک سپریم کورٹ ہائی کورٹ کے چکر کاٹتے رہتے ہیں کہ فلاں کام میں یہ کرپشن کیا اور فلاں منصوبے میں یہ خرد برد ہوا۔ علاوہ ازیں لندن اور باہر ممالک میں جو عوام سے لوٹی گئی رقم محفوظ کر رکھی ہے وہ ایک الگ داستان ہے اس پر تفصیل سے بات کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

یہ خیانت نہیں تو آپ فیصلہ کریں کہ خیانت اور کیا ہے؟ خیانت صرف مال میں نہیں ہر سطح پر ہو رہا ہے لیکن سب سے بڑا اور گندہ خیانت اللہ کے دین کے ساتھ ہو رہا ہے جس کو نہ کوئی گناہ سمجھتا ہے اور نہ خیانت وہ خیانت کیا ہے۔

اس سے اہل حق علماء ہی زیادہ واقف ہیں ان سے پوچھ لیا جائے آل عمران آیت ۷۸ میں ان کے ایک اور گندے صفت کا تذکرہ ہے جس کا اجمالاً خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے احکامات کو تبدیل کرتے ہیں اللہ فرماتا ہے: ﴿يَلُونُ السُّنْتَهُمْ﴾ یہ کام اب بھی کر رہے ہیں۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ کلمہ گو مسلمان جو اسلام کے بلند و بالا دعوے بھی کرتے ہیں وہ بھی ان سے ہر گز پیچھے نہیں ہے بش نے افغانستان پر حملہ کرتے وقت بولا تھا کہ یہ صلیبی جنگ ہے جس کا تذکرہ میں آگے کر چکا ہوں پھر بعد میں بولا کہ یہ زبان کی لغزش تھی ایسی بہت ساری مثالیں ہیں جہاں جیسے مبارک عمل کو دہشت گردی فدائی اور شہیدی حملوں کو خود کش حملے طاغوت کے لئے کام کرنے والوں کو شہید اور مجاہدین کو ہلاک کہنا وغیرہ وغیرہ۔

وہ عام مثالیں ہیں جس میں کلمہ کہنے والے بھی ان سے پیچھے نہیں؟ ایسے مثالیں بہت زیادہ ہیں اس پر بات کرنا مقصد نہیں ہمارا مقصد صرف اس ذہنیت اور ان کی گندگی کی نشاندہی کرنا ہے یہ صفت بے شک اہل کتاب کی تھی۔

لیکن پیارے نبی محمد ﷺ نے حق اور سچ فرمایا تھا:

﴿لَتَتَّبِعَن سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ﴾

تم اپنے سے پہلے امتوں کی قدم بقدم پیروی کرو گے۔

اس زمانے میں ایسے مولوی اور مفتی بھی ہیں کہ عوام الناس کو خلاف واقعہ یہ تاثر دیتے ہیں کہ عوام سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے قرآن کا مسئلہ اور آیات بیان کر دیا لیکن درحقیقت وہ طاغوتی حکمرانوں کا Order ہوتا ہے یا یہ کہ اپنے مواعظ اور تقاریر خود ساختہ آئین کے حدود میں رہتے ہوئے کرتے ہیں یہ سب معنوی تحریف اور خیانت کی ایک شکل ہے۔

تصویر کا صرف ایک رخ دکھاتے ہیں اللہ تمام مسلمانوں کو ایسے حضرات کی ضرورت سے محفوظ فرمائیں آل عمران آیت ۹۸ میں بھی کفر و آیات اللہ کا تذکرہ ہے جس کی تفصیل ہو چکی ہے آل عمران آیت ۹۹ میں ہے:

﴿لَمْ تَصْدُوهٖ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ مِنْ اَمْنٍ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا﴾

کیوں روکتے ہو لوگوں کو اللہ کے راستے سے اور اس میں عیب ڈھونڈتے ہو دین کے تمام راستے مراد

ہیں۔

بہر حال زیادہ زور جہاد سے روکنے پر لگایا جاتا ہے اور اس کے لئے بڑے پیمانے پر وسائل خرچ کئے جارہے ہیں اور سرکاری درباری مولویوں اور مفتیوں کو ڈالروں پر خریدا جاتا ہے جن کا کام لوگوں کو جہاد سے بدظن کرنا ہوتا ہے جو ان کے مطلب کے فتوے جاری کرتے ہیں، اور پھر طاغوتی میڈیا کے ذریعے اس کو پھیلانے پر کروڑوں ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں۔

بہر حال اس کام کے لئے عالمی سطح پر بڑا منظم کام ہو رہا ہے جس کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے کہ کون کس جامہ میں اس مقصد کو حاصل کرنے میں لگا ہوا ہے مثلاً قادیانی لعین نے کہا تھا کہ میں نے جہاد سے روکنے

کے لئے پوری ایک الماری کتابیں لکھی ہیں دین کے ہر شعبہ سے روکنے کا الگ الگ طریقہ ہے لیکن زیادہ زور جہاد سے روکنے اور بدظن کرنے پر ہے۔

اور میڈیا پر زیادہ شور اس بات کا ہو رہا ہے اگرچہ یہ کام یہودیوں کا تھا لیکن لا الہ الا اللہ کہنے والے ان سے پیچھے ہے کیا؟ لا ما شاء اللہ یہ زرخیز اور وفادار ٹوڈی غلام طبقہ ان سے بڑھ چڑھ کر زیادہ کردار ادا کر رہے ہیں جس کا مشاہدہ عوام خود اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں۔

آل عمران آیت ۱۱۰ میں اہل کتاب کو اللہ نے ہدایت اور نجات کے لئے ایک اصول بتا دیا وہ یہ کہ

﴿وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾.

ترجمہ: اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا ان سے ایمان والے بھی ہیں

لیکن اکثر ان میں فاسق ہیں۔

منہ زبانی کلمہ تو بولتے ہیں لیکن اکثریت حقیقی ایمانی صفات سے محروم ہے اور جمہوریت میں جیت کا دار و مدار اکثریت پر ہے اکثریت کن لوگوں کا ہے آئیں قرآن سے پوچھتے ہیں قرآن نے اکثریت کا رد بہت ساری جگہوں میں کیا ہے یہاں صرف چند قرآنی حوالہ جات اور آیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے دیکھا جائے کہ اکثریت کن کی ہوتی ہے۔

بقرہ آیت ۱۰۰، ۲۴۳، آل عمران: ۱۱۰، مائدہ ۴۴، ۷۱، ۱۰۳، ۱۰۹، الانعام: ۳۷، ۱۱۴، اعراف: ۷۱، انفال: ۱۹، انبیاء: ۲۴، یونس: ۹۲، یوسف: ۱۰۳، ۱۰۴، مومنون: ۷۰، روم: ۴۲، فرقان: ۴۴، رعد، النحل: ۸۳، غافر: ۸۲، اسراء: ۸۹ وغیرہ۔

آل عمران ۱۱۲ میں ان کے اوپر ذلت خواری مسکینی اور غضب کا تذکرہ ہے یہ کیوں؟ اس کی کچھ وجوہات اللہ نے ساتھ ساتھ بیان فرمادی ہے۔

(۱) اللہ کی آیتوں کا انکار، (۲) انبیاء کا ناحق قتل، (۳) نافرمانی، (۴) اعتداء۔

اب یہ چاروں کام وہی لوگ کر رہے ہیں جو لا الہ الا اللہ بھی بولتے ہیں اللہ کی آیات کا نہ صرف انکار بلکہ اس کے مقابلے میں قوانین بنائے گئے ہیں۔ اور اس کی حفاظت کے لئے اپنی جان کا نذرانہ بھی دیتے

ہیں۔ کفر بآیات اللہ کی مختلف صورتیں رائج ہیں، انبیاء کرام کا سلسلہ نبوت چونکہ ختم ہو چکا ہے اس لئے ان کے وارثوں کو مختلف طریقوں سے شہید کرایا جا رہا ہے۔

باقی نافرمانی بھی عام ہے پارلیمنٹ ہاؤس سے لے کر فردا فردا نافرمانی کی مختلف شکلیں ہمارے سامنے ہیں یہی حالت اعتداء کی بھی ہے جس پر زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں اگرچہ یہ صفات اہل کتاب کے ہیں۔ لیکن نبی علیہ السلام کے احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ کام وہ لوگ بھی کر رہے ہیں جو لا اِلهَ اِلاَّ اللہ کا کلمہ بولتے ہیں۔ لا اِلاَّ ما شاء اللہ

یہ چار گندے صفات اتنے عام ہیں کہ اس پر مستقل الگ کتاب لکھی جاسکتی ہے آل عمران آیت ۱۱۹ اور ۱۲۰ میں مزید قباحتوں کا بیان ہے آل عمران ۱۳۷ میں اللہ جل شانہ نے قدیم تاریخ سے نصیحت لینے کا حکم فرمایا:

﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمَكْذِبِينَ﴾

ترجمہ: گزر چکے ہیں تم سے پہلے ایسے واقعات سوز مین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔ آل عمران آیت ۱۴۴ میں بھی اللہ نے مسلمانوں کو قدیم تاریخ یاد دلایا ہے۔ جنگ احد میں نبی علیہ السلام کی شہادت کی افواہ اڑادی گئی تھی پھر آل عمران آیت ۱۴۶ میں اللہ نے مزید تسلی فرمایا:

﴿وَكَايْنٍ مِنْ نَبِيِّ قَاتِلٍ مَعَهُ رَبِّيُونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾

ترجمہ: ”بہت سے نبیوں کا ہم رکاب ہو کر بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ سست ہوئے اور نہ دبے اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ محبت کرتا ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کے لئے خصوصاً مجاہدین کے لئے زبردست تسلی ہے کہ وہ انبیاء کرام

اور مومنین سابقین کے تاریخ دیکھ کر سستی اور کمزوری سے اپنے آپ کو بچائیں۔

انبیاء کرام اور ان کے ساتھیوں نے اہل کفر کے ساتھ جنگیں لڑی لیکن انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور نہ بے جیسا مدد خداوندی اور نصرت صابریں کے ساتھ اول تھی ان شاء اللہ یہی مدد قیامت حق پرستوں کے ساتھ ہوگی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم اپنے اندر وہ جذبہ اور صفات پیدا کر لیں تو

فضائے بدر کر پیدا فرشتے تیری نصرت کو

اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

انبیاء کرام کی معیت میں ان کے ساتھ مومنوں نے بہت جنگیں لڑی لہذا اب بھی مومنوں کو جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ سورۃ النساء آیت ۱۴۴ اہل کتاب کی مزید قباحتیں بیان ہو رہی ہیں:

(۱) یشترون الضلالة (۲) ویريدون أن تضلوا السبیل

(۱) گمراہی خریدتے ہیں (۲) اور یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ ۷۷ سے بھٹک جاؤ۔

یہ گندہ صفت اہل کتاب اور تقریباً تمام کفار میں اب بھی موجود ہیں اور ان کا کلمہ بولنے والے ان کے ٹوڈی غلام بھی اس طریقے کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ان کے گمراہ کرنے کے طریقے بہت زیادہ ہیں لہذا طوالت سے بچنے کی خاطر اس پر مزید بحث نہیں کر سکتے۔

سورۃ النساء آیت ۴۶ میں اللہ نے ان کی مزید قباحتیں بیان فرمائی ہیں:

﴿من الذین هادوا یحرفون الکلم عن مواضعه ویقولون سمعنا وعصینا واسمع

غیر مسمع وراعنا لیا بالسنتهم وطعنا فی الدین﴾.

ترجمہ: یہودیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ کلمات کو ان کی ٹھیک جگہ سے ہیر پھیر کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی اور سن اس کے بغیر کہ تو سنا جائے اور ہماری (رعایت) کر لیکن اپنی زبان کو توجہ دیتے ہیں اور دین میں طعنہ دیتے ہیں۔

پھر آگے فرمایا لعنہم اللہ بکفرہم ان کی کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی انکے برخلاف سورۃ نور میں اللہ نے مومن کے صفت کا تذکرہ کیا ہے: ﴿سمعنا وأطعنا﴾ (نور: ۵۱)

یہ صفات اگرچہ یہود کے ہیں لیکن یہ سارے گندے صفات نام نہاد مسلمانوں کے اندر بخوبی پائے جاتے ہیں۔ **إلا ما شاء الله**

سرکاری، درباری مفتی اور اسکالرز وغیرہ قرآن کی آیتوں میں تحریف اور ہیر پھیر کر دیتے ہیں اور مطلب کچھ کا کچھ بتاتے ہیں دین میں طعن کا سزا قرآن نے قتل بتایا ہے اللہ فرماتے ہیں:

﴿و طعنوا فی دینکم فقاتلوا أئمة الکفر﴾

اگر تمہارے دین (شریعت قانون) میں طعن کرے تو کفر کے اماموں کو قتل کرو۔

کفر کے اماموں کے لئے یہ حکم تاقیامت ہیں اب دیکھا جائے کہ کفر کے امام اور لیڈر کون ہے؟ کچھ ہیر پھیر اور معنوی تحریف شدہ سرکاری درباری فتوے عوام کے فائدے کے لئے یہاں نقل کئے جا رہے تاکہ یہ بات مزید واضح ہو جائے کہ کلمات کے تحریف میں صرف یہود شامل نہیں ان کے دوست جو اسلام کا دعویٰ بھی کرتے ہیں وہ بھی شامل ہیں سب کا احاطہ بہت مشکل ہے لیکن ۲ درجن سے زائد سرکاری درباری مولویوں، مفتیوں اسکالرز اور ڈاکٹرز کے صرف نام یہاں نقل کرتا ہوں۔

جنہوں نے اپنا ایمان بیچ کر طاغوت اکبر امریکہ اور بش کو خوش کر دیا اور نائن الیون کے واقعہ کو دہشت گردی قرار دیا ان سب حضرات نے شیخ اسامہ شہید کی خلاف فتوے جاری کر دیئے تھے۔

آئیں دیکھتے ہیں کہ قرآنی آیات میں تحریف یہ لوگ کس طریقے سے کرتے ہیں اسلام آباد میں میٹ دی پریس سے خطاب کرتے ہوئے طاہر القادری نے کہا تھا کہ اگر امریکہ کے پاس اسامہ کے بارے میں ٹھوس ثبوت موجود ہیں تو وہ دہشت گرد ہے طالبان جنگ کی بجائے اسامہ کو یورپی یونین اور OIC کے سپرد کریں انہوں نے کہا کہ لوگ جہاد، فساد اور سادھوڈاکو میں فرق محسوس کریں (روزنامہ خبریں ۲۷ ستمبر ۲۰۰۱) یہ حضرت مزید فرماتے ہیں میں کسی جہاد اور فساد سے ڈرے بغیر کہتا ہوں کہ اگر اسامہ دہشت گردی میں ملوث ہے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے چاہئیں طالبان دہشت گردی کی سرپرستی کرتے ہیں تو انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے اسلام امن اور سلامتی اور انسانیت کا محافظ ہے امریکہ سے ٹکر لینے کی باتیں کرنے والے بھارت اور اسرائیل کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ مذہبی ٹھیکدار اور سیاسی بابے ملک کو جنگ میں

دھکیلنا چاہتے ہیں۔ (کتاب متنازع ترین شخصیت صفحہ ۴۲۰، ۴۲۱)

اس سیاسی پنڈت نے کوئٹہ میں ایک پرجہوم کانفرنس سے خطاب میں کہا تھا ”کہ اسلام کے دائرہ کار میں کہیں بھی عورت کی حکمرانی کو ناجائز قرار نہیں دیا قرآن پاک میں عورت کی حکمرانی کے بارے میں کوئی آیت براہ راست یا مطلب واضح نہیں کرتی“۔

اس مینٹل سیاسی اسکا لرنے بہت بکواس کیا ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب ”متنازع ترین شخصیت“ اس لعنتی نے افغانستان پر امریکی حملے کے وقت کہا تھا کہ امریکہ سے تعاون شرعی ہے افغانستان میں جہاد نہیں فساد ہو رہا ہے افغان مسئلے کا حل ایک وسیع البیاد حکومت ہے۔

اب کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان شرع عظام اس کردار کے حامل اس سیاسی لعین کے کے بارے میں جو جہاد کو فساد بولے اور کفار سے تعاون کو شرعی کہے؟

مزید تفصیل کے لئے کتاب متنازع ترین شخصیت از محمد نواز کھرل فاتح پبلشرز اردو بازار لاہور تقریباً اس جیسا فتویٰ آل سعود کے درباری مفتی صالح الفوزان نے بھی دیا ہے۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی، ڈاکٹر العوا، فہمی ہویدی، ڈاکٹر حثیم الخياط اور طارق البشري کے دستخطوں کے ساتھ ۲۷ ستمبر ۲۰۰۱ کو دیئے گئے اس فتویٰ کا اصل عبارت انگریزی میں ہے عرب اخبارات میں یہ افغانستان پر امریکی حملے کے ایک دن قبل چھپا امریکی محکمہ خارجہ کی طرف سے اس فتویٰ کا بھرپور خیر مقدم کیا گیا یہ فتویٰ امریکی فوجیوں کے حق میں دیا گیا تھا جو درجہ ذیل ہے۔

فإننا نرى ضرورة البحث عن الفاعلين الحقيقيين لهذه الجرائم وعن المشاركين فيها بالتحريض والتمويل والمساعدة وتقديمهم لمحاكمة منصفة تنزل بهم العقاب المناسب الرادع لهم ولأمثالهم من المستهينين بحياة الأبرياء وأحوالهم والمروعين لا منهم ..... وهذا كله من واجب المسلمين المشاركة فيه بكل سبل ممكنة ..... والخلاصة أنه لا بأس إن شاء الله على العسكريين المسلمين من المشاركة في القتال في المعارك المتوقعة ضد من يظن أنهم يمارسون الأفعال أو يواون الممارسين له

ويتحيون لهم فرض التدريب ولا نطلاق من بلادهم مع استصحاب النية الصحيحة على النحو الذى أوضحناه دفعا لأبى شبهة قد تلحق بهم فى ولائهم لا وطانهم.....

ہمارے نزدیک ان جرائم (گیارہ مہر کے مبارک معرکوں) کے حقیقی ذمہ داران تک پہنچنا بہت ضروری ہے اور جو افراد بھی ان جرائم کے لئے ابھارنے، اموال فراہم کرنے، اور مدد فراہم کرنے کے لحاظ سے شریک تھے انہیں انصاف کے کٹہرے میں لا کر معقول سزا دلوانے کی ضرورت ہے ایسی سزا جو انہیں اور ان جیسے بے گناہ افراد کی جان و مال سے کھیلنے اور ان کا امن و سکون تباہ کرنے والوں کے لئے عبرت انگیز ہو۔

مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عمل میں ہر ممکن طریقے سے شریک ہو حاصل کلام یہ ہے کہ اس بات میں ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں کہ (امریکی فوج میں شامل) مسلمان فوجی ایسے تمام متوقع معرکوں میں شامل ہوں جو ان لوگوں کے خلاف لڑے جائیں گے جو مبینہ طور پر دہشت گردی کر رہے ہیں یا ایسے لوگوں کو پناہ دیتے ہیں یا انہیں تربیت دیتے ہیں یا اپنی سرزمین سے کاروائیاں کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

یہ خیال رکھتے ہوئے کہ ان کی نیت وہی ہونی چاہئے جو (آغاز میں) ہم بیان کر چکے ہیں (امریکی فوجیوں کے لئے یہ جائز ہے) تاکہ اپنے ملک سے ان کی وفاداری شبے سے بالاتر رہے۔

یہ فتویٰ اگر مانا جائے تو پھر پاکستان کا کیا حکم ہے جنہوں نے افغانستان کے خلاف اپنی فضائی زمینی اور سمندری حدود کے استعمال کی اجازت دی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر افغانستان کی سرزمین امریکہ کے خلاف استعمال ہونا جرم اور گناہ ہے تو کیا پاکستان کی سرزمین افغانستان کے خلاف استعمال ہونا جائز ہو گیا؟ جو لوگ اس فتوے کو صحیح سمجھتے ہیں وہ اس سوال کا جواب دیں؟

ایسا ہی ایک فتویٰ انگریزی زبان میں نارتھ امریکہ کے فقہ کونسل نے بھی دیا ہے جو انٹرنیٹ پر باسانی دستیاب ہے طوالت سے بچنے کے لئے وہ انگریزی عبارت یہاں نہیں لکھ سکتے۔

بہر حال ان حضرات نے سورۃ المائدہ آیت ۳۲ دلیل میں پیش کیا ہے۔

لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ سب سے زیادہ فساد یہود ہی نے پھیلایا ہے دنیا بھر میں یہود اور فساد لازم



و ملزوم ہے جس کا تذکرہ امن اور فساد کے باب میں ہو چکا ہے۔

بقرہ آیت ۱۴۳ بھی بطور دلیل پیش کیا ہے کہ تم بہترین امت ہو جبکہ آل عمران آیت ۱۰۴

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ بھی بطور دلیل پیش کیا ہے۔

حالانکہ یہ اسکا لرزاتنے بہرے اندھے ہیں کہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا اعلیٰ درجہ تو قتال فی سبیل اللہ ہی ہے۔

امام قتال رحمہ اللہ فرماتے ہیں

”اس امت کی دیگر امتوں پر افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ یہ امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بڑے درجے یعنی قتال کے عمل کو کرنے والی ہے تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۹۳۔

ایک اور فتویٰ برٹش مسلم کلرکوں نے ۱۵ جولائی ۲۰۰۵ کو ریجنٹ پارک لندن میں دیا، ان حضرات نے بھی مائدہ آیت ۳۲ + ۱۸ اور نحل آیت ۲۵ جس کا ترجمہ ہے: ”کہ اپنے رب کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ راست والوں سے بھی واقف ہے۔

بہر حال یہ تو ان حضرات کا گندہ اور باطل گمان ہے ایسے باطل نظریئے کو قرآن سے ثابت نہیں کیا جا سکتا ایسے شبہات کا جواب دینا اور اس پر بحث کرنا میرا ضمیر نہیں مانتا کہ اس پر وقت ضائع کیا جائے یہ فتوے نہیں پریس کانفرنس اور پریس ریلیز ہے۔

کیونکہ نہ یہ علمائے حق نے لکھی ہے نہ قرآن وحدیث وفقہ پر مکمل عبور رکھنے والوں نے یہ تو صرف یہود ونصاری کو خوش کرنے کے لئے ایک نامکمل اور گھٹیا ترین حرکت ہے، اسی طرح شیخ اسامہ کے خلاف جن حضرات نے فتوے جاری کئے میں صرف ان میں سے چند خبیثوں کے نام لکھ دیتا ہوں جنہوں نے ہش اور امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اپنا بچا کچا ایمان بھی بیچ دیا:

(۱) ڈاکٹر عبدالقادر فقہ کونسل ناتھ امریکہ

(۲) شیخ محمد نور

(۳) شیخ طہ جابر اللوانی

(۴) شیخ سلمان الودع

(۵) شیخ محمد الحوطی

(۶) حج حمود الخطار (مین)

(۷) شیخ صالح الوہیدنی چیرمین سپریم جوڈیشل کونسل سعودی عرب

(۸) شیخ یوسف قرضاوی (قطر) اس ”محترم“ کے ایسے بہت سارے فتوے ہیں۔ اس کی کچھ فتوؤں

کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

یہ جناب جمہوریت اپنانے کی دعوت دیتا ہے۔ (الفتاویٰ المعاصرہ جلد ۲ صفحہ ۶۳۷)

اسی طرح الخصائص العامة الاسلامیہ میں شیخ قرضاوی کہتے ہیں کہ روافض سے دوستی کرنا چاہئے

حالانکہ رافضی وہ ہے جو قرآن میں عیب نکالتے ہیں اور اسے ناقص سمجھتے ہیں حضرت علیؑ کو خدا مانتے ہیں اور

صحابہ کرام پر لعنت بھیجتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

اسی طرح یہ محترم الصحرة الاسلامیہ بین الجہود والظرف صفحہ ۸۹ پر لکھتے ہیں گمراہ اور بدعتی فرقوں اور

افراد کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا چاہئے اسی طرح جناب فرماتے ہیں کہ ہماری جنگ یہودیوں کے ساتھ

عقیدے کی بنیاد پر نہیں (مجلۃ البیان العدد صفحہ ۱۲۴) اور بھی ایسے فتوے اس کے مشہور ہیں اللہ اس کی شر سے

مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔

(۹) شیخ محمد عبداللہ السبیل یہ جناب سعودی عرب کا ایک اسکالر ہے۔

(۱۰) حسن الصغار (سعودی ترجمان)

(۱۱) شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل سعود

(۱۲) آیت اللہ علی السیستانی

(۱۳) شیخ محمد سید الطنطاوی (امام الأظہر مسجد یورپ)

- (۱۴) شیخ عبدالعزیز مفتی اعظم سعودی عرب  
 (۱۵) ڈاکٹر محمد العوا جس کا تذکرہ اوپر ہوا ہے۔  
 (۱۶) ڈاکٹر جمال بداوی فقہ کونسل نارتھ امریکہ  
 (۱۷) محمد حسین شیعہ اسکالر لبنان  
 (۱۸) ڈاکٹر احسان فقہ کونسل نارتھ امریکہ  
 (۱۹) عبدالمطیع الازہر اسلامک ریسرچ اکیڈمی یورپ  
 (۲۰) مصطفیٰ سیرک مفتی اعظم بوسینا  
 (۲۱) ڈاکٹر عبدالواحد سیکریٹری جنرل او آئی سی  
 (۲۲) آیت اللہ خامنہ ای (ایران) اسلامک پبلک نیوز ایجنسی  
 (۲۳) محمد خاظمی (ایران)  
 (۲۴) مفتی رحمن امیر نظامی (جماعت اسلامی بنگلہ دیش)  
 (۲۵) تیمیر الدین مفتی دارالافتاء ماجدیہ (انڈیا)  
 (۲۶) شیخ عثمانی مفتی اعظم دارالعلوم پنجاب (انڈیا)

جبکہ پاکستانیوں میں سے یہ ”سعادت“ قاضی حسین احمد سابق امیر جماعت اسلامی اور ڈاکٹر طاہر القادری (سربراہ عوامی تحریک) نے حاصل کی، اس فہرست میں اور بھی بہت سارے ضمیر فروش لوگ شامل ہیں لیکن یہاں صرف ۲ درجن سے زیادہ ناموں کا کافی سمجھا ان تمام سرکاری درباری مفتیوں ڈاکٹروں اور اسکالروں نے امریکی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھو کر بش اور یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے یہ فتوے اور بیانات دیئے۔

اسی طرح کنیڈا کے بھی ۱۲۰ سرکاری مولویوں اسکالروں اور ڈاکٹروں نے نائن الیون کے حملوں کو غیر شرعی اور حرام کہا، پاکستان میں (جس کو یار لوگ اسلام کا قلعہ سمجھتے ہیں) بھی شرعی کونسل کے نام سے ایک ٹولہ تقریباً اس طرح کے فتوے بھیجتے ہیں قیام پاکستان سے پہلے بھی یہ کام زور شور سے ہوتا رہا اور یہ گندہ

دھندہ ہر وقت میں ہوتا رہا ہے۔

شاہ محمود قریشی جس کا پاکستانی سیاست میں بڑا نام ہے یہ محترم وزیر خارجہ بھی رہ چکے ہیں اس جناب کا جدا مجد مخدوم شاہ محمود نے ۱۸۵۷ کے جہاد کے دوران ایک فتویٰ جاری کیا تھا جس کی رو سے انگریز سرکار کے خلاف جہاد حرام قرار دیا گیا تھا اور انگریزوں کی مدد کو فرض اس فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے یہ بد بخت پیر خود انگریز کے ساتھ مل کر مجاہدین کے خلاف لڑا تھا اس صلے میں اسے لاہور کا بھنگی والا باغ ملتان میں آٹھ کنوؤں والی ایک زمین اور مزاروں کی دیکھ بھال کے لئے (۳۰۰۰) تین ہزار روپے اور مستقل وظیفہ دیا گیا تھا۔

تین ہزار روپے ۱۸۵۷ میں کچھ معمولی رقم نہ تھی، بہر حال ان رزیل سرکاری درباری مولویوں مفتیوں اسکالروں ڈاکٹروں اور نام نہاد غلاموں اور طاغوت کے پجاریوں کے لئے قاضی عیاض رحمہ اللہ کا یہ قول کافی سمجھتا ہو جو اس نے ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا وہ فرماتے ہیں ”ہو سکتا ہے یہ وہ علماء ہو جن کا علم معتبر نہ ہو یا جن کے فتوے قابل اعتبار نہ ہوں یا وہ لوگ ہوں جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں“۔

اللہ تمام مسلمانوں کو ان کی شرور سے حفاظت فرمائے۔ (آمین)

سورۃ النساء آیت ۵۱ میں اہل کتاب (یہود و نصاری) کے کچھ اور گندے کرتوتوں کا تذکرہ ہے۔

(۱) ﴿يَوْمَنُونَ بِالْحَبِثِ وَالطَّاغُوتِ﴾

(۲) ﴿وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا﴾

یہ ایمان رکھتے ہیں (بت کا ہن سحر) اور طاغوت پر اور کافروں کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں یہ کام اس وقت کے اہل کتاب بھی کرتے تھے اور آج کے اہل کتاب اب بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

لیکن شرم کی بات یہ ہے کہ نام نہاد مسلمان بھی ان سے پیچھے نہیں ان کے نقش قدم پر چلنے والے جن کا ایمان صرف منہ زبانی ہے اللہ اور رسول ﷺ کے بجائے جمہوریت پر ایمان رکھنے والے اور صبح شام سامری کے پچھڑے کی طرح جمہوریت کے گھن گانے والے حضرات کفار کی صفیتیں بیان کر کے نہیں تکھتے اکثر یہ سننے کو ملتا ہے کہ امریکہ سپر پاور ہے اور یورپی ممالک انتہائی ترقی یافتہ ہے ان کا نظام تعلیم نظام حکومت وغیرہ

زبردست ہے دنیاوی ترقی سے صرف دنیاوی فائدہ ہی حاصل ہوگا جو دائمی ہرگز نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ سورۃ النساء آیت ۵۲ میں اللہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ لعنتی ہیں اور اس لعنتی کام کی وجہ سے ان پر اللہ کا غضب بھی ہے، اب یار لوگوں کی بات کا اعتبار کیا جائے یا احکم الحاکمین کا اٹل حکم ماننا پڑے گا جن کا ایمان ہے وہ اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم کرتے ہیں جن کا ایمان ہی نہیں ان کو یورپی ترانے گانے دو لاء اور براء کے باب میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ ان سے بغض اور دشمنی رکھے بغیر ایمان کا دعویٰ ہی معتبر اور صحیح نہیں۔

باقی یہ کہ طاغوت کیا ہے جس پر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اس کی کچھ تفصیل فردوس مجاہد اپنے کتاب میں کیا گیا ہے کچھ اور اجمالاً تفصیل درجہ ذیل ہے۔

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجاہد کا قول ہے: ”کہ طاغوت انسان کی صورت میں شیطان ہوتا ہے جس کے پاس لوگ تنازعات کے فیصلے لے جاتے ہیں، (یہاں فیصلے لے جانے سے مراد شریعت سے ہٹ کر فیصلے لے جانا مراد ہے)۔

ابن قیم فرماتے ہیں ”طاغوت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے بندہ اپنی حدود سے تجاوز کریں چاہے کسی کی اطاعت کر کے یا اتباع کر کے عبادت (بندگی) کر کے لہذا ہر قوم کا طاغوت وہ ہے جس کے پاس وہ اپنے تنازعات کے فیصلے لے جاتے ہیں اللہ اور رسول ﷺ کو چھوڑ کر یا اللہ کے علاوہ اسے پکارتے ہیں یا اس کی اتباع کرتے ہیں جبکہ اللہ کی طرف سے کوئی دلیل اس پر نہیں (تیسیر العزید الحمید ۴۹ جلد ۵)

بحوالہ الحق والیقین فی عداوة الطغاة والمرتدین من کلام أئمة الدعوة النجدية

ابو عبد الرحمن الاثری سلطان بن بجاد العتیبی

شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابوبطین رحمہ اللہ کہتے ہیں ”لفظ طاغوت ہر اس چیز پر بولا جاتا ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے اور ہر گمراہ کرنے والا جو باطل کی طرف دعوت دیتا ہو یا گمراہی اور باطل کی تعریف کرتا ہو اسی طرح طاغوت اسے بھی کہا جائے گا جسے لوگ اپنے فیصلوں کا اختیار دے دیں جس طرح کہ دور جاہلیت میں ہوتا تھا۔

اور پھر وہ اللہ و رسول ﷺ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرتا ہوگا ہن جادوگر اور مجاور جو مزارات کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں ان مزارات میں مدفون لوگوں کے بارے میں جھوٹے سچے واقعات اور کرامات سنا کر جاہلوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ انہیں یہ باور کراتے ہیں کہ ان مزارات میں دفن لوگ حاجتیں اور مرادیں پوری کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ ان سے جو مانگا جائے یہ دیتے ہیں اس طرح لوگوں کو شرک اکبر میں مبتلا کرتے رہتے ہیں یہ سب طاغوت ہیں اور ان کے سربراہ سب سے بڑا طاغوت شیطان ہے۔ (مجموعۃ التوحید، صفحہ: ۱۳۸)۔

شیخ محمد بن عبد الوہابؒ فرماتے ہیں طاغوت تو بہت سارے ہیں مگر ان کے سرغنہ پانچ ہیں:

(۱) شیطان، اس پر دلیل اللہ کا یہ قول ہے:

﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾. (سورۃ البقرہ: ۲۰۰)

(۲) ظالم حکمران جو اللہ کے احکامات کو تبدیل کرتا ہے۔

﴿أَلَمْ تَر إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ يَرِيدُونَ أَنْ يُتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾. (سورۃ النساء: ۶۰)

(۳) جو اللہ کے نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتا۔

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَلْتُكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾. (سورۃ المائدہ: ۴۴)

(۴) جو شخص علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے اللہ کا فرمان ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾. دوسری جگہ ارشاد ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾.

(۵) اللہ کے علاوہ جس کی بندگی کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَقْلُ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَلِكُمْ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي

الظالمین ﴿۱﴾ (الدرر السنیہ صفحہ ۱۶۳ تا صفحہ ۱۶۶)

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ پر ہے ”علماء لغت کہتے ہیں جس کی بات مانی جاتی ہے اللہ کے سوا تو وہ جبت اور طاغوت ہے جو گناہوں کی طرف دعوت دے یہ نام ان کے ساتھ لازم ہے۔“

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿الطاغوت یطلق لکل باطل من معبود أو غیرہ﴾ (بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۹۲)

ترجمہ: ”طاغوت کا اطلاق ہر باطل پر کیا جاتا ہے چاہے معبود ہو یا کچھ اور۔“

معین الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”الطاغوت ہہنا سوی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ ﴿۲﴾۔“

(جامع البیان جلد ۱ صفحہ ۷۹)

ترجمہ: ”یہاں طاغوت سے مراد اللہ کی کتاب اور سنت رسول کے علاوہ ہر ناحق اور باطل ہے۔“ اور ایمان تب صحیح ہوتا ہے جب طاغوت کا انکار کیا جائے شیخ سلمان بن سحان کہتے ہیں طاغوت سے اجتناب کا معنی ہے اس سے دلی طور پر دشمنی اور نفرت رکھنا اور زبان سے اس کی برائی بیان کرنا اور اگر طاقت ہو تو ہاتھ سے اس طاغوت کو ختم کرنا جو شخص طاغوت سے اجتناب کا دعویٰ کرے مگر مذکورہ کام نہ کرے تو وہ اس دعویٰ میں سچا نہیں۔ (الدرر السنیہ)

شیخ محمد بن عبد الوہاب فرماتے ہیں: ”کفر باطاغوت کا مطلب ہے کہ ہر اس چیز سے برأت کا اعلان کرنا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی قسم کا عقیدہ رکھا جاتا ہو چاہے وہ جن ہو انسان ہو درخت پتھر یا کوئی اور چیز ہو اور اس چیز کے کفر اور گمراہی کی گواہی دے اس سے نفرت کرے اگرچہ وہ باپ یا بھائی کیوں نہ ہو جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں مگر کسی مزار یا مجاور پیر فقیر وغیرہ کو کچھ نہیں کہتا تو یہ شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اس کا اللہ پر ایمان نہیں ہے نہ یہ طاغوت کا انکار کر رہا ہے۔ (مجموعہ الرسائل النجدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۳، ۳۴)

محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کفر باطاغوت کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کو باطل سمجھا جائے اور اسے چھوڑ دیا جائے اس سے نفرت کی جائے اس کے ماننے والوں کو کافر سمجھا جائے ان سے

دشمنی کی جائے (افسوس کی بات ہے کہ موجودہ دور کے علماء لوگوں کو بتاتے نہیں ہیں کہ طاغوت کیا ہے) الدرر السنیۃ بحوالہ الحق والیقین فی عداوۃ الطغاة والمرتدین ابو عبد الرحمن الاثری سلطان بن بجا دا العینی حفظہ اللہ)۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں۔ (نثر الاولیاء والیا قوت لبیان حکم الشرع فی اُعموان وَاَنْصار الطاغوت، تالیف: عبد الرحمن بن عبد الحمید الامین حفظہ اللہ)۔

سورۃ النساء آیت ۵۲ میں ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان پر لعنت کا بیان ہے:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَمِنْ يَلْعَنُ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِیْرًا﴾

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جسے اللہ لعنت کر دے تو اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

نوٹ: یہاں پر لفظ من عام ہے یہ نکتہ غور طلب ہے۔

سورۃ النساء آیت ۱۵۳ تا ۱۶۱ میں ان کی حسد کا بیان ہے اللہ فرماتے ہیں: ”کیا ان کا کوئی حصہ سلطنت میں ہے؟ اگر ایسا ہو تو پھر یہ کھجور کے گھٹلی کے شگاف کے برابر بھی کچھ نہ دیں گے“۔ سورۃ النساء آیت ۱۵۳ تا ۱۶۱ تک ان کی مزید قباحتوں کا بیان ہے۔ جس میں خاص خاص یہ ہے:

(۱) اعتداء (۲) نقض عہد (وعدہ خلافی)

(۳) کفر بآیات اللہ (۴) انبیاء کرام کا ناحق قتل

(۵) یہ کہنا کہ ہمارے دل علم سے بھرے پڑے ہیں یا یہ کہ ہمارے دل پردوں میں ہے۔

(۶) حضرت مریم پر بہتان

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا۔

(۸) اتباع الظن (۹) ظلم

(۱۰) اللہ کے راستے سے اکثر لوگوں کو روکنا۔

(۱۱) سود کا لینا دینا (۱۲) لوگوں کے اموال باطل طریقے سے کھانا۔

یہ ایک درجن صفات اہل کتاب یہود و نصاریٰ میں ہزاروں سال پہلے سے موجود تھے اب بھی یہود



ونصاری میں یہ تمام گندے صفات پائے جاتے ہیں۔

مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ایمان کے دعویدار نام نہاد مسلمان بھی ان تمام گندے صفات کو اپنائے ہوئے ہیں یہ تو اتنا بڑا موضوع ہے کہ ہر ایک پر الگ الگ کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

بہر حال مختصر بات یہ ہے کہ نقض عہد عام ہے انفرادی شکل سے لے کر اجتماعی اور بین الاقوامی سطح تک مجاہدین کے ساتھ کتنے دفعہ معاہدے توڑے گئے یہ ایک الگ لمبی تاریخ ہے ہمارا مقصد تفصیل بیان کرنا نہیں صرف نقض عہد کی گندے صفت کی نشاندہی کرنا ہے کہ یہ کام ہو رہا ہے ”اسلام کے اس قلعے میں“۔

مجاہدین کے ساتھ کئی بار حکومت اور افواج نے معاہدے توڑے اور ہر بار مذاکرات کو خود ناکام بنایا سوات میں ۲۰۰۹ کا معاہدہ اور وزیرستان کے معاہدے اس کی مثالیں ہیں کفر بآیات اللہ کا مشاہدہ پارلیمنٹ ہاؤس اسمبلیوں اور ہائی کورٹ سپریم کورٹ وغیرہ میں دیکھا جائے اعتداء زیادتی کا مشاہدہ ہر سطح پر کیا جا رہا ہے جس کی زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں خود ساختہ آئین کو اسلامی آئین کا نام دینا یہ اعتداء نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ پھر جہاد جیسے مقدس فریضے کو دہشت گردی کا نام دینا جامعہ حفصہ کو بموں سے شہید کرنا جس میں بچیاں بھی شہید ہوئی اور قرآن کو بھی شہید کیا گیا سوات اور وزیرستان میں مساجد کو شہید کرنا اور بے گناہ مسلمانوں پر بے دریغ بمباری کرنا اعتداء نہیں کیا؟

باقی انبیاء کرام کا سلسلہ نبوت چونکہ ختم ہو چکا ہے تو اب ان کے وارثوں یعنی علمائے حق کو قتل کیا جا رہا ہے پوری دنیا کے نام نہاد اسلامی سربراہان اور افواج یہ کام کر رہے ہیں، پاکستان میں مفتی نظام الدین شامزئی، شیخ القرآن والحديث مولانا ولی اللہ کابل گرامی، شیخ اسامہ بن لادن، شیخ سلطان غنی عارف، مولانا مصباح الدین ملکپوری وغیرہ ایسے سینکڑوں علمائے کرام کو بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔

اسی طرح مجاہدین کے قائدین کو بھی بے دردی کے ساتھ شہید کیا جاتا رہا ہے اور بعض کو ڈالروں پر بیچ دیا گیا جیسا کہ مشرف نے خود اپنی کتاب میں اس کا اعتراف کیا ہے کہ میں نے (۷۰۰) القاعدہ ارکان کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کیا۔

اسی طرح سود لینا دینا یہ تو اس ملک میں قانوناً رائج ہے پورے دنیا میں بینکاری سود کی ہے آئی ایم ایف اور ایشیائی ترقیاتی بینک سے قرضہ سود پر لیا جاتا ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ۷ اکتوبر ۲۰۱۵ کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے ایک فیصلہ سنایا تھا جس کی تمام اخبارات گواہ ہے کہ جو سود نہ لینا چاہے وہ نہ لیں اور جو لے رہے ہیں اللہ ان سے پوچھے گا۔ آفرین بر علم غلام جان۔

بہر حال ایسی باتوں پر تفصیل وقت کا ضیاع ہے۔ سود تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ ہے اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ برسر جنگ ہے ان کے بارے میں یہ کہنا کہ ان سے اللہ پوچھے گا اس کی مثال تو ایسی ہے کہ بولا جائے کہ زنا اگرچہ حرام ہے مگر جو کرے ان سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا شراب حرام ہے لیکن جو پئے گا ان سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا، ناحق قتل حرام ہے لیکن جو کرے ان سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ چلو مان لیا وہ تو بے شک اللہ پوچھے گا مگر اس سے پہلے کیا تم سے کچھ نہیں پوچھے گا حقیقت میں یہ اللہ کے قوانین کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اگرچہ یہ کام یہود و نصاریٰ کا ہے مسلمان تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا مگر اب دیکھا جائے کہ کیا ہو رہا ہے؟

اسی طرح اللہ نے اہل کتاب کا ایک اور گندہ صفت بیان فرمایا کہ یہ لوگ لوگوں کا مال ناحق اور باطل طریقے سے کھاتے تھے، اب دیکھا جائے کہ لوگوں کے اموال کن کن طریقوں سے کھائے جا رہے ہیں۔ حکمران طبقے کی کرپشن اور ناجائز اموال کسی سے پوشیدہ نہیں ہے بیرون ممالک میں سرمایہ داروں کے بینک اکاؤنٹ اس کا زندہ مثال ہیں۔

بہر حال یہ تمام کام جو ہو رہے ہیں ان کا نبی کریم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں محاسبہ کیا جائے تو صحیح اندازہ ہوگا ورنہ نہیں، کتاب کے مقدمہ میں وہ احادیث نقل کی گئی ہے جس میں یہود و نصاریٰ کی نقش قدم پر چلنے کی نبی علیہ السلام نے پشیمانی فرمائی تھی۔ سورۃ المائدہ آیت ۱۶ میں اللہ نے نصاریٰ کے عہد شکنی کا تذکرہ کیا ہے آیت ۱۵، ۱۸، ۴۱، ۴۲ میں ان کی مزید قباحتوں کا بیان ہے تفصیل کے لئے دیکھیں۔ مستند تفاسیر

بہر حال ایک بات ان میں یہ تھی کہ (۱) جھوٹ بہت زیادہ سنتے تھے۔ (۲) رشوت زیادہ کھاتے تھے،

اب دیکھا جائے کہ موجودہ دور میں جھوٹ زیادہ سننے والے کون ہیں اور رشوت کون زیادہ لیتے ہیں اور رشوت کھانے کے کون سے طریقے رائج ہیں، قارئین کو زیادہ پتہ ہے اور اخبارات وغیرہ میں اس کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے لہذا اس پر تفصیل سے کلام کرنا کچھ ضروری نہیں اور نہ یہ ہمارا موضوع ہے۔

بہر حال یہ بات ضرور ہے کہ یہ سب کچھ وہ لوگ کرتے ہیں کہ منہ زبانی لا اِلهَ اِلا اللہ بھی کہتے ہیں اور ایمان کے دعویٰ میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

سورۃ المائدہ آیت ۵۱ میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ. وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَإِنَّهُ مِنَّهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾.

ترجمہ: ”اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ ان میں سے بعض دوست ہیں بعض کے اور جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہے بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔“

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں خصوصاً یہود و نصاریٰ کی دوستی سے منع فرمایا ان کی آپس کی اختلافات اپنی جگہ ہے مگر مسلمانوں کی خلاف پورے دنیا کے کفار ایک ہیں ”الکفر ملة واحدة“ کفار متحدہ جس کو اقوام متحدہ کہا جاتا ہے یہ کفار کا عالمی اتحاد ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بد معاشوں کا ایک ٹولہ ہے۔

اب افسوس ہے ان لوگوں کی حالت پر جو کشمیر اور مسلمانوں کے مسائل کا حل اقوام متحدہ کے قرار دادوں کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں۔

اسی طرح نیٹو Nato اور سلامتی کونسل وغیرہ سب کے سب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نت نئے بل پاس کراتے ہیں اور پھر تمام دنیا کے لوگوں پر اس کی پاسداری کا سبق دہرایا جاتا ہے اور اس بت کا سجدہ کروایا جاتا ہے اور جو لوگ اسی بت کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کرتا ہے اس کو دہشت گرد کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اس اتحاد میں سیاسی جمہوری لیڈران اور دنیا بھر کے نام نہاد اسلامی ممالک کے مرتد انواع بھی شامل ہیں جو ان کا کلمہ بولتے ہیں اور جمہوریت پر ان کا ایمان پکا ہو چکا ہے اس آیت کی تفصیل الولا/ والبراء کے باب میں گزر چکی ہے۔

سورة المائدة آیت ۵۵ اور ۵۶ میں مومنوں کو تسلی دینے کے لئے اللہ پاک نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ. وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنْ حَزَبَ اللَّهُ هُمْ الْعَالِبُونَ﴾.

ترجمہ: مسلمانوں تمہارا دوست اللہ ہے اور اس کا رسول ﷺ اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور رکوع (خشوع و خضوع) کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دوستی کریں پس بے شک اللہ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔

حزب اللہ (یعنی اللہ کی جماعت) میں شمولیت کے لئے اللہ نے کچھ شرائط رکھے ہیں۔

اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں سے دوستی اس آیت کی تفصیل الولا/ والبراء کے باب میں گزر چکی ہے اسی طرح انفال آیت: ۷۱، اور آیت ۷۲ میں اللہ کا فرمان ہے: ”مومن مومن کا دوست ہے اور کافر کافر کا دوست جبکہ توبہ آیت ۶۷ میں اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ منافق منافق کا دوست ہے۔

ان کی اشتراکیت کا مادہ کیا ہے؟ یہ منکر اور برائی کا آرڈر Order (حکم) اور معروف سے روکنا اور خیر سے اپنے ہاتھوں کو بند رکھنا۔ جبکہ توبہ آیت ۶۸ میں ہے: ”اللہ نے منافق مردوں اور عورتوں کیساتھ اور تمام کفار کے ساتھ جہنم کے آگ کا وعدہ کیا ہے اور ان پر لعنت اور عذاب دائمی کا۔

سورة المائدة آیت ۵۹ میں اللہ کا فرمان ہے: ”آپ کہہ دیجئے اے اہل کتاب یعنی یہود اور نصرا نیوں تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنیاں کر رہے ہو کہ ہم اللہ پر اور جو کچھ ہماری جانب نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ اس سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ایمان لائے ہیں اور اس لئے بھی کہ تم میں اکثر فاسق ہیں۔“

اس آیت کریمہ میں یہود نصاریٰ کی مسلمانوں سے دشمنی کا اصل وجہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بتا دیا آج بھی اللہ وحدہ پرایمان اور پکایقین ہی وہ چیز ہے جس پر تمام عالم کا کفر اور خصوصاً یہود نصاریٰ مسلمانوں کے

خلاف برسر پیکار ہے۔

جس کو کفار متحدہ اور انکے چیلوں نے ”دہشت گردی“ کا نام دیا ہے تمام حق پرست مسلمانوں اور انبیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دشمنیاں اس بات پر ہوئی تھیں۔

قرآن نے جا بجا یہ تذکرہ فرمایا ہے: ”فردوس مجاہد“ نامی کتاب میں اس مسئلے پر مستقل باب لکھا گیا ہے مزید تفصیل کے لئے رجوع فرمائیں مائدہ آیت ۶۰ میں اللہ نے جواب بیان فرمایا: ”کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ برے اجر پانے والے اللہ کے نزدیک کون ہے؟“

وہ جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غصہ ہوا اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے معبودان باطل کی پرستش کی یہی لوگ بدتر درجے والے ہیں اور یہی راہ راست سے زیادہ بھٹکنے والے ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہ نے اہل کتاب کی تاریخ بیان کر دی کہ یہ لوگ ہی نفرت اور مذمت کے قابل ہیں اور یہ لعنتی لوگ ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ جن لوگوں کے دل اندھے ہو چکے ہیں وہ ان لعنتی لوگوں کے دوستی اور اتحاد پر نہ صرف خوشی محسوس کرتے ہیں بلکہ فخر کرتے ہیں اور ان کے نقالی کو ترقی کا معیار سمجھا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

”یا اِخوان القردة والخنزیر وعبد الطاغوت“ اے بندرو اور خنزیرو کے بھائیو اور طاغوت کے پجاریو!

حقیقت تو یہ ہے کہ ان لوگوں سے بائیکاٹ اور دشمنی کے بغیر ایمان معتبر ہی نہیں ”الولاء والبراء کے باب میں تفصیل ہو چکی ہے۔ سورۃ المائدہ آیت ۶۳ میں یہود کے کچھ اور گندے صفات کا تذکرہ ہے۔ ”اللہ کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں قرآن اور وحی سے ان کی سرکشی مزید بڑھتی ہے قیامت تک اللہ نے ان کے دلوں میں دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے اور ان پر اللہ کی لعنت ہے جبکہ ان کی سازشوں کی طرف اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ یہ جب آگ (سازش اور فساد کی) بھڑکاتے ہیں تو اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور اللہ نے فرمایا کہ ”ویسعون فی الأرض فسادا“ یہ زمین بھر میں شر اور فساد پھیلاتے رہتے ہیں۔

یہ فساد پھیلانا ان خبیثوں کا کام ہے اور قرآن نے جا بجا ہمیں ان کی فساد سے خبردار کیا ہے کہ یہ لوگ اصل شر پسند فسادی اور دہشت گرد ہے دنیا بھر میں ان کا کام فساد پھیلانا ہے ان کے فساد کے طریقہ کار پر محققین نے باقاعدہ تصانیف لکھی ہے جن کا کچھ اجمالاً تذکرہ ہو چکا ہے۔ سورۃ المائدہ آیت ۶۵ اور ۶۶ اور ۶۸ میں اللہ نے ان کے لئے راہ نجات کا طریقہ بتلایا ہے۔

جن کا خلاصہ یہ ہے ”اگر یہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو میں ان کی برائیاں معاف فرما دیتا اور ان کو اکرام اور راحت والی جنتوں میں لے جاتا۔ جبکہ آیت ۶۶ میں اللہ نے فرمایا ”اگر یہ لوگ توراۃ اور انجیل اور جو کچھ ان کی طرف اللہ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے ان کے پورے پابند رہتے تو یہ لوگ اپنے اوپر اور نیچے سے روزیاں کھاتے جبکہ آیت ۶۸ میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ”آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب تم دراصل کسی چیز پر نہیں جب تک توراۃ اور انجیل کو اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے قائم نہ کرو۔

سورۃ المائدہ آیت ۶۹ میں بھی نجات اور کامیابی کے لئے ایمان اور عمل صالح شرط ہے اہل کتاب کے لئے حکم تھا کہ اگر تم نے توراۃ انجیل اور اللہ کے نازل کردہ احکامات کو نافذ اور قائم نہ کیا تو تم کسی دین پر نہیں۔

اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ۶۸ سال گزرنے کے بعد پاکستان میں قوت اور غلبے کے باوجود قرآن اور اس کے نظام کو نہ قائم کیا اور نہ نافذ کیا ہمارے لئے یہ صرف منہ زبانی لا الہ الا اللہ ہی کافی ہے؟

سورۃ المائدہ آیت ۷۰ میں ان کی ایک اور قباحت کا تذکرہ ہے ”جب کبھی رسول ان کے پاس وہ احکام لے کر آتا جو ان کے خواہشات کے خلاف ہوتے تو انہوں نے ایک جماعت کی تکذیب کی اور ایک جماعت کو قتل کر دیا۔“

اب چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو اہل کتاب اور ان کے ایجنٹ طاغوت کے پجاری اور وہ لوگ جن کا ایمان جمہوریت پر ہے اہل حق علماء کرام مجاہدین اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرتے رہتے ہیں اور جو

بات ان کی خواہشات کے نظام یعنی جمہوریت وغیرہ کی خلاف ہوتی ہے اسے جھٹلاتے رہتے ہیں۔  
 دجالی میڈیا کے ذریعے یہ کام پوری دنیا میں ہمارے سامنے ہیں اور اس دھندے میں ہمارے نام  
 نہاد مسلمان اور کلمہ گو مرتد افواج وغیرہ بھی ان کے فرنٹ لائن اتحادی کی حیثیت سے اپنے ایمان سے ہاتھ  
 دھو چکے ہیں۔ عالمی میڈیا پر تقریباً یہودیوں کا کنٹرول ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (یہودی پروٹوکولز  
 ۱۲)

بنی اسرائیل نے انبیاء کرام کی تکذیب اس لئے کی تھی کہ انہوں نے وہ مسئلہ بتا دیا تھا کہ وہ ان کے  
 خواہشات کے مطابق نہ تھا اب بھی دنیا بھر میں اس مسئلے پر جنگیں لڑی جا رہی ہیں۔  
 فرق بس یہ ہے کہ اس وقت انبیاء کرام اور ان کے ساتھیوں کے خلاف یہ جنگیں لڑی گئی تھیں۔ جبکہ  
 آج انبیاء کرام کے وارثوں یعنی علمائے حق اور مجاہدین اسلام کے خلاف یہ جنگیں دنیا بھر میں لڑی جا رہی  
 ہیں۔

اس وقت جنگ کا طریقہ کار کچھ الگ تھا تو آج کل جدید طریقے سے جنگ جاری ہے کل کے باطل  
 پرستوں کا مقصد اور آج کے باطل پرستوں کا مقصد ایک ہے، خواہشات کے نظام کا جدید نام جمہوریت ہے  
 جس کی دفاع کے لئے پارلیمنٹ سپریم کورٹ افواج وغیرہ جنگ کر رہے ہیں اور یہ بات بار بار ہم سنتے ہیں  
 کہ فلاح اور کامیابی جمہوریت میں ہے اور جمہوریت اور سیاست کو عبادت سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من  
 ذلك۔

بنی اسرائیل کے خواہشات کے خلاف انبیاء کرام جو مسئلہ بیان کرتے تھے اس کی تکذیب ہوتی تھی تو  
 کیا اب ان (بنی اسرائیل) کے نقش قدم پر چلنے والے یہ نہیں کہتے کہ ہمیں بندوق کا اسلام نہیں چاہئے؟  
 اصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ ان کے خواہشات کے مطابق نہیں ہے۔

سورۃ المائدہ آیت ۷۸ میں لعنت کا ایک وجہ اللہ نے مزید بیان فرمایا وہ ہے اعتداء (زیادتی) اور  
 نافرمانی اب موجودہ زمانے میں اعتداء اور نافرمانی کی ایک دو نہیں ہزاروں مثالیں موجود ہیں جس میں نام  
 نہاد مسلمانوں نے یہود و نصاریٰ کو پیچھے چھوڑ دیا، اسی طرح وہ منکرات سے نہیں روکتے تھے۔

اب دیکھا جائے کہ اس پرفتن دور میں منکرات کتنے عام ہیں اور اس کے روکنے والے کتنے ہیں افسوس کی بات یہ ہے کہ منکر سے روکنا تو دور کی بات یہاں تو بہت سارے منکرات حکومتی سرپرستی میں ہو رہے ہیں۔

سب سے بڑا منکر جمہوریت ہے اور باقی سارے منکرات اس چھتری کے سائے میں ہو رہے ہیں مثلاً سود، شراب، جوا، وغیرہ منکرات کی ایک لمبی لسٹ ہے ایک ایک منکر پر مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے بہر حال اہل کتاب کی لعنت کا ایک درجہ منکرات سے نہ روکنا تھا، دیکھیں ماخذہ ۷۰۔

اب اگر ہماری یہ حالت ہے تو کیا ہمارے اوپر رحمتیں برسے گی؟ ہرگز نہیں ہم پر بھی ان ہی کی طرح لعنتیں برسیں گی اللہ ہماری حفاظت فرمائے اور منکرات کو روکنے کی توفیق دیں کیونکہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

[”من رأى منكرا فليغيره بيده وإن لم يستطع فبلسانه وإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان“]. (مسلم)

ترجمہ: تم میں سے جو منکر دیکھے پس اسے ہاتھ سے روک دیں اگر یہ نہیں کر سکتے تو زبان سے اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو دل میں برا خیال کریں اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے، جبکہ دوسری حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں: ”وليس ذك من الإيمان حية خردل“.

سورۃ الانعام آیت ۱۱۲ میں اللہ نے تسلی کے لئے پرانے تاریخ کی طرف اشارہ بیان فرمایا کہ روز اول سے انبیاء کرام کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے:

”وكذلك جعلنا لكل نبي عدو الشياطين الإنس والجن يوحى بعضهم إلى بعض زخرف القول غرورا“.

ترجمہ: اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیاطین پیدا کئے تھے کچھ آدمی اور کچھ جن میں سے بعض بعض کو چکنی چڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں۔  
مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام گزرے ہیں قوموں نے ان کی تکذیب کی تھی



انہیں ایذا نہیں بھی دی گئی تھی اور ان سے جنگیں بھی لڑی گئی تھیں۔ وغیرہ وغیرہ

انبیاء کرام کا سلسلہ نبوت چونکہ ختم ہو چکا ہے لہذا ان کے وارثوں یعنی علمائے حق اور مجاہدین کو خصوصاً ایسے شیاطین سے محتاط رہنا چاہئے انسانوں کے شیاطین جنی شیطانوں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں، امام ابن کثیر نے اس آیت کے ذیل میں بہت اچھا کلام کیا ہے۔

موجودہ دور میں شیاطین الانس شیطانوں کے اولین مصداق دجال کے لئے کام کرنے والے افراد اور ادارے ہیں۔ ایجنسیوں کے لئے کام کرنے والے افراد جو ان کے سائے تلے جہاد کرتے ہیں ان سے احتیاط مخلص مجاہدین کے لئے بے حد ضروری ہے۔

کیونکہ یہ ایسے خطرناک شیاطین ہے کہ ان کی چکنی چڑی باتوں میں آکر مخلص مجاہدین اب بھی پابند سلاسل ہے اللہ تمام کی رہائی نصیب فرمائے۔

انفال ۲۶ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”اور اس حالت کو یاد کرو جب تم زمین میں کم تھے کمزور شمار کئے جاتے تھے اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو اللہ نے تم کو رہنے کی جگہ دی اور تم کو اپنی بصیرت سے قدرت دی اور تم کو نفس نفس چیزیں عطاء فرمائی تاکہ تم شکر کرو۔“

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے مسلمانوں کی قدیم حالت کا تذکرہ بیان کیا ہے جسکے اولین مخاطب صحابہ کرامؓ تھے کہ اولاً کی زندگی کے شروع کے ایام میں ان کو تکالیف پیش آئے تھے، پھر ان تکالیف کے بعد مدنی زندگی کے آرام و سکون راحت اور خوشحالی کا بیان فرمایا۔

بہر حال اس تذکرے سے ہمیں کچھ باتوں کا سبق ملتا ہے وہ یہ کہ امن اور خوشحالی کے لئے اولاً تکالیف کا دلیری اور بے جگری سے مقابلہ کیا جانا چاہئے جیسا کہ اور جگہ ارشاد ہے: ”إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا“ سختی کے بعد آسانی ہے۔

آج تمام حق پرست اور خصوصاً مجاہدین دنیا بھر میں کمزور سمجھے جاتے ہیں لیکن اسی آیت کریمہ میں زبردست تسلی ہے کہ خلافت کے قیام کے لئے مشکلات ضرور آئیں گی جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

اجمعین کے اوپر آئے تھے اس آیت کی تفصیل ہو چکی ہے۔

سورۃ الانفال آیت ۳۰ میں اللہ نے دارالندوۃ کے اس سازشی اتحاد کا تذکرہ کیا جو نبی کریم ﷺ کے

خلاف ہوا تھا:

﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ

وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾.

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب کافر لوگ آپ کی خلاف مکر کر رہے تھے کہ تم کو قید کر لیں یا

پھر قتل کر ڈالیں یا جلا وطن کریں وہ اپنی مکر کر رہے تھے اور اللہ پاک اپنا تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب

سے زیادہ مستحکم تدبیر کرنے والا ہے۔

تمام کفار کے قبائل کا نبی علیہ السلام کے خلاف ایکشن پلین بنا تھا ابن کثیر نے مسند احمد کے حوالے سے تفسیر کی ہے کہ شیطان لعین بھی ایک نجدی شیخ کی صورت میں آیا تھا اور یقتلوک کا لفظ درمیان میں اس لئے ہے کہ اس پر اتفاق ہوا تھا اور یہ قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی تھی جیسا کہ آج کل جمہوری حضرات پارلیمنٹ سے متفقہ طور پر بل پاس کراتے ہیں۔

یہ صرف ایک واقعہ کا بیان نہیں بلکہ اس میں تاقیامت ایمان والوں کے لئے بہت سارے اسباق پوشیدہ ہے مثلاً موحدین علمائے حق جو انبیاء کرام کے وارث ہیں اور اسی طرح مجاہدین حق کے خلاف ایسا اتحاد و اتفاق ہوتا رہے گا اور یہ ہو رہا ہے کبھی اقوام متحدہ کی صورت میں کبھی نیٹو اتحاد وغیرہ وغیرہ۔

تمام عالم کفر اور ان کے ٹوڈی غلام ایسے پلین بناتے رہتے ہیں لہذا مجاہدین اور تمام حق پرست علمائے کرام کو ذہنی طور پر تیار رہنا چاہئے، ایسے کچھ طاغوتی افراد اور اداروں کا اجمالاً تذکرہ باب دوم میں ﴿وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ الَّذِينَ يَفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَصْلَحُونَ﴾ کے ذیل میں ان افراد اور اداروں کا تذکرہ ہے جو اس پرانے فلسفے پر آج بھی کام کر رہے ہیں جو دارالندوۃ میں ہو چکا تھا بس فرق یہ ہے کہ دارالندوۃ کی بجائے یہ مکر و فریب واشہگلٹن، لندن، نیویارک وغیرہ میں ہو رہا ہے اور وہاں سے بل پاس ہو کے تمام دنیا میں پھیل جاتا ہے۔

وہ میننگ رسول اللہ ﷺ کے خلاف تھی تو آج ٹارگٹ وہ لوگ ہے جو نبی علیہ السلام کے شریعت کے محافظ ہے اور پورے دنیا میں اس کا نفاذ چاہتے ہیں اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہر طاغوت کے خلاف برسر پیکار ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام کے قتل پر اتفاق ہوا تھا آج بھی میننگ یا اجلاس کے اختتام پر اس بات پر اتفاق ہو جاتا ہے۔

کہ دہشت گردوں کو ان کے ٹھکانوں سے نکال کر ماریں گے اور ان کے سر پرستوں کو بھی نہیں چھوڑیں گے، بہر حال یہ جنگ جو دہشت گردی کے خلاف لڑی جا رہی ہے یہ دراصل اسلام اور مجاہدین حق کیخلاف یہود و نصاریٰ کی کمانڈ میں لڑی جا رہی ہے۔

جس کا تذکرہ میں آگے کر چکا ہوں وہ لوگ خود بھی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری جنگ اسلام کے خلاف ہے اور اسلام ہی دہشت گرد مذہب ہے کتاب میں یہ بات حوالوں کے ساتھ گزر چکی ہے، مسلمانوں کو یہ تسلی یاد رہنی چاہئیں کہ ”ویمکرون ویمکرون اللہ“ یہ لوگ بھی ایکشن پلین بنا رہے تھے لیکن اللہ نے ان کے پلین کو فیل کر دیا تھا اور اللہ کی یہ سنت آج بھی برابر جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا

﴿وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا﴾.

انفال آیت ۳۱ میں اللہ نے باطل پرستوں کا ایک گندہ صفت بیان فرمایا:

﴿وَإِذَا تَسَلَّى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ

الْأُولَئِينَ﴾.

ترجمہ: ”جب ان پر ہماری آیاتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں اگر ہم چاہتے تو اس جیسا

بول سکتے یہ نہیں ہے مگر پرانے قصے کہانیاں“۔

اس قدیم تاریخ میں ہمارے لئے ایک سبق ہے کہ ۱۴۰۰ سال قبل کے باطل پرستوں نے قرآن کے احکامات کو بے سند کہانیاں ہی کہا تھا اور باطل پرستوں کی یہ تاریخ آج بھی وہی ہے جو قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔

اکیسویں صدی میں بھی ان کے چیلے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے آج بھی یہی بولتے ہیں جیسا

کہ پچھلے صفحات پر ANP کے لیڈر کا بیان ہوا، جناب نے بولا تھا کہ اللہ اکبر کا زمانہ چلا گیا اب جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے ایس ہی باتیں بش اور ٹونی بلیئر سابقہ برطانوی وزیر اعظم نے بھی کہی تھیں۔

They want old khilatat یہ لوگ پرانا خلافت چاہتے ہیں اسی طرح ایک اور سیاسی جمہوری وزیر پرویز رشید نے بولا تھا کہ دینی مدارس جہالت کے اڈے ہیں جہاں دینی علوم اور قرآن و سنت کی تعلیم دی جاتی ہے اس کو جہالت کا اڈہ کہنا اس کے بارے میں علماء کرام ہی فتویٰ دے سکتے ہیں کہ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

کیونکہ ہم تو بہت چھوٹے لوگ ہیں اگر کچھ بولا تو توہین جمہوریت یا توہین وزارت کا ٹھپہ لگ جائے گا کہ یہ خوارج ہے اس نے ”اسلامی ملک“ کے وزیر اطلاعات کی توہین کی بہر حال ہمارا موضوع صرف کل کے باطل پرستوں کے طریقہ واردات اور آج کے باطل پرستوں کے طریقہ واردات کی نشاندہی کرنا ہے۔ سورۃ الانفال آیت ۳۶ میں اللہ نے جہاں مسلمانوں کو تسلی دی تو ساتھ اس امر کی بھی نشاندہی فرمائی کہ کفار دین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں بدر کے شکست کے بعد جب مشرکین واپس ہوئے تو ابوسفیان بھی قافلے کو بخیریت واپس لے آیا تھا۔ (ابوسفیان نے اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا)۔

بعد میں فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے تو جس کے بھائی باپ بیٹے وغیرہ مرے تھے ان کا بھی اس مال تجارت میں حصہ تھا جو ابوسفیان شام سے لے کر آئے تھے۔

تو انہوں نے ابوسفیان کو بولا کہ مال مسلمانوں کے خلاف خرچ کرو ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کفار نے جیسا کہ اول اپنے اموال مسلمانوں کے خلاف خرچ کئے تھے بالکل اسی طرح آج بھی کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف وہ مال کہاں کہاں خرچ کرتے ہیں اور کس انداز میں اس پر بات کی جائے تو بات بہت لمبی ہو جائے گی بہر حال یہ بحث ہمارے موضوع سے باہر ہے ورنہ اس پر بھی تفصیل سے بات کرتے لیکن یہ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ ان کو مال خرچ کرنے کے بعد بھی افسوس کے سوا کچھ حاصل نہیں

ہوگا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيَنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ ثُمَّ يَغْلِبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ﴾  
ترجمہ: ”بیشک جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر ہوگا وہ ان پر افسوس اور آخر مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔“

اقوام متحدہ جو اصل میں کفار متحدہ ہے اسی طرح سلامتی کونسل جو حقیقی معنوں میں سلامتی کونسل ہے اور دوسرے دین دشمن بین الاقوامی ادارے اب بھی سبیل اللہ خصوصاً جہاد و قتال سے اپنے اموال کے ذریعے لوگوں کو روکتے ہیں اور کروڑوں اربوں ڈالر اپنے ٹوڈی غلاموں کو صرف اس لئے دیتے ہیں کہ اس پر اسلحہ وغیرہ خرید لو اور جہاد کا راستہ روک لو جس کو جدید جمہوری اصطلاح میں کولیشن سپورٹ فنڈ کا نام دیا جاتا ہے اس مقصد کے لئے آج کے کفار اور ان کے زر خرید غلام نام نہاد مسلمان افواج اور حکمران وغیرہ سب کے سب نے اتحاد کیا ہوا ہے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے مد میں صرف پاکستان کو اربوں ڈالر دیئے گئے ہیں اور تاحال یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے عالمی سطح پر مختلف منصوبے بنائے جاتے ہیں اور الگ الگ کمیٹری کے لوگوں کو چن لیا جاتا ہے جو بظاہر کلمہ بھی بولتے ہیں لیکن عملاً کفر کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں خصوصاً میڈیا اور اس سے وابستہ حضرات جنہوں نے اپنے ضمیر کا سودا کیا ہے، وہ اس ”کار خیر میں“ بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

بہر حال یہ ایک وسیع میدان ہے اور جن لوگوں نے یہود کا تاریخ پڑھا ہے وہ زیادہ باخبر ہے اور محققین اور علماء کرام نے اس موضوع پر باقاعدہ تصانیف لکھی ہیں جس کا اجمالاً تذکرہ میں کر چکا ہوں فردوس مجاہد نامی کتاب میں اس پر مستقل باب لکھی گئی ہے۔

بہر حال کسی کو زیادہ تفصیل دیکھنی ہے تو براہ راست ان کتابوں سے استفادہ کر سکتے ہیں یہاں صرف

ان کی اس خباثت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے تاریخ کا تفصیل بیان کرنا نہیں تاریخ سے نتیجہ اخذ کرنا مقصد ہے۔

سورۃ الانفال آیت ۴۸ میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَإِذْ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ﴾

جب شیطان نے ان کو ان کے اعمال مزین کر دیئے۔

شیطان پہلے بھی اپنے دوستوں کو خوش کرنے کے لئے آیا تھا سراقہ ابن مالک کے شکل میں جو بنو بکر بن کنانہ کے سردار تھے بدر میں اس نے اپنی جماعت یعنی مشرکین کو خوش کرنے کے لئے ان کو جنگ پر ابھارا تھا۔

اب بھی شیطان اپنے دوستوں کو خوش کرنے کے لئے طریقے بتاتا ہے اور انسانی شیاطین اپنے شیطانی افواج کو خوش کرنے کے لئے اکثر اوقات نمودار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کو ہم منطقی انجام تک پہنچائیں گے۔

پوری دنیا میں جو بھی اسلام اور مجاہدین حق کے خلاف اپنی افواج کو جنگ پر ابھارتا ہے وہ شیطان ہے چاہے وہ تخت پر بیٹھ کر حکم (آرڈر) دیں یا فوجی وردی پہن کر میدان میں نظر آئے کیونکہ شیطان بھی بھیس بدل کر حملہ کرتا ہے اور دوسری بات یہ کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا جس کا مفہوم یہ ہے ”کہ انسانوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں“ اور ممکن ہے کہ شیطان صفت انسان کی اصل ڈور جنی شیطان نمبر اہی ہلا رہا ہو۔ جرمنی، امریکہ، برطانیہ، اسرائیل، چین، فرانس، روس، اور بھارت، وغیرہ سے بڑا شیطان کون ہو سکتا ہے؟ یہ تمام شیاطین اپنے ماتحت شیطانوں کے ذریعے پورے دنیا میں فساد پھیلانے کے مرتکب ہو رہے ہیں یہ تو صرف ایک عقلی مثال ہے جس پر ہر صاحب عقل متفق ہے انفال ۵۶ میں نقض عہد کا تذکرہ ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہود کے قبیلے بنو قریظہ نے نبی علیہ السلام کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ ہم

مشرکین کی مدد نہیں کریں گے لیکن پھر اپنے معاہدے کی پاسداری نہیں کی یہ ان کی بہت پرانی عادت چلی آرہی ہے لیکن افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جو ان کے نقش قدم پر جا رہے ہیں اور لا الہ الا اللہ کا کلمہ بھی بولتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس گندے مرض میں بھی مبتلا ہیں۔

نقض عہد (عدہ خلائی) یہ کام اگرچہ یہود و نصاریٰ کا ہے لیکن یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم بھی ان سے پیچھے نہیں ہیں سید احمد شہید کے ساتھ معاہدے توڑے گئے، خان قلات (بلوچستان) اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ، اور سوات معاہدہ ۲۰۰۹ء جو حکومت اور طالبان کا ہوا تھا، وزیرستان وغیرہ میں کتنے بار حکومت نے معاہدوں کی خلاف ورزی کی یہاں چونکہ تفصیل مقصود نہیں اس لئے اجمالاً صرف یہ اشارہ کافی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے خصوصاً اور دوسری غیر مسلم اقوام نے عموماً معاہدوں کی پاسداری نہیں کی اور اب بھی نہیں کر رہے ٹھیک اسی طرح ان کے نقش قدم پر چلنے والے نام نہاد مسلمانوں کی حالت ہے۔

سورۃ توبہ آیت ۳۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نَوْرَ اللَّهِ بِأَفْوَهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يَتِمَّ نُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾

ترجمہ: ”چاہتے ہیں کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور اللہ نہ رہے گا بدون پورا کئے اپنی روشنی کے اور چاہے برا مانیں کافر“۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے ہمیں یہود و نصاریٰ کی سوچ اور ارادے کے بارے میں خبر دی ہے کہ یہ لوگ اللہ کی روشنی دین اسلام اور قرآن کے نظام کو منہ سے بجھانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ کی روشنی اور نور کو بجھانا ممکن نہیں اللہ اپنے نور کو تمام اور پورا کرتا رہے گا اگرچہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار لگے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

یہاں پھونکوں سے مراد یہود و نصاریٰ اور تمام عالم کفر اور اہل باطل کی تدبیر مراد ہے حکم اگرچہ اہل کتاب کا ہے مگر آیت مبارکہ میں تمام اہل باطل کے لئے یہ حکم عام ہے جو اپنی تدبیروں، سیاست، قانون سازی، اپنے تعلیمی نظام، اپنی جمہوریت، اور پروپیگنڈوں، اور مرتد افواج وغیرہ کے ذریعے اللہ کے

نور کو بجھانا چاہتے ہیں۔

توبہ آیت ۳۳ میں اللہ نے اپنے دین حق کو غالب اور ظاہر کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ پتھر اور درخت آواز دے گا کہ اے عبداللہ اے عبدالرحمن آ جاؤ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اس کو قتل کرو صرف غرقہ نامی پودا آواز نہیں دے گا کیونکہ یہ یہودی پودا ہے۔

غرقہ کو انگریزی میں Box throne کہتے ہیں یہودی این جی اوز جیوش نیشنل فنڈ اقوام متحدہ کے محکمہ زراعت اور امریکی فورسٹری سروس کی مدد سے اس پودے کا بڑے پیمانے پر کاشت جاری رکھے ہوئے ہیں یہ دراصل ان کی خوش فہمی ہے اور ہم اس پر خوش ہو رہے ہیں کہ ہمارے لئے پودے اگائے جا رہے ہیں ہمیں اس کے پیچھے سوچ اور منصوبے کا علم ہی نہیں ہے کہ حقیقت کیا ہے۔

امت اخبار نے دسمبر ۲۰۱۴ میں اس پر ایک تفصیلی قسط اور رپورٹ بھی شائع کی ہے اب ہم اپنی گریبان میں جھانکیں کہ ہم شرعی نظام اور خلافت کے لئے کیا کچھ کرتے ہیں یہ ملک جو اسلام کے نام پر آزاد ہوا عملاً دیکھا جائے اور حقیقت یہ ہے کہ شرعی نظام کے قیام میں انگریزوں کا یہ ٹوڈی غلام طبقہ یہود و نصاریٰ سے بھی رکاوٹ میں دو ہاتھ آگے نکل گیا ہے۔

یہ لوگ تو جمہوریت وغیرہ کے نظاموں کے دفاع کے لئے مجاہدین حق کے خلاف لڑتے مرتے ہیں کیونکہ ان کی بقاء اور ان سے زیادہ یہودیوں کی بقاء اس نظام کے ساتھ وابستہ ہے اللہ کے نظام کو ختم کرنے کے لئے اہل باطل کے بے شمار طریقے ہیں محققین نے اس پر باقاعدہ کتابیں لکھی ہے تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

سورۃ الرعد آیت ۲۵ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ

وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ﴾.

ترجمہ: ”اور جو لوگ توڑتے ہیں عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو

جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں، ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت،



اور ان کے لئے ہے براگھر۔

اس آیت مبارکہ میں وعدہ توڑنے، اللہ کے اوامر کو قطع کرنے، اور فساد فی الارض پر لعنت اور برے انجام کا وعدہ ہے کیا یہ وعدہ صرف ان لوگوں کے لئے تھا جو نزول قرآن کے وقت موجود تھے؟ ہرگز نہیں جن میں یہ تین کام پائے جاتے ہیں ان کے اوپر آج بھی اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے برا انجام اور برا گھر ہے تا قیامت یہ حکم عام ہے۔

آج دیکھا جائے کہ یہ مذکورہ بالا کام ہو رہے ہیں یا نہیں؟

سورۃ القصص آیت ۵۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا إِن نَتَّبِعِ الْهْدَىٰ مَعَكَ نَتَّخِطِفُ مِنْ أََرْضِنَا أَوْ لَمْ نَمُكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَكِن أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور کہنے لگے اگر ہم راہ پر آئیں تیرے ساتھ اچک لئے جائیں اپنے ملک سے کیا ہم نے جگہ نہیں دی ان کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھینچے چلے آتے ہیں اس کی طرف میوے ہر چیز کے روزی ہماری طرف سے پر بہت ان میں سمجھ نہیں رکھتے۔“

اس آیت مبارکہ کی تفصیل باب دوم میں گزر چکی ہے مشرکین مکہ نبی علیہ السلام کی تابعداری کو ہلاکت کا ذریعہ سمجھتے تھے اور اس کو امن کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے آج کل دیکھا جائے تو پوری دنیا میں اسلامی نظام اور خلافت کو امن اور ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے، اور یہ گندہ سوچ گندے ذہنیت کے حامل جمہوری تالاب میں غوطے لگانے والوں اور اس نظام کو کامیابی اور ترقی کا واحد ذریعہ سمجھنے والے حضرات کی ہے۔

اس لئے تو بولتے رہتے ہیں کہ ہمیں بندوق کا اسلام نہیں چاہئے حالانکہ بندوق تو صرف اسلام کی حفاظت کے لئے ہیں بندوق کے زور پر زبردستی اسلام کا نفاذ ممکن ہی نہیں نہ اسلام زبردستی کسی پر مسلط کیا جا سکتا ہے ہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئیں۔

کہ اسلام قبول کرنے کے بعد بندوق وغیرہ سے اسلامی احکامات کا نفاذ ضروری ہے اگر اہل الدین

دین میں زبردستی نہیں ہے اگر اہل فی الاحکام احکامات کے نفاذ میں زبردستی بالکل ہے اس کا مثال یوں سمجھ لے کہ ایک بندہ مسلمان ہے اور وہ شراب بھی پیتا ہے زنا بھی کرتا ہے اور کہے کہ اسلام میں زبردستی نہیں ہے میری اپنی مرضی کیا اس شخص کو اس کی مرضی پر چھوڑ جائے گا؟

اسلام میں یہ مرضی نہیں چلتی اس کے اوپر حاکم وقت کو سزا کا اختیار شریعت نے دیا ہے اور ہر گناہ کی اپنی اپنی سزا ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کہا کرتے تھے ”میں یہ نہیں جانتا کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے یا تلوار سے لیکن اسلام کی حفاظت کے لئے تلوار کو ضروری سمجھتا ہوں۔“

نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے ”بعثت بالسيف“ میں تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اسی طرح حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ہے کہ مصر کے ایک علاقے کے فتح کے موقع پر جب حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ تلوار سمیت شاہی دربار میں داخل ہوئے تو بادشاہ کے محافظوں نے آپ کے گلے سے تلوار لینے کی کوشش کی۔

آپؐ نے فرمایا ”میں تلوار کے بغیر داخل نہیں ہوں گا واپس چلا جاؤں گا مگر تلوار تن سے جدا نہیں کروں گا تمہیں خبر نہیں کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اسلام سے عزت بخشی ایمان کے ذریعے نصرت عطاء فرمائی اور تلوار کی برکت سے مضبوط کیا اور یہی وہ تلواریں ہیں جن کے ذریعے ہم نے اہل شرک اور سرکش لوگوں کے دماغ درست کئے ہیں۔“ (فتوح مصر صفحہ ۲۲ طبع کانپور)

اور نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ”اسلحہ مومن کا زیور ہے“ جہاد کے میدان میں اسلحے کے ساتھ نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے۔

سورۃ القصص آیت ۵۸ میں اللہ نے ہلاک شدہ اقوام کا تذکرہ فرمایا:

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فُتِلَتْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تَسْكُنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ﴾

ترجمہ: ”اور کتنی غارت کر دیں ہم نے بستیاں جو اتر اچلی تھیں اپنی گزران میں اب یہ ہیں

ان کے گھر آباد نہیں ہوئے ان کے پیچھے مگر تھوڑے، اور ہم ہیں آخر کو سب کچھ لینے والے۔  
قصص ۵۹ میں ہلاکت کا وجہ بیان فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور تیرا رب نہیں غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دے کر جو سنائے ان کو ہماری باتیں اور ہم ہرگز نہیں غارت کرنے والے بستیوں کو، مگر جب کہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں۔“  
سورۃ المائدہ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ أُنِيسُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيهِمْ فَكَفَّ أَيْدِيهِمْ عَنْكُمْ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾.

ترجمہ: ”اے ایمان والو یاد رکھو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا لوگوں نے کہ تم پر ہاتھ چلاویں پھر روک دیئے تم سے ان کے ہاتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسہ ایمان والوں کو۔“

اس آیت کریمہ کے شان نزول میں مفسرین نے متعدد واقعات لکھے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ کعب بن اشرف یہودی اور اس کے ساتھیوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف دھوکہ اور فریب سے نقصان پہنچانے کی سازش تیار کی تھی جب نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف فرما تھے بہر حال اللہ نے نبی علیہ السلام کو بچا لیا جبکہ ایک روایت یہ ہے کہ ایک مسلمان کے ہاتھوں دو عامری شخص غلطی سے قتل ہوئے تھے ان کی دیت کی ادائیگی میں یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر سے ملنے کے لئے نبی علیہ السلام اپنے صحابہ سمیت چلے گئے تھے اور ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے بنو نضیر نے یہ سازش تیار کی تھی کہ اوپر سے نبی علیہ السلام پر چکی کا پاٹ گرایا جائے لیکن اللہ نے بذریعہ وحی اپنے رسول ﷺ کو مطلع فرمایا اور آپ وہاں سے چلے گئے۔

بہر حال آج دیکھا جائے تو یہ لوگ مسلمانوں کی قتل پر آسرا نہیں کرتے عراق، شام، فلسطین، افغانستان، یمن، اور وانا، وزیرستان وغیرہ اس کی مثالیں ہیں کہیں پر براہ راست تو کہیں پر اپنے وفادار افواج کے ذریعے اور علماء حق کو (جو انبیاء کرام کے وارث ہیں) شہید کیا جاتا ہے۔

لیکن اس سے بڑی بد بختی کیا ہو سکتی ہے کہ اس فعل میں ان کے لئے راستہ ہموار کرنے کے لئے کلمہ گو مسلمان برابر کے شریک ہوتے ہیں، پوری دنیا میں یہ مشاہدہ دیکھا جاسکتا ہے اس پر تفصیل کی ضرورت ہی نہیں۔

سورۃ المائدہ آیت ۱۲ میں بنی اسرائیل سے جو عہد لیا گیا تھا اس کا تذکرہ ہے یہاں صرف ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے۔ ”اور اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور انہی میں سے بارہ سردار مقرر فرمائے اور اللہ نے فرما دیا کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوا اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں کو مانتے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ کو بہترین قرض دیتے رہو گے۔ تو یقیناً میں تمہاری برائیاں تم سے دور کروں گا اور تمہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہے ہیں اب اس عہد کے بعد بھی تم میں سے جو انکاری ہو جائے تو یقیناً وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔“

یہ وعدہ ۵ کام کرنے پر تھا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ”جابرہ“ سے قتال کے لئے تیار ہوئے اور انہوں نے اپنے قوم کے بارہ قبیلوں پر بارہ نفیب مقرر کر دیئے تاکہ وہ قیادت اور راہنمائی کے ساتھ ساتھ ان کو جہاد کے لئے بھی تیار کریں اور دیگر معاملات کا انتظام بھی سنبھالیں، پھر نتیجہ کیا نکلا وہ بھی قرآن سے بیان کردہ حقیقت کو پیش نظر رکھ کر دیکھنا چاہئے۔

مائدہ ۱۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر اپنی لعنت نازل کر دی اور ان کے دل سخت کر دیئے وہ کلام الہی کو اپنی جگہ سے بدل رہے تھے اور جو نصیحت ان کو کی گئی تھی ان کا بہت بڑا حصہ بھلا بیٹھے اور ان کی ایک نہ ایک خیانت پر تم کو اطلاع ملتی رہے گی ہاں تھوڑے سے ایسے نہیں بھی ہیں تو انہیں معاف کرتا جا اور درگزر کرتا رہے بے شک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں ان کے ۵ قباحتوں کا تذکرہ ہے اور پر ۵ کاموں کے مقابلے میں ان کے ۵ گندہ حرکتیں اللہ نے بیان فرمائے: (۱) عہد کے بعد عہد شکنی جس کی وجہ سے لعنت کے مستحق ٹھہر گئے ان کے دل سخت کر دیئے گئے جس کی وجہ سے انبیاء کرام کے وعظ و نصیحت نے ان کے اوپر کچھ اثر نہیں کیا اور وہ کلام الہی میں تحریف کے مرتکب ہو گئے اس کے ساتھ ساتھ احکامات الہی پر عمل کرنے میں ان کی دلچسپی ختم ہو گئی بلکہ بد اعمالیوں میں لگ گئے باقی ایک خرابی یہ کہ خیانت مکر و فریب فراڈ وغیرہ ان کا معمول بنا ہاں تھوڑے بہت لوگ ان میں ایمان لے آئے تھے مفسرین کے مطابق یہودیوں میں سے ایسے لوگوں کی تعداد ۱۰ سے بھی کم تھی۔

باقی عفو و درگزر کا یہ حکم اس وقت تھا جب لڑنے کی اجازت نہیں تھی بعد میں سورۃ توبہ آیت ۲۹ میں حکم دیا گیا:

﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾۔ ان لوگوں سے لڑو جو اللہ اور روز آخر پر ایمان نہیں رکھتے، قرآنی تاریخ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عہد شکنی ان کی بہت پرانی عادت ہے ان کے عہد کا کوئی بھروسہ نہیں ہے موسیٰ علیہ السلام کے دور میں بھی انہوں نے وعدہ خلافی کی تھی۔

اب بھی کر رہے ہیں لیکن اس عہد شکنی میں ان کے دوست نام نہاد مسلمان حکمران وغیرہ بھی ان کے نقش قدم پر جا رہے ہیں یہودیوں کے ڈالروں کے بھیگے مانگنے والے طاغوتی جمہوری لیڈران اور اس نظام کے حفاظت پر مامور افواج وغیرہ اب بھی عہد و معاہدے کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے۔

نقض عہد کا سزا توبہ آیت ۱۲، ۱۳ میں ہے پاکستان جس کو اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے یہاں پر بھی کئی دفعہ مجاہدین کے ساتھ معاہدوں کی خلاف ورزی کی گئی ہے مثلاً سب سے پہلے بلوچستان کا تذکرہ کروں گا کیونکہ اس سرزمین کی بہت لمبی تاریخ ہے جس کو سمجھنے کے لئے میں یہاں چند کتابوں کے مطالعہ کا تذکرہ کروں گا لیکن اس سے پہلے عہد شکنی ایک دو مثالیں۔

خان قلات کے چھوٹے بھائی شہزادہ عبدالکریم نے مئی ۱۹۴۸ میں مسلح جدوجہد کرنے کا اعلان کیا اور افغانستان کے مقام سرلہ کو اپنا مرکز بنایا اور وہاں سے ۵۰۰۰ ہزار کا مسلح لشکر تیار کیا تو پاکستانی حکام نے ہربوئی

کے پہاڑوں میں ان سے مذاکرات شروع کئے اور ایک معاہدے پر دستخط کئے اور قرآن پر حلف اٹھا کر سمجھوتے کی پاسداری کا عہد کیا۔

اس معاہدے کے بعد شہزادہ عبدالکریم نے اپنے بہت سارے مسلح ساتھیوں کو منتشر کیا اور ۱۰۰ کے قریب ساتھی اپنے ہمراہ لے کر قلات کی طرف روانہ ہوا تو پاکستانی فوج نے گھات لگا کر سب کو گرفتار کر لیا گرفتار شدگان پر مقدمے چلا کر جیلوں میں ڈال دیا گیا اور شہزادہ عبدالکریم کو بھی ۱۰ سال قید کی سزا سنائی گئی۔ بھیج دیا گیا اور یوں پاک فوج کا پہلا آپریشن قیام پاکستان کے ۸ ماہ بعد اختتام کو پہنچ گیا مزید تفصیل کے لئے کتاب بلوچستان وسائل میں مسائل صفحہ ۷۷ از عزیز بگٹی۔

اسی طرح ۱۹۶۰ میں سردار نوروز خان نے ہتھیار رکھ دیئے تھے ”پاک فوج“ نے ان سے ون یونٹ منصوبے کے خاتمے اور تمام مزاحمت کاروں کے عام معافی کا وعدہ کیا تھا یہ معاہدہ بھی بلوچستان کے اصرار پر ایک بار پھر قرآن پر ہاتھ رکھ کر کیا گیا چنانچہ سردار نوروز خان پہاڑ سے اتر آئے اور کرنل ٹکا خان کی زیر قیادت ”پاک فوج“ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ایک بار پھر فوج نے قرآن پر عہد کرنے کے بعد عہد شکنی کی تاریخ دہرائی اور سردار نوروز خان ان کے بیٹوں اور قریبی حامیوں کو گرفتار کر کے قلی کمپ کے اذیت خانوں میں ڈال دیا سردار کے چھ بیٹوں رشتہ داروں اور حامیوں کو پھانسیاں دے کر مار دیا گیا اور سردار نوروز خان کو عمر قید کی سزا سنائی گئی جیل میں وہ ان صدموں کا تاب نہ لا کر جیل کے اندر ہی فوت ہو گئے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب تاریخ بلوچستان صفحہ ۱۱۵ پر و فی سر عزیز محمد بگٹی۔

بلوچستان چونکہ ایک تاریخی سرزمین ہے برصغیر میں سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام یہاں کے لوگوں نے قبول کیا تھا، اور قیام پاکستان سے قبل بھی قلات میں اسلامی طرز حکومت تھی بلوچستان کا الحاق پاکستان کے ساتھ جبراً کیا گیا بہر حال میں اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا تفصیلی مطالعے کے لئے دیکھیں:

(۱) بلوچ تاریخ اور عرب تہذیب ترجمہ کتاب البلوش تاریخ وحضارۃ عربیہ از ڈاکٹر اسماعیل دشتی

البوشہری۔

(۲) بلوچستان اضلاع و تاریخ از ایم عثمان حسن

(۳) بلوچستان از سلطان محمد صابر

(۴) بلوچ قوم قدیم عہد سے عصر حاضر تک ڈاکٹر شاہ محمد مری۔

(۵) بلوچستان اور پاکستان الحاق کی کہانی حقائق کی زبانی از ڈاکٹر عبدالرحمن براہوی۔

(۶) تاریخ بلوچستان از میر گل خان نصیر قلات پبلشر کوئٹہ۔

(۷) سلگتا بلوچستان از عابد میر

تاریخ کی حد تک ان کتابوں میں کافی تفصیل موجود ہیں۔

سورۃ الانعام آیت ۶ میں اللہ تعالیٰ نے قدیم تاریخ سے سبق لینے کا درس دیا ہے ﴿الْم يٰرَوَا كَم اٰهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكْنَاهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نَكْمِنْ لَكُمْ﴾ یہ ہلاکت گناہوں کے وجہ سے تھا تو وہ کون سے گناہ تھے جس پر ان کی ہلاکت ہوئی اور وہ اس دور میں نہیں؟ وہ تمام گناہ آج بھی زور و شور سے ہو رہے ہیں بہر حال عموماً عذاب اس لئے نہیں آتی کہ نبی علیہ السلام نے اللہ سے دعا مانگی تھی جو اس امت کے حق میں قبول ہوئی کہ اے اللہ میرے امت کو عمومی عذاب سے ہلاک مت کرنا“ سورۃ الانعام آیت ۱۱ میں دوبارہ قدیم تاریخ سے سبق لینے کا درس ہے:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمَكْذِبِينَ﴾

ترجمہ: ”کہہ دیجئے زمین میں گھومو پھرو پھر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا آخری انجام کیا

ہوا؟“]

اللہ کے انبیاء کرام اور ان کے حق کو جن لوگوں نے جھٹلایا تھا ان کی ہلاکت کے آثار بھی زمین میں موجود ہیں اب چونکہ انبیاء کرام نہیں ہے لیکن ان کی مشترکہ دعوت توحید کے لئے علماء ربانیین موجود ہیں جو ان کے وارث ہیں ان کی تکذیب کی جارہی ہے توحید کے نظام کے لئے اپنے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کو بدنام کیا جا رہا ہے ان پر دہشت گرد اور خوارج کا ٹھپا لگایا جا رہا ہے بہر حال یہ حقیقت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ جیسا اللہ نے انبیاء کرام اور مومنوں کی مدد و نصرت فرمائی تھی آج بھی اللہ کی وہی سنت ہے اور یہ

سنتِ تاقیامت جاری رہے گا ان لوگوں کے لئے جو انبیاء کرام کے مشن اور عملاً اسلام کے نفاذ اور غلبے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَكَذَلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنَاجِ الْمُؤْمِنِينَ﴾. سورة الانعام آیت ۴۲ تا ۴۵،

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ. فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِم أَبْوَابَ كُل شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ. فَقَطَّعَ دَابِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾.

ترجمہ: ”اور ہم نے آپ سے پہلے گزری امتوں کی طرف پیغمبر بھیجے تھے تو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری سے پکڑا تا کہ وہ اظہارِ عجز کر سکیں سو ان کو جب ہماری سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہیں اختیار کی؟ لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا، پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اتر آ گئے ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔“

یہاں اللہ تعالیٰ نے قدیم اقوام کی تاریخ ہمیں بیان فرمائی کہ ان کو بھی پیغمبر آئے تھے لیکن ان کی نہ ماننے کی وجہ سے ہم نے ان کو فقر و فاقہ تنگی اور بیماریوں میں مبتلا کر دیا کہ اب بھی وہ راہِ راست پر آجائے لیکن ان کے برخلاف ان کے دل اور سخت ہو گئے اور شرک، سرکشی، دشمنی، ضد، گناہ اور نافرمانی کو شیطان نے ان کو آراستہ کر دکھایا اور وہ اس پر جمے رہے جب یہ نہیں مانے تو ہم نے ان کو اور مہلت دے دی کہ یہ اور گناہوں میں آگے نکل جائے پھر اس دفعہ ہم نے ان کو اور طرح طرح کی روزیاں اور زیادہ سے زیادہ مال دیا یہاں تک مال اولاد اور رزق کی وسعت پر وہ بھولنے لگے اور غفلت میں پڑ گئے تو ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا۔



حضرت قتادہ کا بیان ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم اللہ کے فرمان سے سرتابی کرتی ہے تو اول تو انہیں دنیا خوب مل جاتی ہے جب وہ نعمتوں میں پڑ کر بد مست ہو جاتے ہیں تو اچانک پکڑ لئے جاتے ہیں، لوگوں اللہ کی ڈھیل کو سمجھ جایا کرو نافرمانیوں پر نعمتیں ملیں تو غافل ہو کر نافرمانیوں میں مت پڑھو اس لئے کہ یہ تو بے کار اور بد نصیب لوگوں کا کام ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ”جب تم دیکھو کہ کسی گناہ گار شخص کو اس کے گناہ گاری کے باوجود اللہ کی نعمتیں دنیا میں مل رہی ہے تو اسے استدراج (مہلت سمجھ لینا)“ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۴۵ پھر نبی علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

اور حدیث میں ہے کہ جب کسی قوم کی بربادی کا وقت آ جاتا ہے تو ان پر خیانت کا دروازہ کھل جاتا ہے یہاں تک کہ وہاں دی گئی چیزوں پر اترانے لگتے ہیں تو ہم انہیں اچانک پکڑ لیتے ہیں اور اس وقت محض ناامید ہو جاتے ہیں۔ ”ابن کثیر“۔

اللہ کا یہ اصول اب بھی ہے یہ صرف پرانا واقعہ نہیں ہے اللہ نے ان کے کرتوتوں کا اجمالاً بیان فرمایا کہ وہ بد اعمالیوں میں مزید بڑھے اور شیطان نے یہی بد اعمال ان کے لئے آراستہ کر دیئے تھے اب بھی دیکھا جائے تو اکثریت ان لوگوں کی ہے جو دین دشمنی پر کمر بستہ ہے اور وہ اسے کار خیر سمجھتے ہیں۔

شریعت مطہرہ کا مذاق کھلے عام کیا جا رہا ہے عاجزی اور دین کی طرف رجوع کرنے کی بجائے نافرمانیوں اور دین کے مقابلے میں حریف بن گئے ہیں اکثریت کے دل سخت ہو گئے ہیں۔

کفار کی بات کی جائے تو وہ تو اول روز سے دین دشمن اور نافرمان ہے اور اب بھی ہیں لیکن اس مرض میں وہ لوگ بھی ہے کہ منہ زبانی کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں اور پھر بھی قسم قسم کے عذابوں کے باوجود بھی اللہ کے دین دشمنی میں اور جمہوریت ملعونہ کی سمندر میں غرق نظر آ رہے ہیں اس بات کی حفاظت کے لئے اقوام متحدہ (جو حقیقت میں کفار متحدہ ہے) کے اصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔

اسی طرح بہت سارے گناہ آج اس جمہوری چھتری تلے ہو رہے ہیں یہ تمام بد اعمال شیطان نے اکثریت کو آراستہ کر دکھائے ہیں۔ جیسا کہ جہاد جیسی مقدس فریضے کو دہشت گردی کا نام دینا یا پھر جمہوریت ملعونہ کو شورا بیت سے تعبیر کرنا آئین کو اسلامی کہنا اور سمجھنا سود کو فراٹ کا نام دینا۔

مجاہدین حق کو خوارج کہنا جبکہ بعض سیاسی لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ ہم جمہوری طریقے سے اسلام کا نظام نافذ کریں گے ایسے ایک دو نہیں بے شمار گناہ کے کام ہیں جن کو شیطان نے ایسے لوگوں کے لئے اچھے کر دکھائے ہیں اور یہ حضرات باطل تاویلات سے اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دوسری صورت اللہ نے یہ بیان فرمادی کہ ہم ان پر آسائشوں اور فراوانیوں کے دروازے کھول دیتے ہیں اور وہ ان چیزوں میں خوب مگن ہو جاتے ہیں اور فخر اور تکبر کرتے ہیں تو پھر ہم اچانک ان کو پکڑ لیتے ہیں اور ان کی جڑ بھی کاٹ دیتے ہیں۔

یہ اول بھی ہو چکا ہے اور اب بھی ہو سکتا ہے مثلاً جب روس نے سپر پاور کا دعویٰ کیا تو افغانستان کی سرزمین ان کے لئے قبرستان بن گیا اسی طرح حال ہی میں جب دوسری سپر پاور امریکہ نے خدائی کا دعویٰ کیا تو اللہ نے ان کی بھی کمر توڑ دی نیٹو افواج کے کمانڈر جان ایف کیمبل کا بیان ان کی شکست کا منہ بولتا ثبوت ہے جس کو تمام اخبارات نے شائع کیا یہ تو صرف دو مثالیں ہیں جو لوگ یہ دعویٰ کریں چاہے وہ مرتد افواج ہو یا نام نہاد اسلامی حکمران یا پھر کفار ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دنیاوی ترقی ٹیکنالوجی معیشت وغیرہ ابتلاء اور مہلت ہے یہ کفر یہ عقائد اور کفر یہ کام کا صلہ ہرگز ہرگز نہیں ہے، ڈھیل اور مہلت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں بتایا گیا اللہ ہم کو قدیم قرآنی تاریخ سمجھنے کی توفیق دیں۔

سورۃ الاعراف آیت ۴ میں ارشاد باری ہے:

﴿وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ﴾

یہاں پر بھی اللہ نے عذاب شدہ اقوام کا اجمالاً بیان فرمایا کہ میرا عذاب یا تو ان کو رات کو آیا یا پھر جب یہ لوگ قیلولہ یعنی دوپہر کو آرام کر رہے ہیں تھے، مراد یہ کہ ان کو خبر ہی نہیں تھی کہ اچانک میرے عذاب نے گھیر لیا۔

قدیم تاریخ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ تذکرہ شیطان ابلیس کا بھی ضروری ہے وہ اس لئے کہ ان کی ذریت (اولاد) کا طریقہ واردات بھی ان جیسا ہے عداوت اور دشمنی کے صرف دو چار واقعات پر اکتفاء کرتا ہو، باقی تو قرآن میں شیطانی لشکر اور ان کے طریقہ کار کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے، اعراف آیت ۱۶ میں

ہے:

﴿قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ. ثُمَّ لَا تَنَالُهُم مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ، وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾۔  
ترجمہ: ”شیطان کہنے لگا اس سبب سے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے (میری زندگی اجیرن کر دی ہے) میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی دہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔“

سورۃ الانعام آیت ۴۳ میں آگے کچھ تذکرہ ہوا کہ شیطان نے برے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے یہاں پر بھی اجمالاً تذکرہ ہے کہ میں ہر شہر کے راستے میں بیٹھ کر ان کو خیر سے روکوں گا اور شر کو ان کے نظروں میں آراستہ کروں گا صراط مستقیم کا اطلاق اگرچہ ہر دینی مساعی اور راستے کو شامل ہے لیکن خصوصاً جہاد فی سبیل اللہ سے جس طرح لوگوں کو روکا جاتا ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔

فردوس مجاہدانہ کی کتاب میں تفصیل کے ساتھ یہ بات سمجھا دی گئی ہے اللہ کی بندگی سیدھا راستہ ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

﴿وَأَنْ أَعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾۔

لیکن جو اللہ کے بندگی اور قانون کا نام لیتا ہے اس کی حالت پوری دنیا میں ہمارے سامنے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ عبادت صرف روزے، نماز، حج وغیرہ کا نام نہیں ہے عبادت اور بندگی سے مراد کسی کے قانون پر چلنا ہے اور یہ کہ اس سے حلال و حرام کے ضابطے اور جائز و ناجائز کے پیمانے لئے جائیں عبادت اور بندگی کی تفصیل باب نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔

اللہ کے قانون پر چلنا عقیدتا اور عملاً اللہ کے قانون کا نفاذ یہ اللہ کی عبادت اور بندگی ہے اور غیر اللہ کے خود ساختہ قانون دین پر چلنا اور اس کو قبول کرنا اور اس پر خوش ہونا غیر اللہ کی بندگی ہے۔ اب پوری دنیا میں دیکھا جائے کہ بندگی/قانون کس کے لئے ہے نماز میں ہم یہ کہتے ہیں کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کچھ

الگ ہے۔

اللہ کی بندگی یہ سیدھا راستہ ہے مگر شیطان نے بھی پلین بنایا ہے کہ میں ان کو سیدھے راستے اور آپ کی بندگی سے روکوں گا یہ تو شیطان نمبر ۱ ابلیس کا تذکرہ رہا اب ان کے بچے اور دوست شیاطین ہوتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

انسانوں کے شیطانی دماغ اور ان کے کرتوتوں کا جائزہ مختلف بارڈرز اور چیک پوسٹوں پر مجاہدین کرتے رہتے ہیں اور بعض شیاطین کے کام اس سے کچھ مختلف ہوتے ہیں اس لئے سورۃ الناس میں انسانی شیطانوں سے بھی پناہ مانگنے کا بیان ہے اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ نے فرمایا:

﴿وَإِخْوَانِهِمْ يَمْدُونَهُمْ فِي الْغَىٰ ثُمَّ لَا يَقْصِرُونَ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ﴾

شیطان نے اکثریت کو گمراہ کرنے کا کہا تھا اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اکثریت کیا ہے؟ اکثریت کو جمہوری نظام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اور جیت اکثریت کی بنیاد پر ہے اور ہم سنتے رہتے ہیں کہ بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل ہوئی۔

بہر حال حقیقت یہی ہے کہ شیطان نے اکثریت کو گمراہ کیا ہے اور یہ صورت حال صرف پارلیمنٹ کے اندر نہیں بلکہ پوری دنیا میں ہر جگہ یہی معاملہ ہے، لا ماشاء اللہ۔

اللہ نے سورۃ السباء آیت ۲۰ میں فرمایا:

﴿وَلَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

ترجمہ: ”اور شیطان نے ان کے بارے میں اپنا گمان سچا کر دکھایا یہ لوگ سب کے سب ان کے تابع دار بن گئے سوائے مومنوں کے ایک جماعت کے۔“

شیطان اور اس کے ذریت (اولاد) کا دھوکہ دینے کا ایک طریقہ جو قرآن نے ہمیں سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ قسم کے ذریعے دھوکہ دیتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو شیطان نے قسم کھایا تھا

﴿وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ﴾

ترجمہ: ”اور دونوں کو قسم کھایا کہ میں تمہارے لئے خیر خواہ ہوں۔“

آج پوری دنیا میں یہودیوں نے یہ واویلا مچایا ہے کہ ہم تو پوری دنیا کے خیر خواہ ہیں اور عالمی امن چاہتے ہیں ان کا عالمی امن کیا ہے؟ یہ نکتہ سوچنے کا ہے محققین علماء کرام نے اس پر تفصیل سے بہت کچھ لکھا ہے عالمی امن ان کا ایک عالمی حربہ ہے عالمی امن جس کو انہوں نے قائم کرنا ہے وہ ہے عالمی دجالی نظام نیو ورلڈ آرڈر بہر حال اسی باب میں آگے یہ تذکرہ ہوا کہ بلوچستان میں ۲ دفعہ ”پاک فوج“ نے قرآن پر حلف لینے کے بعد معاہدے تھوڑے۔

عہد شکنی الگ گناہ اور قرآن پر حلف لینا اور پھر اسے توڑنا الگ گناہ عہد شکنی تو یہود و نصاریٰ کا کام ہے جیسا کہ ماندہ آیت ۱۳ میں اللہ نے فرمایا کہ ان کی عہد شکنی کی وجہ سے میں نے ان پر لعنت مسلط کی۔ بہر حال یہاں بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ شیطان نے اکثریت کو دھوکہ دیا اور کبھی کبھی قسم کھا کر اپنا مطلب حاصل کرتا ہے اور یہی حالت ان کے بچوں کی ہے۔

سورة الاعراف آیت ۲۷ میں فرمان خداوندی ہے:

﴿إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾.

ترجمہ: ہم نے شیطانوں کو ان ہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

سورة الانعام آیت ۱۲۳ میں اللہ پاک نے جرائم پیشہ لوگوں کا تذکرہ اس انداز سے کیا ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكْبَرًا مَّجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا

بأنفسهم وما يشعرون﴾.

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرکز بنایا تاکہ وہ

لوگ وہاں فریب کریں اور وہ لوگ اپنے ہی ساتھ فریب کر رہے ہیں اور ان کو خبر نہیں ہے۔“

قدیم قرآنی تاریخ سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ کفار اور فاسقین کے سرغنہ ہی داعیان حق اور انبیاء کرام کے مخالفت اور دین دشمنی میں ماسٹر مائنڈ تھے اس لئے ان کا تذکرہ ہوا۔ سورة سبأ، زخرف ۲۳ اور سورة نوح ۲۲ وغیرہ میں قرآن نے جگہ جگہ یہی مفہوم بتایا ہے آج کل کے زمانے میں اگر پوری دنیا میں مجرموں کی فہرست مرتب کرنی ہے تو اکابر کفر اور ان کے مکرو فریب سرکشی اور عالمی دہشت گردی کو دیکھا جائے ہر بے

دین لبرل سب سے بڑا مجرم ہے اور ہر بڑے کے کثرت اور حرامی پن ایک دوسرے سے زیادہ ہیں عالمی سطح پر کفار کے بڑے خصوصاً یہود و نصاریٰ اور ان کے ہاں میں ہاں ملانے والے تمام نام نہاد کلمہ گو مسلمان، جو ان کے ساتھ فرنٹ لائن اتحادی بنے ہوئے ہیں یہ خبیث لوگ ہی مکر و فریب فساد اور دہشت گردی پھیلانے والے ہیں ثبوت کے لئے دیکھیں پروٹوکول نمبر ۲۰۴۔

”ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آج ہر طرف جو دہشت گردی اور بربریت پھیلی ہوئی ہے اس کا سرچشمہ ہم ہی ہیں ہم دکھاوے کے فسادات کرائیں گے اور بے چینی پھیلانیں گے۔“  
تفصیل امن اور فساد کے باب میں گزر چکی ہے۔

سورۃ الاعراف آیت ۱۰۱، ۱۰۲ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿تِلْكَ الْقُرَى نَقِصَ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِهَا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَبُوا مِنْ قَبْلُ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الْكَافِرِينَ. وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ مِنْ عَهْدٍ وَإِنْ وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِينَ﴾.

ترجمہ: ”یہ بستیاں ہیں کہ سناتے ہیں ہم تجھ کو انکے کچھ حالات اور بیشک ان کے پاس پہنچ چکے ان کے رسول نشانیاں لے کر پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں اس بات پر جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے یوں مہر کر دیتا ہے اللہ کافروں کے دل پر، اور نہ پایا ان کے اکثر لوگوں میں ہم نے عہد کا نباہ اور اکثر ان میں پائے نافرمان۔“

من قبل سے مراد یوں تو تقدیر الہی ہے یا یہ کہ اس سے قبل بھی انبیاء کرام کی طرف جھوٹ کی نسبت ہوئی تھی جیسا کہ انعام آیت ۱۰۹، ۱۱۰ میں تفصیل ہے اعراف آیت ۱۰۲ میں ۲ بار اکثریت کی فسق اور وعدہ خلافی کا بیان ہے روز اول سے قوموں میں اکثریت حق کی مخالف رہی ہے، جبکہ آجکل دیکھا جائے تو صورت حال تقریباً یہی ہے ہاں صرف ایک نظام جس کو جمہوریت یا ڈیموکریسی کہا جاتا ہے اس میں اکثریت کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے اور اکثریت ہی کو کامیابی کا معیار سمجھا جاتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اکثریت ہمیشہ ہمیشہ باطل کی رہی ہے الا ماشاء اللہ ہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے

کہ ظہور مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد اکثریت حق اور سچ کی ہوگی اور اسلام کا بول بالا ہوگا ان شاء اللہ اور تقریباً اسی طرح اقوام مکذّبہ کے ہلاکت کے بعد انبیاء کرام اور ان کے ساتھ بچنے والے مومنین کی اکثریت حق کی ہوتی تھی۔

بہر حال یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ اکثریت نے ہزاروں سال قبل بھی عہد و معاہدے کا خیال اور لحاظ نہیں رکھا اور آج بھی اکثریت کا طریقہ یہی ہے اسی طرح اکثریت کل بھی فاسقوں کی تھی اور آج بھی حالات ہمارے سامنے ہیں اس کے بعد اللہ نے فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تفصیلاً بیان فرمایا اور اس میں بے شمار عبرتیں ہیں قرآن نے جگہ جگہ یہ واقعہ مختلف انداز سے بیان کیا ہے یہ صرف کہانی اور واقعات کا بیان نہیں بلکہ تاریخ سے سبق لینا ہے اور تاریخ کا اہم جز تاریخ معلوم کر کے اس کو ترتیب دینا ہے اور پھر اس سے نتیجہ اخذ کرنا ہے ابن خلدون نے اپنے تاریخ کے مقدمہ میں یہی بات لکھی ہے۔

سورة الاعراف آیت ۱۰۳ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَظَلَمُوا بِهَا فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ﴾

اپنے کھلے دلائل یعنی معجزات کے ساتھ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت کے سپر پاور اور ان کے ساتھیوں کی طرف بھیجا لیکن انہوں نے ظلم کیا تو اللہ نے فرمایا دیکھ لو کہ فساد یوں کا انجام کیسے ہوا۔

فرعون اور ان کے پارلیمنٹ سب کو اللہ نے فساد یوں کے زمرے میں شمار کیا اور یہ تمام غرق ہو گئے اور اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو بچایا یہاں مومنوں کے لئے ایک زبردست تسلی ہے کہ اللہ کی نصرت ہمیشہ حق والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے خلاف اس وقت فرعون اور ان کے اتحادی قارون ہامان وغیرہ تھے تو نبی کریم ﷺ کے خلاف ابو جہل، ولید، عتبہ، شیبہ اور ابی بن خلف تھے۔ سب سے زیادہ سخت امتحانات انبیاء کرام کے اوپر آئے تھے اور ہر مومن پر وقتاً فوقتاً ان کے ایمان کے موافق امتحانات آتے رہتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اجمالاً فرعون اور ان کے کابینہ کی ہلاکت کا تذکرہ ہے بعد میں آیت ۱۰۳ سے لے کر ۱۵۰ تک تفصیل ذکر ہے یہاں صرف چند مقامات کی نشاندہی کرتا ہوا اللہ کے توفیق سے آیت ۱۰۴ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول کچھ ایسا ہے فرماتے ہیں:

﴿يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

ترجمہ: ”اے فرعون میں عالموں کے رب کا رسول ہوں۔“

سورۃ طہ میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ کا بیان موجود ہے وہاں پر رب العالمین کی تفصیل کچھ زیادہ بیان ہوئی ہے یہ اس لئے کہ فرعون کہا کرتا تھا ”أنا ربكم الأعلى“ رب کی تشریح اور تفصیل کے لئے باب نمبر ادیکھ لیا جائے، آیت ۱۰۵ میں ہے:

”حَقِيقَ عَلَى أَنْ لَا أَقُولُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَرْسَلْ مَعِيَ

بَنِي إِسْرَائِيلَ“.

ترجمہ: ”قائم ہوں اس بات پر کہ نہ کہوں اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے لایا ہوں تمہارے

پاس نشانی تمہارے رب کی سو بھیج دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو“۔

مراد یہ ہے کہ انا حقیق میں لائق ہو اس بات کا کہ اللہ ہی کے لئے حق ہی بولو وہ حق کیا تھا؟ مسئلہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ مسئلہ حریت و آزادی موسیٰ علیہ السلام اول نبی تھے جس نے توحید کے ساتھ آزادی کی بات بھی فرمائی۔

موسیٰ علیہ السلام فرماتا ہے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھی بھیج دو مفسرین فرماتے ہیں کہ شام کی طرف لے جانا مراد تھا کیونکہ بنی اسرائیل کا آبائی مسکن شام تھا، مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں آباد ہوئے تھے تو یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اپنے ساتھ لے جانے کا تذکرہ فرمایا، آیت مبارکہ سے یہ بات بھی صاف معلوم ہوگئی کہ لا الہ الا اللہ کا مسئلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے بیان کیا اور اس پر ڈٹ گئے تھے اور فرعون کی خود ساختہ آئین اور قانون کے مقابلے میں حق کا اعلان کیا تھا دوسری بات بنی اسرائیل کی آزادی کی تھی۔



اس حق کے بیان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بڑا محاذ کھل گیا لیکن وہ گھبرائے نہیں اور ہمت اور شجاعت کے ساتھ مقابلہ کیا اور ٹھیک اسی طرح محمد عربی ﷺ نے بھی کیا تھا اور یہ قدیم تاریخ قیامت تک تمام مسلمانوں کے لئے تسلی اور سبق کا پیغام ہے دیکھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم سے بچانے کے لئے بولا کہ ان کو میرے ساتھ جانے دیجئے اور قوم کے خلیفہ اور امیر کا بھی یہ منصب فریضہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے قوم کو ظالموں سے بچاتا ہے۔

اب ہمارے یہاں کیا ہو رہا ہے ہمارے حکمران بھی کشمیر کی آزادی کی بات کرتے ہیں اور اب تک نتیجہ صفر ہے کشمیر کمیٹی بن گئی اور بات ختم، یہ نعرہ ہم اکثر سنتے ہیں کہ کشمیر کی آزادی تک جنگ جاری رہے گی، کشمیر کی آزادی اقوام متحدہ کے قراردادوں کے عین مطابق نہیں ہو سکتی اور اگر ہوگی بھی تو وہ آزادی نہیں ہوگی۔

اصل بات مسلمانوں کو ظلم سے نکالنا ہے یہی بات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہی اور یہی بات نبی محمد ﷺ کی سنت ہے انہوں نے بھی اپنے صحابہ کرام کو ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور پھر فتح مکہ کے موقع پر جو ہوا وہ تاریخ کے کتابوں میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہوا ہے کشمیر کی آزادی کی جنگ جو ایجنسیوں کے جھنڈے تلے لڑی جا رہی ہے اس سے حقیقی آزادی ممکن نہیں، ان شاء اللہ مجاہدیں حق (جن کا جہاد صرف اور صرف اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہے) ان کے ہاتھوں کشمیر کی کیا پورے ہندوستان کی آزادی ہوگی۔

اور یہ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ ایسا ہی ہوگا لیکن اگر ہم واقعات اور حقائق کو قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھیں تو آیت ۱۰۹ میں فرعون کے سیاسی لوگوں اور مشیروں نے بولا کہ یہ تو ماہر اور جاننے والا جادوگر ہے

﴿يُرِيدُونَ أَن يُخْرِجُكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَأَنتُمْ بِرُءُوسِهِمْ﴾

ترجمہ: ”یہ ارادہ کرتا ہے کہ تم کو تمہاری زمین (ملک) سے نکال دیں تو تم کیا رائے دیتے

ہو“۔

اس وقت چونکہ جادو کا زیادہ چرچا تھا اس لئے فرعون اور ان کے سارے کابینہ نے اللہ کے نبی موسیٰ

کَلِیم اللہ کو جادو گر کے نام سے مشہور کیا۔

بالکل اس طرح جیسا کہ فرعون اور ان کے پارلیمنٹ نے کیا تھا علماء حق اور مجاہدین اسلام کو آج کے فراعنہ نے دہشت گرد اور انتہا پسند کے نام سے بدنام کیا ہے اور جہاد جیسی عظیم عبادت کو دہشت گردی کے نام سے۔

قرآن نے باطل پرستوں کا طریقہ واردات ہمیں بہت پہلے سے بتا دیا ہے اس وقت اگرچہ موجودہ اسمبلی اور پارلیمنٹ ہاؤس کی طرح عمارتیں نہیں تھیں مگر تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اس وقت کے باطل پرستوں اور آج کل کے باطل پرستوں کے نظریات برابر ہیں۔

اس وقت انہوں نے بولا تھا کہ تم کو تمہارے زمین ملک سے نکالنا چاہتے ہیں اب بھی یہی بولا جاتا ہے کہ اپنا قانون اور بندوق کا شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں، سیاسی جلسوں اور ٹاک شوز میں سیاسی چیلے اکثر یہ بولتے رہتے ہیں کہ یہ لوگ جمہوریت اور آئین کو نہیں مانتے ہمیں قائد اعظم کا پاکستان چاہیے، مسٹر جناح جو خود شیعہ تھا اگر یہ نظریاتی ملک ہوتا تو کبھی یہ ملک کا سربراہ نہیں بن سکتا تھا۔

بہر حال وہ ایک الگ کہانی ہے مسٹر جناح کو قائد اعظم کہنا بھی زیادہ مناسب ہے جناح کی حقیقت سمجھنے کے لئے دیکھیں کفایت المفتی جلد ۹ کتاب السیاسات از مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی، سورۃ الاعراف آیت ۱۱۱، ۱۱۲:

﴿قَالُوا أُرَاجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ. يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ﴾.

ترجمہ: ”بولے ڈھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج پرگنوں میں جمع کرنے والوں کو

کہ جمع کر لائیں تیرے پاس جو ہو کامل جادو گر“۔

فرعون کے پارلیمنٹ نے مشورہ دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی کو ٹائم دے دو اور ہر کاروں کو بھیج کر بہترین سمجھدار جادو گروں کو جمع کیا جائے، یہ سارا محاذ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بن گیا تھا بالکل اسی طرح مجاہدین کے خلاف ہو رہا ہے بس فرق صرف طریقہ کار میں ہے اغراض و مقاصد دونوں کے برابر ہے اس وقت چونکہ جادو کا زیادہ چرچا تھا اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون

علیہم السلام کے خلاف جادو کے ہتھیار کو آزمایا گیا۔

آج کے حاشرین نے علماء سوء کا انتخاب کیا ہے مجاہدین حق کے کتابوں اور فتاوی جات کا توڑ سیاسی علاقے اور درباری مولوی مفتی اور اسکالرز وغیرہ کے ذریعہ کرایا جا رہا ہے اگرچہ ان کا رد کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے اور اس پر بس نہیں کرتے بلکہ مقابلے کے لئے اپنا خون بہانے سے دریغ نہیں کرتے۔

اس وقت ماہر جادو گروں کو جمع کیا گیا تھا آج کل کے جدید دور میں مجاہدین کے ساتھ معاہدے کر کے ان کے خلاف آپریشن اور حملے کی تیاری کی جاتی ہے، اور مجاہدین کے خلاف ان کے جوابی وار سے بچنے کے لئے معاہدے کے آڑ میں ٹائم حاصل کیا جاتا ہے اور پھر تیاری مکمل ہونے کے بعد ماہر کمانڈرز وغیرہ کو جدید ہتھیاروں سے لیس کر کے میدان میں اتارا جاتا ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے طریقے ہیں، آج کل کے فرعون نے کل کے فرعون سے بھی بہت بڑا ظلم کیا اور کر رہے ہیں۔

سورة الاعراف آیت ۱۱۳ میں اللہ نے فرعون کے جادو گروں کا احوال بیان کیا ہے:

﴿وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ﴾

ترجمہ: ”اور آئے جادوگر فرعون کے پاس، بولے ہمارے لئے کچھ مزدوری ہے اگر ہم غالب ہوئے۔“

سورة الاعراف آیت ۱۱۴

﴿قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقْرِبِينَ﴾

ترجمہ: ”کہنے لگا ہاں تم میرے خاص لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔“

ساحروں نے فرعون سے کہا تھا کہ ہمارا کوئی صلہ ہوگا اگر ہم غالب آگئے تو؟؟ فرعون نے ہاں میں جواب دیا کہ تم میرے ہاں مقرب لوگوں میں شمار ہوں گے، یہ چونکہ حق کے خلاف بڑا مقابلہ تھا اس لئے اجرتی لوگوں کے دلوں میں فوراً یہ خیال آگیا اب اس جدید دور میں سرکاری مولویوں، مفتیوں اور علاموں کا بھی تقریباً یہی حال ہے کہ فتوے ڈالروں کے عوض بیچ دیتے ہیں اور دنیا بھر میں نام نہاد مسلمان ممالک کے

افواج اور سیاسی حکمرانوں کی بھی یہی حالت ہے اپنی گریڈ، پراگرس، پنشن اور تنخواہ بڑھانے کے چکر میں سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

تاریخ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ فرعون کے جادوگروں نے یہ سب کچھ صرف اپنے صلے اور گریڈ بڑھانے کے خاطر کیا تھا، اب دیکھا جائے کہ جب امریکہ Do more کا مطالبہ کرتا ہے تو ساتھ فرعون کے جادوگروں کی طرح ہمارے نام نہاد مسلمان یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں کچھ صلہ ملے گا؟ یا یوں سمجھ لیں کہ ڈالر کتنے ملیں گے؟ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ امریکہ نے کولیشن سپورٹ فنڈ کے مد میں لاکھوں ڈالر کس لئے دیئے؟

اس لئے کہ دہشت گردوں کو ختم کروں مجاہدین ہی ان کے نظر میں سب سے بڑے دہشت گرد ہیں اس وقت سپر پاور چونکہ فرعون تھا تو آج کا سپر پاور امریکہ بنا ہوا ہے قیام پاکستان سے پہلے بھی برطانوی راج سے ہزاروں ایکڑ زمینیں صرف اس لئے ملی تھیں کہ مجاہدین کے خلاف اس وقت کے نام نہاد مسلمان میدان میں اتر گئے تھے، اور جنگ عظیم اول میں خلافت عثمانیہ کو گرانے میں انگریز سرکار کا ساتھ دیا تھا اور اسی طرح جنگ عظیم دوم میں سلطنت برطانیہ کے مدد کے لئے چندے جمع کر کے اپنے خاندانوں اور قبیلوں کے ہزاروں نوجوانوں کو جہنم کا ایندھن بنانے کے لئے میدان میں اتارا تھا۔

یہ سب کچھ برصغیر کے ان رذیل ترین لوگوں نے کیا جو لا الہ الا اللہ کا کلمہ بھی بولتے تھے اور پھر بھی ۲۰۰ سال تک فرنگی کے پاؤں دھو دھو کر پیتے رہے۔ یہ ایک سیاہ تاریخ ہے جس کے تفصیل کا یہ موقع نہیں بہر حال انگریز کی وفاداری اور مسلمانوں اور مجاہدین سے غداری کی یہ تاریخ آج بھی زندہ ہیں، فرعون نے جادوگروں کو بولا تھا کہ تم میرے خاص لوگ ہوں گے تو آج کا سپر پاور یہ کہتا ہے کہ پاکستان ہمارا فرنٹ لائن اتحادی ہے اور ڈالروں کی بارش بھی برابر جاری ہے اس تاریخ کا ہزاروں سال قبل کے تاریخ سے موازنہ کیا جانا چاہئے۔

بہر حال جب جادوگروں نے اعلان کیا

﴿قَالُوا آمْنَا برب العالمین۔ رب موسیٰ و ہارون﴾۔

ترجمہ: ”وہ کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا رب ہے۔“

اب فرعون کے تیور بھی بدل گئے:

﴿قال فرعون آمنتم به قبل أن آذن لكم إن هذا لكم مكرتموه في المدينة لتخرجوا منها أهلها فسوف تعلمون﴾.

ترجمہ: بولا فرعون کیا تم ایمان لے آئے اس پر میری اجازت سے پہلے یہ تو مکر ہے جو بنایا تم سب نے اس شہر میں تاکہ نکال دو اس شہر سے اس کے رہنے والوں کو سوا ب تم کو معلوم ہو جائے گا۔“

﴿لأقطعن أبدیکم وأرجلکم من خلاف ثم لأصلبنکم أجمعین﴾.

ترجمہ: ”میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں پھر سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو“

یہ میدان ان لوگوں کے خلاف بن رہا ہے کہ کچھ لمحے قبل فرعون کے خاص لوگ تھے اور فرعون نے انکے لئے اعلان خاص کیا تھا کہ تم میرے قریب ترین لوگوں میں شمار ہوں گے۔ اب اس اعلان کے بعد فرعون نے بھی سیاسی لوگوں کی طرح پلٹا کھایا کہنے لگا کہ میں تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا اور تمہارے ہاتھ پیر ادل بدل کاٹ دوں گا علمائے مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے پھر ایسا ہی کیا اور سب کو شہید کیا تفصیل کے لئے دیکھیں تفسیر ابن کثیر وغیرہ۔

اب یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ جب انہوں نے فرعون کو رب ماننے سے انکار کیا اور ان کے رٹ کو Chalange کیا اور اللہ رب العزت پر ایمان لانے کا اعلان کیا اور موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کے رب کی بندگی کا اعلان کیا، فرعون بھی اپنے آپ کو رب کہتا تھا اس لئے یہاں پر اس کے وہم اور گمان کو بھی ختم کیا کہ رب وہ ہے جو ان دونوں انبیاء کرام کا رب ہے۔

اب موجودہ حالات کو غور سے دیکھ کر فیصلہ کیجئے اس پر فتن دور میں جو بھی موسیٰ اور ہارون علیہم السلام

کے رب اور اس کی قانون کی بات کرتا ہے ایکشن پلین کے تحت اس کا انجام پھانسی ہے وہ لوگ حکومتی رٹ چیلنج کرنے والے کہلاتے ہیں۔

بہر حال قرآن نے ان شہداء کا تذکرہ اور ان کی ایمان کی استقامت کا بیان کچھ اس انداز سے فرمایا:

﴿وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَجَاءٍ تَنَا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوْفِنَا

مُسْلِمِينَ﴾.

ترجمہ: ”اور تجھ کو ہم سے یہی دشمنی ہے کہ مان لیا ہم نے اپنے رب کی نشانیوں کو جب وہ ہم

تک پہنچیں اے ہمارے رب دہانے کھول دے ہم پر صبر کے اور ہم کو مار مسلمان۔“

اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ حق پرست لوگوں کو مشکلات اور مصائب اس بات پر پہنچی تھی کہ وہ اللہ واحد کو رب مانتے تھے فردوس مجاہد میں اس مسئلہ پر پورا باب لکھا گیا ہے تفصیل دیکھنے کے لئے دیکھ لیا جائے۔

سورة الاعراف آیت ۱۲۷ میں ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَنْذِرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذِرْكُمُ

وَالْهَيْكَلُ قَالَ سَتَقْتُلُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَتَسْتَحْيُونَ نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور بولے سردار قوم فرعون کے اے تو چھوڑتا ہے موسیٰ کو اور اس کی قوم کو تاکہ فساد

مچائیں ملک میں اور موقوف کر دے تجھ کو اور تیرے بتوں کو بولا اب ہم مار ڈالیں گے ان کے بیٹوں

کو اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو اور ہم ان پر زور آور ہیں۔“

”الملاء“ سے مراد دولت مند، بڑے اور اثر رسوخ والے لوگ ہیں ان ممتاز لوگوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ

السلام اور اس کے قوم والے زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں موجودہ دور میں یہ لیبل مجاہدین اور حق

پرست علماء کرام پر لگایا جا رہا ہے جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو شریک کے نام سے یاد کیا تو

ہمیں بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

بہر حال اور جگہ فرعون نے بھی یہی بولا تھا کہ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا لَشَرٍّ مِثْلِ قُلُوبِ النَّاسِ﴾ کہ یہ تو

شر پسندوں کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔

آج کل کے سیاسی لوگ یعنی آج کے ”الملا“ بھی مجاہدین کے بارے میں یہی کہتے چلے آ رہے ہیں کہ یہ تو مٹھی بھر شدت پسند ہے اور ہم ان کو حکومتی رٹ چیلنج کرنے نہیں دیں گے۔ ان لوگوں نے بھی یہی بولا تھا کہ تم کو اور تمہارے قانون کو نہیں مانتے اور تمہارے قانون سازوں کو نہیں مانتے ”وآلہتک“ تمہارے الہوں کو نہیں مانتے۔

”وآلہتک“ کا معنی تفسیر قاسمی نے کیا ہے ”وقضاتک“ تمہارے قاضیوں اور فیصلہ کرنے والوں کو نہیں مانتے آج کل قاضی کے بجائے جج کا نام استعمال ہوتا ہے، اب اللہ کو حاضر جان کر فیصلہ کیجئے کہ آجکل باطل پرستوں کا طریقہ کیا ان سے کچھ مختلف ہے یہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کو نہیں مانتے اور آئین کو نہیں مانتے اور یہ تو اسلامی آئین ہے اسلامی آئین کا یہ پر فریب نعرہ اور دھوکہ کافی عرصے سے جاری ہے آئین پاکستان بالکل اسلامی نہیں ہے اور یہ صرف دعویٰ نہیں الحمد للہ اس پر بے شمار دلائل قرآن و حدیث سے موجود ہیں جن حضرات کو دلائل چاہئے وہ صرف ان دو کتابوں کا مطالعہ کریں:

(۱) کیا ہمارا آئین اسلامی ہے از شیخ الحدیث مولانا نور الہدی حفظہ اللہ

(۲) الصبح والقنديل از ڈاکٹر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

اللہ سے قوی امید کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ مطالعہ کیا ان کو فائدہ ملے گا۔

اب یہاں ایک اعتراض آتا ہے وہ یہ کہ فرعون بولتا تھا ”مالکم من إله غیرى“ میرے علاوہ تمہارا کوئی الہ بھی ہے، جبکہ یہاں ”الملاء“ بولتے ہیں کہ تمہارے الہوں کو نہیں مانتے؟

اس کا جواب جلالین نے یہ دیا ہے کہ فرعون نے چھوٹے چھوٹے کام چھوٹے الہوں کے حوالے کئے تھے۔ اور خود کو بولتا تھا ”أنا ربکم الاعلیٰ“ میں تمہارا بڑا رب ہوں، اشکال اور اعتراض ختم ہو گیا۔

دوسری بات فرعون نے یہ کہی تھی کہ ”وإننا فوقہم قاہرون“ کہ میں ان کے اوپر غالب ہوں بہر حال یہ صرف ان کا ایک سیاسی حربہ تھا جیسا کہ آج کل سیاسی حضرات بولتے ہیں علماء اور مورخین نے

یہاں تک لکھا ہے کہ فرعون سے ڈر کی وجہ سے پیشاب ایسا نکلتا تھا جس طرح گدھے سے پیشاب نکل جاتا ہے دیکھیں تفسیر قرطبی۔

آج کل کے فراعنہ کی حالت بھی تقریباً یہی ہے بش اور ابامہ وغیرہ کا بیان ہم روز سنتے ہیں کہ ہم سپر پاور ہے اور ہم نے القاعدہ اور طالبان کی کمر توڑ دی ہے اسی طرح ان کے ٹوڈی غلام اور تمام طاغوتی سربراہان کے بیانات بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں سب کے سب یہی کہتے ہیں کہ دہشت گردوں کا آخری دم تک مقابلہ کریں گے اور ان کو بلوں سے گھسیٹ کر نکالیں گے حقیقت کچھ الگ ہے یہ صرف سیاسی بیانات اور جھوٹ ہیں فرعون کی سیاست کرنے والے حضرات کو یہ طریقہ ان کے بڑے دادا یعنی فرعون نے سکھایا ہے یہ سیاسی بیانات ہزاروں سال قبل فرعون نے بھی دیئے تھے۔

لیکن بیان دینا الگ چیز ہے اور عملی میدان میں مقابلہ الگ چیز کل کے فرعون کے بیانات اور دھمکیاں جس کا قرآن گواہ ہے کچھ الگ تھی اور عملاً پیشاب گدھے کی طرح نکلتا تھا، آج کل کے فراعنہ کی حالت بھی ان سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے نہ تو لا اور نہ عملاً۔

بہر حال کل کا فرعون نساء، ہم یعنی بچیوں کو زندہ چھوڑنے کا بول رہا تھا اور بچوں کو قتل کرنے کا اور تقریباً ایسا ہی کیا تھا، لیکن آج کل کے فراعنہ نہ مجاہدین حق کو چھوڑتے ہیں اور نہ ان کے بچوں کو ڈرون حملوں کے ذریعے پاکستان، یمن، صومالیہ، افغانستان، عراق، شام، وغیرہ میں یہ سب کچھ آج بھی ہو رہا ہے۔

آج کل کے فراعنہ نے اپنے دادا کا ریکارڈ بھی توڑ دیا وہ کم از کم بچیوں کو تو معاف کر رہا تھا اور اس نے یقیناً کچھ کم لوگوں کو شہید کیا تھا آج کل تو پوری دنیا میں دہشت گردی کے جنگ کے بہانے لاکھوں مسلمانوں اور ان کے بچوں کو شہید کیا جا رہا ہے حالات ہمارے سامنے ہیں اور اخباری بیانات اور تجزیوں میں یہ سب لکھا ہوا ہے کہ صرف عراق اور افغانستان میں لاکھوں لوگوں کو شہید کیا گیا۔

سورة الاعراف آیت ۱۲۸ میں ہے:

﴿قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ

عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾.



ترجمہ: موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو بیشک زمین ہے اللہ کی اس کا وارث کر دے جس کو وہ چاہے اپنے بندوں میں اور آخر میں بھلائی ہے ڈرنے والوں کے لئے۔  
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے قوم کو بہترین انداز میں تسلی دی اور دو چیزوں پر ڈٹ جانے کا حکم دیا۔

(۱) اللہ سے مدد (۲) صبر

صبر سے مراد یہ نہیں ہے کہ دشمن جو بھی کریں تم خاموش رہو بلکہ مراد یہ ہے کہ مشکلات کا دلیری سے مقابلہ کر کے ڈٹ جانا اور ہمت اور حوصلے کے ساتھ مشکلات اور تکالیف پر استقامت دکھاؤ اور قرآن نے صبر کا یہی مفہوم سمجھا دیا ہے زمین اللہ کی ہے جسے وہ چاہے وراثت میں دے دیتا ہے اور آخری انجام تقویٰ والوں ہی کا اچھا ہوتا ہے دونوں جہانوں میں۔

اب تقویٰ کیا ہے؟ اور متقین کون ہیں؟

تقویٰ والے اور متقین صرف تسبیح والے اور عطر لگانے والے نہیں ہے یہ پہچان قرآن سے سیکھنی ہے تفصیل سے بچنے کے لئے چند حوالے نقل کئے جاتے ہیں تاکہ متقین کی پہچان ہو جائے سورۃ البقرہ آیت ۳، ۴، سورۃ الانعام ۳۲۔

سورۃ التوبہ میں ہے:

﴿قاتلوا المشرکین كافة كما یقاتلونکم كافة واعلموا أن اللہ مع المتقین﴾

ترجمہ: قتال کرو مشرکین کے ساتھ سب کے سب جیسا کہ وہ تم سے لڑتے ہیں سب کے سب اور جان رکھو کہ اللہ متقیوں (پرہیزگاروں) کے ساتھ ہیں۔

سورۃ الحجرات آیت ۴۶ تا ۴۸ سورۃ النحل آیت ۳۰ تا ۳۲ سورۃ الدخان آیت ۵۱ تا ۵۵ سورۃ طور وغیرہ میں بھی قرآن نے جگہ جگہ متقیوں کا انجام اور ان کے صفات کا تذکرہ کیا ہے، موسیٰ کلیم اللہ نے متقین کے اخروی انجام کا تذکرہ فرمایا۔

سورۃ الاعراف آیت ۱۲۹ میں مزید تسلی

﴿قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَهْلِكَ عِدْوُكُمْ وَيَسْتَحْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ﴾.

ترجمہ: ”فرمایا بہت جلد اللہ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور بجائے ان کے تم کو زمین کا خلیفہ بنا دے گا۔“

پھر تمہارا طرز عمل دیکھے گا۔

یہ تسلی آج بھی ہر حق پرست کے لئے درس عبرت ہے اور اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، سورۃ الاعراف آیت ۱۳۱

﴿فَإِذَا جَاءَ تَهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَلَا إِنَّمَا طَائَرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾.

ترجمہ: ”جب ان پر خوشحالی آجاتی تو کہتے یہ تو ہماری وجہ سے ہیں اور اگر کوئی بدحالی پیش آتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے یا درکھوان کی نحوست اللہ کے پاس ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

فرعونیوں کو جب کوئی بھلائی اور خوشحالی آتی تو کہتے تھے کہ یہ ہمارا کمال اور جب کوئی مصیبت یا برائی آتی تو اس کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی طرف کرتے تھے۔

آج کل کے فراعنہ کا حال اور منطق بھی تقریباً یہی ہے جب ترقی اور خوشحالی کی کوئی خبر ہوتی ہے تو سیاسی وڈیرے اور جمہوریت کے دفاع کرنے والے سارا کریڈٹ خود لیتے ہیں حالانکہ وہ کامیابی اور خوشحالی کی بھی اکثر اوقات وقتی ہوتی ہے لیکن پھر بھی یہ جیالے اپنے سیاسی دکانوں کو خوب چمکاتے ہیں۔

لیکن جب کرائیس اور مشکلات میں گر جاتے ہیں تو یہ بات سب کی زبان پر ہوتی ہے کہ دہشت گردوں کی وجہ سے سرمایہ کاری نہیں ہو رہی اور ترقی میں رکاوٹ یہی شہر پسند لوگ ہیں یہ خبیث ترین لوگ جہاد کو دہشت گردی اور مجاہدین کو شہر پسند کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اکثریت کی اس گندے سوچ کی نفی فرمائی کہ ان کو پتہ نہیں بہر حال

اس وقت یہ نسبتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی طرف ہوئے تھیں اور کل کے باطل پرستوں کے ٹارگٹ پر اس وقت کا حق پرست اور ان کا جماعت تھا آج حق پرست علمائے کرام اور مجاہدین کو ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے زمینی حقائق ہمارے سامنے ہیں اللہ ان کی شرور سے حفاظت فرمائے۔

حال ہی میں مسلم لیگ کی وفاقی وزیر برائے اطلاعات و نشریات پرویز رشید نے کہا تھا کہ دینی مدارس جہالت کے اڈے ہیں جبکہ اس سے پہلے نیشنل پارٹی کے وزیر یلوے بشیر بلور نے کہا تھا کہ اللہ اکبر کا زمانہ چلا گیا آج کل جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے، ایسی مثالیں اور بھی لیکن ہمارا موضوع چونکہ یہ نہیں اس لئے اس پر مزید تبصرہ بے کار ہے ہمارا مقصد تفصیل بیان کرنا نہیں بلکہ نشاندہی کرنا ہے کہ جو کچھ کل کے حق پرستوں اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ ہوتا تھا وہ آج بھی ہو رہا ہے۔

کل کے حق پرست انبیاء کرام اور ان کے ساتھیوں کے مقاصد اور آج کے حق پرست علماء کرام اور مجاہدین اور ان کے ساتھیوں کے وہی مقاصد آج بھی ہیں اور ان شاء اللہ یہی مقاصد تاقیامت ایک ہوں گے، اس کے برخلاف کل کے فراعنہ کے مقاصد اور آج کے باطل پرستوں کا عقیدہ اور نظریہ بھی ایک ہے ہاں فرق بس اتنا ہے کہ طریقہ کار میں اختلاف ہے، دین دشمنی میں کل کے باطل پرستوں اور آج کے باطل پرست جماعتوں افراد اور اداروں میں زیادہ فرق نہیں اللہ ہمیں قدیم تاریخ سمجھنے اور اس سے نتائج اخذ کرنے کی توفیق دے۔ آمین

سورۃ الاعراف آیت ۱۳۲ میں معجزات کا انکار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان کو جادو سے تعبیر کرنے کا بیان ہے اور یہ کہ ہم تمہاری بات اور توحید کی دعوت کو کبھی بھی نہیں مانیں گے، آج کل دیکھا جائے کہ دین حق کی نفاذ کی بات کرنے والوں کو ایسے ہی جملے سننے کو ملتے ہیں یہ بات میڈیا پر ہم سب سنتے ہیں کہ خود ساختہ شریعت خود ساختہ اسلام اور بدوق کی شریعت کو نہیں مانتے فرعونوں نے بھی یہی بولا تھا کہ:

﴿فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ﴾

سورۃ الاعراف آیت ۱۳۳ میں فرعونوں کے عذابوں کا بیان ہے جبکہ آیت ۱۳۵ میں ان کی وعدہ خلافی

کا تذکرہ ہے وعدہ خلائی کا بیان اس باب میں گزر چکا ہے، سورۃ الاعراف آیت ۱۳۶ میں اللہ نے فرمایا: ”پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا اور ان کو دریا میں غرق کر دیا اس وجہ سے کہ وہ ہماری نشانیوں (معجزات) کو جھٹلاتے تھے اور ان سے بالکل غافل تھے، اس کے بعد سورۃ الاعراف آیت ۱۳۷ میں اللہ نے فرمایا ”اور ہم نے ان لوگوں کو جو بالکل کمزور شمار کئے جاتے تھے زمین کا مالک بنایا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں پورا ہو گیا اور ہم نے فرعون اور اس کے قوم کے خود ساختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنا رہے تھے سب کو تباہ و برباد کر دیا۔

یہاں پر زمین سے مراد مفسرین نے شام کا علاقہ فلسطین مراد لیا ہے جہاں عمالقہ کے بعد اللہ نے بنی اسرائیل کو غلبہ دیا شام میں بنی اسرائیل حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے وفات کے بعد گئے جب حضرت یوشع بن نون نے عمالقہ کو شکست دے دی مزید تفصیل کے لئے مستند تفاسیر اور تاریخ کی طرف رجوع کیا جائے۔

باقی یہ وعدہ کون سا تھا جو بنی اسرائیل کے صبر کی وجہ سے پورا ہوا تھا آیت ۱۲۸، ۱۲۹ میں ابھی ابھی ذکر ہوا فرعون جس نے اس وقت سپر پاور ہونے کا دعویٰ کیا تھا اللہ نے ان کے مصنوعی کارخانوں عمارتوں اور ہتھیاروں وغیرہ سب کو نیست و نابود کر دیا۔

اللہ آج کے فراعنہ کے قوت اور ایٹم بم وغیرہ کو تباہ کرنے پر قادر ہے اس تاریخ سے یہ پتہ ضرور چلا کہ وہ فرعون جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور سپر پاور بنا بیٹھا تھا اور جدید عمارتوں اور اس وقت کے ٹیکنالوجی کا مالک تھا اللہ نے ان سے وہ ساری چیزیں چھین لیں۔

اور قرب قیامت کے وقت ہمارا یہ ایمان اور عقیدہ ہے کہ رحمانی لشکریں ہی سپر پاور بنیں گی دجالی اور طاغوتی لشکروں کی تباہی تو شروع ہو چکی ہے اور موجودہ فتنے کے دور میں نائن الیون کے فدائی حملوں کے بعد رحمانی اور شیطانی لشکروں کی ترتیب اور تیاری کافی زور و شور سے جاری ہے اب یہ ہمارے اوپر ہے کہ ہم کون سے لشکر میں شمولیت اختیار کرتے ہیں۔

لشکروں کا یہ مقابلہ، تیاری وغیرہ اگرچہ ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک ایسا ہوتا

رہے گا مگر نائن الیون کے بعد حالات نے ایک نیا رخ موڑ لیا ہے اللہ ہم سب مسلمانوں کو رحمانی لشکر میں ثابت قدمی نصیب فرمائے۔

سورۃ الاعراف آیت ۱۷۵، ۱۷۶ میں بدکردار مولوی کا تذکرہ کچھ اس انداز سے ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ. وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرَكْهُ يَلْهَثْ ذَلِكَ مِثْلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور سنادے ان کو حال اس شخص کا جس کو ہم نے دی تھیں اپنی آیتیں پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا پھر اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ ہو گیا گمراہوں میں اور ہم چاہتے تو بلند کرتے اس کا رتبہ ان آیتوں کی بدولت، لیکن وہ تو ہور ہا زمین کا اور پیچھے ہوگی اپنی خواہش کے تو اس کا حال ایسا جیسے کتا اس پر تو بوجھ لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو سو بیان کر یہ احوال تاکہ وہ دھیان کریں۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک بے دین اور ذلیل ملا کا تذکرہ کیا اور اس کو کتے سے تشبیہ دی مفسرین نے اس کا نام بلعم بن باعور لکھا ہے ابن کثیر نے اس مقام پر بہترین تفصیل کیا ہے یہاں وہ تفصیل بیان کرنے کا موقع نہیں ہے لیکن یہ بات ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں سال قبل بھی دنیا پرست لوگ عالموں کی شکل میں دستیاب تھے جو خواہشات کے پیچھے دوڑتے تھے۔

اب اللہ نے یہاں پر کتے سے تشبیہ کیوں دی؟ دقائق الاخبار میں کتے کے ۱۵ وہ صفات بیان کئے گئے ہیں جو اولیاء کرام کے ہیں، علاوہ ازیں یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ کتا اپنے مالک کا کم سے کم وفادار تو ہوتا ہے، وہ اپنے جگہ لیکن کتے سے تشبیہ اس لئے ہے کہ اس میں کچھ برے صفات بھی پائے جاتے ہیں جو دوسرے جانوروں میں نہیں ہے مثلاً:

جب کتا فارغ ہوتا ہے تو یہ اپنے شرم گاہ کو چاٹتا رہتا ہے اور دوسری یہ کہ کتا بے شرم اور شہوتی ہے

حضرت تھانوی نے فرمایا ہے کہ کتا اپنے ہم جنس پر حملہ کرتا ہے

بہر حال ان گندے حرکتوں کی وجہ سے کتے کے تمام اچھے صفات بے کار ہو جاتے ہیں جیسا کہ مشرک کے شرک کی وجہ سے ان کے اعمال برباد کئے جاتے ہیں، اللہ نے ”ذکر“ سے یہ حکم عام رکھا ہے اور تاقیامت یہ حکم باقی ہے جو مولوی، مفتی، عالم، اسکالر، علامہ قاضی، جج، وغیرہ۔

منکرات پر خاموش بیٹھ کر تماشا کرے اور گناہ اور ناجائز کو جائز بنانے کے لئے قانون سازی کرے یا فتوے جاری کرے یا پھر ناجائز اور حرام حیلوں سے گناہ کو جائز سمجھے اس کا مثال بھی بلعم بن باعور جیسا ہے۔ اسی باب میں نساء آیت ۴۶ کے ذیل میں سرکاری درباری مولویوں اور مفتیوں کے دو چار فتوے اور ان کے کچھ نام شامل ہیں ان حضرات کو عالم، مولوی، مفتی، کی بجائے اگر کتا کہا جائے تو امید ہے کہ ان شاء اللہ دربار خداوندی میں مواخذہ نہیں ہوگا، تلخیص ابلیس میں امام ابن جوزی نے وہ طریقے بتائے ہیں جس کے ذریعے شیطان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جیسا کہ اس نے بلعم کے ساتھ کیا، اور یہ بات تو واضح ہے کہ شیطان کا ہر کسی کو گمراہ کرنے کا الگ الگ طریقہ ہوتا ہے۔

اللہ تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے، توبہ آیت ۳۴ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرَّهْبَانِ لِيَأْكُلُوا أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْباطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾.

ترجمہ: ”اے ایمان والو بہت سے عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے“

یہ گندہ صفت اگرچہ یہود و نصاریٰ کا ہے اور ان میں آج بھی اکثریت ایسے لوگوں کی موجود ہے لیکن آیت کا حکم عام ہے اور آج کل کے احبار اور رہبان یعنی علمائے سوء بھی ٹھیک ویسے جارہے ہیں جیسا کہ وہ لوگ کر چکے تھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان میں اکثریت کے بارے میں فرمایا تو آج بھی اکثریت ان لوگوں کی ہے جو احبار رہبان کی شکل میں لوگوں کے اموال کو ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں، مسائل السلوک میں حضرت

تھانوی نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان پیر فقیروں کے بارے میں ہے جو مریدوں سے مال بٹورتے ہیں۔  
بہر حال احبار رہبان کی طرح مال بٹورنے کے حرام اور جدید ناجائز طریقے اور ان کی زیادہ تفصیل  
کے لئے سپریم کورٹ ہائی کورٹ وغیرہ کی فائلیں دیکھی جاسکتی ہیں، بیرون ممالک میں اربوں ڈالر کس  
طریقے سے پہنچائے جاتے ہیں وہ ایک الگ کھیل ہے چونکہ یہ ہمارے موضوع سے باہر ہے ورنہ اللہ کی  
توفیق سے اس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔

باطل طریقوں سے اموال المساکین ہڑپ کرنا جمہوری نظام میں صرف کاغذی کاروائی سے قانون ہو  
جاتا ہے (قانون سے مراد جمہوری نظام میں حلال اور جائز ہے) کیونکہ جمہوری نظام کا قانون کچھ الگ ہے  
اور آخر میں یہ سب کچھ اس کا لے قانون کا حسن کہلاتا ہے دوسری خباثت ان کی یہ تھی کہ اللہ کے راستے سے  
روکتے تھے۔

سبیل اللہ اگرچہ یہاں کوئی مخصوص اور متعین چیز نہیں ہے لیکن اللہ کے قانون، دین اسلام جہاد جیسی  
مقدس فریضے سے روکنا کل کے احبار رہبان کیا کرتے تھے اور آج بھی ہو رہا ہے فرق بس یہ ہے کہ جدید دور  
میں یہ نام تبدیل ہو کر کچھ اور ہو گیا۔

کچھ سیاسی اور درباری مولویوں مفتیوں علاموں اسکالرز جج اور ڈاکٹر حضرات کے چند فتوے اس  
کتاب میں لکھے گئے ہیں سبیل اللہ سے روکنے کے لئے یہ ان کی سعی نامراد ہے، خصوصاً جہاد فی سبیل اللہ  
سے روکنا اور تمام عالم اسلام کو اس مقدس فریضے سے متنفر کرنے کے لئے عالمی سطح پر بہت کچھ کیا جا رہا ہے  
اور وہ بھی اتنے بڑے پیمانے پر جس کا بندہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

اس پر محققین علماء حق نے بہت کچھ لکھا ہے اللہ ان کی سعی کو قبول فرمائے فردوس مجاہد نامی کتاب میں  
قدرے تفصیل موجود ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث مرفوعہ نقل کرتے ہیں:

”صنفان من أمتی إذا صلحتا صلحة الأمة وإذا فسدتا فسدة الأمة السلطان

والعلماء“ (جامع بیان العلم وفضله لابن عبد البر جلد ۱ صفحہ ۱۸۴)

ترجمہ: میرے امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ جب وہ صالح ہوں تو پوری امت صالح ہوتی ہے اور جب وہ دونوں خراب ہو جائیں تو پوری امت میں خرابی آتی ہے: بادشاہ اور علماء۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

”اعلموا أنه لا يزال الناس مستقيمين ما استقامت لهم ائمتهم وهداتهم“

ترجمہ: جان رکھو یہ کہ لوگ ہمیشہ صحیح رہیں گے جب ان کے ائمہ اور دین کے سکھانے والے صحیح ہوں گے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

جب یہ دو گروہ فاسد ہو جاتے ہیں تو پھر سبیل اللہ سے روکنے میں یہ لوگ ہی زیادہ کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ امت کی رہبری کے لئے ان لوگوں کا خاص کردار ہے، جب یہ رہن بن جاتے ہیں تو امت میں فساد تو لازم آئے گا اللہ علمائے سوء اور امراء سوء سے ہماری حفاظت فرمائے۔

سورۃ یونس آیت ۱۳ میں اللہ نے قدیم ہلاک شدہ اقوام کا اجمالاً بیان فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أَهَلَكْنَا الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا

لِيُؤْمِنُوا كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ﴾

ترجمہ: ”اور البتہ ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے جب ظالم ہو گئے حالانکہ لائے تھے ان کے پاس رسول ان کے کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو“۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں پر ہلاکت کی وجہ ظلم کو قرار دیا اس تاریخ میں ہمارے لئے یہ سبق پوشیدہ ہے کہ ہم ظلم سے بچیں لیکن بچنے کی بجائے آج پوری دنیا میں جو ظلم سرعام ہو رہا ہے وہ جمہوریت ملعونہ ہے جس کے چھتری کے سائے تلے باقی چھوٹے بڑے مظالم ہوتے رہتے ہیں اللہ کے قانون اور قرآن و سنت کے مقابلے میں دوسرا خود ساختہ قانون بنانا پھر اس کی حفاظت اور اس پر خوش رہنا اور اس نیلم پری (جمہوریت) کی بقاء کے لئے مجاہدین حق کے خلاف ہر قسم کی ہتھیار اور اسباب اختیار کرنا اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا۔ اس ظلم میں جو بھی شریک ہے چاہے وہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین ہے یا پھر نام نہاد کلمہ گو مسلمان وغیرہ



سب کے سب ظالم ہیں ”إلا ما شاء الله“ لا إله إلا الله کی تشریح آگے گزر چکی ہے کیونکہ ”کذک“ کے لفظ سے اللہ نے یہ عام قانون بنا دیا کہ مجرموں کے ساتھ ایسا کرنا ہی میری سنت ہے اور یہ عام قانون تاقیامت باقی اور جاری رہے گا، نام بدلنے سے کسی شے کی حلت یا حرمت کے احکامات کبھی نہیں بدلتے۔

سورۃ یونس آیت ۳۹ میں بھی پرانے اقوام کی تکذیب اور ان ظالموں کی تاریخ سے سبق لینے کا درس ہے یونس آیت ۴۷ میں اجمالاً تذکرہ جبکہ سورۃ ہود آیت ۱۰۰ تا ۱۰۳ میں بھی اقوام کے ہلاکت کا بیان ہے اور قدیم تاریخ کے بیان کے بعد ان واقعات سے سبق اور نصیحت لینے کا بیان ہے:

”إن فی ذلک لآیة لمن خاف عذاب الآخرة“

بے شک اس میں نشانی ہے ان کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے، سورۃ ہود آیت ۱۰۳ سورۃ یوسف میں بھی جگہ جگہ قدیم تاریخ سے سبق حاصل کرنے کا بیان موجود ہے آیت ۱۰۹ میں یہی تذکرہ ہے:

﴿أفلم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلهم ولدار الآخرة خیر للذین اتقوا أفلا تعقلون﴾.

ترجمہ: ”سو کیا ان لوگوں نے نہیں سیر کی ملک کی کہ دیکھ لیتے کیا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور آخرت کا گھر تو بہتر ہے پرہیز کرنے والوں کیلئے، کیا اب بھی نہیں سمجھتے“۔

اخروی انجام کی بھلائی کا وعدہ متقین کے ساتھ خاص ہے اور کامیابی اور فلاح کا یہ وعدہ تاقیامت پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ تقویٰ ہے کیا چیز؟ اور متقین (پرہیزگار) لوگ کن کن صفات کے حامل ہوں گے؟

اسی باب میں سورۃ الاعراف آیت ۱۲۸ کے ذیل میں کچھ تذکرہ ہو چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے سورۃ الرعد آیت ۳۲ میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ولقد استهزئ برسل من قبلک فأملیت للذین کفروا ثم أخذتہم فکیف کان

عقاب﴾.

ترجمہ: ”اور ٹھٹھا کر چکے ہیں کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے سوڈھیل دی میں نے منکروں کو

پھر ان کو پکڑ لیا سو کیسا تھا میرا بدلہ۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ نے پرانے کفار کے مذاق کا تذکرہ فرمایا اور نبی کریم ﷺ کو ان کا تاریخ یاد دلایا کہ آپ سے اول بھی انبیاء کرام کے ساتھ مذاق اڑایا گیا تھا، اگر مشرکین آپ کا مذاق اڑاتے ہیں تو پھر بھی آپ استقامت دکھائیں اور نبی علیہ السلام نے بے شک استقامت دکھایا تھا لیکن یہ حکم تسلی اور ترغیب کے لئے ہے جیسا کہ اور جگہ ارشاد ہے

”فاستقم كما أمرت ومن تاب معك“.

ترجمہ: ”استقامت دکھا جیسا کہ آپ کو حکم کیا جا رہا ہے اور جن لوگوں نے توبہ کیا ہے اور آپ کے ساتھ ہے یعنی ان کو بھی استقامت دکھانے کا حکم ہے۔“

اس قدیم تاریخ کے بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تمام انبیاء کرام کا مذاق ان کے اقوام نے اڑایا اگرچہ وہ دین حق اور توحید کے مسئلہ پر آئے تھے اسی طرح نبی کریم ﷺ کا اسوہ ہمارے لئے سبق ہے آجکل کے جدید دور میں یہ دیکھنا چاہئے کہ مذاق کن لوگوں کا اڑایا جا رہا ہے؟

اس کا سیدھا اور آسان جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام کے وارث یعنی علماء حق اور ان کے نیابت اور رہبری میں جہاد کرنے والے مجاہدین حق کا چاہے وہ دنیا میں کہیں بھی ہوں، جن کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جان قربان کرنا ہے۔

بہر حال حق پرستوں کے لئے اس آیت میں زبردست تسلی ہے اللہ نے جیسا کہ سابقہ اقوام کو ایک عرصہ تک کے لئے مہلت دی تھی اور پھر انہیں اچانک پکڑ لیا وہ قہار ذات آج بھی اس پر قادر ہے اب بھی اللہ کا یہ قانون کچھ بدلنا نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ مہلت دیتا ہے اور اس میں بھی اللہ کی حکمت ہوتی ہے۔

سورۃ ابراہیم آیت ۱۳ میں اللہ نے کفار کا ایک انوکھا طریقہ واردات بیان فرمایا:

﴿وقال الذين كفروا لرسولهم لنخرجنكم من أرضنا أو لنعودن في ملتنا فأوحى

إليهم ربهم لنهلكن الظالمين﴾.

ترجمہ: ”اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنے ملک سے نکال دیں گے یا پھر

آپ ہمارے ملت میں واپس آجائیں تو ان کو ان کا رب وحی کرتا کہ میں ظالموں کا ہلاک کردوں گا۔‘

یہاں پر بھی اس قدیم تاریخ اور حقیقت کو بیان کرنے کا مقصد حق پرستوں کے لئے تسلی ہے کہ اول دور کے دین دشمنوں نے یہ دھمکیاں انبیاء کرام کو دی تھیں کہ یا تو تم کو اپنے زمین سے نکال دیں گے یا پھر ہمارے ملت میں آجاؤ گے۔

عود سے مراد یہ نہیں ہے کہ انبیاء کرام اول سے ان کے دین اور ملت کو مان رہے تھے نعوذ باللہ عود سے مراد یہاں نئے سرے سے تسلیم کرنا اور پلٹ جانا ہے، اس آیت کریمہ میں کفار نے دوبار یہ بات لام تاکید کے ساتھ بیان کر دی ہے اب اس جدید زمانے میں کیا ہو رہا ہے؟

اسامہ بن لادن شہید اس کا تازہ مثال ہے کہ کس وجہ سے اس عظیم مجاہد کو عرب سے نکالا گیا یہ بات صرف ایک اسامہ کی نہیں تمام حق پرست مجاہدین اور علمائے حق کے ساتھ یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے اور ایسے کتنے سرفروش ہیں جو اپنے ممالک اور گھروں سے در بدر کئے گئے ہیں اور پردیس میں اللہ کے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کر چکے ہیں اور کچھ انتظار میں ہیں۔

نبی کریم ﷺ کو بھی مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا گیا اور یہ مسئلہ بہت سارے انبیاء کرام کے ساتھ ہو چکا ہے مزید تفصیل قرآن میں دیکھی جاسکتی ہے، اب جدید جمہوری نظام کے پجاری جن کا ایمان قرآن و سنت کے مقابلے میں جمہوریت پر ہے یہ حضرات اکثر یہ بات بولتے رہتے ہیں کہ یا تو حکومتی رٹ کو ماننا پڑے گا یا پھر جو لوگ حکومتی رٹ کو چیلنج کرتے ہیں ان کے لئے ملک میں کچھ بھی نہیں ہے اور ان کو ملک بدر کیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ پورے دنیا میں ہمارے آنکھوں کے سامنے ہیں۔

یہ اکیسویں صدی کی کوئی نئی بات نہیں ہے اللہ نے ہمیں سمجھا دیا ہے کہ ہزاروں سال قبل انبیاء کرام کے ساتھ ایسا ہو چکا ہے، اگر نبیوں والا کام کرنا ہے تو ان چیزوں کے لئے ذہنی طور پر تیار رہنا ہوگا تبلیغی حضرات نبیوں والے کام کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن زمینی حقائق اور عملی نتیجہ صفر ہے کیونکہ ان کا یہ دعویٰ اگر انبیاء کرام کے دعوت کے منہج پر تولا جائے تو پتہ چل جائے گا۔

اس تفصیل سے بچنے کے لئے یہاں پر صرف ایک کتاب کا حوالہ دیتا ہوں اس کا مطالعہ اگر صدق دل سے کیا جائے تو امید ہے کہ فائدہ ہوگا۔ ”الدین النصیحہ“ تبلیغی جماعت سے وابستہ متعلقین و احباب سے ایک نصیحت آمیز گفتگو: تالیف مولانا زبیر احمد صدیقی حفظہ اللہ۔

کفار کے اس دھمکی کے بعد اللہ انبیاء کرام کو وحی کرتا تھا کہ میں ظالموں کو ہلاک کر دوں گا اور ”وَلَنَسْكَنَنَّكَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ“ اور ان کے ہلاکت کے بعد تم کو زمین میں آباد کر دوں گا اللہ نے بھی جواب دیا کہ ان کے ہلاکت کے بعد تم کو زمین میں بسا دوں گا سورۃ ابراہیم آیت ۴۷ میں بھی اللہ کا یہی وعدہ ہے، اللہ کے زمین سے جب کفار نے انبیاء کرام کو ہٹانے کی دھمکی دی تو اللہ نے تسلی دی کہ میں تم کو زمین دے دوں گا۔

سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۵ میں بھی یہی مضمون ہے کہ زمین کو نیک بندوں کے وراثت میں دیتا ہوں اب بھی ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ زمین مجاہدین ہی کے ہاتھ آئے گی جو اللہ کے زمین پر اللہ کا نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں اور جن کا جہاد اس مقصد اعلیٰ کے لئے ہے نہ کہ حکومتی ایجنسیوں کی چھتری تلے۔

اور قیامت سے پہلے پہلے امام مہدی کے دور میں یہ وعدہ ضرور بالضرور پورا ہوگا کہ ظالموں کی ہلاکت کے بعد زمین کی بھاگ دوڑ مجاہدین کے ہاتھوں میں ہوگی، وہ وقت کب ہوگا؟ اس کا یقینی علم تو اللہ ہی کو ہے مگر یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم مہدی والے لشکر میں شامل ہونا پسند کرے یا پھر دجال کے لشکر میں اور ان کے معاونین میں، یہ صف بندی شروع ہو چکی ہے اور میدان آج تیزی سے سج رہا ہے اللہ ہمارا شمار امام مہدی والے لشکر میں کریں اور دجالی لشکر اور ان کے معاونین سے حفاظت فرمائے جو منہ زبانی کلمہ کے اقرار کے ساتھ ساتھ عملاً کفر بواح کے مرتکب ہے۔

سورۃ ابراہیم ۴۵، ۴۶ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَسَكُنْتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمْ الْأَمْثَالَ. وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ مَكْرَهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرَهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ﴾.

ترجمہ: ”اور آباد تھے تم بستیوں میں انہی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کہ کیسا کیا ہم نے ان سے اور بتلائے ہم نے تم کو سب قصے۔ اور یہ بنا چکے ہیں اپنا داؤ اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤ اور نہ ہوگا ان کا داؤ کہ ٹل جائیں اس سے پہاڑ۔“

ان آیاتوں میں اللہ نے قدیم تاریخ کی اہمیت بیان کر دی ہے کہ تم ان کے گھروں میں رہ چکے ہو اور میں نے تم کو ان کی حالت بیان کر دی ہے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا اور ان کی مثالیں تمہارے پاس آچکی ہیں انہوں نے جب مکرو فریب کیا تو اللہ نے ان کے مکر کو فیل کر دیا اور ان کے پلین اور مکر پہاڑوں کو ہلانہ سکے۔

مراد یہ کہ انبیاء کرام جو پہاڑوں جیسے غیر متزلزل عزم والے تھے ان کے مکر اور پلین ان کو ہلانہ سکے یا دوسرا معنی یہ کہ یقیناً مکران کا ایسا تھا کہ پہاڑوں کو ہلا دیں مگر انبیاء کرام کو پھر بھی ہلانہ سکیں اس آیت مبارکہ میں اہل حق کے لئے ایک زبردست تسلی ہے ”کہ پہاڑوں جیسے اپنے دین عقیدے اور توحید باری تعالیٰ کے لئے ڈٹ جاؤ اور کوئی بھی ایکشن پلین تم کو ۷ تمہارے دین سے محبت جہاد اور نظام خلافت کے نفاذ کی بات اور عملاً کوشش سے نہ ہٹا سکیں۔“

اس وقت بھی مکر تھا تو آج کا مکر اس سے بھی کہیں زیادہ زور شور سے منظم طریقہ پر پورے عالم میں ہو رہا ہے اور یہ مشاہدہ اقوام متحدہ میں (جو دراصل کفار متحدہ کا ٹولہ ہے) دیکھا جاسکتا ہے نئے آرڈر اس پلیٹ فارم سے جاری ہوتے ہیں اور اسلام مجاہدین اور مدارس حق وغیرہ ان کے خاص اہداف میں سے ہیں۔

لیکن اللہ کو مرنے والے اور پہاڑوں جیسے عزم و ہمت رکھنے والے مجاہدین کے حوصلے اب بھی بلند ہے اور یہ استقامت اور بے خوفی اللہ رحیم ذات نے ان کے دلوں میں ڈال دی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ. نحن أولياءكم في الحياة الدنيا وفي الآخرة ولكم فيها ما تشتهون أنفسكم ولكم فيها ما تدعون﴾ (حم سجدہ آیت ۳۰، ۳۱)

ترجمہ: ”تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا، ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لئے وہاں سے جو کچھ مانگو۔“

سورۃ الحجرات ۱۰ تا ۱۳:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شَيْعِ الْأَوَّلِينَ. وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ. كَذَلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ. لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ﴾.

ترجمہ: ”اور ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے فرقوں میں اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی رسول مگر کرتے رہے ہیں اس سے ہنسی اسی طرح بٹھا دیتے ہیں ہم اس کو دل میں گنہگاروں کے یقین نہ لائیں گے اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی۔“

ان آیات مبارکہ میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ تمام انبیاء کرام کا مذاق اڑایا گیا تھا یہ مذاق صرف اور صرف ان کے دعوت اور مسئلہ توحید کی وجہ سے تھا جیسا کہ مشرکین کا ایک قول قرآن نے ذکر کیا ہے وہ بولتے تھے:

﴿أَجْعَلِ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ﴾.

ترجمہ: ”کیا اس نے کر دی اتنوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی کی بندگی، یہ بھی ہے بڑے تعجب کی بات۔“

”نسلکہ“ سے مراد یا تو انکار ہے یا مراد یہ ہنسی مذاق یا پھر قرآن کی طرف اشارہ ہے، اب بھی انبیاء کرام کے وارثوں کا مذاق کیسے اڑایا جاتا ہے ایک منظم سازش کے تحت لوگوں کو ان سے گمراہ کیا جا رہا ہے اور ان کے دعوت الی اللہ سے لوگوں کو متنفر کیا جا رہا ہے، اور اللہ کے زمین پر اللہ کا نظام عملاً دیکھنے والوں کے جہاد اور سعی کو دہشت گردی سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور ان مبارک ہستیوں پر خوارج باغی اور فسادی ہونے کے فتویٰ لگائے جا رہے ہیں۔

جو کسی صورت بھی اللہ کے دین سے غداری کرنے پر تیار نہیں ہے اور جمہوریت ملعونہ کے کفر اور شرک سے بیزار ہے سورۃ الحجر آیت ۷۵ تا ۷۷ میں بھی اللہ نے قدیم تاریخ سے سبق لینے کا درس دیا ہے:

﴿إِن فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ. وَإِنَّهَا لَبَسِيلٌ مَّقِيمٌ. إِن فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ﴾.

ترجمہ: ”بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو، اور وہ بستی واقع ہے سیدھی راہ پر، البتہ اس میں نشانی ہے ایمان والوں کو“۔

سورۃ الحجر آیت ۷۸ میں قوم شعیب علیہ السلام کی حالت کا بیان فرمایا کہ اصحاب الایکۃ والے ظالم لوگ تھے اور اس کے بعد آیت ۷۹ میں ظلم کا انجام ذکر ہوا اللہ نے فرمایا:

﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مَّبِينٍ﴾.

ترجمہ: ”سو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور یہ دونوں بستیاں واقع ہیں کھلے راستے پر“۔

اس کے بعد سورۃ الحجر آیت ۸۰ میں اصحاب حجر کی حالت کا بیان فرمایا:

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحَجَرِ الْمُرْسَلِينَ﴾.

ترجمہ: ”اور بیشک جھٹلایا حجر والوں نے رسولوں کو“۔

آیت ۸۲ میں ان کی قوت اور طاقت کا بیان فرمایا:

﴿وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ﴾.

ترجمہ: ”اور تھے کہ تراشتے تھے پہاڑوں کے گھر اطمینان کے ساتھ“۔

اس کے بعد آیت ۸۳ میں ان کی ہلاکت کا اجمالاً بیان فرمایا:

﴿فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ﴾.

سورۃ النحل آیت ۲۶ میں اللہ نے فرمایا:

﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَآتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ﴾.

ترجمہ: ”البتہ دغا بازی کر چکے ہیں جو تھے ان سے پہلے پھر پہنچا حکم اللہ کا اس کی عمارت پر بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی۔“

اللہ نے سابق اقوام کے مکرو فریب کا تذکرہ فرمایا اور پھر آیت ۲۷ میں ان کے تخویف اخروی کا بیان ہے اس طرح نحل ۳۳، ۳۴ میں اجمالاً قدیم تاریخ اور سابقہ اقوام کے ہلاکت کا تذکرہ ہے

﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرٌ رَبِّكَ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ. فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾

ترجمہ: ”کیا کافر اب اس کے منتظر ہیں کہ آئیں ان پر فرشتے یا پہنچے حکم تیرے رب کا اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا ان پر لیکن وہ خود اپنا برا کرتے رہے۔“

سورۃ النحل آیت ۳۶ میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے اٹھائے ہیں ہر امت میں رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑونگے سے پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی گمراہی سو سفر کرو ملکوں میں پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ پاک نے تمام انبیاء کرام کے متفقہ سنت اور تبلیغ کا بیان فرمایا جس کا اجمالاً خلاصہ یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کی بندگی اور طاغوت سے بیزاری کی تبلیغ کی پھر نتیجہ کیا نکلا؟ بعض کو اللہ نے ہدایت کی توفیق دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی اس کے ساتھ ساتھ قدیم تاریخ سے سبق لینے کا بھی درس دیا کہ زمین میں گھومو پھرو اور جھٹلانے والوں کا انجام دیکھو تو لوں۔

اب تبلیغی حضرات کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم انبیاء والا کام کر رہے ہیں انبیاء والے کام کا تذکرہ یہاں اجمالاً



بیان فرمایا یہ تبلیغ اور یہ کام اس وقت بھی مشکل تھا اور آج بھی اس منہج پر دعوت بہت مشکل ہے صرف چھ نمبرات کو انبیاء والا کام سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔

عبادت اور طاغوت کیا ہے اس کا تذکرہ آگے ہو چکا ہے طاغوت کی تعریف سمجھنے کے لئے کچھ مزید حوالے مندرجہ ذیل ہے: ”ابن القیم الجوزی نے اپنی کتاب اعلام الموقعین عن رب العالمین“ مطبوعہ دار الجبل میں لکھتے ہیں، طاغوت سے ہر وہ معبود (جس کی عبادت کی جاتی ہے) متبوع (جس کی اتباع کی جاتی ہے) مطاع (جس کی بات مانی جاتی ہو) مراد ہے جسے بندہ اس کی اصل حیثیت سے زیادہ درجہ دے پس ہر قوم کا طاغوت وہ شخص ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر لوگ اس کے پاس فیصلے کروانے کے لئے جاتے ہوں یا اللہ کے سوا اس کی عبادت کرتے ہوں یا اللہ کی طرف سے عطاء کردہ کسی بصیرت (دلیل رہنمائی، حکم) کے بغیر ہی اس کی اتباع کرتے ہوں یا اس کی بات مانتے ہوں اور نہ جانتے ہوں کہ اس طرح تو اللہ کی بات ماننی چاہئے۔ یہ سب دنیا جہاں کے طواغیت ہیں ان کے بارے میں اور ان کے ساتھ لوگوں کے تعلقات و معاملات کے بارے میں غور و فکر کرنے پر آپ جان لیں گے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہٹ کر طاغوت کی عبادت میں لگ چکے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف تحکم (فیصلے کے لئے جانا) کے بجائے طاغوت کی طرف تحکم (فیصلے لے جانا) کرتے ہیں اور اللہ کی بات ماننے اور اس کے رسول کے نقش قدم پر چلنے کی بجائے طاغوت کی بات مانتے اور اس کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

”إن العجبت السحر والطاغوت الشيطان“.

ترجمہ: عجت سے مراد جادو اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۴۱۸)

مطبوعہ دار السلام ریاض)

طاغوت اگرچہ شیطان ہے اور گمراہی کی ساری شاخیں اس کی تابعداری میں کھلتی ہے امام مالک فرماتے ہیں ہر وہ چیز جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے طاغوت کہلاتی ہے۔ (ہدایۃ المستفید صفحہ ۱۲۲) سورۃ النحل آیت ۴۵ تا ۴۷ اللہ نے قدیم تاریخی واقعات بیان فرمانے کے بعد تحریف بیان کیا اسی

طرح نحل آیت ۱۲ میں فرمایا:

﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعَمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾۔  
ترجمہ: ”اور بتلائی اللہ نے ایک مثال ایک بستی تھی جو امن و اطمینان سے تھی چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے پھر ناشکری کی اللہ کے احسانوں کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے۔“

اب دیکھنا چاہئے کہ انعامات کا کفر کس انداز سے ہو رہا ہے اللہ کے انعامات کا عالمی سطح پر مذاق اڑایا جا رہا ہے اور کفار کا تو کام ہی یہی ہے لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کا دعویٰ کرنا اور اللہ کے بڑے انعام قرآن کا مذاق اڑانا اور قرآنی قوانین کے نفاذ میں رکاوٹ بننا اور اپنا خون تک جمہوریت وغیرہ کے دفاع میں بہانا یہ اللہ کے انعام کے ساتھ مذاق نہیں تو کیا ہے؟

اللہ نے ہمیں تاریخ بتادی کہ جب انہوں نے اللہ کے انعامات کا انکار اور مذاق اڑایا اور کفر پر ڈٹے رہے تو میں نے ان کو قحط اور خوف میں مبتلا کیا تاریخ کے کتابوں میں اس قحط سالی کا تذکرہ موجود ہیں بہت زیادہ تاریخی واقعات ہیں لیکن طوالت سے بچنے کے لئے اس پر مزید بحث نہیں کر سکتے۔

آج اسلام کے دعویدار نام نہاد اسلامی ممالک کی حالت ہمارے سامنے ہیں پاکستان کا بچہ بچہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار روپے مقروض ہے اور ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف سے قرضے سود پر لئے جا رہے ہیں جس سے حکمران مزے اڑا رہے ہیں اور پاکستانی بچہ پیدا ہوتے ہی مقروض بن جاتا ہے کیوں؟

اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سودی قرضہ عوام کے ذمہ واجب الادا بھی نہیں ہے اور نہ ہی عوام سے اللہ کی دربار میں اس کی پوچھ گچھ ہوگی کیونکہ قرض لینے والے کی مرضی کے بغیر قرض دینا پھر سود کے ذریعہ اس کو دگنا وصول کرنا شریعت مطہرہ میں اس کی قطعاً اجازت ہے نہ گنجائش۔

اس سوال کا جواب مولانا یوسف لدھیانوی نے آپ کے مسائل اور ان کا حل میں بھی دیا ہے بہر حال مجموعی طور پر قحط سالی کیوں ہے اور دنیا کے ممالک یہودیوں سے قرض سود پر کیوں لیتے ہیں؟

اس کے بہت سارے اسباب ہو سکتے ہیں لیکن میرے نظر میں ایک بہت بڑا وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے انعامات کا مذاق حکومتی سطح پر اڑایا جا رہا ہے نظام شریعت کا مذاق ان کا کفر اور نظام شریعت کے نفاذ کے لئے جہاد کرنے والوں کے خلاف میدان میں اتر کر مقابلہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

وہ بنیادی عوامل ہے جس کی وجہ سے پورے ملک میں خوف کا عالم چھایا ہوا ہے اور قحط سالی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، اگر قرآن و سنت کا قانون اس ملک میں رائج ہوتا تو نہ یہودیوں سے سود پر قرض لیا جاتا نہ قحط سالی ہوتی اور نہ خوف ہوتا اس آیت کریمہ کے اول مخاطب اگرچہ اہل مکہ تھے جنہوں نے اللہ کے عظیم نعمت یعنی نبی علیہ السلام کے بعثت اور قرآن کا انکار کیا تھا، اور قرآن کے نظام اور شریعت محمد کے خلاف میدان میں مقابلہ کے لئے گود گئے تھے۔

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَدِينُونَ دِينَ النَّاسِ﴾

ترجمہ: کیا تو نے انہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کی جانب پہنچایا..... جو جہنم ہے جہاں پر داخل ہوں گے اور وہ بہت بری جائے قرار ہے۔  
سورۃ الاسراء آیت ۴۶ میں فرمان خداوندی ہے:

﴿وَإِذَا اردْنَا أَن نَّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَرْنَاهَا﴾

تدمیرا

ترجمہ: ”اور جب ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیج دیا اس کے عیش کرنے والوں کو پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہو گئی ان پر بات پھر اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر“۔

مراد یہ ہے کہ میں ان کے مالداروں کو تابعداری کا حکم دیتا ہوں لیکن وہ نافرمانی کر جاتے ہیں دوسرا معنی یہ ہے کہ میں ان کے مالداروں پر فیصلہ کرتا ہوں یا تیسرا معنی یہ کہ ان کے مالدار زیادہ ہو جاتے ہیں تو فسق اختیار کرتے ہیں پھر ان کو ہلاک کرتا ہوں مفسرین کرام نے یہ معنی لکھے ہیں۔ واللہ اعلم

بہر حال یہاں پر اللہ نے ہلاکت کے کچھ اسباب کا تذکرہ بیان کیا ہے اور یہ سب کچھ موجودہ فتنے کے دور میں حکومتی سرپرستی میں سرعام ہو رہا ہے جو ہمارے آنکھوں کے سامنے ہیں جس پر مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے فتنے کے ایک ایک نوع پر مستقل تصنیف لکھی جاسکتی ہے اس کے بعد اسراء آیت ۷۱ میں اللہ نے اقوام کی ہلاکت کا اجمالاً بیان فرمایا:

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ﴾

ترجمہ: ”اور نوح علیہ السلام کے بعد میں نے کتنے بستیوں کو تباہ کیا۔“

سورۃ الکہف میں اللہ نے غار والوں کا ضروری تفصیل بیان فرمایا ہے آیت ۱۲ میں ہے۔

﴿وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَدْعُوهُ  
دُونَهُ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذَا شَطَطًا﴾

ترجمہ: ”اور گرہ دی ان کے دل پر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب آسمان اور زمین کا نہ پکاریں گے ہم اس کے سوائے کسی کو معبود نہیں تو کہی ہم نے بات عقل سے دور۔“

اصحاب کہف نے غار کا رخ اسی مسئلہ پر کیا تھا کہ بولا تھا ”ربنا رب السماوات والأرض“ جبکہ آیت ۱۳ میں اللہ نے فرمایا کہ ”إِنَّهُمْ فَتِيَةٌ“ یہ جوان تھے اس قدیم تاریخ میں مسلمانوں کے لئے تاقیامت زبردست تسلی اور عبرت ہے کہ اتنا بڑا کام جو انہوں نے سرانجام دیا تھا اور وہ بھی گنتی کے کچھ لوگ تھے اس آیت کریمہ میں جوانوں کے لئے ایک بہت بڑا پیغام ہے کہ وہ کریں جو اصحاب کہف کو کرنا پڑا تھا۔ اب ہمارے جوان کیا کر رہے ہیں وہ سب کو علم ہے۔ ”إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ“۔

بہر حال جب ان جوانوں نے الہ واحد کے سوا دوسرے باطل الہ سے انکار کر کے ان کے رٹ کو چیلنج کیا اور اپنے موقف پر ڈٹ گئے تو وہاں پر رہنا ان کے لئے مشکل ہو گیا اور بالآخر غار ہی کی طرف جانا پڑا مفسرین اور اسلامی مورخین نے اصحاب کہف کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے، ہمارے تاریخ بیان کرنے کا مطلب تفصیل میں جانا ہرگز نہیں ہے ان سے نتیجہ اخذ کرنا مراد ہے یہ سنت آج بھی جاری ہے جن لوگوں

نے اللہ کی زمین پر الہ واحد کی نظام کی بات کی ہے اور دوسرے خود ساختہ نظاموں سے بیزار کی کا اعلان کیا ہے اور اللہ کے نظام کے علاوہ دوسرے تمام نظاموں کو (CHalange) چیلنج کیا ہے وہ غاروں میں رہ رہے ہیں۔

ان کے لئے یہ تسلی ہے کہ یہ کام ہزاروں سال قبل اصحاب کہف نے بھی کیا تھا غار کی طرف جانا ان کی سنت ہے اسی طرح نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی غار ثور میں پناہ لی تھی، کہف آیت ۵۹ میں اقوام سابقہ کی تباہی و بربادی کا ایک اور سبب اللہ نے بیان فرمایا ہے:

﴿وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا﴾

ترجمہ: ”اور یہ سب بستیاں ہیں جن کو ہم نے غارت کیا جب وہ ظالم ہو گئے اور مقرر کیا تھا ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ“۔

ہلاکت اور بربادی کا ایک وجہ ظلم ہے آج دیکھا جائے کہ ظلم کتنا عام ہے اور کس کس انداز سے ہو رہا ہے بین الاقوامی مظالم عالمی سطح پر یہود و نصاریٰ کرتے رہتے ہیں اور ان کے چا پلوسی میں ان کے ایجنٹ جو صرف نام کے مسلمان ہیں ان کا ایجنڈا آگے بڑھا رہے ہیں اور ان کے زیر سرپرستی شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بنے ہوئے ہیں وفاداری اور غداری کی ایک لمبی تاریخ سے اس کتاب میں کچھ تذکرہ ہو چکا ہے اب سوال یہ ہے کہ جب پرانے اقوام ظلم کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور آج بھی ظلم ہو رہا ہے تو ہلاکت کیوں نہیں ہے؟

اس کا سیدھا اور آسان جواب یہ ہے کہ عمومی عذاب نبی علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے اس امت پر نہیں آتی اور چھوٹا موٹا عذاب بہر صورت آج بھی ہے لیکن کوئی اسے سمجھے تو؟

سورۃ مریم آیت ۷۴ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قُرُونٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَا وَرءِ يَٰ﴾

ترجمہ: ”اور کتنی ہلاک کر چکے ہم پہلے ان سے جماعتیں وہ ان سے بہتر تھے سامان میں اور نمود میں“۔

سورۃ مریم آیت ۹۸ میں بھی قدیم اقوام کی ہلاکت کا تذکرہ ہے:

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تَحْسُ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا﴾.

ترجمہ: ”اور بہت ہلاک کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں آہٹ پاتا ہے تو ان میں کسی کی یا سنتا ہے ان کی بھنک“۔

سورۃ طہ میں اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ اور تاریخ بیان کرنے کے بعد فرمایا:

﴿كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ﴾.

ترجمہ: ”یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو ان کے احوال جو پہلے گزر چکے“۔

طہ آیت ۱۲۸ میں ہے:

﴿أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ

لآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَى﴾.

ترجمہ: ”سو کیا ان کو سمجھ نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلی

جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں ان کی جگہوں میں، اس میں خوب نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو“۔

یہاں اجمالاً اقوام کی ہلاکت کا تذکرہ ہے اور قدیم تاریخ کے تذکرے کے بعد اس میں پوشیدہ

نشانات اور ان سے سبق لینے کا حکم ہے: ﴿أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ﴾ کا معنی ﴿أَفَلَمْ يَبِينْ لَهُمْ﴾ سورۃ الانبیاء

آیت ۹ میں اللہ نے انبیاء کرام کے نجات کا وعدہ ان سے پورا کر دیا اور مسرفین کے ہلاکت کا تذکرہ کیا

یہاں صرف آیت کا ترجمہ دیا جا رہا ہے ”پھر ہم نے ان سے کئے ہوئے سارے وعدے سچے کر دیئے اور

انہیں اور جن کو ہم نے چاہا نجات عطا فرمائی اور حد سے نکل جانے والوں کو تباہ کر دیا۔

سورۃ الانبیاء آیت ۱۱ کا ترجمہ: ”اور بہت سی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جو ظالم تھیں اور ان کے بعد ہم

نے دوسری قوم کو پیدا کیا“۔ قصم کے معنی ہے توڑ پھوڑ کر رکھ دینا۔

سورۃ الانبیاء آیت ۱۱ تا ۱۵ میں ہلاک شدہ اقوام کا اجمالاً بیان ہے، سورۃ الحج آیت ۴۵ میں اللہ کا

فرمان ہے:

﴿فكأين من قرية أهلكناها وهي ظالمة فهي خاوية على عروشها وبئر معطلة وقصر مشيد﴾.

ترجمہ: ”سو کتنی بستیاں ہم نے غارت کر ڈالیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر“۔

یہاں پر بھی اللہ نے ہلاکت کا وجہ ظلم قرار دیا ہے اور انبیاء کرام کے دعوت توحید کے مقابلے میں اپنے دین ملت اور طریقے پر چلنے سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو سکتا ہے؟ آج اس ظلم کا نظارہ عالمی سطح سے لے کر گاؤں دیہات اور قصبوں تک ہمارے سامنے ہے۔

سورۃ الحج آیت ۴۶ میں قدیم تاریخی واقعات سے درس عبرت لینے کا بیان ہے:

﴿أفلم يسيروا في الأرض فتكون لهم قلوب يعقلون بها أو آذان يسمعون بها فإنها لا تعمى الأبصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور﴾.

ترجمہ: ”کیا سیر نہیں کی ملک کی جوان کے دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں“۔

سورۃ الحج آیت ۴۸ میں قدیم تاریخ کے تذکرے کے بعد ہلاکت کا وجہ بیان فرمایا:

﴿وكأين من قرية أُمليت لها وهي ظالمة ثم أخذتها وإلى المصير﴾.

ترجمہ: ”اور کتنی بستیاں ہیں کہ میں نے ان کو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے“۔

سورۃ مومنون میں بھی اللہ نے قدیم ہلاک شدہ اقوام کا تذکرہ کیا ہے تفصیل سے بچنے کے لئے مستند تفاسیر کی طرف رجوع کیا جائے، مومنون آیت ۴۴ میں ہے:

﴿ثم أرسلنا رسلنا تترأ كلما جاء أمة رسولها كذبوه فأتبعنا بعضهم بعضا وجعلناهم أحاديث فبعدا لقوم لا يؤمنون﴾.

ترجمہ: ”پھر بھیجتے رہے ہم اپنے رسول لگا تار جہاں پہنچا کسی امت کے پاس ان کا رسول اس

کو جھٹلادیا پھر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کرڈالا ان کو کہانیاں سوہلاکت ہے اس قوم کے لئے جو ایمان نہیں لاتے۔“

اسی سورۃ مبارکہ میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ بھی اجمالاً موجود ہے سورۃ نور آیت ۳۴ میں اللہ نے قدیم تاریخ کی اہمیت کا اجمالاً تذکرہ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مَبِينَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے اتاریں تمہاری طرف آیتیں کھلی ہوئی اور کچھ حال انکا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو۔“

فرقان آیت ۴ میں کفار کا اعتراض آیت ۵ میں دوسرا اعتراض جبکہ آیت ۶ میں اللہ نے ان کے اعتراضات کا جواب دیا ہے، اسی طرح سورۃ مبارکہ میں باطل پرستوں کے اور بھی اعتراضات ہیں جن کا جواب اللہ نے ساتھ ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

علامہ زرکشی نے البرہان میں لکھا ہے کہ جو اعتراضات باطل پرستوں نے اول زمانے میں کئے تھے اب بھی آج کے باطل پرست وہی اعتراضات کرتے رہتے ہیں، اور ان کے اعتراضات کا جواب بھی وہی ہے جو قرآن نے دیا ہے یعنی وہی پرانا۔

فرقان آیت ۳۱ میں اللہ نے قدیم تاریخ سے موحدین کے لئے تسلی بیان فرمائی ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمَجْرِمِينَ﴾

ترجمہ: ”اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن مجرموں میں سے بنائے۔“

یہاں پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجرمین ہی کو انبیاء کرام کے دشمن کے نام سے یاد کیا کہ مجرمین نے انبیاء کرام کے ساتھ دشمنی کی تھی اب بھی مجرمین انبیاء کرام کے وارثوں علمائے حق اور ان کے نیابت میں جہاد کرنے والے مجاہدین اسلام کے نمبر 1 دشمن ہیں جیسا محاذ مجرمین نے انبیاء کرام اور ان کے ساتھیوں کے خلاف بنایا تھا اسی محاذ پر آج کے مجرمین اور باطل پرستوں کا اتحاد بنا ہوا ہے۔ یہ اتحاد عالمی سطح سے لے کر ملکی



سطح تک برقرار ہے بین الاقوامی ایجنسیاں اور ان کے چلانے والے مجرموں کے بڑے ہیں باقی چھوٹے بڑے مجرموں میں ہر کسی کا اپنا طریقہ کار ہے۔

لیکن یہ ضرور ہے کہ مجرموں کا یہ بڑا گروپ نت نئے جرائم کے ارتکاب کا براہ راست ذمہ دار ہے، افغانستان، عراق، یمن، صومالیہ، الجزائر، شام، وغیرہ میں جرائم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے تفصیل سے بچنے کے لئے ہمیں خود جرائم اور جرائم کے مرتکب افراد کا فہرست قرآن و سنت کی روشنی میں مرتب کرنا چاہئے کیونکہ یہ ایک وسیع موضوع ہے۔

فرقان آیت ۳۶ میں فرعونوں کی ہلاکت کا اجمالاً بیان اور آیت ۳۷ میں قوم نوح کا تذکرہ ہے۔ اور آیت ۴۰ تک عاد، ثمود وغیرہ کے ہلاکت کا اجمالاً بیان ہے سورۃ یونس آیت ۳۹ میں اللہ نے پرانے تاریخ سے سبق لینے کا درس دیا ہے:

﴿بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یأتہم تأویلہ، کذلک کذب الذین من قبلہم فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین﴾۔

ترجمہ: بلکہ یہ ایسے چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور حال یہ ہے کہ ان کو اس کا نتیجہ نہیں ملا جو لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں انہوں نے بھی جھٹلادیا تھا سودیکھ لو کہ ان ظالموں کا انجام کیا ہوا؟

مراد یہ ہے کہ مشرکین قرآن میں تدبر اور ان کے معانی میں غور فکر کے بغیر اس کو جھٹلانے لگے تو اللہ نے پرانا تاریخ یاد دلانے کو ڈرایا کہ تم سے پہلے کے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا پھر اس کا انجام تو دیکھ لو یہ دعوت تا قیامت ہر وقت کے باطل پرستوں کے لئے ہیں جو قرآن و سنت اور اس کے نظام کی نفاذ کے راہ میں رکاوٹ ہیں۔

آج کے سیاسی وزراء بھی قرآن و سنت کے مراکز مدارس دینیہ کو جہالت کے اڈے بولتے ہیں حالانکہ ابھی تک شریعت مطہرہ کی پوری حقیقت سچائی اور حقانیت سے ان کے دل آشنا ہی نہیں اگر یہ لوگ قرآن و سنت کی تعلیمات کی قدر جانتے تو پھر اس طرح باتیں ان سے سرزد نہ ہوتی تو اللہ نے پرانے لوگوں کا تاریخ

اس لئے بیان فرمایا کہ اگر تم بھی تکذیب سے باز نہیں آئے تو تمہارا انجام بھی ان سے زیادہ مختلف نہیں ہوگا۔ یہ آیت مبارکہ بے شک اس وقت کے مشرکین اور باطل پرستوں کے لئے تھا لیکن اس کا حکم تا قیامت باقی ہے، سورۃ النمل آیت ۶۹ میں قدیم تاریخ سے سبق لینے کا اجمالاً تذکرہ ہے:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ﴾

ترجمہ: ”کہہ دیجئے کہ زمین میں چل پھر کر ذرا دیکھو تو سہی کہ مجرموں کا کیا انجام ہوا۔“

مجرمین کے انجام بد کا تذکرہ اور ان سے سبق لینے کا بیان اس لئے قرآن میں بار بار ہے کہ اللہ کے مجرم نہ بنو ورنہ تمہارے ساتھ بھی ویسا معاملہ ہوگا جو ان کے ساتھ ہوا تھا، آج کل کے مجرمین کون ہیں اور ان کے جرائم کے تفصیلات کیا ہے ان کے اغراض و مقاصد کیا ہیں اس پر تو باقاعدہ کتابیں لکھیں جاسکتی ہیں اور الحمد للہ علماء محققین نے اس پر باقاعدہ تصانیف لکھی ہے عنکبوت آیت ۳۸، ۳۹ میں ہے:

﴿وَعَادًا وَثَمُودًا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَسَاكِنِهِمْ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ  
عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ. وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ  
فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ﴾

ترجمہ: ”اور ہم نے عاد یوں اور ثمود یوں کو بھی تباہ کیا جن کے بعض مکانات تمہارے سامنے ظاہر ہیں اور شیطان نے انہیں ان کی بد اعمالیاں آراستہ کر دکھائی تھیں اور انہیں راہ سے روک دیا تھا باوجودیکہ آنکھوں والے اور ہوشیار تھے اور قارون فرعون اور ہامان کو بھی ان کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کھلے کھلے معجزے لے کر آئے تھے پھر بھی انہوں نے زمین میں تکبر کیا لیکن ہم سے آگے بڑھنے والے نہ ہو سکے۔“

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اجمالاً ہلاک شدہ اقوام کی بات فرمائی قوم عاد کی بستی یمن میں حضرموت کے قریب اور ثمود کی بستی حجر جسے آج کل مدائن صالح کہتے ہیں حجاز کے شمال میں ہے یہ عقل مند اور ہوشیار لوگ تھے لیکن دین کے معاملے میں آندھے تھے اسی طرح فرعون ہامان اور قارون بھی اللہ کی گرفت سے نہیں بچے عنکبوت آیت ۴۰ میں ہے:

﴿فَكَلَّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾

”ترجمہ: پھر ہر ایک کو ہم نے ان کے گناہ کی وجہ سے پکڑا ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور بعض کو زوردار سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا اللہ پاک ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔“

ان اقوام کی تاریخ مفسرین اور مؤرخین نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی ہے لیکن یہ بات ضرور ہے کہ ان کے اوپر عذاب ظلم اور گناہوں کی وجہ سے آیا تھا اور دوسری بات یہ تھی کہ ہر قوم نے اپنے پیغمبر اور اس کے دعوت تو حید کا مذاق اڑایا تھا۔

آج دیکھا جائے تو وہ کون سا گناہ اور ظلم ہے جو ان میں تھا اور آج وہ نہیں ہے کفار کی تو بات ہی اٹل ہے لیکن ہمارے نام نہاد کلمہ گو مسلمان جو اسلام کے ٹھیکہ دار بنے ہوئے ہیں ان سے بھی گزرے ہیں اللہ تمام مخلص مسلمانوں کو قدیم تاریخ پڑھنے، سمجھنے ان کو مرتب کرنے اور پھر ان سے نتائج اخذ کرنے کی توفیق دیں۔ آمین

سورۃ روم آیت ۹ میں بھی اللہ نے قدیم تاریخ اور اس سے سبق لینے کا درس دیا ہے:

﴿أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾

ترجمہ: کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا (برا) ہوا وہ ان سے بہت زیادہ توانا اور طاقتور تھے اور انہوں نے بھی زمین بوئی جوئی تھی اور ان سے زیادہ آباد کی تھی اور ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے ایسا ہرگز نہ تھا کہ

اللہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

مراد یہ ہے کہ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود انہوں نے کچھ سبق نہیں سیکھی جب ان لوگوں نے اللہ کا انکار کیا اور رسولوں کو جھٹلایا تو میں نے ان کو ہلاک کر دیا، اللہ نے ان کے اثار اور کھنڈرات سے سبق سیکھنے اور نصیحت حاصل کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ اہل مکہ سے زراعت اور کھیتی باڑی میں زیادہ ماہر تھے ان کی عمریں اور جسمانی قوت بھی زیادہ تھیں اور اسباب معاش بھی انکو زیادہ حاصل تھا اور عمارتیں بھی زیادہ بنائیں۔

یہ آیت اور اس کا حکم تا قیامت ہر اس فرد جماعت گروہ تنظیم، پارٹی وغیرہ کو دعوت حق ہے جو اللہ کے دین، نظام اور رسول اللہ ﷺ کے شریعت کے خلاف مقابلے پر اتر آیا ہے اور جن کو اپنے اسباب اور ٹیکنالوجی وغیرہ پر فخر ہے۔

جب پرانے کفار نے سپر پاور بننے کا دعویٰ کیا اور اپنے تمام تر توانائیوں کو اللہ کے دین کے خلاف خرچ کیا تو اس ترقی اور خوش حالی کے باوجود اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکے، آج ان لوگوں کے لئے مقام فکر ہے جو سپر پاور بننے کی کوشش کرتے ہیں ان کو یہ نتیجہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کے قوت اور طاقت کے سامنے دنیاوی ترقی اور ٹیکنالوجی صفر پا رہے۔

فوج وراثتی ٹیکنالوجی وغیرہ اللہ کے عذاب سے کسی کو نہیں بچا سکتی، سورۃ روم آیت ۱۰ میں اللہ نے فرمایا:

﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ أُسَاءُوا السَّوْءَ ۚ أُنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا

يَسْتَهْزِئُونَ﴾

ترجمہ: پھر برا کرنے والوں کا بہت ہی برا انجام ہوا اس لئے کہ وہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔ اب موجودہ حالات کے ساتھ موازنہ کیا جائے کہ اللہ کے احکامات جھٹلائے جا رہے ہیں یا نہیں؟

منہ زبانی اور ظاہر بات تو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی کرتے ہیں مگر زمینی حقائق اور عملی نتیجہ کچھ اور ہے ”لا إله إلا الله“ کی بحث میں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ ایسے ایمان کا اعتبار نہیں ہے اور یہ بات فقہاء کرام کے عبارات اور قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل بیان کی گئی ہے۔

یہ کھلی منافقت اور ارتداد ہے مثلاً جب حدود اور اسلامی سزا کی بات کی جاتی ہے تو یہ حضرات کہتے ہیں کہ یہ دقیانوسی باتیں ہیں اور آج کل کے جدید دور میں یہ سب کچھ ممکن ہی نہیں علماء و فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ دین کی کسی بات یا حکم کو کمتر سمجھ کر اس کا مذاق اڑانا کفر اور ارتداد ہے صرف منہ زبانی ایمان کا اقرار معتبر نہیں ایسا ایمان باطل ہے اور ایسے لوگوں سے جہاد فرض ہے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں تمام اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ ہر وہ جماعت جو اسلام کے ظاہر و متواتر احکامات کی پابندی سے انکار کرے اس سے جہاد کرنا واجب ہے یہاں تک کہ دین پورا کا پورا اللہ ہی کے لئے خالص ہو جائے۔

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنْ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾. (شیخ ابوبکر ناجی ادارۃ التوحش)

سورۃ روم آیت ۴۲ میں اللہ تعالیٰ نے اجمالاً قدیم تاریخ کا تذکرہ فرمایا ہے:

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ﴾.

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا جن میں اکثر مشرک تھے۔

اس زمانے میں بھی اکثریت مشرکوں کی تھی آج کل بھی مشرکوں کی اکثریت حق کے مقابلے میں میدان میں ہے اور مشرکانہ اور کفری نظام جمہوریت میں اکثریت ہی کو حق اور فتح کا معیار سمجھا جاتا ہے چاہے وہ جیسے بھی ہوں فیا اُسفی۔

بہر حال دیگر گناہ اور مظالم بھی کچھ کم نہ تھے مگر یہاں شرک کی بات اس لئے بطور خاص ذکر کی گئی ہے کہ یہ تمام گناہوں سے بڑھ کر گناہ ہے باقی گناہ اس سے کم درجے میں شمار ہوتے ہیں سجدہ آیت ۲۶ میں ہے:

﴿أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ إِنَّ فِي

ذلک لآیات أفلا یسمعون ﴿۱﴾

ترجمہ: کیا اس بات نے بھی ان کو ہدایت نہیں دی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا جن کے مکانوں میں یہ چل پھر رہے ہیں اس میں تو بڑی نشانیاں ہیں کیا پھر بھی یہ نہیں سنتے؟

اس آیت مبارکہ میں باطل پرستوں کے لئے تنبیہ اور تحویف ہے کہ تمہارا حشر بھی میں ان کی طرح کرنے پر قادر ہوں عذاب شدہ اقوام کے عذاب اور اس کے اسباب کا تذکرہ اس باب میں ہو چکا ہے جس میں سرفہرست مشرک انبیاء کرام کے دعوت (توحید) کے مقابلے میں اپنے خواہشات کے نظام کا دفاع اور ان کے خلاف مکرو فریب کے نت نئے طریقے تھے۔

سورۃ سباء آیت ۳۴، ۳۵ میں ہے:

﴿وما أرسلنا فی قریۃ من نذیر إلا قال مترفوها إنا بما أرسلتم بہ کافرون۔ وقالوا

نحن أكثر أموالا وأولاداً وما نحن بمعذبین﴾

ترجمہ: اور ہم نے جس بھی بستی میں ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ جس چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو تو اس کا کفر (انکار) کرنے والے ہیں اور کہا کہ ہم مال و اولاد میں بہت بڑھے ہوئے ہیں یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم عذاب دیئے جائیں۔

اس آیت مبارکہ میں نبی علیہ السلام کے لئے تسلی ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ مکہ کے سردار وڈیرے وغیرہ آپ کی دعوت حق ماننے کے لئے تیار نہیں ہر دور کے خوشحال لوگوں نے انبیاء کرام کی تکذیب ہی کی تھی اور انبیاء کرام کے تابع داری کرنے والے کمزور اور ناتواں سمجھے جاتے رہے۔

جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا ﴿أنؤمن لك واتبعك الأذلون﴾ ترجمہ: کیا ہم تجھ پر ایمان لے آئیں جبکہ تیرے پیروکار کمینے لوگ ہیں۔ سورۃ ہود آیت ۲۷ سورۃ الاعراف آیت ۷۵، سورۃ الانعام آیت ۵۳، سورۃ الاسراء آیت ۱۶۰، اور انعام آیت ۱۳۳ میں بھی تقریباً اس جیسا مضمون ہے اس کے علاوہ بھی قرآن نے جگہ جگہ یہ تذکرہ کیا ہے یہ تسلی قیامت تک ہر مبلغ اور حق پرست کے لئے ہے جو نبی

علیہ السلام کے دین کو غالب دیکھنا چاہتا ہے آج بھی جو اسلام خلافت اور اللہ کے زمین پر اللہ کے نظام کی بات کرتا ہے تو سب سے پہلے اصحاب ثروت اور ریاست اور ”الملاء“ یعنی بڑے ہی مخالفت پر اتر آتے ہیں یہ محاذ اور طریقہ واردات ہر نبی اور حق پرست کے خلاف ہو چکا ہے۔

آج بھی ہم یہ سنتے ہیں کہ ”یار لوگ“ اکثر کہتے ہیں کہ ہمیں بندوق والی شریعت نہیں چاہئے ہمارے پاس اسلامی آئین ہے پارلیمنٹ ہے اور اسلام کسی کو زبردستی نافذ نہیں کرنے دیں گے حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات اسلام اور اسلامی احکامات کے نفاذ میں فرق کرنے سے بہرے ہیں۔

اسلامی احکامات جہاں پامال کئے جاتے ہوں تو اسلامی خلیفہ کے اوپر لازم ہے کہ وہ عملاً اس کا دفاع کریں اور اسلامی احکامات سے سرکشی کرنے والوں کے خلاف ہتیار کی بھی اگر نوبت آجائے تو اٹھا سکتا ہے۔

یہاں تو اسلامی احکامات کا نفاذ کیا شریعت کے راستہ میں یہی حکمران طبقہ رکاوٹ ہے اور جب حکمران کفر بواح کا مرتکب ہو تو اس کے خلاف خروج اور جہاد فرض ہو جاتا ہے اس مسئلے کی کچھ تفصیل باب ۳ کے آخر میں ہو چکی ہے۔

بہر حال ایسے بہت سارے کفریہ جملے ہم روز سنتے ہیں اور یہ کام کل کے باطل پرستوں اور ”الملاء“ نے کیا تھا آج کے ”الملاء“ بھی مختلف طریقوں سے ان کے نقش قدم پر جا رہے ہیں دعوت توحید اور انبیاء کرام کا مذاق کل کے روساء اور سرداروں نے اڑایا تھا آج کے جمہوری سیاسی لیڈران کی اکثریت کی حالت بھی ان سے زیادہ مختلف نہیں ہے خود ساختہ قانون کا دفاع کل بھی باطل پرستوں نے کیا تھا آج بھی خود ساختہ آئین اور جمہوری قانون جو قرآن اور اسلام کا ضد ہے کو معزز سمجھا جاتا ہے۔

مشرکین کے ایک بڑے نے ایک بار نبی علیہ السلام کو بولا تھا: ”إِذَا تَقَاتَلَكَ الْعَرَبُ وَالْعَجَمُ هَذَا أَمْرُ تَكْرَهُهُ الْمَلُوكُ“ اس مسئلہ پر عرب اور عجم تم کو قتل کر دیں گے یہ وہ کام ہے جس کو بادشاہ لوگ غلط سمجھتے ہیں۔

سورة السبا آیت ۴۵ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَكَذَبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مَعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ

نَكِيرٌ﴾.

ترجمہ: اور ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا اور ان کو ہم نے جو دے رکھا تھا یہ تو ان کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے پس انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا پھر دیکھ کہ میرا عذاب کیسے تھا؟ اصلاحیہ کفار مکہ کو تنبیہ ہے کہ ان سے اول اقوام ان سے مال دولت اور عمروں میں کہیں زیادہ بڑھ کر تھے لیکن اس کے باوجود بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکے یہ آیت تاقیامت باطل پرستوں کے لئے تنخویف ہے احقاف آیت ۲۶، ۲۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے قدیم تاریخ کا بیان فرمایا ہے۔

سورۃ فاطر آیت ۴۴ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ لِلَّهِ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا﴾.

ترجمہ: ”کیا پھر نے نہیں ملک میں کہ دیکھ لیں کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور تھے ان سے بہت سخت زور میں اور نہیں ہے کوئی جو اللہ کو عاجز کر سکے آسمانوں میں اور زمین میں بے شک وہ جاننے والا اور غالب ہے۔“

یس میں اللہ نے ”اصحاب القریہ“ کا تاریخ اور ضروری تفصیل بیان فرمایا: (آیت ۱۳ تا ۱۹ میں)

ترجمہ: [بیان کیجئے ان کے لئے اصحاب القریہ گاؤں والوں کی مثال جب ان کے پاس انبیاء کرام آئے تھے]۔

”القریہ“ کے بارے میں اکثر مفسرین نے انطاکیہ نام لکھا ہے بہر حال یہ توجیہ کمزور معلوم ہوتا ہے وہ اس لئے کہ عام عذاب والا علاقہ پھر آباد نہیں ہوتا جیسا کہ قوم لوط وغیرہ۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ توراۃ کے نزول کے بعد عام اقوام تباہ نہیں ہوئے حاصل یہ کہ یہ قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا تباہ شدہ ہے۔ واللہ اعلم



بہر حال یہ ایک تاریخی واقعہ ہے ہمیں گاؤں اور تباہ شدہ ملت کے تعین میں پڑنے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت نہیں ہے جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو میں نے تیسرا رسول بھی بھیجا اور اس نے یہ تصدیق کی کہ ہم اپنے رب کے بھیجے ہوئے رسول ہیں تو قوم نے جواب دیا کہ تم بھی ہمارے طرح بندے ہو اور اللہ نے کسی کو نہیں بھیجا ہے مگر تم جھوٹ بول رہے ہو رسولوں نے اپنے دفاع میں جواب دیا یہ نہیں کہ خاموش رہے قوم نے کہا کہ اگر تم دعوت توحید سے منع نہیں ہوئے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور ہمارے طرف سے تم کو دردناک عذاب پہنچ جائے گا رسولوں نے فرمایا کہ تمہاری نحوست اور بدنامی تمہارے ساتھ لیکن تم اسراف کرنے والے ہو۔

اللہ نے اس واقعہ کو صرف بطور کہانی ذکر نہیں کیا یہ اس لئے کہ اس سے عبرت لیا جائے مثلاً

(۱) زوال سے بچنے اور عروج کے لئے دعوت توحید کا اقرار اور عملاً اس کا نفاذ سب سے اہم ہے۔

(۲) انبیاء کرام کی دعوت کو جھوٹ کی نسبت کی گئی تھی اب انبیاء کرام کے وارثوں یعنی علمائے حق کی

دعوت اور پکار کو جھوٹ سمجھا جاتا ہے۔

(۳) دعوت توحید کے تصدیق کے لئے تیسرے نبی کا مبعوث کرنا اس میں اس مسئلے کی اہمیت کا بیان

ہے اور اتمام حجت۔

(۴) قوم کا جواب کہ انہوں نے اس عظیم نعمت کو احسان سمجھنے کی بجائے تکذیب کی اور مزید یہ کہ

بولنے لگے کہ رحمن نے کسی کو بھی نہیں بھیجا ہے بلکہ تو جھوٹ بول رہے ہو اور تیسرے کی بھی تکذیب کی۔

(۵) انبیاء کرام نے اپنے دفاع میں جواب دیا اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ داعیان حق اور ان کے

متبعین کو بھی اپنے دفاع کا حق حاصل ہے اور یہ انبیاء کرام کا سنت تھا یہ ذمہ داری علماء حق پر زیادہ ضروری

ہے۔

(۶) انبیاء کرام کے وجود کو نحوست کی علامت سمجھا (نعوذ باللہ) آج علماء حق اور مجاہدین کو ترقی کی راہ

میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔

(۷) دعوت حق سے باز رکھنے کے لئے ان کو عذاب اور سنگسار کرنے کی دھمکی ملی تھی، آج بھی علماء حق

کی آواز دبانے کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کے لئے جارہے ہیں اور ان کو قتل کی دھمکیاں دی جارہی ہیں صرف دھمکیاں نہیں بلکہ ان کو بے دردی کے ساتھ شہید کیا جا رہا ہے، اور دنیا میں اس کے کافی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

(۸) انبیاء کرام کا دفاعی جواب کہ بد حالی تم ہی کی وجہ سے ہیں ہمارے وجہ سے نہیں آج دیکھا جائے کہ بد حالی کے مرتکب افراد حقیقتاً کون ہے؟

(۹) قوم کو مسرفین اسراف زیادتی کرنے والا کہا، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اسراف کرنے والوں کو مسرفین کہنا ہی انبیاء کرام کا طریقہ تھا یہ نہیں کہا کہ اس سے توڑ آئے گا، ایسے تمام افراد کی نشاندہی علماء کرام کا فرض بنتا ہے۔

(۱۰) ایک آدمی کے طرف سے انبیاء کرام کی تصدیق اور قوم کو ان کی تابعداری کا نصیحت کرنا مفسرین نے اس کا نام حبیب نجار لکھا ہے، آج بھی ایسے حق پرست موجود ہیں کہ علماء کرام کے وارثوں یعنی علماء حق کے دعوت اور ان کی صحیح موقف کی تصدیق کرتے ہیں اور اپنی استطاعت کے مطابق یہ فرض ادا کرنا امت کا حق بنتا ہے۔

(۱۱) اپنے مسئلے کی وضاحت کرنا جیسا کہ انبیاء کرام نے اپنے موقف یعنی مسئلہ توحید کی وضاحت بیان فرمائی علمائے حق کو بھی اپنے عقیدے اور مسئلہ کی وضاحت کھلے عام اور دلائل سے دینا چاہئے اور الحمد للہ وہ ایسا کر رہے ہیں۔

(۱۲) معبودان باطلہ کا رد اور ان کی محتاجی کا حال بیان کرنا، آج بھی علماء کرام کے اوپر یہ فرض ہے کہ وہ معبودان باطلہ کی رد اور ان کی محتاجی بیان کریں اور باطل نظام کے خلاف ہر فورم پر آواز حق بلند کریں۔

(۱۳) اللہ کے علاوہ دوسرے معبودان باطلہ کی بندگی کو انبیاء کرام نے گمراہی قرار دیا اور اسے خسارہ کہا آج کیا باطل نظام کا احترام گمراہی نہیں؟ اور کیا یہ سودا خسارے کا نہیں؟ یہ بیان کون کرے گا؟

(۱۴) اپنے ایمان کا کھلے عام اعلان کچھ اس طرح کہ صرف میرا نہیں تمہارا بھی وہی رب ہے اللہ کے توحید کا اعلان صالحین کا طرز عمل تھا اب بھی ہر مسلمان کے اوپر یہ اعلان لازم ہے دین حق پر استقامت کا

اعلان عوام الناس کے سامنے اس لئے کہ وہ بھی سن لیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔  
(۱۵) اس اعلان کے بعد قوم نے اس کو شہید کیا تو اللہ نے اس کو سیدھا جنت میں داخل ہونے کا اعلان فرمایا بہر حال اس واقعہ میں بہت سارے مسائل کا حل موجود ہے اگر تحقیقی اور علمی نقطہ نظر سے مسائل کا استنباط کیا جائے۔

رجل مومن نے جب کھلے عام اپنے ایمان کا اعلان کیا کہ میرا رب اللہ ہی ہے وہ نہیں جس کو تم نے الہ بنائے ہیں تو قوم نے اس کو شہید کیا آج بھی جو بندہ اللہ کے زمین پر اللہ کے نظام کی بات کرتا ہے وہ دہشت گرد کہلاتا ہے اور اس کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوتا ہے جو حبیب نجار کے ساتھ ہوا تھا، اس واقعہ میں زبردست تسلی ہے کہ تمام اہل حق کے ساتھ یہ ہو چکا ہے اگر آپ کے ساتھ بھی ایسا ہوا تو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بشارت اخروی جیسا ان کے لئے تھا ویسا بشارت تمہارے لئے ہے۔ اس واقعہ میں بہت سارے اسباق پوشیدہ ہیں مسائل کا استنباط علمائے حق کا کام ہے میں نے صرف اس پر اکتفا کیا سورۃ ص آیت ۱۲ تا ۱۴ میں فرمان ۷۷ خداوندی ہے:

﴿كذبت قبلهم قوم نوح وعاد وفرعون ذو الأوتاد. وثمود وقوم لوط وأصحاب الأيكة أولئك الأحزاب. إن كل كذب الرسل فحق عقاب﴾.

ترجمہ: ”جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخوں والا اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ کے لوگ، وہ بڑی بڑی فوجیں۔ یہ جتنے تھے سب نے یہی کیا کہ جھٹلایا رسولوں کو پھر ثابت ہوئی میری طرف سے سزا“۔

فرعون بہت بڑے طاقتور لشکروں والا تھا اور اس کو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اوتاد کے معنی علماء مفسرین نے یہی کئے ہیں تفصیل لئے دیکھیں

۔ (ابن کثیر، فتح القدر، تفسیر کبیر، اور ابن عطیہ الاندلسی کی تفسیر المحرر الوجیز، جلد ۱۵ صفحہ ۴۳۸)  
 آج دیکھا جائے کہ وہ کون حضرات ہے جس کو اپنی ٹیکنالوجی اور فوج پر فخر ہے؟ سورۃ ص آیت ۳ میں  
 قدیم تاریخ کا اجمالاً تذکرہ ہے:

﴿کم أهلكنا من قبلهم من قرن فنادوا وولات حين مناص﴾.

ترجمہ: ”بہت ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں پھر پکارنے لگے، اور وقت نہ رہا  
 خلاصی کا۔“

سورۃ المؤمن آیت ۵ میں ہے:

﴿كذبت قبلهم قوم نوح والأحزاب من بعدهم وهمت كل أمة برسولهم ليأخذوه  
 وجادلوا بالباطل ليدحضوا به الحق فأخذتهم فكيف كان عقاب﴾.

ترجمہ: ”قوم نوح اور ان کے بعد کے گروہوں نے بھی جھٹلایا تھا اور ہر امت نے اپنے رسول  
 کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا اور باطل کے ذریعے کج روی اختیار کی تاکہ ان سے حق کو بگاڑ دیں بس  
 میں نے پکڑ لیا سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی۔“

انبیاء کرام کا سلسلہ نبوت چونکہ ختم ہو چکا ہے لیکن ان کی دعوت توحید کا مشن ان کے وارثوں یعنی  
 علمائے حق نے سنبھالا ہوا ہے اس مسئلے کی وجہ سے جو تکالیف اقوام نے انبیاء کرام کو قدیم زمانے میں  
 پہنچائے تھے آج بھی باطل پرستوں کی جانب سے تکالیف کا وہ سلسلہ چلا آ رہا ہے اس وقت انبیاء کرام اور  
 ان کے تابعداری کرنے والے مومنین ہدف اور ٹارگٹ تھے تو آج ان کے نشانہ پر علمائے حق اور مجاہدین  
 اسلام ہے۔

جو اغراض و مقاصد کل کے باطل پرستوں کے تھے وہ آج کے باطل پرستوں کے بھی ہیں اور جو مقاصد  
 کل کے حق پرستوں کے تھے وہ آج کے حق پرستوں کے بھی ہیں جس مسئلے کے بیان کرنے سے انبیاء کرام  
 اور ان کے ساتھیوں کے خلاف محاذ بنا تھا آج وہ محاذ دین اسلام کو غالب دیکھنے والوں کے لئے بنا ہوا ہے،

لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ تسلی دیتا ہے کہ جب اقوام نے تکذیب کی تو میں نے ان کا انجام کیسے کر دیا۔ کیف کان عقاب۔

تاقیامت اس آیت کریمہ میں تسلی کا سبق ہے کہ باطل پرست اللہ کی عذاب سے بچ نہیں سکتے آج بھی پوری دنیا میں اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کا جھگڑہ عقیدے اور نظریے کی بنیاد پر ہے اور ان شاء اللہ عنقریب فتح اولیاء الرحمن ہی کی ہوگی جس کی شروعات ہو چکی ہے۔

سورۃ مومن آیت ۲۱، ۲۲، میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿أولم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین کانوا من قبلہم۔ کانوا ہم أشد منهم قوۃ و آثارا فی الأرض فأخذہم اللہ بذنوبہم وما کان لہم من اللہ من واق۔ ذلک بأنہم كانت تأتیہم رسلہم بالبینات فکفروا فأخذہم اللہ إنه قوی شدید العقاب﴾۔

ترجمہ: ”کیا وہ پھر نہیں ملک میں کہ دیکھئے انجام کیسا ہوا ان کا جو تھے ان سے پہلے وہ تھے ان سے سخت زور میں اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے زمین میں، پھر ان کو پکڑا اللہ نے ان کے گناہوں پر اور نہ ہوا ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا، یہ اس لئے کہ ان کے پاس آتے تھے ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر پھر منکر ہو گئے تو ان کو پکڑا اللہ نے بے شک وہ زور آور ہے سخت عذاب دینے والا۔“

یہاں ہلاکت کی وجہ اللہ کی آیتوں کا انکار اور پیغمبروں کی تکذیب اور گناہ کے کام تھے اگرچہ یہ لوگ قوت اور زمین آباد کرنے میں ماہر تھے باطل پرست اب بھی قرآن اور شریعت مطہرہ کی صفات دلائل اور اللہ کی توحید کے صاف نشانیوں سے انکار کر رہے ہیں: وعظ وتذکیر دعوت وتبلغ کے ذریعے علماء کرام داعیان حق ان کی وضاحت اور نشاندہی کے لئے موجود ہیں لہذا آج جو کوئی بھی آیات الہی احکامات دین اور شریعت سے غفلت اور دشمنی کرتے ہیں ان کا انجام بھی منکرین اور مکذبین سے مختلف نہیں ہوگا۔

یہاں پر صرف انکار آیات نہیں فتنے کے اس دور میں شریعت کے نام لیواں کیخلاف جنگ جاری ہے علماء ربانین اور مجاہدین اسلام پر پوری دنیا کی زمین تنگ کر دی گئی ہے اور یہ کام کون کر رہے ہیں اس کی

تفصیل کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔

بہر حال اللہ نے ہمیں تسلی دی اور قدیم تاریخ سے یہ مسئلہ واضح فرمایا کہ دنیاوی ترقی انسان کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتی جب حق کے خلاف محاذ بنایا جائے پھر اللہ کے گرفت سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے ان آیات میں یہی پس منظر بیان کیا گیا ہے۔

آج کل کے باطل پرست اللہ کے شریعت، مجاہدین اور انبیاء کرام کے حقیقی وارثوں یعنی علمائے حق کا مقابلہ جدید ایٹمی ہتیاروں، میزائلوں اور ڈرون وغیرہ سے کر رہے ہیں لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ کی قوت اور پکڑ زیادہ سخت اور قوی ہے اللہ کے گرفت سے کوئی نہیں بچ سکتا اس لئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیان فرمایا: ﴿أولم یسیروا فی الأرض﴾۔

سورۃ مومن آیت ۸۲ میں بھی فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أفلم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلہم کانوا اکثر منہم وأشد قوۃ وآثارا فی الأرض فما أغنی عنہم ما کانوا یکسبون﴾۔

ترجمہ: ”کیا پھرے نہیں وہ ملک میں کہ دیکھ لیتے کیسا انجام ہوا ان سے پہلوں کا وہ تھے ان سے زیادہ اور زور میں سخت اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے ہیں زمین پر، پھر کام نہ آیا ان کے جو وہ کھاتے تھے“۔

سورۃ الزخرف آیت ۲۳:

﴿وکذا لک ما أرسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر إلا قال مترفوها إنا وجدنا آباءنا علی أمة وإنا علی آثارہم مقتدون﴾۔

ترجمہ: ”اور اسی طرح جس کسی کو ہم نے تجھ سے پہلے ڈرسانے والا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے خوشحال لوگ ہم نے تو پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر چلتے ہیں“۔

تمام حق پرستوں کا مقابلہ زمانہ قدیم سے مالدار اور صاحب حیثیت لوگوں نے کیا ہے اور حق کے

مقابلے میں اتباع الاباء کو بطور دلیل پیش کیا ہے آج بھی حق پرست علماء کرام اور مجاہدین کا مقابلہ صاحب حیثیت لوگ ہی کر رہے ہیں فرق بس اتنا ہے کہ اس وقت پارلیمنٹ اور اسمبلی کی بلڈنگ نہیں تھی اور اس جدید دور میں آج کے صاحب حیثیت اور بڑوں نے اپنا ایک طریقہ اور آئین بنایا ہے جس کی توہین کرنا جمہوری حضرات کے ہاں بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے۔

جو کوئی حق پرست قرآن و سنت کی پیروی کی بات کرتا ہے تو جواب یہی ملتا ہے کہ ہمارے پاس اسلامی آئین ہے

﴿أَف لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَاتِلْكُمْ اللَّهُ أَنْى تَوْفَكُونَ﴾.

سورۃ الزخرف آیت ۲۵ میں اللہ نے ان سے انتقام لینے کا ذکر فرمایا: ﴿فَانْتَقِمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمَكْذِبِينَ﴾.

سورۃ الدخان آیت ۳۷ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿أَهْمٌ خَيْرٌ أَمْ قَوْمٌ تَبِعُوا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ﴾.

ترجمہ: ”بھلا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان سے پہلے تھے ہم نے ان کو غارت کر دیا بیشک وہ تھے گنہگار“۔

سورۃ احقاف آیت ۲۷ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرَىٰ وَصَرَفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور ہم غارت کر چکے ہیں جتنی تمہارے آس پاس بستیاں ہیں اور بار بار ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں تاکہ وہ لوٹ آئیں“۔

سورۃ محمد آیت ۱۰ میں اللہ نے اجمالاً قدیم تاریخ کا تذکرہ فرمایا ہے:

﴿أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَرِ اللَّهُ عَلَيْهِمُ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا﴾.

ترجمہ: ”کیا وہ پھر نہیں ملک میں کہ دیکھیں کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے

ہلاکت ڈالی اللہ نے ان پر اور منکروں کو ملتی رہتی ہیں ایسی چیزیں۔“

سورۃ محمد آیت ۱۳ میں مزید فرمایا:

﴿وَكَايْنٍ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجْتِكَ أَهْلَكَنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ

لَهُمْ﴾.

ترجمہ: ”اور کتنی تھیں بستیاں جو زیادہ تھیں زور میں اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو نکالا ہم نے ان کو غارت کر دیا پھر کوئی نہیں ان کا مددگار۔“

سورۃ ق آیت ۱۲ تا ۱۴ میں اللہ نے قدیم اقوام کی حالت کا تذکرہ اجمالاً بیان فرمایا ہے:

﴿كَذَبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرِّسِّ وَثَمُودُ. وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطَ.

وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ ثَعْلَبٍ فَكُذِّبُوا﴾.

ترجمہ: ”جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنوئیں والے اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو پر ٹھیک پڑا میرا ڈرانا۔“

آج دیکھا جائے کہ پوری دنیا میں کیا ہو رہا ہے انبیاء کرام کے وارثوں یعنی علماء حق کی دعوت اور پیغامات کا انکار کیا جا رہا ہے اور باطل پرستوں نے قرآن کے خلاف جنگ شروع کی ہوئی ہے آج کے باطل پرست خصوصاً یہود و نصاریٰ اور ان کے ٹوڈی غلام مرتد حکمران اور افواج جمہوریت کی نیلیم پری کے دفاع میں کھڑے سیاسی حضرات تکذیب اور مقابلے کے لئے میدان میں کھڑے نظر آ رہے ہیں مختصراً یہ کہ ان آیتوں میں حق پرستوں کے لئے تسلی اور منکرین اور باطل پرستوں کے لئے تنخویف کا بیان ہے۔

سورۃ نجم میں عاد و ثمود و قوم نوح اور قوم لوط کی ہلاکت کا اجمالاً بیان ہے۔

سورۃ الملک آیت ۱۸ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ﴾.

ترجمہ: ”اور جھٹلا چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے پھر کیسا ہوا میرا پکڑ۔“



سورۃ الحاقۃ میں اللہ نے ہلاک شدہ اقوام کا بیان اجمالاً ذکر کیا ہے قوم ثمود، قوم عاد، فرعون اور قوم لوط علیہ السلام کے ہلاکت کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

﴿لَنَجْجِلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيهَا أَذْنٌ وَّاعِيَةٌ﴾.

ترجمہ: ”تا کہ اسکو تمہارے لئے یادگار بنائیں اور یاد رکھنے والے کان اسے یاد رکھیں۔“

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے قدیم تاریخ سے سبق اور نصیحت لینے کا بیان فرمایا ہے سورۃ المرسلات آیت ۱۶ تا ۱۸ اللہ کا فرمان ہے:

﴿أَلَمْ نَهْلِكِ الْأُولِينَ. ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ. كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ﴾.

ترجمہ: ”کیا ہم نے پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا پھر ان کے پیچھے بھیجتے ہیں پچھلوں کو ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ نے لفظ کذلک سے یہ قانون تاقیامت جاری رکھا کہ مجرمین کے ساتھ میں ایسا ہی معاملہ کرتا ہوں صرف پرانے لوگوں کیساتھ نہیں بلکہ آئندہ بھی مجرموں کے ساتھ میں ایسا ہی کرتا رہوں گا اور قدیم ہلاک شدہ اقوام کا تذکرہ کیا اور بعد میں حکم کو عام رکھا مجرم اپنے اعمال سے پیچانے جاتے ہیں۔

اللہ کے قانون کے مقابلے میں اپنا خود ساختہ قانون اور آئین بنانا پھر اس کی پاسداری کرنا اور کفریہ نظام کا دفاع کرنا اور اس کو پھر عوام الناس پر بزور قوت نافذ کروانا مجاہدین اسلام کے خلافت کفار کے اتحادی ہونے پر فخر محسوس کرنا مجاہدین حق کو دہشت گرد اور جہاد جیسی عظیم فریضے کو دہشت گردی کہنا مسلمانوں کے مال اور جان کو اپنے لئے قانونی (حلال) سمجھنا شریعت محمد اور خلافت کے قیام کے مقابلے میں دجالی جمہوری نظام کی حمایت اور حفاظت کرنا شرعی قوانین کے مقابلے میں کفریہ قوانین پر فیصلے کرنا اور پھر ان پر خوش ہونا زنا اور شراب کے اڈوں کے ساتھ ساتھ سود کو قانونی سمجھنا وغیرہ ایسے بہت سارے کام ہیں جو جمہوریت ملعونہ کے چھتری تلے کھلے عام ہو رہے ہیں، یہ سارے جرائم نہیں تو کیا ہیں؟

اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد کسی کے مجرم ہونے میں کیا اب بھی کوئی شک کر سکتا ہے؟ یہاں یہ صرف شمار اور نمونہ کے لئے دو چار بڑے جرائم کا تذکرہ ہوا ویسے تو جرائم بے شمار ہیں جس پر مستقل کتاب لکھی جا

سکتی ہے اللہ مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

سورۃ البروج میں اللہ نے اصحاب الاخدود کا واقعہ بیان فرمایا ہے مفسرین اور مورخین نے یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے جب خندقوں والوں نے گڑھے کھود کر ان میں لکڑیاں بھر کر آگ بھڑکائی اور مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کے لئے اس میں ڈالا اس سورۃ مبارکہ میں ان لوگوں کے ہلاکت کا تذکرہ ہے کہ جب یہ ایندھن بھری بھڑکتی ہوئی آگ کی خندقوں کے کناروں پر بیٹھ کر تماشا کرنے لگے ان ایمان والوں کا قصور ان کے نزدیک صرف اللہ غالب ذات پر ایمان لانا تھا بس۔

سورۃ البروج آیت ۸ میں ہے:

﴿وَمَا نَقْمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾

ترجمہ: ”ان مسلمانوں سے دشمنی نہیں ہوئی مگر اس بات پر کہ وہ اللہ غالب اور حمید ذات پر

ایمان لے آئے تھے۔“

تفسیر ابن کثیر نے اس مقام پر بہترین تفصیل بیان فرمائی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں: فردوس مجاہد نامی کتاب میں اس پر مستقل باب لکھا گیا ہے کہ حق پرستوں کو ہمیشہ تکالیف اس بات اور مسئلے کی وجہ سے دیئے گئے۔

بہر حال ایمان باللہ کا یہ عظیم کام اور فرض آج کل کے پرفتن دور میں بہت مشکل ہے اور جن لوگوں نے اللہ کو رب مانا ہے اور اس پر ڈٹ گئے ہیں ان کا مقابلہ پوری دنیا کے باطل پرست ایسا ہی کر رہے ہیں جیسا کہ اصحاب الاخدود کے ساتھ معاملہ ہوا تھا۔

فرق بس صرف اتنا ہے کہ وہاں آگ کے لئے خندقیں کھودی گئی تھیں اور آج ہمیں اور میزائلوں کی بمباری کے ذریعہ اس سے بھی زیادہ خطرناک آگ برسائی جا رہی ہے شام عراق یمن صومالیہ الجزائر افغانستان و زیرستان وغیرہ میں یہ نظارہ لوگ دیکھ چکے ہیں۔

اللہ اس مسئلے کے لئے جن لوگوں نے اپنی جانوں اور مالوں کا سودا کیا ہے وہ سودا ان سے قبول فرمائے اور ان کو استقامت کے ساتھ ڈٹ جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

سورۃ البروج آیت ۱۷، ۱۸ میں فرعون کی سرکشی اور تاریخ کا اجمال تذکرہ ہے:

﴿هل اتك حديث الجنود. فرعون و ثمود﴾

ترجمہ: ”کیا پہنچی تجھ کو بات ان لشکروں کی فرعون اور ثمود کے“۔

علماء تفسیر نے ہل کو یہاں قد کے معنی لیا ہے اس تاریخ سے اتنا نتیجہ ضرور اخذ ہوتا ہے کہ لشکروں کی ابتداء فرعون کی ایجاد ہے اور اب بھی وقت کے فراعنہ پوری دنیا میں عموماً اور ”پاک سرزمین“ میں خصوصاً مقامی لشکروں کے ذریعہ مجاہدین اسلام کے خلاف صف آراء ہیں۔

قیام پاکستان سے قبل سید احمد شہید کے تحریک مجاہدین کے خلاف بھی لشکری دستے بنائے گئے تھے انگریز کے ٹوڈی غلاموں نے ہمیشہ انگریز سرکار سے وفاداری نبھائی ہے، مزید تفصیل کے لئے دیکھیں: (تاریخ دعوت و عزیمت از سید سلیمان ندوی)

بہر حال یہ گندہ سلسلہ اب بھی جاری و ساری ہے قبائلی علاقوں میں یہ مرض بہت زیادہ پھیل گیا ہے اور مقامی افراد پر مشتمل یہ لشکریں مجاہدین کے خلاف میدان میں اتر آئے ہیں یہ بات اور وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ تمام قبائل کی بات نہیں ہو رہی قبائلی لوگوں میں انتہائی غیرت مند اور دین اسلام پر کٹ مرنے والے اور مجاہدین سے بے پناہ محبت کرنے والے افراد کی کمی نہیں ہے وہاں ایسے سرفروشنوں کی ایک لمبی تاریخ موجود ہے جنہوں نے خود بھوکے پیاسے رہ کر مجاہدین کا ساتھ دیا اور دین حق کے لئے جانی اور مالی قربانی سے دریغ نہیں کیا اللہ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور دین اسلام کے خاطر ان کو جو تکالیف پہنچی ہے اللہ اس پر ان کو بہترین اجر اور صلہ عطا فرمائے۔

لیکن اس کے باوجود بھی ہر قوم میں ایسے افراد بھی موجود ہوتے ہیں جن کی دین دشمنوں سے وفاداری کی لمبی داستانیں اور تاریخ موجود ہیں جیسا کہ چوہدری ثار کے پردادا چوہدری شیر خان نے ۱۸۵۷ء کے جہاد کے دوران مجاہدین کی مخبری کی تھی اور مری کے علاقے سے اٹھنے والی بغاوت کو کچلنے کے لئے ایک لشکر ترتیب دیا تھا، اس طرح چوہدری ثار کے دادا میجر چوہدری سلطان خان کو قبائلی علاقہ جات میں مجاہدین کے خلاف لڑنے کے صلہ میں ”وزیرستان فورس ٹمغہ“ دیا گیا تھا۔

اس وقت تو پاکستان بنا ہی نہ تھا اسی طرح سرگودھا کے ٹوانے اور اس خاندان کی کم از کم پانچ پشتیں پہلے سکھوں اور پھر انگریزوں کی وفاداری میں سب سے آگے تھیں۔ ۱۸۴۹ میں ملتان کی بغاوت دبانے اور ۱۸۵۷ کے جہاد آزادی کچلنے میں اس قوم کے بد بخت سرداروں نے انگریز کا بھرپور ساتھ دیا تھا پہلی جنگ عظیم کے دوران انہوں نے انگریز فوج کو ۳۰۰ گھڑسوار ۶۰۰ پیادہ سپاہی فراہم کئے تھے، اور آج بھی اس خاندان کے کئی نمایاں افراد پاکستانی سیاست میں غوطے کھا رہے ہیں، اسی طرح گجرات کا نواب زادہ خاندان بھی انگریز کا وفادار خاندان تھا یہ لوگ ۲۰۰ سال تک برطانوی قبضے کو مستحکم کرنے میں مددگار تھے۔

جب ایوب خان نے ۱۹۶۵ میں کنونشن مسلم لیگ بنائی تو اس میں چوہدری اصغر علی بھی تھا اس کا تعلق بھی گجرات کے اس نواب زادہ خاندان سے تھا جن کے بڑوں نے انگریز سرکار سے وفاداری نبھائی تھی۔

یاد رہے کہ چوہدری اصغر کے چچا چوہدری محمد خان نے جنگ عظیم کے دوران (۱۰۰۰) نوجوانوں کو شاہی فوج میں بھرتی کروایا تھا جس کے صلہ میں اسے خان بہادر کا خطاب اور خصوصی تمغہ انگریز سرکار کی طرف سے ملا تھا، چوہدری اصغر کے باپ چوہدری فضل علی نے بھی جنگ عظیم کے دوران انگریز فوج میں (۱۵۰۰) نوجوانوں کو بھرتی کروایا تھا، اور ۲۰۰۰ روپے برطانوی فوج کو بطور قرض دیئے تھے (یہ اس وقت کافی بڑی رقم تھی) اس سے قبل اس نے انگریزوں کو چترال پر حملے کے دوران بار برداری کے لئے جانور بھی فراہم کئے تھے، یہ شخص فرنگی فوج کے گھوڑے بھی پالتا تھا جس کے لئے فرنگی نے اسے ساڑھے دس ہزار مربع زمین عطا کی تھی۔

اسی طرح بہاولپور کے نوابوں کی حالت بھی تقریباً یہی تھی ۱۸۴۰ کے دہائی میں نواب بہاول خان سوم انگریز کی قیادت تلے سکھوں کے خلاف لڑتا رہا نواب کا پوتا نواب صادق خان چہارم اس سے ابھی ایک قدم آگے بڑھا اور افغانستان پر برطانیہ کے دوسرے حملے میں ۲۰ ہزار سے زائد اونٹ سیکڑوں خچر اور بیل انگریز سپاہیوں کے نقل و حرکت کے لئے وقف کر دیئے تھے اس کے ساتھ ساتھ ۵۰۰ سپاہیوں کا ایک خصوصی لشکری دستہ بھی انگریز کے کی مدد کے لئے مہیا کیا اسی طرح اٹک سے تعلق رکھنے والے پیر آف مکھڑ کا خاندان افغانستان پر انگریز کے حملوں سے لے کر ۱۸۵۷ کے جہاد آزادی تک انگریز کی مدد میں فرنٹ لائن

اتحادی کی حیثیت سے شامل تھا۔

۱۸۵۷ میں ان بدبختوں نے انگریز کی ضلعی انتظامیہ کو گھڑسواروں اور پیدل سپاہیوں کے دستے فراہم کئے تھے یا درہے کہ بھٹو کے دور حکومت میں یہ خاندان پاکستان کے سیاست میں بڑھ چڑھ کر شامل تھا، پہلی جنگ عظیم کے دوران پیر غلام عباس نے ۴۰۰ جوانوں کو خلافت عثمانیہ کے خلاف لڑنے کے لئے انگریز فوج میں بھرتی کروایا تھا۔

اسی طرح گیلانی خاندان والے بھی کسی سے کم نہیں تھے ۱۸۴۸ میں ملتان کی فتح میں میجر ہربرٹ ایڈورڈ کے ساتھ کھڑے تھے ۱۸۵۷ میں مجاہدین کے خلاف لڑنے کے صلہ میں سر جان لارنس نامی انگریز سے انعامات اور جاگیریں حاصل کیں۔ سابق وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی کا پردادا مخدوم صدر الدین کو ۱۹۱۱ میں فرمانروئے برطانیہ کے تاج پوشی کے موقع پر فرمانروا سے سونے گھڑی ملی تھی اور اسے خان بہادر کا خطاب دیا گیا تھا یہ سب کچھ انگریز سے وفاداری کا صلہ تھا۔

شاہ محمود قریشی جو کہ بہاء الدین زکریا کے مزار کا سجادہ نشین بھی ہے اس کا جدا مجر مخدوم شاہ محمود کا شمار انگریز کے وفادار ترین لوگوں میں ہوتا تھا، اس نے ۲۰ ہزار گھڑسواروں اور بہت سارے پیادہ فوجیوں کو انگریز فوج میں بھرتی کروایا تھا اور ۱۸۵۷ کے جہاد آزادی کے وقت ایک فتویٰ جاری کیا تھا جس کی رو سے انگریز سرکار کے خلاف جہاد حرام اور انگریز کی مدد کو فرض قرار دیا گیا تھا۔

آفرین برعلم غلام جان، اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے مخدوم بہاول بخش نے افغانستان پر برطانوی حملے کے دوران برطانوی فوج کو اونٹوں کا ایک دستہ فراہم کیا تھا جس کے صلے میں اسے ملتان میں اعزازی مجسٹریٹ بنادیا گیا تھا۔

سابق وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کا تعلق بھی اس خاندان ہی سے ہے بہر حال یہ ایک لمبی تاریخ ہے پاکستانی سیاست میں ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے جن کے باپ دادوں نے انگریز سے وفاداری نبھائی ہے اور اب ان کے بچے بھی تقریباً وہی کچھ کر رہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ

سورۃ الطارق آیت ۱۵، ۱۶ میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا﴾.

ترجمہ: ”البتہ وہ لگے ہوئے ہیں ایک داؤ کرنے میں اور میں لگا ہوا ہوں ایک داؤ کرنے

میں“

اس سے پہلے قرآن کی حقانیت کا بیان فرمایا پھر ان کی مکر و فریب کا تذکرہ کیا قول فصل کے مخالفت میں اول روز سے مخالفین اور وقت کے باطل پرستوں نے قسم قسم کے مکر و فریب کا ارتکاب کیا تھا آج بھی مختلف تدابیر اور مکر و فریب کے ذریعے آسمانی وحی کی بجائے خود ساختہ قوانین کو بزور طاقت عوام پر مسلط کیا گیا ہے افسوس کی بات یہ ہے کہ پھر اس کو اسلامی آئین کہا جاتا ہے، اور اس ”کار خیر“ میں وہ حضرات بھی شامل ہیں کہ ان کے نام سے پہلے حضرت مولانا لکھا جاتا ہے، یہ لوگ صبح شام اس آئین کے دفاعی گیت گاتے رہتے ہیں۔

لیکن یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہئے کہ ہر زمانے کے تدابیر اور مکر و فریب حق کے مقابلے میں الگ ہوتے ہیں آج کل جدید اعتراضات کی بھرمار ہیں اسی طرح سمینارز، ٹاک شوز، اسمبلی، پارلیمنٹ، سینیٹ و عدلیہ وغیرہ میں حق کے مقابلے میں مکر و فریب کے ہر قسم نئے تجربات اور طریقے آمائے جاتے ہیں جن کو جمہوری ڈکشنری میں آئینی (یعنی جائز یا حلال) کا نام دیا جاتا ہے۔

اسی طرح ”قول فصل“ (یعنی قرآن وحی) کے مقابلے اور مخالفت میں عالمی سطح پر جو ہورہا ہے وہ بھی ہمارے سامنے ہیں خصوصاً یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی جانب سے یہ مکر و فریب بہت پہلے سے بھی ہورہا تھا جس کا تذکرہ بار بار قرآن نے کیا ہے ہاں فرق یہ ہے کہ قرآنی اصطلاح نے اسے فسق، مکر، اور فساد قرار دیا ہے جبکہ آج کے نام ان سے کچھ مختلف ہے حقیقت میں وہی کچھ ہوتا ہے جس کا قرآن نے تذکرہ فرمایا ہے، لیکن جدید فساد یوں نے نام کچھ اپنے جمہوری طریقے سے رکھے ہیں۔

اس میدان میں علماء سوء اور درباری سرکاری مفتیان جن کے فتوے ڈالروں پر بکتے ہیں یہ لوگ بھی ”قول فصل“ کے قانون کے مخالفت میں باطل تاویلات اور تحریف کے ذریعے کفر کو مضبوط کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں، اسی طرح مختلف شیطان ایجنسیاں اور ان کے کارندے بھی وہی کچھ کر رہے

ہیں، جن کا حکم طاغوتی سربراہان کی طرف سے جاری ہوتا ہے۔

ان کا مکروفریب سب سے زیادہ خطرناک اور خفیہ ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی مکروفریب کے جدید طریقے ہیں اور یہ ایک وسیع موضوع ہے جس پر مستقل کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔

بہر حال یہ تمام مکروفریب حق کے مقابلے میں اور قول فصل (قرآن) کے نظام کے نفاذ میں رکاوٹیں ڈالنے کے لئے ہیں اور جو اس نظام کی نفاذ کی بات کرتا ہے اس پر دہشت گرد اور حکومتی رٹ چیلنج کرنے والا کا ٹھپہ لگ جاتا ہے، ”قول فصل“ سے مراد قرآن ہے جس میں حق باطل حرام حلال، جائز ناجائز حقوق وغیرہ تمام دینی ضروری امور اور مسائل کا حل اور تفصیل موجود ہیں، بعض علماء کرام نے قول فصل سے مراد دوبارہ جی اٹھنا مراد لیا ہے تو یہ بھی حق اور یقینی ہے۔

بہر حال اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا هُوَ بِالْهَٰزِلِ﴾ یہ کوئی بے ہودہ بات نہیں ہے ہزل سے مراد مذاق، باطل اور لعب ولعب اور ہر وہ شے ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ لفظ ”فصل“ کے بالمقابل ہے اس لئے یہ لازم آتا ہے کہ اس نظام کی بات کرنے والے بھی اس نظام کی تابعداری کرنے والے بھی اور اس نظام کے لئے اپنے سر دھڑکی بازی لگانے والے بھی یہ قربانیاں اس لئے تو دے رہے ہیں کہ ان کا یہ نظام فصل ہے ہزل ہرگز نہیں یہ الگ بات ہے کہ جمہوری حضرات اور لبرل علاقے ایسے خود ساختہ شریعت کے نام سے یاد کریں، اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ مکروفریب کرتے ہیں اور میں ان کے مکروفریب کو ناکام بنا دیتا ہوں۔

سورة الاعراف آیت ۸۲ سورة الطور ۴۲ اور سورة الانفال میں بھی ان کے مکروفریب کا تذکرہ موجود ہے سورة الفجر میں بھی اللہ نے قدیم تاریخ کا احوال ہمارے عبرت کے لئے بیان فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادِ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ﴾.

ترجمہ: ”تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے عاد کے ساتھ وہ جو ارم کہلاتے تھے دراز

قد والے کہ تمام ملک میں ان جیسے پیدا نہیں ہوئے تھے۔“

قوم عاد کے لوگ اس زمانے کے سپر پاور تھے اللہ نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح اولاد ارم کو بھی جن کے

بڑے بڑے تنے تھے یا بڑے بڑے محلات تھے اس وقت کے وائٹ ہاؤس بنانے والے تھے۔

﴿وَأَمْثَلُوا الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (آیت ۱۰ تا ۱۴)

ترجمہ: ”اور اُتھو ان کے ساتھ جنہوں نے تراشا پتھروں کو وادی میں اور فرعون کے ساتھ وہ مینوں والا یہ سب تھے جنہوں نے سراٹھایا ملکوں میں پھر بہت ڈالی ان میں خرابی پھر پھینکا ان پر تیرے رب نے کوڑا عذاب کا بیشک تیرا رب لگا ہے گھات میں۔“

و تدکیل کو کہا جاتا ہے علماء تفسیر نے لکھا ہے کہ فرعون لوگوں پر کیل ٹھونکتا تھا یعنی ظلم کی انتہا کر دی ے تھی آج اس کے نقش قدم پر چلنے والے ایجنسیوں کے لوگوں کا طریقہ واردات بھی یہی ہے مجاہدین کے جسموں پر کیل ٹھونکنے جاتے ہیں یا وتد جرنیل کو کہا جاتا ہے مراد یہ کہ فرعون جو بڑے بڑے جرنیلوں والا تھا میں نے اس کو بھی ہلاک کیا اب بھی فرعون کے نواسے اپنے جرنیلوں پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ تو رونے کا مقام ہے کہ حق کے مقابلے میں ڈٹ جانا اور اپنا خون تک بہانا کون سی فخر کی بات ہے فرعون کے اگرچہ بہت بڑے بڑے جرنیل تھے لیکن تباہی سب کی مقدر تھی یاد رہے کہ جرنیل دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کا اٹھنا بیٹھنا صبح شام اور تمام دستیاب مالی جانی وسائل دین کی سر بلندی کے لئے وقف ہو اسلامی تاریخ میں ایسے جرنیل صحابہ اور بہت سارے جہادی امراء گزرے ہیں اور ایسے جرنیل مبارکباد کے مستحق ہے اور جن پر اگر فخر کیا جائے تو ان کا حق بنتا ہے۔

جرنیلوں کی دوسری قسم کا شمار فرعون جرنیلوں کے زمرے میں آتا ہے جن کا اٹھنا بیٹھنا دن رات ہی دین کی دشمنی اور غیروں کو خوش کرنے میں گزر رہے یاد رہے کہ ایسے جرنیل نہ پہلے بچ گئے تھے اور نہ آئندہ کے لئے اللہ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں اس لئے اللہ نے ان کے تاریخ کو ہمارے لئے بطور نمونہ اور عبرت کے ذکر کیا انہوں نے سرکشی کی تھی اور فساد کو خوب پھیلا یا تھا جیسا کہ قرآن نے جا بجایہ تذکرہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود فرعون نے یہی بولا کہ



﴿إِنْ هَؤُلَاءِ لَشُرٌّ ذِمَّةٌ قَلِيلُونَ وَإِنَّهُمْ لَنَا لُغَاظُونَ﴾.

ترجمہ: ”یہ تو شر پسندوں کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور یہ ہمیں غصہ کراتے ہیں۔“

یہ پالیسی اور منطق دور کے ہر فرعون کی ہے کہ اپنے مقابلے میں حق پرستوں کو شر پسند، خوارج، دہشت گرد، اور فساد کی کہتے ہیں، علمائے تفسیر نے اوتاد کے معنی لشکروں کے بھی کئے ہیں کہ فرعون کے ساتھ بہت بڑی بڑی لشکریں موجود تھیں دیکھیں تفسیر قرطبی، ابن کثیر، فتح القدیر، تفسیر کبیر، اور ابن عطیہ الاندلسی کی تفسیر محرر الوجیز جلد ۱۵، صفحہ ۴۳۸۔

سورۃ الفیل میں اصحاب الفیل کے ہلاکت کا بیان ہے جبکہ سورۃ لہب میں ابولہب کی حالت کا تذکرہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دشمنی کی تو حالت کیا ہوئی بیوی سمیت اللہ نے پکڑ لیا اسی طرح جو بھی حق پرستوں کے ساتھ عداوت اور دشمنی دین کی وجہ سے کرتا ہے اس کی ہلاکت اور بربادی یقینی ہوتا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے مستند تاریخ اور سیرۃ کے کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

## باب پنجم

### مقبول ایمان والے کون ہیں:

اس باب میں ایمان والوں کے کچھ نمایاں صفات کا تذکرہ ہے نیز ان کے تقویٰ اور ایمانی کاموں کا مختصر بیان ہے صرف نام کی مسلمانی اور منہ زبانی ”لا اِلهَ اِلا اللہ“ کا اقرار کچھ فائدہ نہیں دیتا، جب عقیدتا اور عملاً اس کے خلاف کیا جائے وہ ایمان پھر باطل قرار پاتا ہے اور بندہ اس خوشی میں ہوتا ہے کہ میں پکا مسلمان ہو حالانکہ وہ مرتد ہو چکا ہوتا ہے تفصیل سے بچنے کے لئے ان صفات کی طرف صرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔

سورۃ البقرہ کے شروع میں اللہ نے مومنوں کے کچھ صفات کا تذکرہ فرمایا ہے:

(۱) ایمان بالغیب غیب پر ایمان

اس کی لمبی تشریح ہے مگر یہاں صرف نشاندہی کے لئے اجمالاً بیان کیا اس کا تعلق عقیدے سے ہیں۔

(۲) اقامت الصلوٰۃ نماز کی پابندی

نماز چونکہ دین کا اہم رکن ہے اس لئے یہاں صرف نماز کا تذکرہ فرمایا مراد تمام دین ہے۔

(۳) انفاق فی سبیل اللہ مال خرچ کرنا

ایمان والے اللہ کی دین کی سربلندی اور شریعت کے لئے مال خرچ کریں گے۔

(۴) ایمان بالقرآن قرآن پر ایمان

صرف منہ زبانی اقرار نہیں بلکہ عقیدتا اور عملاً قرآن پر ایمان مراد ہے۔

(۵) ایمان بالآخرۃ روز قیامت پر ایمان

قرآن نے ایمان والوں کے ان صفات کا تذکرہ کیا ہے اب ہم ایمان کے دعویٰ میں کتنے سچے ہیں

اس کا احتساب ہر بندہ اپنے گریبان میں جھانک کر کریں کہ آیا وہ ان صفات پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نتیجہ بیان فرمایا اور اس دعویٰ میں سچے ہونے والوں کے لئے بشارت ذکر

فرمائی: ﴿اولئک علی ہدی من ربہم﴾ ”یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔“

یہ تمام صفات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں چونکہ بدرجہ اتم موجود تھے اور وہ قرآن کے اولین مخاطب تھے لہذا ان کو گالیاں دینا اور انہیں جاہل سمجھنا نہ صرف ان کی توہین ہے بلکہ گناہ کبیرہ ہے اور خصوصاً حضرات شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دشمنی یہ ایک ایماندار کر ہی نہیں سکتا بلکہ فقہاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت سے انکار قرآن کی نص کی مخالفت ہے۔

جس پر انسان کافر ہو جاتا ہے اب جو لوگ صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں (نعوذ باللہ) وہ کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ان لوگوں کا تذکرہ مفلکون سے کیا کہ یہ کامیاب ترین لوگ ہیں، جبکہ بقرہ آیت ۲۵ میں ان کے لئے بشارت اخروی کا بیان ہے:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رَزَقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَقُوا قَالَوا هَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے واسطے باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں جب ملے گا ان کو وہاں کا کوئی پھل کھانے کو تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ملا تھا ہم کو اس سے پہلے اور دیئے جائیں گے ان کو پھل ایک صورت کے اور ان کے لئے وہاں عورتیں ہوں گی پاکیزہ اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے۔“

بقرہ آیت ۲۶ میں ان کا صفت یہ ذکر ہے کہ حق کی ہر بات کے اقرار کرنے والے ہیں چاہئے وہ چھوٹی ہو یا بڑی، بقرہ آیت ۲۷ میں ایمان والوں کے کچھ کام اور ان کے بشارات اخرویہ کا بیان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾.

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھا نماز کو اور دیتے رہے زکوٰۃ ان کے لئے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

یہاں پر صرف منہ زبانی ایمان کا اقرار نہیں بلکہ اس کے ساتھ عمل صالح کو شرط قرار دیا ہے عمل صالح کا مختصر تشریح قاضی بیضاوی نے یہ کیا ہے عمل صالح وہ ہے جو شرع نے مقرر کیا ہو، یہ بات یاد رکھنی چاہئیں کہ ہر عمل صالح نہیں کہلا سکتا ساتھ ساتھ تمام عبادات مالی اور بدنی کا تذکرہ ہے۔

سورۃ النساء آیت ۵۷ میں ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَسَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا﴾.

ترجمہ: ”اور جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک البتہ ان کو ہم داخل کریں گے باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں ان میں ہمیشہ ان کے لئے وہاں عورتیں ہیں ستھری اور ان کو ہم داخل کریں گے گھنکی چھاؤں میں“۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی ایمان والے کا تذکرہ یوں بیان فرمایا ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوا بِمَا فِي شَجَرِ بَيْنِهِمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيَسْلَمُوا تَسْلِيمًا﴾.

ترجمہ: ”سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے“۔

امام ابو بکر جصاص حنفی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو اللہ کے احکامات میں سے کسی ایک کا رد کریں یا رسول اللہ ﷺ کے احکامات میں سے کسی ایک کا رد کریں وہ اسلام سے خارج ہیں خواہ وہ شک کی بنیاد پر کرے یا قبول نہ کریں یا قبول کرنے سے رک جائیں اور یہ صحابہ کرام کے اس مسلک کے صحیح ہونے کو ثابت کرتی ہے۔

جس کے تحت صحابہ نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو مرتد قرار دے کر ان کو قتل کیا اور ان کی اولاد کو غلام بنایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا کہ جو کوئی بھی اپنے فیصلے اور قانون کو رسول اللہ ﷺ کے سپرد نہ

کریں وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہیں۔ (تفسیر احکام القرآن امام بھصا جلد ۳ صفحہ ۱۸۱) ایمان کی مزید تفصیل پیچھے صفحات پر گزر چکی ہے دیکھیں باب دوم یہ فتویٰ آج کل کے کسی عالم کا نہیں یہ امام بھصا حنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین ان لوگوں کے بارے میں جو ۶۷ سال سے اس نظام کو قبول کرنے سے منہ موڑے ہوئے ہیں؟

قبول کرنا تو دور کی بات زمینی حقائق تو یہی ہیں کہ اس نظام کو نافذ کرنے والوں کے خلاف باقاعدہ جنگ ہو رہی ہے اور جو لوگ اس نظام کے لئے اپنی جانوں تک قربان کر رہے ہیں ان کو دہشت گرد خوارج انتہا پسند اور حکومتی عملداری چیلنج کرنے والے سمجھے اور پکارے جاتے ہیں۔

”صیاحی لوگ“ اکثر یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ حکومتی رٹ چیلنج کرتے ہیں اس لئے ان کے خلاف افواج اور ان کے معاونین کو میدان میں اتارا جاتا ہے، یہ کھیل پوری دنیا میں جاری ہے، (صیاحی بڑے سینگلوں والے کو کہا جاتا ہے)۔

سورۃ مائدہ ۴۴ میں اللہ کا فرمان ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ: ”اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ (پکے) کافر

ہیں۔“

علماء کرام نے لکھا ہے کہ یہ حکم بنی اسرائیل کے لئے تھا بہر حال ایک مشہور فقہی قاعدہ ہے کہ ”العبارة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب“ ترجمہ: لفظ کے عموم کا اعتبار ہوگا نہ کہ سبب نزول کے خصوص کا۔“

اس لئے معالم التنزیل میں امام بغویؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے جس نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو وہ کافر ہے بلکہ علامہ آلوسی نے روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۱۴۵ پر لکھا ہے ”اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص اللہ کے نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہ شریعت کا انکار کرنے والا ہوگا اور اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں“ باقی تفصیل باب نمبر ۶ میں دیکھیں۔

سورۃ النساء آیت ۷۶ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا يقاتلون في سبيل الله، والذين كفروا يقاتلون في سبيل الطاغوت فقاتلوا أولياء الشيطان إن كيد الشيطان كان ضعيفا﴾.

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان والے ہیں سو لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں سو لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے بیشک فریب شیطان کا سست ہے۔“

ایمان والوں کا یہ صفت بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتے ہیں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اور ان کے مقابلے میں کفار طاغوت کے راستے میں لڑتے ہیں یعنی طاغوت کے نظام کے دفاع اور سر بلندی کے لئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اولیاء الشیطن سے لڑو آج کل کے اولیاء الشیطان نے اپنے خلاف لڑنے والوں کو دہشت گرد کا لقب دیا ہے لیکن اس کے مقابلے میں اللہ نے ان کو مومن کا سرٹیفکیٹ (سند) عطا کیا ہے۔

اولیاء الشیطان نے ان کے جہاد کو فساد سے تعبیر کیا تو اللہ نے ان کے اس عظیم کام کو خالص جہاد فی سبیل اللہ کا سند دیا اور ان کے مقابلے میں اترنے والوں کو کافر کے نام سے یاد کیا اور ان کے اس جنگ کو جن کو یہ لوگ ڈیوٹی اور عظیم عبادت سمجھتے ہیں سبیل الطاغوت کہا اب دیکھنا چاہئے کہ مومن کون ہے اور کافر کون اور کون کس کے لئے لڑتا ہے اب اللہ کے حکم کے بیان کے بعد کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین؟

طاغوت کیا ہے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

سورۃ النساء آیت ۱۲۲ میں مومنوں کے لئے بشارت اخروی:

سورۃ النساء آیت ۱۵۲:

ترجمہ: ”اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور جدا نہ کیا ان میں سے کسی کو ان کو جلد دے گا ان کے ثواب اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔“

اس کے بالمقابل منافق کیا کرے گا وہ بھی اللہ نے بیان فرمایا النساء آیت ۱۵۰:

ترجمہ: ”جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں کہ نکالیں اس کے بیچ میں ایک راہ۔“

جبکہ نساء آیت ۱۵۱ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا:

﴿أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا﴾.

ترجمہ: ایسے لوگ وہی ہیں اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب۔“

سورة المائدة آیت ۹ میں ایمان والوں کے لئے بشارت:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾.

ترجمہ: ”وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے واسطے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔“

سورة الأعراف آیت ۴۲، ۴۳ میں بشارت اخروی کا بیان ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نَكْلفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے نیک کام کئے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتے وہی لوگ جنت والے ہیں اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ تھا ہم اس کو دور کر دیں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔“

اور وہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی یہاں تک رسائی نہی ہوتی اگر اللہ ہم کو نہ پہنچاتا واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے، اور ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ اس جنت کے تم وارث بنائے گئے ہو اپنے اعمال کے بدلے۔

سورة الانفال آیت ۲ تا ۴ میں مومنوں کے کچھ صفات کا تذکرہ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تَلَّيْت عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ. الَّذِينَ يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ. أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾.

ترجمہ: ”ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کے (اثر) کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہ لوگ سچے ایمان والے ہیں، ان کے لئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

اب ہم اپنے ایمان کا محاسبہ کریں کہ ہمارا ایمان ان صفات پر کتنا پورا اترتا ہے صرف منہ زبانی اقرار ایمان نہیں کہلاتا ان آیات کو غور سے پڑھنا چاہئے کہ یہاں ایمان والوں کے صفات اور ان کے اخروی انجام کا تذکرہ ہے۔

(۱) اللہ اور ان کے رسول ﷺ کی کامل اطاعت

(۲) اللہ کا ذکر سن کر دل کا خوف

(۳) قرآن سننے کے بعد ایمان میں اضافہ، ایمان میں کمی زیادتی ہوتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے بہر حال اتنا ضرور ہے کہ ایمان کا اثر کم زیادہ ہوتا ہے اس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں فقہاء کرام نے اس کی تفصیل بتائی ہے کتب فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۴) اپنے رب پر کامل بھروسہ اور توکل (اسباب کے استعمال کے بعد)

(۵) نماز کی نہ صرف ادائیگی بلکہ نماز کی اقامت پابندی اور دوام مراد ہے۔

(۶) انفاق فی سبیل اللہ اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنا، اللہ کا راستہ کون سا ہے اس کی تفصیل کے لئے دیکھیں: ”فردوس مجاہد“۔

یہاں تقریباً آدھے درجن کاموں کا تذکرہ ہوا کہ یہ کام کرنے والے پکے اور سچے مومن ہیں صرف



نام کا مومن نہیں کام کا مومن ہونا چاہئے ایمانی صفات کا تذکرہ قرآن نے جا بجا کیا ہے اور ان کی ایمان کی گواہی اللہ جل شانہ دیتا ہے اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین نام نہاد کلمہ گو مسلمانوں کے بارے میں جنہوں نے ایمان صرف ڈھال بنا رکھا ہے؟

سورۃ الانفال آیت ۷۲ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے انہیں پناہ

دی اور ان کی مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی“۔

اس آیت کریمہ میں اللہ نے ایمان، ہجرت، مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو اور ان کو پناہ دینے والوں کو اور ان کی مدد کرنے والوں کو یکے کے ساتھ عطا کیا اس کے بالمقابل انفال آیت ۷۳ میں کفار کے دوستی کا بیان فرمایا کہ کفار آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

آج کل کے اس پر فتن دور میں جو لوگ یہ ہتھیار آنی کام کریں وہ دجالی نظام پر ایمان رکھنے والوں کے نظروں میں دہشت گرد، فسادی، خوارج اور شر پسند کہلاتے ہیں اور جو لوگ ان کو جگہ دیتے ہیں وہ دہشت گردوں کے ہمدرد بہر حال مجاہدین فی سبیل اللہ اور مجاہدین کو اللہ نے ”ہم المؤمنون حقاً“ کے شاندار خطاب سے نوازا اس طرح ان کے نظریہ پر چلنے والوں اور ان کو جگہ دینے والوں کو بھی اس فہرست اور خطاب میں شمار فرمایا۔

اور بحیثیت مسلمان ایک عام آدمی کا اتنا فرض تو بنتا ہے کہ مجاہدین حق کی خدمت کریں یہاں پر اللہ نے مجاہدین کے ساتھ ساتھ ان کے ہمدردوں اور سہولت کاروں کو تسلی کے ساتھ ساتھ ایمان کا سند بھی عطا فرمایا۔

پس خوشخبری ہے ایسے ایمان والوں کے لئے ان کو دل تنگ نہیں کرنا چاہئے ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے جس کا وعدہ اللہ نے ان سے کیا ہے:

﴿ومن أصدق من الله قيلاً. ومن أصدق من الله حديثاً﴾.

ترجمہ: ”اللہ سے سچا کون ہو سکتا ہے؟“

یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہئے کہ مریض کا صحیح علاج ڈاکٹر یا حکیم ہی بتا سکتا ہے کوئی انجینئر یا سائنس دان نہ ان کے مرض کا صحیح تشخیص کر سکتا ہے نہ علاج ٹھیک اسی طرح مومنوں کے ایمان ان کے پہچان اور صفات کی صحیح تصدیق شریعت مطہرہ کر سکتی ہے نہ کہ دجالی میڈیا سرکاری اور درباری مفتی عالم سکا لرو وغیرہ۔ جو ڈالروں کے عوض حکومتوں کے لئے فتوے بیچتے ہیں ان کا کسی کو دہشت گرد کہنا یا کسی کو شریک اور خوارج کا نام دینا کوئی دلیل نہیں ہے کتاب میں ایسے دو چار فتوے بطور نمونہ ذکر کئے گئے ہیں یہاں پر جن کاموں کا تذکرہ ہے وہ ایمان والوں کے ہیں، صرف منہ زبانی اقرار سے کام نہیں چلے گا بلکہ عقیدتا اور عملاً اس کو اختیار کرنے سے ایمان کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

یہ کام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا تھا اس وقت پوری اکثریت مشرکین اور فاسقوں کی تھی اور انہوں نے یہاں تک بولا تھا کہ ”غر هؤلاء دینہم“ ”ان کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈالا ہے“۔ تو اگر ان کاموں کے کرنے سے کوئی دہشت گرد ہو سکتا ہے تو پھر صحابہ کرام کے متعلق بھی اپنا فتویٰ دیں کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ کیا وہ دہشت گرد تھے؟

کیا منافقین وغیرہ کا یہ کہنا کہ ان کے دین نے دھوکے میں ڈالا ہے صحیح ہے؟ آج کے منافقین کا طرز عمل بھی تقریباً وہی ہے جو پرانے منافقین کا تھا آج بھی ہم یہی سن رہے ہیں کہ مجاہدین کے بارے میں بولا جاتا ہے کہ ان کا خود ساختہ اسلام ہے اور یہ لوگ بندوق کے زور پر شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں اور یہ لوگوں کا برین واش کرتے ہیں اور خود بھی دھوکے میں ہیں، یہ جملے ہم سنتے رہتے ہیں اللہ ان کی شرور سے حفاظت فرمائے۔

سورۃ توبہ آیت ۲۰ تا ۲۲ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿الذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ بأموالہم وأنفسہم أعظم درجة عند اللہ، وأولئک ہم الفائزون. یشرہم ربہم برحمة منہ ورضوان وحنات لہم فیہا

نعیم مقیم۔ خالدين فيها أبدا إن الله عنده أجر عظیم ﴿﴾

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑے درجے والے ہیں اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت اور رضامندی کی اور جنتوں کی، ان کے لئے وہاں دائمی نعمت ہے وہاں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کے پاس بے شک بہت بڑے ثواب ہیں۔“

ایمان جہاد بالمال والنفس کرنے والوں کے انعام و اکرام اور ان کے اجر کا اللہ نے یہاں بیان فرمایا ان آیات میں مجاہدین اور مجاہرین کے لئے تاقیامت تسلی ہے اور اللہ نے ان کو فائزوں کے نام سے یاد فرمایا کہ یہ کامیاب لوگ ہیں اور مراد پانے والے ہیں اب جن لوگوں کا ایمان قرآن وحدیث کے مقابلے میں دجالی مغربی میڈیا پر ہے ان کے ہاں اگرچہ یہ دہشت گرد قرار پائے کوئی مسئلہ نہیں فرعون نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کہا تھا:

﴿إِنْ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ﴾

”یہ تو مٹھی بھر شرپسند ہیں۔“

آج بھی اگر مجاہدین حق اور ان کے معاونین کو دہشت گرد وغیرہ کے نام سے پکارا جائے تو ایسا ہزاروں سال پہلے بھی ہو چکا ہے۔

سورۃ التوبہ آیت ۱۷ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ

﴿إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

ترجمہ: ”مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار معاون) دوست

ہیں وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اللہ اور

اس کے رسول کی بات مانتے ہیں یہی لوگ ہیں بے شک اللہ ان پر بہت جلد رحم فرمائے گا بے شک

اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ نے مومنوں کے کچھ صفات کا تذکرہ فرمایا کہ یہ لوگ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہیں گے معروف وہ جس کو شریعت مطہرہ نے معروف کہا ہو اور منکر وہ جس کو شریعت نے برامانا ہے اپنے طرف سے معروف و منکر کی تعریف اور عقلمندی گھوڑے دوڑنا صحیح نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے اول تذکرہ ایمان کا کیا پھر نماز کی پابندی نماز چونکہ بدنی عبادت کا اہم رکن ہے اس لئے نماز کی پابندی ایک مومن میں ہونی چاہئے۔

اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کا بیان فرمایا اس کا تعلق چونکہ مالی عبادات سے ہیں اس لئے اس کا تذکرہ فرمایا اس سے یہ مراد ہرگز نہیں لینا چاہئے کہ صرف نماز و زکوٰۃ کی پابندی اور دوسرے احکامات سے لاپرواہی عبادت مالی اور بدنی تمام مراد ہے یہ قاعدہ ہے کہ کبھی جز سے مراد کل ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ مومن ہر کام میں اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا یہ تقریباً ۵۵ صفات ہیں جو ایک مومن کے اندر ہونی چاہئیں۔  
اب ہر شخص خود اپنے ایمان کا محاسبہ کرے کہ میں اپنے ایمانی دعوے میں کتنا سچا ہوں۔

### ایک ضروری وضاحت:

جو کہ ہمارا موضوع بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کی طرف اشارہ کرنا فائدے سے خالی نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ

وہ یہ ہے کہ بعض حضرات نے اس آیت مبارکہ سے عورتوں کے مروجہ تبلیغی طریقے کا استدلال کیا ہے جو کہ بالکل غلط ہے مستورات کی جماعتوں کا آج کل بہت چرچا ہے تفصیل سے بچنے کے لئے میں صرف ایک کتاب کا حوالہ دیا جاتا ہے اس کے مطالعہ سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ (کشف الغطاء عن تبلیغ النساء) یہ کتاب اکوڑہ خٹک کے ایک مشہور مفتی عالم سیف اللہ نے لکھا ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا واضح ترین درجہ اور دعوت قہری و جبری کا بہترین طریقہ قتال فی سبیل اللہ ہے علماء فقہاء کے اقوال اس پر شاہد ہیں کہ اس امت کو بہترین امت قرار دینے کا وجہ جہاد فی سبیل اللہ ہی ہے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم شرائط ادائیگی کے درجات اور مراتب طوالت سے بچنے کی خاطر

وہ اقوال یہاں بیان کرنے سے معذرت کرتے ہیں۔

سورۃ التوبہ آیت ۷۲ میں ان کے لئے بشارت اخرویہ کا بیان اور وعدہ ہے یہاں صرف ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں: ”ان ایماندار مردوں اور عورتوں سے اللہ نے جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان صاف ستھرے محلات کا جو ان کی جنتوں میں ہیں اور اللہ کی رضامندی میں سے بڑی چیز ہے اور یہی زبردست کامیابی ہے۔“

سورۃ التوبہ آیت ۸۸، ۸۹ میں اللہ نے بہترین انداز سے رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں کے صفت کا تذکرہ فرمایا:

﴿لكن الرسول والذين آمنوا معه جاهدوا بأموالهم وأنفسهم وأولئک لهم الخیرات وأولئک هم المفلحون. أعد الله لهم جنات تجری من تحتها الأنهار خالدين فیها ذلک الفوز العظیم﴾.

ترجمہ: ”لیکن خود رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ ایمان والے اپنے مالوں اور جانوں سے

جہاد کرتے ہیں یہی لوگ بھلائیوں والے ہیں اور یہی کامیاب لوگ ہیں۔“

اس آیت مبارکہ میں نبی علیہ السلام کے ایک اہم صفت جہاد کا تذکرہ کیا گیا ہے پھر ایمان والوں کا بھی یہی صفت ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کے ماتحتی میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے تھے، یہاں پر مالی جہاد کو جانی جہاد پر مقدم ذکر کیا کیونکہ اسباب کے تحت جہاد کے لئے خالص اور حلال مال کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم کتنے پانی میں ہے؟

نبی علیہ السلام کا یہ سنت مبارکہ امت میں کسی حد تک زندہ ہے؟ اور کیا اکثریت مجاہدین کو کامیاب لوگوں میں شمار کرتے ہیں یا ان کو پاگل اور بیوقوف سمجھتے ہیں؟

سورۃ التوبہ آیت ۱۱۱ میں اللہ فرماتے ہیں:

﴿إن الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة يقاتلون فی سبیل

اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراة والإنجیل والقرآن ومن أوفیٰ بعہدہ من اللہ فاستبشروا بیعکم الذی بایعتم بہ وذلك هو الفوز العظیم ﴿۱﴾

ترجمہ: ”بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کی عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل کئے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے توراة میں اور انجیل میں اور قرآن میں.....“۔

یہاں پر اللہ نے ایمان والوں سے ان کے جان اور مال کے بدلے سودا کیا ہے اور اس سودے کا قیمت جنت ہے یہ لوگ کیا کام کریں گے اللہ کے راستے میں قتال جس کا نتیجہ بھی صاف اور واضح ہے کہ یا تو وہ دوسروں کو قتل کریں گے یا پھر خود شہید ہوں گے اور دونوں صورتوں میں بڑی کامیابی ہے۔

اب دنیا کے حالات ہمارے سامنے ہیں کہ اس سودے کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے جن کا ایمان قرآن پر ہے ان کے ہاں بے شک یہ کامیابی کا سودا ہے لیکن جن کا ایمان دجالی میڈیا پر ہے وہ عقل اور دین کے اندھے بہرے اور گونگے اس سودے کو خسارہ کہتے ہیں۔

﴿قُلْ مَوْتُوا بِغِیْظِکُمْ﴾

اس آیت کریمہ میں اللہ نے یقاتلون کا صیغہ استعمال کیا قاتلوا، بیان نہیں فرمایا کہ لڑے تھے، مضارع کا صیغہ ہے کہ آئندہ بھی لڑتے رہیں گے اور اس سے قبل سورۃ التوبہ کے آیت ۸۸ میں قتال کو نبی علیہ السلام کا خاص صفت قرار دیا کہ وہ خود بھی قتال کرتا ہے اور ان کے ساتھ مومن لوگ بھی۔

اب اعتراض آتا ہے کہ جب یہ سب کچھ دہشت گردی ہے تو یہ دیکھا جائے کہ جہاد کہاں پر ہو رہا ہے؟ اور کس کے ساتھ ہو رہا ہے؟ کیونکہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ”الجهاد ماضٍ إلى یوم القیامة“ کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ (مراد قرب قیامت)

اب یہاں پر دو باتوں میں سے ایک کا جواب دینا چاہئے۔

(۱) حدیث مبارکہ صحیح اور سچ مان رہے تو پھر یہ بتانا ہوگا کہ جہاد ہو کہاں رہا ہے؟

(۲) اور اگر جہاد کہیں پر بھی نہیں ہے تو پھر حدیث سے انکار لازم آتا ہے جو کہ کفر ہے۔

سورۃ التوبہ آیت ۱۱۲ میں مومنوں کے کچھ اور صفات بیان فرمائے، توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے (یا راہ حق سفر کرنے والے) رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے باز آنے والے اور اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مومنوں کے لئے خوشخبری ہے۔

صرف منہ زبانی ایمان کا اقرار کافی نہیں بلکہ عقیدتا و عملاً قول و فعل میں اسلام کے تعلیمات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والا ہی کامل مومن بنتا ہے اب دیکھنا چاہئے کہ یہ صفات ہمارے اندر کتنے موجود ہیں حدود اللہ کی بات تو آج کل عالمی جرم بن گیا ہے نعوذ باللہ جو لوگ حدود اللہ کی نفاذ کی بات کرتے ہیں وہ حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے والا کہلاتا ہے اور اس رٹ کی رو سے پھر اس کا مال جان عزت وغیرہ سب کچھ قانونی ”حلال“ سمجھا جاتا ہے کیونکہ حکومتی رٹ کا احترام سب کے اوپر فرض ہے اور اس رٹ کو چیلنج کرنے والا باغی کہلاتا ہے۔

پاکستان کے اندر حدود اللہ کا کھلے عام مذاق اڑایا جاتا ہے حدود اللہ کا عملاً نفاذ ہی موقوف ہے حفاظت تو تب ہو سکتی ہے جب حدود اللہ کا نفاذ ہو اور یہ سلسلہ حکومتی سطح سے لے کر عالمی سطح تک عملاً جاری و ساری ہے، سورۃ التوبہ آیت ۱۲۳:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! قاتل کرو ان کفار سے جو تمہارے آس پاس ہیں اور ان کو تمہارے

اندر سختی پانا چاہئے اور جان رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔“

اس آیت کریمہ میں خطاب ایمان والوں کو ہے اور جہاد کے کے ایک اہم اصول کا تذکرہ ہے کہ شروعات جہاد قریب کے کفار سے کرو اور نبی سیف حضرت محمد ﷺ نے اس اصول کے تحت جہاد کی شروعات مشرکین مکہ سے کی پھر ان سے فارغ ہونے کے بعد طائف، حضرموت یمن، خیبر، وغیرہ کے کفار کی گردنیں اڑائی اس کے بعد یہود و نصاریٰ کی باری آئی تو ۹ ہجری میں رومیوں سے جہاد کے لئے تبوک

تشریف لے گئے جو کہ جزیرہ العرب سے قریب تر ہے اسی اصول کے تحت خلفائے راشدین نے روم کے عیسائیوں سے اور ایرانی مجوسیوں سے جہاد کیا۔

اب ہمارے قریب ترین کافر کون ہیں؟ یہ ایک بنیادی نکتہ ہے کہ کیا ان کے پیشانی پر کفر کا ٹھپہ لگا ہوا ہے یا پھر ان کا کفر ہمارے آنکھوں سے پوشیدہ ہے؟

مومنوں کو دوسرا حکم یہ ہو رہا ہے کہ تمہارے اندر سختی ہونی چاہئے جسے وہ بھی محسوس کریں اور مومن کا یہ صفت ہونا بھی چاہئے کہ کفار ان میں سختی دیکھ لیں سورۃ فتح آیت ۲۹ اور سورۃ المائدہ آیت ۵۴ میں بھی اہل ایمان کے اس صفت کا تذکرہ ہے اور سختی کا یہ حکم نبی علیہ السلام کو بھی بتایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾

ترجمہ: ”اے نبی! کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔“

اب چونکہ نبی علیہ السلام نہیں ہے لہذا یہ حکم مسلمانوں کے امیر جہاد کے لئے اب بھی ہے سورۃ یونس آیت ۹، ۱۰ میں مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ کا بیان ہے۔

سورۃ ہود آیت ۲۵ اور سورۃ الرعد آیت ۲۹ میں ایمان اور عمل صالح پر بشارات کا بیان ہے سورۃ الرعد آیت ۳۵ میں متقین کا اخروی انجام اور ان کے لئے بشارت کا تذکرہ ہے جس پر امام ابن کثیر نے بہترین تفصیل کیا ہے دیکھیں۔ تفسیر ابن کثیر۔

سورۃ ابراہیم آیت ۲۳ سورۃ الحجر ۴۵، سورۃ النمل آیت ۳۰ تا ۳۲، سورۃ اسراء: ۹، کہف: ۳۰، ۳۱، ۱۰۷، ۱۰۸، مریم: ۶۰، تا ۶۳، ۹۶، ۸۵، سورۃ طہ: ۱۱۲، سورۃ الحج آیت ۱۴، ۲۳، ۲۴، ۵۰، ۵۶، ان تمام آیات میں ایمان عمل صالح اور تقویٰ پر بشارت اور انعامات کا تذکرہ ہے۔ سورۃ نور آیت ۵۱، تا ۵۲ میں اللہ کا فرمان ہے: ”ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں، جو بھی اللہ اور رسول کی تابعداری کریں اور اللہ سے ڈریں اور تقویٰ اختیار کریں وہی نجات پانے والے ہیں۔“

یہ مومنوں کے اوصاف حمیدہ کا بیان ہے اس سے پہلے سورۃ نور آیت ۴۷ تا ۵۰ میں منافقین کے



صفات قبیحہ کا تذکرہ ہے جبکہ نساء آیت ۴۶ میں یہود کے گندے صفت کا تذکرہ کچھ یوں ہے کہ کہتے ہیں:

﴿سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا﴾

سورۃ النور آیت ۵۵ میں ایمان اور عمل صالح پر بشارات دنیوی کا تذکرہ ہے، سورۃ النور آیت ۶۲ میں ایمان والوں کے کچھ صفات کا تذکرہ ہے، اسی طرح فرقان آیت ۶۳ تا ۶۸ میں ایمان والوں کے ان صفات کا تذکرہ ہے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں، جاہل لوگوں سے الجھتے نہیں، ان سے اعراض کرتے ہیں،

اپنے رب کے لئے رات گزارتے ہیں سجدے اور قیام کی حالت میں، جہنم کی عذاب سے بچنے کی دعائیں کرتے ہیں، خرچ کرتے وقت نہ اسراف کرتے ہیں، اور نہ بخل، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، ناجائز قتل نہیں کرتے، زنا کے مرتکب نہیں ہوتے، یہاں تقریباً ایک درجن سے کچھ اوپر صفات عباد الرحمن کے بیان ہوئے فرقان آیت ۷۵ تا ۷۷ مزید صفات کا تذکرہ ہے، توبہ عمل صالح، جھوٹی گواہی سے بچنا وغیرہ پر سے شرافت کے ساتھ گزرتے ہیں اللہ کی آیات پر گونگے بہرے ہو کر نہیں گرتے مراد یہ کہ آیات الہی سے غفلت نہیں برتتے۔

اللہ سے اپنے لئے اور اپنے بچوں کی فرمانبرداری کے لئے دعا کرتے ہیں صابرین ہے جس کے بدلے ان کو جنت کے بالا خانے دیئے جائیں گے جہاں ان کو سلام پہنچایا جائے گا۔ سورۃ الدخان آیت ۵ تا ۵۷ میں بھی متقیوں کے اخروی انجام کا تذکرہ کیا گیا ہے، سورۃ الجاثیہ آیت ۳۰ میں بھی ایمان اور عمل صالح پر اخروی اجر کا ذکر ہے، سورۃ الحجرات آیت ۱۵ میں بھی ایمان والوں کے کچھ صفات ذکر کئے گئے ہیں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾

ترجمہ: ”مومن تو وہ ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک و شبہ نہ کریں اور اپنی مالوں سے اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہیں (یہی لوگ اپنے ایمانی

دعویٰ میں) سچے ہیں۔

یہ 5 صفات جن کے اندر ہوں تو اس کی ایمان کی گواہی قرآن نے خود دی ہے صرف منہ زبانی کلمہ کا اقرار اور عملاً اور عقیدتاً اس کے خلاف کرنا نہ مقبول ایمان ہے نہ یہ مومن کا کام ہے یہ صرف نام کا مومن کہلائے گا۔ بس

سورۃ حم آیت ۱۵ تا ۱۹ اسی طرح سورۃ طور میں بھی تقویٰ والوں کا تذکرہ اور ان کے لئے بشارات اخرویہ کا بیان ہے سورۃ البروج آیت ۱۱ میں ایمان اور عمل صالح پر بشارات اخرویہ کا تذکرہ ہے، علاوہ ازیں قرآن نے بہت سارے مقامات پر کہیں اجمالاً تو کہیں تفصیلاً ایمان تقویٰ عمل صالح اور مومن اور متقیوں کے صفات کا تذکرہ کیا ہے۔

ایمان کا دعویٰ اور اس کے ساتھ ساتھ کفریہ کاموں پر دوام اور اس کی حفاظت اور اس پر خوش ہونا یہ ایماندار کا کام نہیں اور نہ یہ ایمان عند اللہ مقبول ہے کتاب میں ایمان کے مقبولیت اور منہ زبانی اقرار کا تذکرہ چونکہ ہو چکا ہے لہذا وہ ملاحظہ فرمائیں:

اللہ کا فرمان ہے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾

ترجمہ: کیا ان لوگوں کا جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ ان کا مرنا جینا یکساں ہو جائے برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں“

اللہ پاک نے صاف الفاظ میں اس برابری کو یکساں قرار نہیں فرمایا۔

## باب ششم

اس باب میں یہ بات اجمالاً سمجھا دی گئی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اقوام کا جھگڑا کس چیز پر تھا اور اس معرکے میں انہوں نے مشکلات کے طوفان کا کس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اللہ واحد کی بندگی اور نظام کے مقابلے میں اقوام کے بنائے ہوئے خود ساختہ قوانین کا کس طرح بائیکاٹ کیا، اللہ کی توحید دین اور مسئلہ الہ پر کیسی استقامت دکھائی اور کس طرح اپنے وارثوں یعنی علماء حق کے لئے تاقیامت ایک انمول مثال قائم کر دی باب ۴ میں سابقہ اقوام کے کرتوتوں کا تذکرہ ہو چکا ہے یہاں وہ اختلافی مسئلہ بیان ہو رہا ہے جس کی وجہ سے انبیاء کرام کے خلاف اقوام نے باقاعدہ محاذ بنائے اور مشترکہ مسئلہ توحید پر ان سے اختلاف کیا، ذیل میں یہ اشارہ کیا جا رہا ہے کہ آج کل کے دجالی اقوام کا طریقہ کار انبیاء کرام کے وارثوں کے ساتھ کیا ان سے مختلف ہے یا وہ پرانی تاریخ کی ہو بہو نقل اتاری جا رہی ہے۔ باطل پرستوں کے اس تاریخ کا آج کل کے حالات سے موازنہ کیا جائے تو یہ نتیجہ لازم آئے گا کہ یہ سب کچھ پرانی تاریخ کا ایک تسلسل ہے صرف طریقہ واردات میں فرق ہے، اللہ کے مدد اور توفیق سے حق پرستوں کے تسلی اور استقامت کے لئے یہاں کچھ نقطے بیان کئے جا رہے ہیں، سب سے پہلے ملت ابراہیمی کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کی تابعداری کا خاص حکم ہے۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استقامت

سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۸ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الذِّی حَاجَ إِبْرَاهِیمَ فِی رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْکَ﴾

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو ابراہیمؑ سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا جس کو اللہ نے بادشاہی دی تھی۔

یہاں پر جھگڑا اور اختلاف رب کے مسئلہ پر تھا رب کی تعریف باب نمبر ۱ میں ہو چکی ہے تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے دوسرا نقطہ یہ ہے کہ انبیاء کرام کے خلاف وقت کے بادشاہوں نے محاذ بنائے تھے اور اثر رسوخ والے لوگوں نے ہمیشہ انبیاء کرام کی مخالفت کی قرآن نے اکثر مواقع پر اسے الملاء کے نام سے ان کو یاد کیا ہے۔

یہ کام آج کے الملاء یعنی سردار و ڈیرے صیاحی بادشاہ غیرہ وغیرہ اثر رسوخ والے تمام حضرات اور ادارے کر رہے ہیں باطل پرستوں کی یہ فہرست بہت طویل ہے بہر حال کل انبیاء کرام ان کے ہدف تھے تو آج انبیاء کرام کے وارث یعنی علماء حق اور مجاہدین حق پوری دنیا میں حالات ہمارے سامنے ہیں یہ ضرور ہے کہ جس نے جمہوری عینک لگائے ہیں ان کو شاید کچھ بھی نظر نہیں آئے لیکن ہر باضمیر اور مومن شخص یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے جس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے حق اور باطل کی اظہار کے لئے صرف اشارہ ہی کافی ہے وہ یہ کہ جھگڑا ہزاروں سال قبل رب کے مسئلہ پر ہوا تھا اور آج بھی رب کے قانون کی عملاً نفاذ کے لئے حق پرستوں کے ساتھ لڑائی جاری ہے نمرود نے اللہ کے قانون کو Chalange کیا تھا اور اپنے قانون کا دفاع کیا آج ان کے بچے چاہیں یہود و نصاریٰ ہے یا پھر نام نہاد کلمہ گو مسلمان اپنی خود ساختہ رٹ کو بچانے کے لئے اللہ کے قانون کو چیلنج کر رہے ہیں۔

سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۹ میں اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھلے عام اعلان کا تذکرہ بیان فرمایا جو فرما رہے تھے:

﴿إِنِّی وَجْهَتُ وَجْهَی لِلذِّی فِطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ حَنِیْفًا وَمَا أَنَا مِنَ

## المشرکین ﴿۱﴾

ترجمہ: میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا فرمایا یکسو ہو کر اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

سورۃ الانعام آیت ۸۰ میں ہے:

﴿وَحَاجَهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ﴾

ترجمہ: اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ مجھے ہدایت دی ہے۔

جبکہ انعام آیت ۸۱، ۸۲ میں ہے:

﴿وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنْكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾

ترجمہ: ”اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جن پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی سوائے دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر رکھتے ہو، جو لوگ ایمان والے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے انہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔“

اس آیت کی تفصیل اور تشریح باب دوم میں گزر چکی ہے سورۃ مریم آیت ۴۲ میں ہے:

﴿إِذْ قَالَ لَأُبَيِّهَ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا﴾

ترجمہ: ”جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ کام آئے تیرے کچھ۔“

جبکہ مریم آیت ۴۲ میں ہے:

﴿يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا﴾.

ترجمہ: ”اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بیشک شیطان ہے رحمن کا نافرمان۔“

مریم آیت ۴۶ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا بھی اللہ نے جواب ذکر فرمایا:

﴿قَالَ أَرَأِغِبُ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَنْ لَمْ تَنْتَه لَأَرْجَمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا﴾.

ترجمہ: ”وہ بولا کیا تو پھر اہوا ہے میرے ٹھا کروں سے اے ابراہیم اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو

سنگسار کروں گا اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت۔“

”عن آلہتی“ یہ وہ مسئلہ تھا جس پر جھگڑہ تھا اور پھر والد نے یہاں تک کہا کہ اگر تو باز نہ آیا (اس

دعوت اور الہ کے مسئلے سے) تو میں تم کو سنگسار کر دوں گا۔

مریم آیت ۴۸ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب بھی ذکر ہے:

﴿وَأَعْتَزَلَكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُوا رَبِّي﴾.

ترجمہ: ”اور چھوڑتا ہوں تم کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور میں بندگی کروں گا اپنے رب

کی۔“

اس مقاطعے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ نے جو انعامات کئے مریم آیت ۴۹، ۵۰ میں ذکر

ہے:

فلما اعتزلهم وما يعبدون من دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا.

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا.

ترجمہ: ”پھر جب جدا ہوا ان سے اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہم نے اس کو اسحاق

اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا۔“

انبیاء کرام نے مسئلہ توحید کی خاطر اپنے والدین کی بھی پرواہ نہیں کی اور ان سے بیزاری کا اعلان فرمایا

بعض حضرات امت کے جوڑ کے لئے شرک اور بے دینی کے محفلوں میں شرکت کر کے اللہ کو ناراض کرنے

میں لگے ہیں مشرف کے دور میں مولویوں نے مجلس عمل بنا کر نورانی جیسے مشرک سے الحاق کیا تھا حضرت

ابراہیمؑ کا اسوہ حسنہ مشرکین سے الحاق تھایا یا نہ کیا؟

سورۃ الانبیاء آیت ۵۶ میں ہے:

﴿قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكِ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾.

ترجمہ: ”بولائیں رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جس نے ان کو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔“

سورۃ الانبیاء آیت ۶۶، ۶۷ میں ہے:

﴿قَالَ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ أَفْ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾.

ترجمہ: بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے دوسرے ایسے کو جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا، بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں۔“

سورۃ الانبیاء آیت ۶۵ میں قوم کے ایکشن پلین کا تذکرہ ہے:

﴿قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ﴾.

ترجمہ: ”بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر کچھ کرتے ہو۔“

آج کل کیا ہو رہا ہے اور کون ہے جو الہ بنے ہوئے ہیں باب نمبر ۱۱ میں الہ کی تفصیل گزر چکی ہے آج کل آگ تو نہیں جس طریقے سے وہ جلایا گیا تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کا طریقہ اپنائے ہوئے ہیں ان پر میزائیلوں کا آگ برسایا جاتا ہے اور بی باؤن B-52 اور ڈرون طیاروں کے ذریعے ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی پوری کوشش جاری ہے۔

سورۃ الشعراء آیت ۶۹ سے لے کر ۸۹ تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعوتی پہلوؤں کے کچھ نمایاں باتیں اللہ نے بیان فرمائی ہیں، سورۃ العنکبوت آیت ۱۶، ۱۷ میں ہے:

﴿وإبراهيم إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ. إِنَّمَا

تعبدون من دون الله أو ثانا وتخلقون إفكا إن الذين تعبّدون من دون الله لا يملكون لكم رزقا فابتغوا عند الله الرزق واعبدوه واشكروا له إليه ترجعون ﴿١٠﴾

ترجمہ: ”اور ابراہیم علیہ السلام نے جب کہا اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوائے یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بیشک جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے وہ مالک نہیں تمہاری روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جنگ و جدال اور اختلاف کا بنیادی وجہ یہی تھا اس مبارک ہستی کو آگ میں صرف اس وجہ سے پھینکا گیا آج کل جو لوگ دعوت ابراہیمی پر ڈٹے ہوئے ہیں خصوصاً علماء اور مجاہدین حق ان کو بھی ہم اور میزائیلوں کے آگ میں جلایا جا رہا ہے اس ملک کے حالات ہمارے سامنے ہیں لال مسجد، وزیرستان، اور فٹا سوات وغیرہ میں کس کے اشاروں پر یہ کھیل جاری ہیں؟

بہر حال یہ ایک عالمی جنگ ہے جو کفر اور اسلام کے مابین جاری ہے اور اس کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کہا جا رہا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ جنگ دراصل اسلام کے خلاف ہے جس کا تذکرہ یہودیوں کے منہ زبانی ہو چکا ہے عالم کفر اسلام ہی کو دہشت گرد مذہب سمجھتی ہے جس کا تذکرہ اور اقرار وہ بزبان خود کر چکے ہیں امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین اور امریکی خارجہ پالیسی کا ایک اہم رکن رچرڈ پریل نے اپنی کتاب An End To Evil میں کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں: [دہشت گرد اسلام کی کوئی سرحد نہیں یہ انڈونیشیا سے انڈیا تک پھیلا ہوا ہے یہ ہمارے اقدار و رہنمائی کا دشمن ہے اگر اسے نہ روکا گیا تو پھر ایک دن ہم سب ان کے (مسلمانوں) کے ہاتھوں کھلونا ہوں گے، دہشت گردی کے وجوہات کشمیر یا فلسطین میں نہیں خود مذہب اسلام میں موجود ہیں جب تک یہ مذہب زندہ ہے ہم محفوظ نہیں]، اسی طرح ہفت روزہ نیوز ویک نے ایک بیان شائع کیا تھا کہ دنیا سے دہشت گردی ختم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مسلمانوں کی کتاب قرآن کو ختم کیا جائے، نعوذ باللہ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں۔ (باب دوم)



سورۃ العنکبوت آیت ۲۴ میں ہے:

﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾.

ترجمہ: ان کی قوم کا جواب بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے کہ اسے مار ڈالو یا اسے جلا دو آخر اللہ نے ان کو آگ سے نجات دی۔

سنت ابراہیمی پر جو لوگ عمل پیرا ہیں ان کے لئے یہ محاذ ابھی تک کھلا ہوا ہے ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ طریقہ کار میں کچھ فرق ہے دشمنی کی وجوہات وہی پرانی ہیں لیکن اللہ کے ان وعدوں میں جو تسلی ہے اس پر خوش ہونا چاہئے کیونکہ آیت مبارکہ میں اللہ نے فرمایا ہے کہ اس میں مومنوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

اقوام کفر نے دنیا بھر میں دہشت گردی کے نام سے جو آگ بھڑکائی ہے ان شاء اللہ اس میں وہ خود جلیں گے جب امام مہدی کا ظہور ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو پتھر اور درخت تک آواز دے گا کہ اے عبد اللہ، اے عبد الرحمن آ جاؤ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اس کا کام کر دو، وہی ذات جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بچایا تھا وہ آج بھی قادر ہے لیکن یہ آزمائش اور چانٹنی اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کو الگ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ بس

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ نجات اپنی قوم سے بایکٹ اور مسئلہ توحید پر ڈٹ جانے کے بعد ملی لہذا سنت ابراہیمی پر چلنے والوں کے لئے تسلی ہے کہ ہم بارود اور آگ و خون کے اس کھیل سے نجات تب ممکن ہے جب پوری دنیا کے نظاموں، جمہوریت، بادشاہت وغیرہ وغیرہ سے کھلے عام بغاوت کا اعلان کیا جائے، قربانی کے دنوں میں بس گوشت ہی کو سنت ابراہیمی سمجھنا اپنے آپ کو دھوکے میں ڈالنے والی بات ہے۔

عالمی یہودی نظام کے محافظ نام نہاد مسلمان ممالک کے افواج اور سربراہان سے لائق براءت مقاطعہ اور بایکٹ اور عالمی نظام خلافت کے قیام تک ان کے خلاف قتال فی سبیل اللہ اور عملاً میدان میں اترنا ہی نجات کا ذریعہ ہیں، اور سنت ابراہیمی کے اس پہلو پر عمل کرنے کی آج شدید ضرورت ہے، ہاں یہ

بات ضرور ہے کہ اس میدان میں بے شمار قربانیاں دینی پڑے گی، پھر جا کر ان شاء اللہ عالمی اسلامی امن آئے گا، امن اور فساد کے باب دوم میں مزید تفصیل لکھی گئی ہے۔

سورۃ الصافات آیت ۹۸ میں ہے:

﴿فَارَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ﴾.

ترجمہ: ”پھر چاہنے لگے اس پر برادار کرنا، پھر ہم نے ڈالا انہی کو نیچے۔“

اس کے علاوہ سورۃ الصافات آیت ۸۳ تا ۱۱۳ میں بھی اللہ نے حضرت ابراہیم کے واقعہ کا ذکر فرمایا ہے

اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾.

ترجمہ: ”ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ابراہیم پر“

آج بھی جن لوگوں نے اللہ کے نظام کے عملاً نفاذ کے لئے ایٹمی قوتوں اور ان کے ٹوڈی غلاموں کے ساتھ پنجہ آزمایا ہے اور اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پورا کرنے کے لئے میدان میں ڈٹ گئے ہیں، میزائل ٹینک اور ڈرون وغیرہ کے آگ برسانے کے باوجود بھی اللہ نے ان کے دلوں میں تسلی اور اطمینان کو پختہ کیا ہے اور پوری دنیا کے کفر اور ان کے اتحادیوں کے خلاف بے جگری اور پوری استقامت کے ساتھ اپنے دین ایمان اور نظام قرآن کے لئے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں اور ہمارے کل کو محفوظ کرنے کے لئے اپنے آج کو قربان کر رہے ہیں۔

”اللهم اغفر لهم واعف عنهم وأدخلهم في أصحاب الجنة“.

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی استنقامت

سورۃ آل عمران آیت ۵۱ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا قول اللہ نے بیان فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾

ترجمہ: ”اللہ میرا اور تمہارا رب ہے پس اس کی عبادت (بندگی) کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مسئلہ توحید خوب کھول کر بیان کیا تھا، یہاں اکثر حضرات اس غلطی میں مبتلا ہے کہ وہ عبادت سے صرف نماز روزہ حج وغیرہ مراد لیتے ہیں عبادت اصلاً یہ ہے کہ کسی کے قانون پر چلا جائے اور اس قانون سے حلال و حرام کے ضابطے اور جائز ناجائز کے پیمانے لئے جائے سوا اللہ کی قانون پر چلنا اللہ کی عبادت ہے اور غیر اللہ کی قانون پر چلنا غیر اللہ کی بندگی عبادت کی مزید تفصیل باب نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک اللہ کی بندگی (قانون) کی بات کی تو عیسائیوں نے ان کے خلاف محاذ بنایا اللہ نے اس کا تذکرہ کچھ یوں بیان فرمایا ہے:

﴿وَمَكُرُوا وَمَكُرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾

ترجمہ: ”انہوں نے مکر بنالی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی) اور اللہ نے تدبیر فرمائی

(اس کو نجات دینے کی) اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔“

بالکل اسی طرح محمد ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ مشرکین مکہ نے بھی بنایا تھا انفال آیت ۳۰ میں اس کا ذکر ہے جبکہ ابراہیم آیت ۴۶ میں بھی کفار کے مجموعی مکر و فریب اور سازشوں کا تذکرہ ہے، سورۃ آل عمران آیت ۶۲ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تذکرے کے بعد تمام دلائل کا خلاصہ بیان فرمایا:

﴿إِنْ هَذَا لَهُو الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ﴾

ترجمہ: ”بے شک یہ بیان حق کا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں۔“

سورۃ المائدہ آیت ۷۲ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعوت کا اجمالاً تذکرہ ہے۔

وقال المسيح يا بنی اسرائیل اعبدوا الله ربی وربکم انه من یشرك بالله فقد

حرم اللہ علیہ الجنة ومأواه النار ﴿۱﴾۔

ترجمہ: ”اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا

بیشک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔“

یہاں پر عبادت کا مسئلہ بیان فرمایا اور شرک کی تمام اقسام کا رد چونکہ شرک ہی کی وجہ سے اعمال برباد ہوتے ہیں جیسا کہ سورۃ النساء آیت ۱۱۶ میں ہے آج کل عالمی سطح پر شرک فی الحکم والقانون حکومتی سرپرستی میں ہو رہا ہے اور اس کو کوئی شرک ماننے کے لئے تیار ہی نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ شرک فی الحکم والقانون کے مطلب اور مفہوم کا اکثریت کو علم ہی نہیں ہے تو بجا ہوگا۔ الا ماشاء اللہ

سورۃ المائدہ آیت ۱۱۰ میں ہے:

﴿وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنْكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ

هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۱﴾۔

ترجمہ: ”اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لے کر آیا ان کے پاس نشانیاں

تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح۔“

سورۃ الکہف آیت ۶ میں بھی اس جیسا مضمون ذکر ہے اس آیت کریمہ سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے بنی اسرائیل کو روک دیا جو اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے دوسری بات یہ کہ بنی اسرائیل نے ”الہینا“ واضح دلائل تو حید کو سحر اور جادو سے تعبیر کیا جھوٹ اور جادو کی یہ نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف بھی کی گئی تھی۔

آج بھی باطل پرستوں اور کفار کے ایجنسیوں اور طاغوتی حکمرانوں اور سرمایہ داروں کی حالت یہی ہے کہ جو لوگ ان کو ”الہینا“ یعنی قرآن و سنت کی طرف دعوت دیتے ہیں ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ آج کل کے اولیائے طاغوت کچھ الگ نام رکھتے ہیں اس دعوت پر ڈٹ جانے والوں اور اس دعوت کے لئے جان اور مال کی بازی لگانے والوں کو دہشت گرد اور دقیا نوسی باتیں کہنے والے سمجھے جاتے ہیں یا اکثر ہم یہ سنتے رہتے ہیں کہ یہ لوگ ڈنڈہ بردار شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں اولڈ فیشن اور خلافت

کی بات کرتے ہیں اور آج کل جدید دور ہے خود ساختہ اور بندوق کا شریعت ہمیں نہیں چاہیے۔  
 حق پرستوں اور باطل پرستوں کا یہ معرکہ روز اول سے جاری ہے اور اس معرکہ کا آخری راؤنڈ شام کی  
 سرزمین پر ہوگا جس کی شروعات ہو چکی ہیں جو لوگ قرآن و سنت کی روشنی میں حالات و واقعات کو توالتے  
 ہیں ان پر یہ بات مخفی نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ جمہوری عینک لگانے والوں کو یہ حقیقت نظر نہیں آرہی۔  
 بہر حال جس اللہ نے بنی اسرائیل کے مکر کو عیسیٰ علیہ السلام سے ہٹایا وہ اللہ آج بھی قادر ہے جیسا کہ  
 سورۃ مؤمن میں ہے:

﴿إِنَّا لَنَنْصُرَ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ﴾.

ترجمہ: ”ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں اور جب  
 کھڑے ہوں گے گواہ“۔

اسی طرح الصافات آیت ۱۷۱ تا ۱۷۳ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ. إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ. وَإِن جُنَدُنَا لَهُمُ

الْغَالِبُونَ﴾.

ترجمہ: اور پہلے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندوں کے حق میں جو کہ رسول ہیں بیشک انہی کو مدد دی  
 جاتی ہے اور ہمارا لشکر جو ہے بیشک وہی غالب ہے“۔

اسی طرح سورۃ مجادلہ آیت ۲۱ میں فرمایا:

﴿كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾.

ترجمہ: ”اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہوں گا اور میرے رسول بیشک اللہ زور آور ہے

زبردست“۔

جبکہ نحل آیت ۱۲۸ میں ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾.

ترجمہ: ”اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں“۔

خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء کرام کے وارثوں کو اپنا کام جاری رکھنا چاہئے کیونکہ اللہ کی خاص مدد ان کے ساتھ ہوتی ہے معاشرے میں پھیلے زہریلے پروپیگنڈے اور شکوک و شبہات کا توڑ اللہ کے توحید کا بیان اور ہر قسم کے شرک و بدعت کا رد اور کفریہ شریک جمہوریت بادشاہت وغیرہ کے نقصانات کو عوام الناس کے سامنے تحریر و تقریر کے ذریعے بیان کرنا علماء حق کا کام اور فرض ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ اور نظام مصطفیٰ (خلافت) وغیرہ پر اعتراضات کرنے والوں کو دندان شکن جوابات دینا بھی ان کا اہم دینی فریضہ ہے جس میں الحمد للہ وہ کافی حد تک کامیاب ہیں اللہ ایسے علماء حق کو مزید توفیق دیں۔

سورۃ المائدہ آیت ۱۱ میں اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعوت کا ذکر فرمایا:

﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ أَعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ﴾

ترجمہ: ”میں نے ان کو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے مجھے حکم کیا ہے یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔“

رب اور عبادت کی تشریح باب نمبر ۱ میں گزر چکی ہے اسی طرح زخرف آیت ۶۴ میں ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾

ترجمہ: ”بے شک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے پس اس کی بندگی کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔“

نماز میں دعا مانگتے ہیں اہدنا الصراط المستقیم اب یہ دیکھنا چاہئے کہ صراط مستقیم ہے کیا؟

اللہ واحد کو رب ماننا اور اس کی بندگی کرنا یہی صراط مستقیم ہے اس دعوت کے بعد قوم کی حالت بھی

قرآن نے بیان فرمائی ہے جیسا کہ زخرف آیت ۶۵ میں ہے:

﴿فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمِ أَلِيمٍ﴾

ترجمہ: ”پھر پھٹ گئے کتنے فرقے ان کے بیچ سے سو خرابی ہے گنہگاروں کو آفت سے دکھ

والے دن کی۔“

سورۃ مریم آیت ۳۶ میں ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾

تو قوم کی حالت کچھ یوں ہوئی:

﴿فاختلف الأحزاب من بينهم فويل للذين كفروا من مشهـد يوم عظیم﴾.

ترجمہ: ”پھر جدا جدا راہ اختیار کی فرقوں نے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا“۔

احزاب سے مراد یہاں اہل کتاب کے فرقے ہیں اور خود عیسائیوں کے فرقے مراد ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیا، جیسے:

(۱) نسطوریہ Protestants انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہا۔

(۲) ملکیہ یا سلطانیہ Catholics یہ لوگ ثالث ثلاثہ کے قائل تھے۔

(۳) یعقوبیہ Orthodox نے کہا کہ یہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اللہ ہے۔

(۴) جبکہ یہود نے کہا کہ ولد الزنا ہے اور یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

مزید طوالت سے بچنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرۃ اور دعوت و استقامت علی الحق کے لئے یہی کافی ہے۔

## حضرت الیاس علیہ السلام

”حضرت ہارون علیہ کی اولاد میں سے ایک بنی اسرائیلی نبی تھے۔“

الصافات آیت ۱۲۳ تا ۱۳۲ میں قرآن میں اللہ نے حضرت الیاس علیہ السلام کا تذکرہ کچھ یوں بیان

فرمایا ہے:

﴿وَإِن إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ. إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ. أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ

أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ. اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأُولِينَ. فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ﴾.

ترجمہ: ”بے شک الیاس علیہ السلام بھی رسولوں میں سے تھے جب انہوں نے اپنی قوم سے

فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ کیا تم بعل (بت) کو پکارتے ہو؟ اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ

دیتے ہو؟ اللہ جو تمہارا اور تمہارے اگلے باب دادوں کا رب ہے لیکن قوم نے انہیں جھٹلایا پس وہ

ضرور (عذاب میں) حاضر رکھے جائیں گے۔“

حضرت الیاس علیہ السلام فلسطین کے مغربی وسطی علاقے سامرہ کی طرف بھیجے گئے تھے جبکہ بعض علماء

کرام نے اس علاقے کا نام بعلبک بتایا ہے یہ لوگ بعل بت کے پجاری تھے۔

حضرت الیاس کی اس دعوت کو قوم نے ٹھکرایا حالانکہ اس نے ان کی خود ساختہ شرکیہ طریقے کے خلاف

اللہ واحد کی بندگی اور ربوبیت کی بات کی تھی، رب کی تشریح باب اول میں گزر چکی ہے آج کل کے اس پر فتن

دور کا صنم اکبر جمہوریت ملعونہ ہے جبکہ اس دور میں بعل نامی بت یاد یوی تھی قوم نے اس کی تابعداری کی تھی

اور اس کو رب جانا تھا۔



## حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سورۃ النساء آیت ۱۰۵ میں اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک امرا اور ایک نبی کا حکم دیا:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ

لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا﴾.

ترجمہ: ”بیٹک ہم نے اتاری تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو کچھ

سمجھاوے تجھ کو اللہ اور تو مت ہو دغا بازوں کی طرف سے جھگڑنے والا“۔

آیت کریمہ میں سب سے پہلے ۳ اصول ذکر فرمائے اثبات توحید، اثبات رسالت اور صداقت الکتاب اس کے بعد نبی علیہ السلام کے فرائض منصبی میں سے دو امور کا تذکرہ ایک اثبات اور ایک نفی کی صورت میں اور اس سے پہلے کے آیات میں چونکہ جہاد کا تذکرہ تھا لہذا اب جہاد کے بعد کا ثمرہ بیان فرمایا کہ جہاد کے فوراً بعد اعلیٰ کلمۃ اللہ اور شرعی قانون کا نفاذ ضروری ہے اور نبی علیہ السلام نے عملاً ایسا کر دکھایا تھا، فتح مکہ کے موقع حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ظہر کے لئے اذان کا حکم دیا تھا اور جہادی امیر کا یہ فرض بنتا ہے کہ جس علاقے کو قبضہ کریں اس پر اللہ کے قانون کو جاری کریں کیونکہ یہ جہاد کے شرعی مقاصد میں سے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں امر یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان فیصلے اس قانون پر کرو جس کا علم اللہ نے آپ کو دیا ہے وہ وحی اور قرآنی علم ہے دنیاوی علوم مراد ہر گز نہیں نہ خود ساختہ جمہوری آئین و قانون کی بات ہو رہی اور نبی علیہ السلام نے اس کا عملی ثبوت دیا ہے لیکن اس میں امت مسلمہ کے لئے یہ سبق موجود ہے کہ وہ بھی وحی کے قانون کا لحاظ مقدم رکھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اس کا ثبوت دیا جیسا کہ مصر کے فتح کے موقع پر وہاں ایک جاہلانہ رسم چل رہا تھا کہ جب دریا کا پانی خشک ہو جاتا تھا ایک لڑکی کو آراستہ کر کے دریا میں پھینک دیتے تھے حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعے کا پتہ چلا تو فرمایا ”لا یسکون أبداً“ ایسا اب کبھی نہیں ہوگا، اسی طرح ایک بار جب پانی خشک ہونا شروع ہو گیا اور لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے تو حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ بھی حیران ہو گئے اس نے فوراً امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خط لکھ کر روانہ فرمایا، جس میں لکھا تھا کہ دریا اگر تو اللہ

کے حکم سے چلتا ہے تو میں اپنے رب سے سوال کرتا ہوں کہ تم سرکشی مت کرو صبح جب دیکھا تو پانی ۱۶ گز اوپر آیا تھا۔“

بہر حال امیر کے فرائض میں سے یہ بھی ہے کہ اسلامی ریاست میں سب سے پہلے شرعی قوانین کا نفاذ اور اجراء کریں اگر پاکستان کے قیام کے وقت شرعی قوانین نافذ کئے جاتے تو کتنا اچھا ہوتا۔

پاکستان کے حالات پر بندہ کیا تبصرہ کرے ہمارے سامنے ہیں اور لا الہ الا اللہ کا مقصد یہاں کے حالات میں ڈھونڈنا بہت مشکل ہے اس کلمہ کی تشریح گزر چکی ہے تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے پھر بندہ فیصلہ کرے کہ ہمارا یہ دعویٰ کتنا سچا ہے؟ یہاں پر

قانون وحی پر فیصلہ ہو رہا ہے یا اللہ کے قانون کی بجائے دوسرے طاغوتی قوانین پر، ہمارے وہ حضرات جس کا جہاد صرف کشمیر کی آزادی تک ہے ان سے یہ سوال ہے کہ چلو ٹھیک ہے کشمیر آزاد بھی ہو گیا تو وہاں پر کون سا قانون رائج العمل ہوگا؟

جس مقصد کے لئے مسلمانوں نے قربانیاں دی تھیں وہ آج تک لا حاصل ہے تو کشمیر اگر پاکستان بن جائے تو وہاں شرعی فائدہ کیا ہوگا وہاں پر بھی لازمی بات ہے پاکستانی آئین اور قانون رائج ہوگا تو یہاں کون سا اسلامی آئین اور قانون ہے؟

یہاں یہ وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی جہاد کشمیر کی آزادی تک نہیں بلکہ دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کیا جانا چاہئے۔ اور الحمد للہ مجاہدین حق کر رہے ہیں دنیا بھر میں جہاں پر بھی کفریہ قوانین نافذ ہے ان کے خلاف اس وقت تک قتال فرض ہے جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے اور دین سارا کا سارا اللہ کا نہ ہو جائے۔ (دین کی تشریح باب اول میں دیکھ لیا جائے)۔

اس آیت مبارکہ میں دوسرا حکم نہیں کا ہے کہ خیانت کرنے والوں کی حمایت نہ ہو، آج دیکھا جائے کہ سب سے بڑے خیانت کرنے والے کون ہے؟ حکم اور خطاب اگرچہ اس وقت نبی علیہ السلام کے لئے تھا مگر یہ حکم تا قیامت ہر اس شخص کے لئے ہیں جو نبی علیہ السلام کا سچا امتی ہونے کا دعویدار ہو اور خصوصاً یہ آیت انبیاء کرام کے وارثوں سے زیادہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ کبھی بھی دین پر سودا بازی نہ کریں اور خیانت والوں

سے کھل کر بائیکاٹ اور مقاطعہ کریں۔

اب کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین ان لوگوں کے بارے میں جو اسمبلیوں میں بیٹھ کر عالمی چوروں اور خیانت کرنے والوں کے صفائی کے لئے دلیلیں پیش کر رہے ہیں؟ اگر ان کے فتوے سے جمہوریت اور ووٹ وغیرہ سب کچھ صحیح ہے تو کیا خیانت کرنے والوں کا حمایتی بننا بھی صحیح ہے؟ خیانت عام ہے اور پھر جب دین کے ساتھ خیانت کی جائے تو وہ بدترین خیانتوں میں شمار ہوتا ہے۔

لیکن بات اصل یہ ہے کہ آیت کریمہ کے پہلے حکم پر اگر عمل ہوتا اور اللہ کے قانون پر فیصلے ہوتے تو پھر خائن لوگوں سے اجتناب اچھی طرح ہو سکتی تھی، اس سے بڑھ کر زیادہ دینی خیانت اور کیا ہو سکتی ہے خود ساختہ آئین پر فیصلے کئے جائیں اور پھر اس کو اسلامی آئین کا نام دیں حالانکہ اللہ کے قانون کے مقابلے میں دوسرے قوانین پر فیصلے کرنا گناہ کبیرہ ہے بلکہ کفر کا خطرہ ہے۔ (اس میں تفصیل ہے لمباحث ہے جس کا یہ موقع نہیں)۔

سورۃ المائدہ آیت ۴۴ میں ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾

ترجمہ: ”جو اللہ کے نازل کردہ کتاب پر فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں“۔

جبکہ آیت ۴۵ میں ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

ترجمہ: ”جو اللہ کے نازل کردہ کتاب پر فیصلہ نہیں کرتے وہ ظالم ہیں“۔

جبکہ مائدہ آیت ۴۷ میں ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

ترجمہ: ”جو اللہ کے نازل کردہ کتاب پر فیصلہ نہیں کرے وہ فاسق ہیں“۔

اس کے بعد آیت ۴۸ میں فرمایا:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

فاحکم بینہم بما أنزل اللہ ولا تتبع أهواءہم عما جاء ک من الحق ﴿۱﴾

ترجمہ: ”اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب سچی تصدیق کرنے والی سابقہ کتابوں کی اور ان کے مضامین پر نگہبان سو تو حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور ان کی خوشی پر مت چل چھوڑ کر سیدھا راستہ جو تیرے پاس آیا۔“

ان آیات میں ”من“ کا لفظ عموم کے لئے ہے صرف اہل کتاب مراد نہیں ہے اس آیت کے ذیل میں علماء کرام اور مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے ان تمام پر تفصیلی بات اگر کی جائے تو موضوع بہت زیادہ طویل ہو جائے گا مگر یہاں اجمالاً دو چار حوالہ جات نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔  
جامع البیان فی تاویل القرآن محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی ابو جعفر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ، الکشف والبیان الجزء ۵ ابواسحاق احمد بن محمد ابراہیم الثعلبی النیسابوری المتوفی ۴۳۷ھ، ابن مسعود اور حسن بصری فرماتے ہیں ”ہی عامة فی کل من لم یحکم بما أنزل اللہ من المسلمین والیہود والكفار“ ترجمہ: یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ کے نازل کردہ احکامات پر فیصلہ نہیں کرتا چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہو یا یہودیوں میں سے یا کفار میں سے۔

[تفسیر قرطبی جلد ۶ سورۃ المائدہ آیت ۴۴ محمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی ابو عبد اللہ] علامہ آلوسی نے روح المعانی میں امام شافعی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ سورۃ المائدہ کی یہ تین آیات کافرون، الظالمون، الفاسقون ان میں سے اول اس امت کے لئے دوسری یہود کے لئے اور تیسری نصاریٰ کے لئے ہیں، روح المعانی جز ۵ تفسیر سورۃ المائدہ آیت ۴۴۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس وجہ سے یہ بات لازم ہے کہ مسلمانوں کی حالت یہود و نصاریٰ سے بدتر ہوگی اب حالات کیا ہے؟ اکثر مسلمانوں کی حالت پوری دنیا میں دیکھی جاسکتی ہے جو ایک طرف لالہ لا اللہ کا اقرار بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف کفر یہ عدالتوں اور نظام کو اسلامی ثابت کرنے پر لگے ہوئے ہیں مسلمانوں کی حالت کیا نصاریٰ سے بدتر ہے کہ نہیں؟ فیصلہ ہر باضمیر شخص خود کریں؟  
تفسیر ابن جزئی میں امام شافعی کا یہ قول نقل ہے کہ اس آیت میں کافر ہونے کا یہ حکم مسلمانوں کے

بارے میں ہیں جبکہ مشہور حنفی عالم اور مفسر قرآن امام نسفی المتوفی ۱۰۷۱ھ اپنی تفسیر میں لکھتا ہے [أی مستہینا] بہ یعنی اللہ کی وحی اور شریعت کو کم جانے یعنی غیر اہم جانے اور اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو کافر ہے۔

اب یہ سارے فتوے میرے تو نہیں میں نے صرف عبارات نقل کی زیادہ تفصیل بھی بیان نہیں کی حالانکہ حوالہ جات اور بھی ہیں لیکن پشتو کے ایک محاورہ پر اکتفاء کیا ”کہ اصل کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور کم اصل کے لئے بڑا ڈنڈا“۔

آج کل دنیا بھر کے طاغوتی عدالتیں اللہ کے قانون کے مقابلے میں کس چیز کو زیادہ اہم سمجھتی ہیں؟ اور کیا جمہوری حضرات پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے آئین و قانون کو وحی کے مقابلے میں زیادہ اہمیت نہیں دیتے (نعوذ باللہ) اگر وہ منہ زبانی انکار بھی کریں تو زمینی حقائق یہ بتاتی ہے کہ عملاً قانون وحی کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور وحی کا قانون بھی پارلیمنٹ کے دو تہائی اکثریت کا محتاج کر دیا گیا ہے یہی جمہوریت کا منطق اور فلسفہ ہے اگر کوئی کہے کہ ایسا نہیں ہے تو پھر وحی کے قانون کا اجراء ہونا چاہئے تھا۔

اب انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ کون سا قانون اہم ہوا اور کون سا غیر اہم کون سے قوانین کی نفاذ اور رٹ بحال کرنے کے لئے سوات تا وزیرستان جنگ جاری ہے؟

حالانکہ مجاہدین کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ اللہ کے زمین پر اللہ کا نظام اور اس کے لئے وہ ہر محاذ پر جنگ لڑ رہے ہیں حالانکہ دین اسلام کے قوانین کا مطالبہ از روئے شریعت ہر مسلمان کا بنیادی حق اور فرض ہے کہ وہ نفاذ شریعت کا مطالبہ کریں دیکھیں سورۃ النساء آیت ۶۵ ان آیات کی بہترین تفصیل مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ نے ادیان کی جنگ نامی کتاب میں لکھی ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں۔

سورۃ المائدہ آیت ۴۹ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَأَن احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتَنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ﴾.

ترجمہ: ”اور یہ فرمایا کہ حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور مت چل ان کی

خوشی پر اور پختہ رہ ان سے کہ تجھ کو بہکانہ دیں کسی ایسے حکم سے جو اللہ نے اتارا تجھ پر۔  
یہاں پر یہ حکم ہو رہا ہے کہ اے نبی ﷺ اللہ کی بندگی اور عبادت کی بات کرو۔ عبادت کی تشریح گزر چکی ہے دیکھیں باب نمبر (۱) شرک کی تمام اقسام کا رد اور اللہ کے سوا باقی تمام ارباب کی نفی رب کی تشریح بھی گزر چکی ہے۔

یہاں پر اللہ نے دعوت و تبلیغ کے یہ تین اہم کام بتا دیئے ہیں اب دیکھا جائے کہ ہماری مروجہ تبلیغ ان اصولوں پر ہے یا کیا صرف چھ نمبر کی سرکل تک محدود ہیں، تبلیغی نصاب کا تذکرہ سورۃ المائدہ آیت ۶۷ میں ہے اور اس کے بعد تبلیغ کے لئے اللہ نے ۵ نکات اور اصول بھی بیان فرمائے دیکھیں مائدہ آیت ۶۷، ۶۸۔  
بہر حال تبلیغی جماعت کے کچھ اصطلاحات کی بہترین تشریح مولانا زبیر احمد صدیقی نے اپنی کتاب الدین النصیحة ”دین خیر خواہی کا نام ہے“ میں کیا ہے۔

جس میں کلمہ کی دعوت نبیوں اور رسولوں والا کام، اللہ کی راستے کی محنت نبی کا طریقہ ان سارے اصطلاحات کا صحیح اور درست مفہوم سمجھا دیا گیا ہے اگر طوالت کا خطرہ نہیں ہوتا تو میں کتاب سے کچھ نہ کچھ اللہ کے توفیق سے لکھ دیتا، سورۃ المائدہ ۴۸ میں ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ﴾  
ترجمہ: ”اور تجھ پر اتاری ہم نے کتاب سچی تصدیق کرنے والی سابقہ کتابوں کی اور ان کے مضامین پر نگہبان سو تو حکم کر ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور ان کی خوشی پر مت چل چھوڑ کر سیدھا راستہ جو تیرے پاس آیا۔“

اس آیت کا حکم نبی کریم ﷺ کے امت کو عموماً اور علماء کرام کے حق میں خصوصاً ہے کیونکہ وہ دین اسلام کے داعی ہے کہ قرآن کے مقابلے میں خواہشات کی پیروی سے بچیں اور خواہشات کے نظام کی برائیاں عوام الناس کو بتائیں اور وحی کے قانون کے ثمرات اور اس کے لئے بقدر حیثیت ہر محاذ پر جہاد کے جذبے کو اپنے خطبات میں بیان کریں۔

قرآن حق کی کتاب ہے قرآن کا نظام سچا اور حق ہے اس پر فیصلہ کرنا حق ہے قرآن کی اس نظام اور حق کی طرف دعوت دینے والے اور اس نظام کے عملاً نفاذ کے لئے اپنے جان مال قربان کرنے والے حق پر ہیں جبکہ آج کل کے اس پر فتن دور میں اس نظام کی بات کرنے والے شدت پسند اور دہشت گرد کہلاتے ہیں اور اس حق کے مقابلے میں رائج العمل ہر قانون کے گیت گائے جا رہے ہیں اور صرف یہ بلکہ اس نظام اور ان کے محافظوں کی سیکورٹی کے لئے باقاعدہ افواج میدان میں اتاری جاتی ہیں جس پر فخر بھی ہو رہا ہے لیکن دوسرے طرف وہ لوگ بھی ہے جنہوں نے بھی اپنی جانوں اور مالوں کا سودا اللہ کے ساتھ جنت کے بدلے کیا ہیں، اللہ ان کی حفاظت فرما اور مزید استقامت نصیب فرما اللہ کے قانون کے مقابلے میں جتنے بھی قوانین رائج ہے اور جو لوگ اس کی حفاظت میں لگے ہوئے ہیں اللہ ان سب کو نیست و نابود فرما۔

جب نبی علیہ السلام کو یہ حکم ہو رہا ہے تو قرآن سے ہٹ کر فیصلہ کرنے کا اختیار اور کس کے پاس ہے؟ اور جب نبی علیہ السلام کو یہ استثناء حاصل نہیں تو آج کل کے حج حضرات کو کہاں سے ملا؟ اور مزید مزے کی بات یہ ہے کہ آئین پاکستان جس کو اسلامی آئین کہا جاتا ہے اس کی رو سے صدر پاکستان کو استثناء کا حق حاصل ہے جبکہ نبی کریم ﷺ تو فرمایا کرتے تھے کہ اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کریں تو میں اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا اللہ کے قوانین میں جو ابد ہی ہے نبی علیہ السلام کو بھی یہ اختیار اور حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے صوابدید پر اسلامی سزاؤں میں نرمی کریں یا اسے معاف کر دیں۔

اب کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین صدارتی استثناء کے بارے میں بہر حال اللہ نے حق کی مقابلے میں خواہشات سے منع فرمایا چاہئے وہ انفرادی ہو یا پھر اجتماعی اور یہ حکم امت کے لئے عام ہے اگرچہ اولین مخاطب اس حکم کی نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام تھے اور بے شک کہ انہوں نے اللہ کے احکامات کے مقابلے میں کبھی بھی خواہش کی پیروی نہیں کی لیکن اصل سبق ہمارے لئے ہیں۔

سورة الانعام آیت ۱۰ میں نبی علیہ السلام کے لئے تسلی ہے:

﴿وَلَقَدْ اسْتَهْزِئْ بِرَسُولٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالذِّينِ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾

ترجمہ: ”اور بلاشبہ ہنسی کرتے رہے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے پھر گھیر لیا ان سے ہنسی

کرنے والوں کو اس چیز نے کہ جس پر ہنسا کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ میں آج بھی ہر موحّد کے لئے تسلی ہے اور قدیم تاریخ کی طرف اللہ نے یہ بھی اشارہ فرمایا کہ اے نبی آپ سے پہلے بھی انبیاء کرام کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ آپ سے ہو رہا ہے، سورۃ الانعام آیت ۱۹ میں ہے:

﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَنتُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَى قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ﴾

ترجمہ: ”تو پوچھ سب سے بڑا گواہ کون ہے کہہ دے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان اور اترا ہے مجھ پر یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے خبردار کر دوں اور جس کو یہ پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہیں تو کہہ دے میں تو گواہی نہ دوں گا کہہ دے وہی ہے معبود ایک اور میں بیزار ہوں تمہارے شرک سے۔“

اثبات توحید کے لئے اس سورۃ مبارکہ کے شروع سے اللہ نے دلائل بیان فرمائے ہیں یہاں پر تفریع مع الدلائل اور اللہ کے علاوہ تمام الہان باطلہ کا رد فرمایا کہ اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ میں اللہ عز وجل کے علاوہ دوسرے باطل الہہ کا قائل نہیں ہوا اور تمہاری شرک سے بری ہوا اللہ کی تشریح کے لئے دیکھیں۔ باب اول اب اگر ہم نبی علیہ السلام سے سچی محبت کے دعویدار ہیں تو پھر یہ اعلان کرنا پڑے گا، اور چاہے اس اعلان کے نتیجے میں پھر جو بھی قربانی دینی پڑی ہم لبیک کہیں لیکن افسوس کہ عملاً نتیجہ صفر ہے امت یہ سنت بھول چکی ہے ”الاما شاء اللہ“ صرف منہ زبانی ایمان کے دعوے اور نبی علیہ السلام کے امتی ہونے پر فخر ہے۔ بس اس باب کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ انبیاء کرام کے ساتھ اقوام نے اس مسئلے کے اوپر دشمنی کی تھی انعام آیت ۵۶، ۵۷ میں ہے:

﴿قُلْ إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَ كَمْ قَدْ ضَلَلْتَ إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ. قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَكَذَّبْتُمْ بِهِ مَا عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ



إِنَّ الْحَكَمَ إِلَّا لِلَّهِ يَقْضِ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ﴿١٠٦﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اس سے منع کیا گیا ہے کہ ان کی عبادت کرو جن کو تم لوگ اللہ کے علاوہ پکارتے ہو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری خواہشات کی تابعداری نہیں کرتا (اگر میں نے ایسا کیا) تو میں بے راہ ہو جاؤں گا اور راہ راست پر چلنے والوں میں سے نہ رہوں گا۔

آپ فرما دیجئے کہ میرے پاس ایک دلیل ہے میرے رب کی طرف سے اور تم اس کو جھٹلاتے ہو جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں حکم کسی کا نہیں اللہ کے سوا اللہ واقعی بات کو بتلا دیتا ہے اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے [عبادت کا مطلب جاننے کے لئے دیکھیں باب نمبر ۱ اور باطل پرستوں کے خواہشات کے مقابلے میں اللہ واحد کی بندگی کا اعلان ہر حق پرست مسلمان کا فرض ہے یہ حکم ہو رہا ہے ”إِنَّ الْحَكَمَ إِلَّا لِلَّهِ“ کا مسئلہ نبی علیہ السلام نے خوب کھول کر بیان فرمایا جس پر اس کے خلاف کفریہ طاقتوں نے محاذ بنایا لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے ڈٹ کر مقابلہ فرمایا لیکن آج جو یہ اعلان کرتا ہے اس کے خلاف دنیائے کفر کے سارے طاغوتی طاقتوں نے اتحاد کیا ہوا ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام کے خلاف ہوا تھا۔

لیکن شرم کی بات یہ ہے کہ اس اتحاد میں ہمارے نام نہاد اسلامی ممالک بھی شریک ہیں جیسا کہ امریکہ نے بار بار پاکستانی اتحاد کو فرنٹ لائن اتحاد کا نام دیا ہے، سورۃ الانعام آیت ۱۰۶ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿اتَّبِعْ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾

ترجمہ: ”تو چل اس پر جو حکم تجھ کو آوے تیرے رب کا کوئی معبود نہیں سوا اس کے اور منہ پھیرے مشرکوں سے۔“

یہاں بھی وحی کی تابعداری کا حکم اور الہ واحد کی وحدانیت کا بیان ہے اور مشرکین سے بائیکاٹ کا تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو وحی کے قانون کے مقابلے میں اکثریت کے قانون اور ان کی تابعداری سے قرآن میں بار بار منع فرمایا کیونکہ قرآن و سنت کے مقابلے میں یہ چیزیں گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں جیسا کہ سورۃ الانعام آیت ۱۱۶ میں فرمایا:

﴿وإن تطع أكثر من في الأرض يضلوك عن سبيل الله إن يتبعون إلا الظن وإن هم إلا يخرصون﴾.

ترجمہ: ”اور اگر تو کہنا مانے گا اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور سب اٹکل ہی دوڑاتے ہیں۔“

اس آیت مبارکہ کا حکم عام ہے اور امت کے ہر فرد کے لئے یہ حکم ہے اور جمہوریت ملعونہ کے رد کے لئے یہ حکم کافی ہے جمہوری مولوی یا مفتیان سورۃ النساء کی آیت ۵۸ کو جمہوریت کے لئے بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ووٹ تو مقدس امانت ہے اور کبھی ووٹ کو قیاس مشورہ، گواہی، وغیرہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔

بہر حال اول تو یہ بتایا جائے کہ اگر ووٹ مشورہ اور امانت ہے تو  
(۱) مشورے کو تسلیم بھی کیا جاسکتا ہے اور رد بھی جمہوری نظام کی اس رائے (ووٹ) کو کبھی رد بھی کیا گیا ہے؟ یہاں پر تو کہا جاتا ہے کہ بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گیا۔

(۲) اگر ووٹ رائے ہے تو اہل الرائے (علماء، مجاہدین کے امراء وغیرہ) سے لیا جانا چاہئے یہ رائے دینے کا حق عوام الناس کو کون سی شریعت نے دیا؟

(۳) اہل الرائے سے مشورہ لینا کن امور میں ہونا چاہئے؟

(۴) شریعت مطہرہ میں مرد کی گواہی اور عورت کی گواہی کا الگ الگ معیار مقرر ہے اور یہ اصول میراث میں بھی ہے اور نظام (جمہوریت) میں ایک بدکار کنجری کی رائے اور مفتی عالم کی رائے اور گواہی برابر ہے یہ کیوں؟

(۵) شریعت میں مسلمانوں کی عدالت میں کافر ہندوؤں اور مشرک وغیرہ حج یا حاکم نہیں بن سکتا جبکہ اس نظام (جمہوریت) میں چیف جسٹس رانا بھگوان داس مقرر کیا جاتا ہے۔

(۶) شریعت اسلامی میں مسلمانوں کے معاملات میں کافر مرتد زندیق اور تمام باطل پرستوں سے مشورہ نہیں لیا جاسکتا جبکہ نظام جمہوریت میں ہر ایک شہری کو یہاں کا قانون جمہوریت یہ حق دیتا ہے اور اس

کو پورا اختیار دیتا ہے کہ جیسا چاہے اپنا ووٹ دیں۔

(۷) اسلام میں دین کے بنیادی اصولوں میں مشورہ نہیں لیا جاسکتا بلکہ اس پر ۱۰۰% عمل کیا جائے گا جبکہ اس کا فرانہ نظام کے اصول کچھ الگ ہیں پارلیمنٹ نے جو بل دو تہائی اکثریت سے پاس کیا وہ صدر کے دستخط ہونے کے بعد قانون کا حصہ بن جاتا ہے جس کے مخالفت پر یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ اس نے قانون ہاتھ میں لیا ہے اور صرف یہ طعنہ نہیں بلکہ اس رٹ کے دفاع کے لئے پھر باقاعدہ افواج لشکر کشی کرتے ہیں۔

(۸) اسلامی شریعت میں استثنیٰ کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے کہ وہ جرم کر کے سزا سے بچ سکیں یہاں تک کہ شریعت محمدی میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرے تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیئے جائیں گے جبکہ یہاں پر صدارتی استثناء کا حق ”اسلامی آئین“ صدر صاحب کو دیتا ہے۔

(۹) شریعت اسلامیہ میں عورت کبھی بھی سربراہ مملکت نہیں بن سکتی جبکہ جمہوری حکومتوں کے حالات ہمارے سامنے ہیں ”پاک وطن“ میں بینظیر بھٹو کو یہ سعادت کتنی دفعہ حاصل ہوئی؟ پاکستان کا ذکر اس لئے خصوصی کیا کہ یہاں کے سیاسی مولوی حضرات کا اصل چہرہ لوگ دیکھ لیں، ورنہ ویسے تو پوری دنیا کے جمہوری نظاموں میں عورت کی حکمرانی کی کمی نہیں ہے، لیکن اسلامی جمہوریت میں یہ سب کچھ ممکن ہو جاتا ہے۔

(۱۰) اگر اکثریت ہی معیار حق ہے تو نبی کریم ﷺ خلفائے راشدین کو کس اکثریت نے جتوایا تھا؟ ان کا طریقہ انتخاب کیا تھا۔

”تلك عشرة كاملة“.

باقی جمہوریت اور شریعت کے مابین تضادات پر علماء کرام نے باقاعدہ تصانیف لکھی ہیں جو کہ یہاں ہمارا موضوع نہیں بہر حال خلافت اور جمہوریت نامی کتاب میں مولانا عبدالرحمن کیلانی نے ”دینی رہنماؤں سے چند سوالات“ کے عنوان سے کتاب کے آخر میں ۱۵ سوالات پوچھے ہیں، اس کتاب کے باب اول میں چند کتابوں کا تذکرہ ہے ذیل میں عوام الناس کے فائدے کے لئے علماء حق کے چند فتاویٰ جات نقل کئے

جاتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں: ”وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مزدور اور عوام کی حکومت ہے ایسی حکومت بلاشبہ حکومت کافرہ ہے۔“ (عقائد اسلام صفحہ ۲۳۰)

قاری طیب فرماتے ہیں: ”یہ جمہوریت رب تعالیٰ کی صفت ملکیت میں بھی شرک ہے اور صفت علم میں بھی۔“ (فطری حکومت زقاری طیب)

اسی طرح مفتی رشید احمد فرماتے ہیں: ”یہ تمام برگ و بار مغربی جمہوریت کے شجرہ خبیثہ کی پیداوار ہے اسلام میں اس کا فرانہ نظام کی کوئی گنجائش نہیں۔“ (احسن الفتاویٰ جلد ۶ صفحہ ۲۶)

مولانا یوسف لدھیانوی اختلاف امت اور صراط مستقیم میں فرماتے ہیں: ”جمہوریت کا نہ صرف یہ کہ اسلام سے تعلق نہیں بلکہ وہ اسلام کے سیاسی نظریے کی ضد ہے (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۸، صفحہ ۱۷۶)

مفتی حمید اللہ جان ایک اہم فتوے میں فرماتا ہے ”مشاہدے اور تجربے سے ثابت ہے کہ موجودہ مغربی جمہوری نظام ہی بے دینی بے حیائی اور تمام فسادات کی جڑ ہے اور خصوصاً اس میں اسمبلیوں کو حق تشریع (آئین سازی اور قانون سازی کا حق) دینا سراسر کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہے اور ووٹ کا استعمال مغربی جمہوری نظام کو عملاً تسلیم کرنا اور ان کی تمام خرابیوں میں حصہ دار بننا ہے اس لئے موجودہ مغربی جمہوری نظام کے تحت ووٹ کا استعمال شرعاً ناجائز ہے۔ (ماہنامہ سنابل کراچی مئی ۲۰۱۳ شمارہ نمبر ۱۱ صفحہ ۳۲)۔

”فتاویٰ محمودیہ جلد ۴ کتاب السياسة والجرة“ ملفوظات تھانوی صفحہ ۲۵۲ اس کے علاوہ مفتی امین اللہ پشاور نے اپنے فتاویٰ الدین الخالص جلد ۵ میں جمہوریت کے ۵۰ مفاسد بیان کئے ہیں۔ تفصیل سے بچنے کے لئے وہ یہاں بیان نہیں کر سکتے لیکن علماء حق کو یہ فتاویٰ ضرور مطالعہ کرنا چاہئے اس میں اور بھی کام کی نہایت اہم باتیں اور اصول ہیں۔

سورة الانعام آیت ۱۵۰ میں نبی کریم ﷺ کو حکم ہو رہا ہے:

﴿ولا تتبع أهواء الذين كذبوا بآياتنا والذين لا يؤمنون بالآخرة وهم بربهم يعدلون﴾.

ترجمہ: ”اور نہ چل ان کی خوشی پر جنہوں نے جھٹلایا ہمارے حکموں کو اور جو یقین نہیں کرتے آخرت کا اور وہ اپنے رب کے برابر کرتے ہیں اوروں کو“۔  
سورۃ الانعام آیت ۱۵۳ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وأن هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله﴾.  
ترجمہ: ”اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سواں پر چلو اور مت چلو اور راستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ کے راستہ سے“۔

”ہذا“ سے مراد یا تو قرآن ہے یا پھر دین اسلام یا پھر ما ذکر فی الآئین السابقتہ جو مسئلہ پہلے آیتوں میں ذکر ہوا یہ سارے مفہوم صحیح ہے قرآن و سنت کے علاوہ دوسرے تمام غیر شرعی سبل کے پیروی سے منع کیا گیا ہے سبل (راستوں) سے مراد کیا ہے؟

”البدع والأهواء المصلية“ کتاب التسهیل تفسیر ابن جریر تفسیر غرائب القرآن نے یہ معنی لکھا ہے کہ بدعات اور گمراہ کن خواہشات کے تمام راستے مراد ہیں سبل اصول میں مراد ہے فروعی مسائل میں اختلاف ائمہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن یہ اختلاف بھی اجتہادی ہے۔

صراط مستقیم کی دعا ہم ہر نماز میں کتنی دفعہ مانگتے ہیں لیکن عملاً کہانی کچھ الگ ہے، سورۃ النساء آیت ۶۸ اور آل عمران آیت ۱۰۱ میں بھی صراط مستقیم کا تذکرہ ہے صراط مستقیم کو مفرد اور باقی کو جمع یعنی سبل سے یاد کیا اس لئے کہ غیر شرعی اور باطل راستے بہت سارے ہیں اب افسوس کی بات یہ ہے کہ جو لوگ اس آیت کریمہ پر عمل پیرا ہے اللہ کے زمین پر اللہ کے نظام کے لئے ہر قسم قربانی دے رہے ہیں ان کو بے دریغ قتل کیا جا رہا ہے۔

ان سارے سبل میں سب سے بڑا فتنہ اور راستہ مغربی جمہوریت ہے جو کہ اس صدی کا سب سے بڑا بت ہے معاشرے کے اکثر افراد اس راستے کو نجات کا راستہ کہتے ہیں اللہ ان کی شرور سے حفاظت فرمائے،

اس آیت کا حکم عام ہے اگرچہ اس وقت کے مخاطب صحابہ کرام تھے، سورۃ الانعام آیت ۱۶۴ میں ہے:

﴿قُلْ أَغْيِرَ اللَّهُ أْبْعَى رِبَا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ﴾.

ترجمہ: [آپ کہہ دیجئے کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کے لئے تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے]

یہاں پر استغناء انکاری مراد ہے رب کی تشریح آگے باب اول میں گزر چکی ہے۔

سورۃ الانعام آیت ۱۶۲، ۱۶۳ میں ہے:

﴿قُلْ إِنْ صَلَاتِي وَنَسْكَی وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾.

ترجمہ: ”تو کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔“

میرے رب نے مجھے مضبوط کیا ہے اور مجھے توفیق دی ہے صراطِ مستقیم کی فاتحہ میں بھی ہے اہدنا الصراطِ المستقیم مراد یہ کہ تقلید کا راستہ مانتا ہو مغضوب بھی نہیں ہو کہ تقلید سے انکار کرو اور ضالین میں سے بھی نہیں ہو اس لئے کہ صراطِ مستقیم پر قائم ہوا ایسا نہیں کہ ہر کسی کا بات مانتا ہو تقلید نہ کرنے کا انجام الحاد اور بے دینی ہے اب کہتے ہیں کہ غیر مقلد ہو یعنی تقلید نہیں مانتا اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا مقلد تھا؟ جواب اللہ نے دیا ہے:

﴿دِينَا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾.

ترجمہ: ”دین صحیح ملتِ ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا۔“

﴿فَبِهَدَاهُمْ اَقْتَدِهِ﴾ سورۃ الانعام آیت ۹۰ جن کا حکم نہیں تھا تو فرمایا ان کی طریقہ پر چلو باقی یہ کہ وہ

رسول تھے ان کو براہِ راست وحی آئی تھی ان کو تقلید کی حاجت کیا تھی؟

بہر حال بے دینی اور بغیر دلیل شرعی کے آباء و مشائخ کی پیروی اور تقلید کرنا شرک اور گناہ ہے اس

تقلید کو جو صحیح بولے اور کہے وہ خود گمراہ ہے، اور تقلید شرعی پر علماء کرام نے باقاعدہ تصانیف لکھے ہیں۔  
تفصیل کا یہ مقام نہیں۔

اس آیت مبارکہ میں نماز کا تذکرہ اس لئے کیا گیا کہ یہ تمام عبادات میں اہم ہے اگرچہ دوسری جگہ نبی علیہ السلام نے ایمان کے بعد افضل عمل جہاد کو قرار دیا ہے بہر حال اس میں کوئی تضاد نہیں ہے یہاں تمام بدنی عبادات مراد ہو سکتے ہیں اور قربانی سے مراد تمام مالی عبادات ہے محیای سے مراد ہر قسم کی خوشحالی عزت دولت بچے کا روبرو وغیرہ ہے جبکہ ممات سے ہر مصیبت تکلیف اور پریشانی مراد ہے جس کا انتہا موت بھی ہے یہ تمام چیزیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو رب ہے تمام مخلوقات کا، رب کی تشریح گزر چکی ہے۔  
اس کے بعد شرک کے تمام اقسام کا رد اجمالاً اور مسئلہ توحید کی مزید وضاحت ہے جو کہ انبیاء کرام کا مشترکہ مسئلہ تھا جیسا کہ سورۃ الانبیاء آیت ۲۵ میں ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾

ترجمہ: ”اور ہمیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے سو میری بندگی کرو“۔

اسی طرح بقرہ آیت ۱۳۲ میں بھی اس جیسا مضمون ہے اب ہماری حالت کیا ہے؟ نبیوں والے کام کا دعویٰ تو آسان ہے مگر یہ کام اس طریقے پر کرنا جیسا کہ انبیاء کرام نے کیا تھا بہت مشکل ہے عقیدہ توحید اور رب کے نظام کی بات کرنا اور اس کی ویسی تشریح کرنا جیسا کہ انبیاء کرام نے کیا تھا اس فتنے کے دور میں ایسے حضرات بہت کم ہیں۔

سورۃ الانفال آیت ۶۵ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ﴾

ترجمہ: ”اے نبی ﷺ مومنوں کو جہاد پر ابھارو“۔

مراد یہ کہ جنگ کرنے پر اور جہاد پر تیزی دو، تحریض کسی چیز پر خوب ابھارنے کو کہا جاتا ہے اور اس کی خوبیاں کثرت سے بیان کرنا اور سمجھانے کے انداز کو آسان بنانا (تفسیر ماجدی) راغب

اب ہمارے تبلیغی حضرات کہتے ہیں کہ ہم نبیوں والا کام کر رہے ہیں نبی علیہ السلام کو حکم ہو رہا ہے اس سنت پر عمل کہاں ہے اب؟ اگر یہ سب کچھ صرف منہ زبانی یعنی قولی دعوت سے ممکن ہو سکتا تھا تو پھر نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کس کی دعوت ہو سکتی ہے؟

نبیوں اور رسولوں والے کام کی تفصیل سورۃ المائدہ آیت ۱۶۵ میں ہے جس کا ترجمہ ہے: ”یہ انبیاء تھے بشارت دینے والے اور خبردار کرنے والے تاکہ نہ رہے لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت رسولوں کے آنے کے بعد“ جبکہ احزاب آیت ۴۵ میں ہے: ”اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر اور آپ بشارت دینے والے ہیں اور خبردار کرنے والے ہیں“۔

ان آیات سے یہ بات ثابت ہے کہ انبیاء کرام نے صرف فضائل اور بشارتیں نہیں سنائی بلکہ اللہ کے خلاف کرنے پر قوموں کو وعیدیں بھی سنائی اور صرف یہ بھی نہیں کہ بس بشیر اور نذیر تھے، بلکہ ان کا مقصد انسانیت کو انسانی غلامی سے نکال کر اللہ کے غلامی میں لانا اور باطل نظاموں کے چنگل سے آزادی دلانا اور اعلاہ کلمۃ اللہ کا نفاذ عملاً ان کے اوپر لاگو کرنا تھا۔

جیسا کہ سورۃ الحدید آیت ۲۵ میں ہے ”ہم نے اپنے انبیاء کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتا ہیں اور ترازو (یعنی نظام عدل و انصاف) نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں“۔

لیکن بڑا مسئلہ یہ ہے کہ تبلیغی حضرات انبیاء کرام کی بعثت کے مقصد کو صرف دعوت تک محدود رکھتے ہیں اور دعوت کو بھی صرف منہ زبانی دعوت کی حد تک، نہ کہ شرعی مفہوم کے مطابق، کیونکہ اس دعوت میں وہ قتال فی سبیل اللہ کو شامل ہی نہیں سمجھتے حالانکہ قرآن نے اسی سوچ کی کھلی نفی فرمائی ہے، جیسا کہ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہو گیا ایک اور جگہ ہے:

﴿وَكَايْنٍ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتِلٍ مَّعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ﴾ (آل عمران آیت ۱۴۶)

اس سے اول کتنے ہی نبی گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر اللہ والوں نے قتال کیا یعنی ان کے معیت میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں اس کے قاصد کو جو الفاظ بتائے وہ قرآن نے کچھ اس طرح بیان فرمائے ہیں۔ (نمل آیت ۳۷)



”جاؤ ان کی طرف واپس لوٹ جاؤ ہم ان کے اوپر وہ لشکر لائیں گے جن کے مقابلے کی طاقت ان میں نہیں ہوگی اور ہم ان کو ذلیل و رسوا کر کے وہاں سے نکال دیں گے۔“

اسی طرح نبی علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے:

﴿أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ﴾. (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۱)

ترجمہ: ”مجھے حکم کیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کرو جب تک وہ لا الہ الا

اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں جب وہ یہ کام کریں گے تو ان کا

مال و جان محفوظ ہے سوائے اس حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔“

نبیوں والے کام کو صرف چھ نمبرات کے ساتھ مختص کرنا یا پھر گشت سہ روزہ چلہ چار ماہ شب جمعہ ششماہی جوڑ سالانہ جوڑ کو دین سمجھنا بہت بڑی بیوقوفی ہے، زبانی دعوت کے ساتھ ساتھ دعوت قہریہ یعنی قتال بھی دعوت کا ایک قسم ہے اسی آیت مبارکہ میں اس دعوت اور مقصد پر ابھارنے کا بیان ہے، اسی طرح نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ میں ان سے لڑوں گا اگرچہ میری گردن اڑ جائے۔ (بحر محیط) اب جب خود نبی علیہ السلام قتال عملاً کر رہے ہیں تو اور لوگ کیا نبی سے بڑے ہیں؟ نعوذ باللہ

ان کو جہاد جیسی عظیم عبادت اور فریضے سے استثنیٰ کہاں سے ملا؟ کہتے ہیں کہ اب جہاد کا وقت نہیں حدیث شریف کا مفہوم ہے نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگوں نے تلواروں کو سنبھال رکھ دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اب جہاد کا وقت نہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا ”کذبوا“ لوگ جھوٹ بولتے ہیں الان الان یہ ہی جہاد کا بہترین وقت ہے یہ الفاظ ۲ بار فرمائے پوری حدیث سنن النسائی کتاب الخیل والسبق الرمی میں دیکھی جاسکتی ہے اب نبیوں والے کام کے دعویدار اپنی حالت کا خود ہی احتساب کریں کہ کتنے پانی میں ہے؟ تحریض علی القتال کا یہ حکم ہر اس شخص سے مخاطب ہے جو نبی والے کام کا دعویٰ کریں اور خصوصاً انبیاء کرام کے وارثوں سے کیونکہ نبی علیہ السلام کے منبر پر بیٹھتے ہیں۔

سورۃ التوبہ آیت ۳۳ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾.

ترجمہ: ”اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور چاہے برامانیں مشرکین“۔

اس آیت مبارکہ میں نبی علیہ السلام کے بعثت کا ایک اہم مقصد اور فرائض میں سے ایک اہم فرض کا تذکرہ ہے وہ ہے دین اسلام کو تمام دوسرے ادیان پر غالب کرنا دنیا میں چونکہ اس وقت بہت سارے ادیان اور قوانین رائج تھے جس میں شرک اور فسق و فجور کی بھرمار تھی۔

ان تمام ادیان کو مغلوب کرنا اللہ تعالیٰ کا مقصد تھا اس لئے اس اہم کام کو نبی علیہ السلام سے لینا تھا صرف دین پھیلانا مقصد نہ تھا باقی یہ مسئلہ کہ آیا دین اسلام غالب ہوا تھا کہ نہیں تو علامہ ماوردی نے لکھا ہے کہ بے شک صحابہ کرام کے دور میں دین اسلام دوسرے تمام ادیان پر غالب آچکا تھا جبکہ روح المعانی میں ہے کہ وہاں تک عند نزول عیسیٰ علیہ السلام مراد یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت غالب ہوگا۔

بہر حال اس بارے میں علماء اور فقہاء کرام کے مختلف روایات ہیں وہ تفصیل یہاں بیان نہیں کر سکتے لیکن اس بات میں آج بالکل شک نہیں کہ اس پر فتن دور میں اسلام پوری دنیا میں کہیں پر بھی غالب نہیں ہے اسلام کا صرف نام ہے بحیثیت مجموعی اور ادیان غالب اور نافذ ہے اس مسئلے کی مزید وضاحت اور تفصیل کے لئے مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ کی کتاب ”ادیان کی جنگ“ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

اب جس ملک کو ”اسلام کا قلعہ“ تصور کیا جاتا ہے اس میں کیا ہو رہا ہے وہ ہمارے سامنے ہیں اصل کم بنحی یہ ہے کہ سیاسی دین دار طبقے نے عوام الناس کو گمراہ کیا ہے وہ اپنے ووٹ اور جمہوری سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے رائج جمہوری طریقے سے اسلام کو غالب کرنے کے چکر میں ہے حالانکہ دین اسلام کے عملاً نفاذ کے لئے آواز اٹھانا تمام مسلمانوں کے اوپر فرض ہے۔

لیکن اس فرض کے لئے صرف ملاکنڈ ڈویژن کے کچھ جانبازوں نے تحریک شروع کر دی تھی اور الحمد

اللہ آج بھی اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں، اس اعلیٰ مقصد اور سنت نبوی کے حصول اور عملاً نفاذ کے لئے حکومت وقت سے نہ صرف مطالبہ کیا بلکہ قربانیاں دے کر شہیدوں کے فہرست میں شامل ہو گئے کیونکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ حکمران جب کفر بواح (یعنی کھلم کھلا) کفر کے مرتکب ہو جائیں تو ان کے خلاف ہتیار اٹھایا جائے گا اسی مسئلے کی مزید وضاحت کے لئے حضرت شیخ القرآن والحديث مولانا نور الہدی حفظہ اللہ کی کتاب مقاصد شریعت اور جہاد کا مطالعہ کرنا چاہئے جس میں امام کے خلاف خروج کے سارے بحث کی تفصیل موجود ہے۔

دین اسلام کے عملاً نفاذ اور غلبے کے لئے کوشش چونکہ تمام امت کی ذمہ داری ہے جس پر سورۃ نساء کی آیت ۶۵ بطور دلیل پیش کی جاتی ہے:

﴿فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما﴾.

ترجمہ: ”تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر تو جو فیصلہ کرے اس پر اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے بخوشی تسلیم کر دیں۔“

اللہ تمام مسلمانوں کو عملاً اس سنت مبارکہ اور اہم فریضے کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کی توفیق دیں صرف مسواک کرنا خوشبو لگانا حلوہ اور کدو شریف کھانے کو ہی سنت سمجھنا بیوقوفی ہے۔

سورۃ التوبہ آیت ۷۳ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿يا أيها النبی جاهد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ومأواہم جہنم وبئس المصیر﴾.

ترجمہ: ”اے نبی لڑائی کر کافروں سے اور منافقوں سے اور تند خوئی کر ان پر اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔“

منافقین کے متعلق امام ابن کثیر نے اسی آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب تک ہو سکے زبانی جہاد

سے کام لیا جائے لیکن جب اس کی منافقت سامنے بالکل ظاہر ہو جائے تو پھر تلوار اٹھانا پڑے گا یہ ذمہ داری جیسا کہ نبی علیہ السلام کا فرض تھا یہ حکم آج بھی محکم ہے اور نبی علیہ السلام کے وارثوں یعنی علماء حق سے خصوصاً مخاطب ہے جہاد جیسی عظیم عبادت اور فرض کو آج کل عالمی دجالی میڈیا اور اس کے کارندے اور دوسرے جمہوریت کے پجاری ادارے اور سربراہان دہشت گردی بولتے ہیں، تفصیل سے بچنے کی خاطر یہاں صرف اشارہ کیا گیا ہے۔

سورۃ التوبہ آیت ۸۸ میں اللہ نے نبی علیہ السلام اور ان کے ساتھ مومنوں کی ایک صفت کا بیان فرمایا ہے:

﴿لكن الرسول والذين آمنوا معه جاهدوا بأموالهم وأنفسهم وألئك لهم الخيرات وأولئك هم المفلحون﴾.

ترجمہ: ”لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے وہ لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے اور انہی کے لئے ہیں خوبیاں اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے“۔

اس آیت مبارکہ میں نبی علیہ السلام اور مومنوں کے ایک اہم فرض اور صفت کا بیان ہے وہ ہے جہاد بالمال والنفس پھر اللہ نے فرمایا کہ ان کے لئے بھلائیاں اور حسنات ہیں اور یہ کامیاب ترین لوگ ہیں اور نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام نے یہ فریضہ عملی طور پر انجام دیا فلاح پانے والوں کی یہ ایک بہترین صفت ہے جو لوگ آج بھی یہ کام کریں وہ بھی کامیاب ترین لوگ ہیں۔

بے شک جو لوگ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد بالمال والنفس کر رہے ہیں وہ آج بھی کامیاب ترین لوگ ہیں اگرچہ عالم کفران کو دہشت گرد کے نام سے یاد کریں فرعون نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مومنوں کے بارے میں یہ کہا تھا:

﴿إن هؤلاء لشردمة قليلون﴾.

ترجمہ: ”یہ سب مٹھی بھر شر پسندوں کی جماعت ہے۔“

لیکن یہ یاد دہانی ضروری ہے کہ کامیاب ترین لوگ وہ ہیں جن کا جہاد ایجنسیوں کے چھتری کے

سائے تلے نہ ہو وہ لوگ ہرگز اسی فہرست میں شامل نہیں جن کے جہاد کے لئے حکومتی آرڈر اور سرحدیں قائم ہیں، اللہ کے اس فتوے کے مقابلے میں تمام احکامات اور فتوے بے کار ہیں ایسے کچھ بے کار قسم کے فتوے اور کچھ ایمان فروشوں کے نام اور ان کی فہرست پیچھے گزر چکی ہے۔

اب ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ سیاسی درباری مولوی یا مفتی اور اسکا لڑکا فتویٰ زیادہ صحیح ہے یا اللہ رب العزت کا؟ سورۃ التوبہ ۸۹ میں ان لوگوں کے لئے بشارت اخروی کا بیان ہے، سورۃ یونس آیت ۱۰۴، ۱۰۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَكِن أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. وَأَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾.

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت (بندگی) کرتے ہو، لیکن ہاں صرف اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھ کو یہ حکم ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور یہ کہ اپنا رخ یکسو ہو کر اس دین کی طرف کر لینا اور کبھی مشرکوں میں سے نہ ہونا۔“

اس آیت مبارکہ میں یہ اعلان کھلے عام کرنا چاہئے اب ہر موحد پر اور خصوصاً علماء کرام پر یہ ذمہ داری بدرجہ اولیٰ عائد ہوتی ہے کہ یہ اعلان کریں کہ اے لوگو! اگر تم ہمارے دین (قانون زندگی) اور شریعت سے شک میں ہو تو سن لیں کہ ہم بھی ان کی بندگی نہیں کرتے جن کی بندگی تم اللہ کے سوا کر رہے ہو اس آیت کریمہ کے ذیل میں مفسرین نے بہت اچھا کلام کیا ہے اور کافی تفصیل ہے لیکن چونکہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے لہذا صرف اجمالاً اشارہ کیا جا رہا ہے اب ہم اپنے اپنے گریبان میں جھانکیں اور ہر بندہ خود اپنے ضمیر سے جواب طلب کریں کہ نبی علیہ السلام کے اس سنت مبارکہ پر ہم کتنا عمل کر رہے ہیں۔

اور خصوصاً بانیان پاکستان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کیونکہ اس ملک کو نظریاتی ملک کہا جاتا ہے اور یہ کہ پاکستان کا مطلب کیا ”لا الہ الا اللہ“ اب دیکھنا چاہئے کہ واقعی یہاں اللہ کی بندگی اور شریعت ہے یا پھر

جمہوری عالمی قوانین کی پاسداری اور یہود و نصاریٰ کی غلامی؟

اور جو لوگ یہ اعلان کر چکے ہیں ان کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے؟ اب بھی اکثریت ان لوگوں کی ہے جو کہتے ہیں کہ پتہ نہیں یہ لوگ کون سا شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں اصلاً یہ حضرات اب تک شک کے مرض میں ڈوبے ہوئے ہیں لہذا مجاہدین کو یہ جواب دینا چاہئے جو ان کو قرآن نے سکھایا ہے کہ اگر تم شک کرتے ہو ہمارے دین اور شریعت سے تو سن لیں کہ ہم بھی اللہ کے قانون اور رٹ کے سوا تمام قوانین اور آئینوں کی پاسداری اور بندگی نہیں کر سکتے جو ہر قسم کی شرک کا منبع اور جڑ ہے اور یہ بھی سن لیں کہ ہم اس ذات پاک کی بندگی کرتے ہیں جس کے اختیار میں موت اور زندگی ہے اس کی شریعت اور بندگی کی بات کرتے ہیں یہ قرآنی عقیدہ ہر مومن اور مجاہد کا ہونا چاہئے اور اس عقیدے کی وجہ سے مقصد کے حصول اور عملاً نفاذ تک ہر میدان میں طاغوت کے مقابلے میں ڈٹے رہنا چاہئے۔

سورۃ یونس آیت ۱۰۶ اور آیت ۱۰۸ میں مزید تفصیل ہے: ”نبی کریم ﷺ کا مشن اور عقیدہ تو یہ تھا اب بھی مجاہدین اس عقیدے کی بنیاد پر دنیا بھر کے کفریہ طاقتوں اور ان کے زر خرید غلاموں سے لڑ رہے ہیں یہ جنگ طاقت اور بموں کے ذریعے جیتی نہیں جاسکتی کیونکہ یہ ٹھیک ہے کہ بندے چلے جاتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ ختم نہیں ہوتا صحابہ کرام کے دور سے لے کر یہ جنگ آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ صرف کشمیر کی آزادی تک نہیں دنیا بھر کے کفریہ نظاموں کے خلاف اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے شریعت محمدی کے عملاً نفاذ تک مجاہدین اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے رہیں گے، نبی کریم ﷺ کا یہ اعلان کہ باطل کے رٹ ماننے سے صاف انکار کیا اب ایک امتی کا دعویٰ کیا ہونا چاہئے یہ آیت ہر مخاطب کو ہے منسوخ بھی نہیں محکم ہے جنگ اور دشمنی اصلاً اس مسئلے پر تھی، اللہ نے نبی علیہ السلام کو حکم دیا ہے کہ شرکیہ قانون سے برات کا اعلان کرو۔

جب نبی علیہ السلام اس پر تیار نہ تھے تو آج کیا انبیاء کرام کے حقیقی وارث یعنی علماء حق یہ مطالبہ ماننے پر تیار ہو جائیں گے؟

باقی اگر کوئی شخص یہ سوال کریں کہ بھائی اسمبلیوں میں تو مولوی مفتی حضرات بھی بیٹھے ہوتے ہیں تو ان

کو یہ مختصراً جواب دینا کافی ہے جس کا تذکرہ اسی باب میں سورۃ الانعام آیت ۱۱۶ کے ذیل میں ہو چکا ہے، جو علماء جمہوری نظام کا حصہ ہے اور اسمبلی اور پارلیمانی جمہوری طریقے سے اسلام کا نفاذ چاہتے ہیں اللہ ان کو ہدایت فرمائے۔ بس

سورۃ یونس آیت ۱۰۴ میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَاتَّبِعْ مَا يوحىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ﴾.

ترجمہ: ”اس کی تابعداری کرو جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے اور استقامت (صبر) کر۔“  
اس آیت کریمہ بھی وحی اور شریعت مطہرہ کی تابعداری اور مشکلات پر ڈٹے رہنے کا حکم ہے اور یہ نکتہ بھی ہے کہ جب وحی اور شریعت کی تابعداری کرو گے تو مشکلات ضرور آئیں گی تو اللہ نے فرمایا ”اصبر“ یہ تسلی ہر مخاطب کے لئے ہے اور یہ کہ نبی علیہ السلام کے اوپر جو مشکلات آئے تھے وہ سیرت کے کتابوں میں درج ہے۔

سورۃ ہود میں ہے:

﴿أَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ﴾.

ترجمہ: ”یہ کہ عبادت (بندگی) نہیں کرو مگر صرف اللہ کی۔“

یہ وہ مسئلہ ہے جس پر جنگ تھا اور اس مسئلے پر تمام انبیاء کرام کا مذاق اڑایا گیا تھا یہ وہ عقیدہ ہے جو آج تک زندہ ہے اس عقیدے کی مقدس جنگ کو آج دجالی میڈیا دجالی افراد اور ادارے دہشت گردی بولتے ہیں اور جن کا یہ اعلان ہو کہ ”الاعبدوا الا اللہ“ وہ عالمی دہشت گرد اور اشتہاری مجرم تصور کیا جاتا ہے اور دنیا کے انسانی بنائے گئے خود ساختہ قوانین اور آئینوں میں اس کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوتی دنیائے کفر اور ان کے زرخیز غلاموں کے نظروں میں وہ مشترکہ دشمن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

عبادت (بندگی) سے تمام بدنی اور مالی عبادات مراد ہے صرف نماز روزہ اور حج مراد نہیں بلکہ عبادت ایک وسیع مفہوم ہے جس کی کچھ تشریح اور تفصیل باب اول میں ہو چکی ہے، سورۃ ہود آیت ۱۱۲، ۱۱۳ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿فاستقم كما أمرت ومن تاب معك ولا تطغوا إنه بما تعملون بصير. ولا تركزوا إلى الذين ظلموا فتمسكم النار وما لكم من دون الله من أولياء ثم لا تنصرون﴾.

ترجمہ: ”سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور ظالموں کی طرف میلان (نزدیکت) بھی نہیں کرو ورنہ تم کو آگ پہنچ جائے گی اور تمہارے لئے اللہ کے علاوہ کوئی دوست نہیں پھر تم مدد نہیں کیے جاؤ گے۔“

اللہ نے اول حضرت نوح ہو و صالح موسیٰ اور شعیب علیہم السلام کے واقعات ذکر کرنے کے بعد تسلی کے لئے نبی علیہ السلام کو فرمایا: ﴿فاستقم كما أمرت﴾ اسی طرح حکم مومنوں کو بھی ہے کہ استقامت اور بے جگری کے ساتھ ڈٹے رہو اور ساتھ ساتھ تشجیح بھی ہے دوم یہ کہ سرکشی مت کرو یہ حکم نبی کا ہے نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام استقامت کے ساتھ جیسا ان کو امر ہو رہا تھا ویسے ہی ڈٹے ہوئے تھے اور بے شک انہوں نے اللہ کے حکم کے خلاف سرکشی نہیں کی لیکن یہ تعلیم دراصل امت کو ہے کہ تم کہیں ایسا مت کرنا اگر ایسا کیا تو قدیم تاریخ اقوام مہلکہ کی تمہارے سامنے ہیں۔

جس کا تذکرہ اس سورۃ میں ہوا دوسرے آیت مبارکہ میں ظلم کی طرف صرف میلان رکھنے پر اتنی سخت وعید کا بیان ہے اب ہماری حالت کیا ہے؟ اس آیت مبارکہ میں چھوٹے سے لے کر بڑے سے بڑے ظلم تک سب شامل ہے ہر صاحب عقل و فہم ظالموں کی فہرست کا اندازہ خود کریں۔

علماء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جس نے کسی ظالم کو قلم ہاتھ میں دی وہ بھی ظالموں کو میلان کرنے والوں میں سے شمار ہوا ایک ظالم کہلائے گا۔

مراد یہ ہے کہ ظالم کو ظلم کی آرڈر پر دستخط کرنے کے لئے اس کو قلم تک دینے والا مجرم اور ظالم ہے اب کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین ایسے صفت کے حامل افراد کے بارے میں جو منہ زبانی اسلام کے بڑے ٹھیکیدار پھرتے ہیں اور عملاً اپنے فضائی اور زمینی اور بحری راستے دین دشمن ظالموں امریکیوں کو بھیج دئے گئے ہیں کیا منہ زبانی کلمہ کا اقرار اور اسلام کا دعویٰ اور دکھاوے کے نمازیں روزے وغیرہ سے یہ افراد



حقیقتاً مسلمان ہے یا پھر ارتداد اختیار کر چکے ہیں؟  
قرآن نے تو صاف الفاظ میں فیصلہ بیان فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ﴾.

ترجمہ: ”جو ان سے دوستی رکھے وہ ان ہی میں سے ہے۔“

اس آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسے افراد کے ساتھ بھی ان جیسا معاملہ کرنا ہوگا اس سے ہٹ کر جمہوریت کے دفاع اور سودی نظام وغیرہ کے محافظین کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور الحاق کرنا کیا میلان کے زمرے سے باہر ہے؟ غیر شرعی قوانین کے بل پاس کروانا، مجاہدین کے خلاف متحد ہو کر ان کو شہید کروانا اور کفریہ غیر اسلامی آئین اور حکومتی رٹ بحال کرنے کے لئے اپنا خون تک پیش کرنا کیا عالمی دجالی نظام ”نیو ورلڈ آرڈر“ کے طرف عمل اقدام اور میلان نہیں؟

اسمبلیوں میں بیٹھے حضرات کیا صالح اور مسلمانوں کے اموال کے امانتدار اور خیر خواہ ہیں کیا وہاں بیٹھے لوگوں کی اکثریت کرپٹ بے دین اور ظالموں کی نہیں؟ جمہوریت ملعونہ کے حق میں جو لوگ فتوے دیتے ہیں اور اس نظام کو اسلامی نظام ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہے؟  
بہر حال یہ ایک وسیع بحث ہے جس پر جلدوں میں کتابیں لکھی جاسکتی ہے لیکن اجمالاً یہی اشارہ کافی ہے اللہ ہم کو ظالموں کی میلان اور ان کے طرف جھکنے سے بچائیں، ابوداؤد شریف کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو ظلم کرنے والوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اور ان کو ظلم سے نہیں روکتے ان کا شمار بھی ان ہی میں سے ہے ایک دن وہ بھی اس ظلم کی لپیٹ میں آئے گا۔

سورۃ یوسف آیت ۱۰۸ میں ہے:

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ

المشركين﴾.

ترجمہ: ”کہہ دے یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر اور جو میرے ساتھ ہیں پاکی ہے اللہ کے لئے اور مشرکوں میں سے نہیں ہو۔“

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے بعد اللہ نے فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ یہ توحید کی راہ میری راہ ہے اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا (شرعی دلائل کے ساتھ) اور میرے تابعداروں کا کام ہے اور اللہ کی بڑائی بیان کرتا ہوا اور مشرکین میں سے نہیں اللہ اور اللہ کے نظام کے طرف لوگوں کو بلانا یہ کام آج امت میں کس حد تک ہے؟ اس سنت پر جان قربان کرنے والے کتنے ہیں؟ اور جو لوگ دعوت الی اللہ کا حقہ (یعنی جیسا کہ ان کا حق ہے) کر رہے ہیں ان کو کیا نام دیا گیا ہے؟

مروجہ تبلیغی حضرات کی طرح دعوت نہیں قرآن و سنت کی روشنی میں دعوت زبانیہ کے ساتھ ساتھ دعوت قہریہ یعنی جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کی دعوت مراد ہے، بہر حال اللہ کے نظام اور شریعت کی طرف بلانا تمام انبیاء کرام کا مشترکہ سنت تھا، سیاسی حضرات قرآن و سنت کے راستے سے ہٹ کر مجاہدین کو ووٹ اور مینڈیٹ لے کر اسمبلی میں آ کر تبدیلی کا سبق پڑھا رہے ہیں۔

”ہذہ سبیلی“ سے مراد کیا اسمبلی میں آ کر مینڈیٹ اور اکثریت کے ووٹ سے جیتنا مراد ہیں؟ اللہ امت کے ہر صحیح العقیدہ مسلمان کو نبی علیہ السلام کی اس دعوت کے عملاً نفاذ کے لئے استقامت کے ساتھ ڈٹ جانے کی توفیق دیں۔

سورۃ الرعد آیت ۳۰ میں ہے:

﴿كَذَلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لَّتَتْلُوا عَلَيْهِمْ الذِّكْرَ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابُ﴾  
ترجمہ: ”اسی طرح میں نے تجھ کو بھیجا ایک امت میں گزر چکی ہے اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ تو سنادے ان کو وہ حکم جو تیری طرف بھیجا گیا ہے اور وہ رحمن ذات سے منکر ہو رہے ہیں تو کہہ وہی میرا رب ہے جس کے سوا کوئی الہ نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اس کی طرح رجوع کرتا ہوں۔  
اس آیت مبارکہ میں تبلیغ کے لئے نصاب اور مبلغ کے طریقہ دعوت کا تذکرہ ہے اور اس مسئلے کی وضاحت ہے کہ عقیدہ قرآن پر بنتا ہے اور اللہ کے قانون کو چیلنج کرنے والوں کے حالات کا بیان ہے آخر میں یہ اعلان کہ اے نبی یہ اعلان کر دو کہ وہ میرا رب ہے جس کے علاوہ کوئی الہ اور قانون ساز نہیں ہے الہ کی

تفصیل باب اول میں دیکھی جائیں۔

اس مسئلے پر انبیاء کرام کے خلاف قوموں نے بغاوت کیا آج بھی جو یہ مسئلہ بیان کرتا ہے پوری دنیا کے اقوام کفر اور ان کے دوست ان کے خلاف میدان میں اتر آتے ہیں اب خرابی یہ ہے کہ منہ زبانی کلمے کا اقرار تو ہر کوئی کرتا ہے لیکن عملاً اس مبارک کلمے کے نظام کے لئے تیار ہی نہیں ہے لہذا اس کلمے کا اقرار صرف منہ زبانی حد تک کسی کام کا نہیں، لا الہ الا اللہ کا کلمہ ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے جب تک لا الہ کا مطلب سمجھ نہیں آئے گی الا اللہ کی تشریح سمجھ نہیں آئے گی الہ کی تشریح گزر چکی ہے۔

سورۃ الرعد آیت ۳۶ میں ہے:

﴿وَالَّذِينَ آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يَنْكَرُ بَعْضَهُ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَأْبٌ﴾.

ترجمہ: اور وہ لوگ جن کو میں نے کتاب دی ہے خوش ہوتے ہیں اس پر جو میں نے تجھ پر نازل کیا ہے اور بعض فرقے اس کی بعض بات کو نہیں مانتے آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ عبادت کرو اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اس کی طرف بلاتا ہوں اور اس کی طرف میرا ٹھکانہ ہے۔

اب چونکہ نبی علیہ السلام رحلت فرما چکے ہیں لہذا یہ امر ہر مخاطب کو ہے اور یہ حکم تا قیامت رہے گا اللہ کی عبادت (توحید) اور شرک کا رد یہ ہر مسلمان اور امتی کا بنیادی دعوت ہونا چاہئے عبادت (بندگی) میں صرف نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ نہیں عبادت کی کچھ تشریح ہم بیان کر چکے ہیں دیکھیں (باب نمبر ۱)۔

اسی طرح سورۃ نحل آیت ۹۹ میں ہے:

﴿وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾.

سورۃ حجر آیت ۹۲ میں ہے:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾.

ترجمہ: ”پس کھل کر سنادے جو تجھ کو حکم ہوا ہے اور منہ موڑ لو مشرکوں سے“۔

یہ نبی علیہ السلام کو خطاب اور حکم ہے اور بے شک نبی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تھا جیسا کہ سورۃ الکافرون میں اور قرآن نے اور بھی بہت سارے مقامات پر اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے لیکن اس میں سبق امت کو ہے کہ یہ کام تم بھی کرتے رہو اب تو مشرکین سے اعراض تو دور کی بات ان کے ساتھ ووٹ اور کرسی کے لئے اتحاد کیا جاتا ہے مجلس عمل کے اکثر مولویوں نے مشرکوں کے ساتھ اتحاد کیا تھا اور پھر اس کو اسلامی سیاست کا نام دیا کہ انبیاء کرام نے بھی سیاست کی تھی۔

اپنے اسی گندے سیاست کا انبیاء کرام کے سیاست سے موازنہ کیا چلو مان بھی لیا جائے کہ اچھی سیاست تھی تو پھر اس کا کیا جواب دیں گے شرک تو حکومتی سرپرستی میں اور عروج پر پہنچ گیا تھا، تلف ہے ایسی سیاست پر۔

علماء دیوبند کی سیاست کو بھی اس تناظر میں بہت غلط پیش کیا جاتا ہے لیکن تفصیل سے بچنے کے لئے اس پر بحث نہیں کر سکتے صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں، مثلاً ایک آدمی نے شکار کے لئے کتا پالا ہے اس کو بہترین روٹی اور گوشت وغیرہ دیتا ہے بارش سے بچنے کے لئے اس کے لئے الگ انتظام کیا ہے اور اس کا بہت خیال رکھتا ہے، یہ سب کچھ وہ صرف شکار کے لئے کرتا ہے لیکن اگر یہ شخص کتے کی خدمت میں اپنا دین نماز اور دوسرے دینی اور دنیاوی ضروریات سے غافل ہو جائے اور شکار کی بجائے کتے کی خدمت ہی اس کا مطلب اور مدعا رہے اور کتے کے اوپر اس کے تسلط کے خلاف کتے کا اس پر تسلط اور حکمرانی رہے تو کیا اس شخص کو کوئی عقلمند بولے گا یا؟

سورۃ انبیاء آیت ۱۰۸ میں ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا يُوْحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾.

ترجمہ: کہہ دے یقیناً میری طرف وحی کی جاتی ہے یہ کہ تمہارا الہ معبود ایک ہے

وحی کا مقصد اجمالاً بیان فرمایا کہ ”الہکم الہ واحد“ الہ کی کچھ تشریح باب اول میں ہو چکی ہے

مزید تفصیل کے لئے فقہاء کرام کی کتابیں اور اقوال دیکھیں جائیں، سورۃ مومنون آیت ۷۳ میں ہے:

﴿وَإِنكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾.

ترجمہ: ”اور بے شک آپ ان کو سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔“  
 یہ کام اب انبیاء کرام کے وارثوں کا ہے کہ دین شریعت توحید اور قرآن کے نظام کی طرف لوگوں کو  
 بلائے عام مسلمان بھی اپنے استطاعت کے مطابق علماء حق کی سرپرستی میں اس مشن کو جاری رکھیں، سورۃ  
 الشعراء آیت ۲۱۳ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمَعْذِبِينَ﴾.

ترجمہ: پس مت پکارا اللہ کے ساتھ کسی اور الہ کو پس تو پڑ جائے گا عذاب میں۔“  
 سورۃ نمل آیت ۹۱، ۹۲ میں ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْرٌ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ  
 مِنَ الْمُسْلِمِينَ. وَأَنْ أَتْلُوا الْقُرْآنَ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدَىٰ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا  
 مِنَ الْمُنْذِرِينَ﴾.

ترجمہ: ”یقیناً مجھے حکم کیا گیا ہے کہ بندگی کرو اس شہر (مکہ) کے مالک کی جس نے اس کو  
 حرمت دی اور ہر چیز اسی کے لئے ہے اور مجھے حکم ہے کہ فرمان برداروں میں سے رہوں، اور یہ کہ  
 سنا دو قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا تو اپنے لئے آیا اور جو کوئی بٹھکا تو کہہ دے کہ میں تو ڈرانے والا  
 ہوں۔“

نبی علیہ السلام کے کام اور دعوت کا پورا نقشہ اجمالاً ان دو آیات میں ذکر ہے ہر مبلغ دین دعوت کو اس نہج  
 پر کرنے کی کوشش کریں وہی طریقہ اختیار کرے جو نبی علیہ السلام نے کیا تھا تو ان شاء اللہ فائدہ ہوگا، رب  
 اور عبادت کی کچھ تشریح باب اول میں ہو چکی ہے۔  
 سورۃ القصص آیت ۸۸ میں ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ  
 وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾.

ترجمہ: اور مت پکارا اللہ کے ساتھ دوسرا قانون ساز کوئی حاکم نہیں مگر وہ ہی ہے ہر چیز فانی ہے

مگر اس کا چہرہ نہیں اسی کا حکم ہے اور اس کی طرف تم نے جانا ہے۔  
سورۃ ص آیت ۴، ۵ میں ہے:

﴿وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ. أَجْعَلُ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ﴾.

ترجمہ: ”عجب کرنے لگے یہ کہ ان کے پاس آیا ان میں سے ڈر سنانے والا اور کافر کہنے لگے تو جادوگر ہے جھوٹا، کیا اس نے کی بہت سے معبودوں کا ایک معبود کے بدلے یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔“

الہ کا مسئلہ ان کو عجیب لگتا تھا یہ وہ مسئلہ تھا جس پر وہ کبھی متفق نہیں ہو رہے تھے الہ کی تشریح کے لئے باب نمبر ۱ دیکھی جائیں، سورۃ السباء آیت ۴۳ سورۃ الفاطر آیت ۴، ۲۵، ۲۶ میں بھی مشرکین کے تکذیب کا تذکرہ ہے، اللہ وحدہ لا شریک کے نظام اور لا الہ الا اللہ کی دعوت کل بھی دجال کے حامیوں کو عجیب لگتی تھی تو آج بھی وہی حالت ہے سورۃ ص آیت ۶، ۷ میں ہے:

﴿وَانْطَلِقِ الْمَلَائِكَةُ مِنْهُمْ أَنْ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ. مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمَلَأَةِ الْآخِرَةِ إِنَّ هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾.

ترجمہ: ”ان کے سردار اور بڑے یہ کہتے ہوئے چلے کہ اپنے معبودوں پر جمے رہو یقیناً اس بات میں تو کوئی غرض ہے یہ بات ہم نے کچھلی دین میں نہیں سنی اور یہ صرف من گھڑت جھوٹ ہے۔“ بس

مطلب یہ کہ ہمارے معبودوں سے ہمیں چھڑا کر اصل میں اپنے پیچھے لگانا چاہتا ہے اور اپنی قیادت منوانا چاہتا ہے فرعون نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کہا تھا کہ یہ دونوں اپنی رٹ منوانا چاہتے ہیں، اب جب انبیاء کرام کے وارث یعنی علماء حق اور مجاہدین اللہ کے نظام اور الہ واحد کی بات کرتے ہیں تو ”صیاصی“ لوگ اور دجالی ادارے یہی تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنا ایجنڈہ اور خود ساختہ شریعت بدوق کی زور سے نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

ہمیں ”کانداعظم“ کا پاکستان چاہئے یہ سب کچھ اول بھی ہو چکا ہے آج بھی ہو رہا ہے فرق صرف طریقہ کار میں ہے انبیاء کرام کی مخالفت ہمیشہ ”الملاء“ نے کی تھی الملاء سے مراد بڑے اثر رسوخ والے لیڈر وغیرہ مراد تھے آج کے الملاء بھی شریعت اور مجاہدین کے راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔

آج کے الملاء کی فہرست میں بے دین سیاسی لیڈران بڑے بڑے اثر رسوخ والے مختلف اداروں کے لوگ کفریہ جمہوری نظام کے محافظ افراد اور افواج اللہ کے قانون کے مقابلے میں خود ساختہ قوانین پر فیصلے کرنے والے بیج حضرات وغیرہ وغیرہ۔

الملاء کے نمایاں کردار ہیں، سورۃ ص آیت ۶۵ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا مَنذِرٌ وَمَا مِن إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾.

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے میں تو ڈر سنانے والا ہوں اور دوسرا کوئی حاکم (حاجت رواں مشکل کشا) نہیں سوائے اللہ کے جو اکیلا ہے اور قہار ہے۔

یہ کفار کے دعویٰ کا جواب ہے یہ جواب ہر مبلغ کو دینا چاہئے اور صرف منہ زبانی نہیں بلکہ عملاً اس کے لئے حتی الوسع کوشش کرنا چاہئے سورۃ الزمر آیت ۱۱ میں ہے:

﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ﴾.

ترجمہ: تو کہہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ بندگی کرو اللہ کی خالص ہو کر۔

اللہ واحد کی بندگی اور اس کے قانون کے طرف بلانا یہ انبیاء کرام کا مشترکہ سنت تھا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ امت کے اکثریت نے عبادت کو صرف روزے، نماز، حج وغیرہ تک محدود رکھا ہے اور دین کو اس حد تک محدود کر رکھا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

عبادت اور دین کی کچھ ضروری تشریح باب اول میں ہو چکی ہے۔

سورۃ الزمر آیت ۶۴ میں ہے:

﴿قُلْ أَغْيِرِ اللَّهُ تَأْمِرُونِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ﴾.

ترجمہ: ”آپ کہہ دے اے اللہ کے سوا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں عبادت کروں کسی اور کی

اے نادانو۔

اصل میں یہ کفار کے لئے سخت پیغام ہے کیونکہ ایک دفعہ انہوں نے حضرت ابوطالب سے مشورہ کیا کہ اپنے بھتیجے محمد ﷺ کو بولو کہ اگر ان کو عرب کی خوبصورت لڑکیاں چاہئیں تو ہم دیں گے اگر بادشاہی چاہئے تو وہ بھی دے دیں گے تو ابوطالب نے کہا کہ یہ تو ساری اچھی باتیں ہیں وہ نبی محمد ﷺ کے پاس آیا اور اسے قوم کے سارے باتیں بتادی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے چچا اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے میں سورج رکھ دیں پھر بھی اپنے دعوت سے باز نہیں آؤں گا اس آیت کریمہ میں بھی یہی مسئلہ ہے کہ اے جاہلو تم مجھے غیر اللہ کی بندگی کی حکم کرتے ہو۔ عبادت کی تشریح کے لئے دیکھیں باب اول۔

جب نبی علیہ السلام نے سارے باتوں کو ٹھکرایا تو ایک امتی ہونے کا دعویٰ اس بات کو کیسے پسند کرے گا کہ اسے بولا جائے کہ اسمبلی میں آکر اپنی بات منواؤ اور جمہوریت کے راستے اسلام کا نفاذ کرو، موجودہ مغربی جمہوریت دراصل غیر اللہ کی بندگی کا دوسرا نام ہے۔

سورۃ حم سجدہ آیت ۱۴ میں انبیاء کرام کا مشترکہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ ”الاعبدوا الا اللہ“ سورۃ الزمر آیت ۶۶ میں ہے:

﴿بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین﴾.

ترجمہ ”نہیں بلکہ اللہ ہی کو پوج اور رہ حق ماننے والوں میں۔“

سورۃ مؤمن آیت ۶۵، ۶۶ میں ہے:

﴿هو الحی لا الہ الا هو فادعوه مخلصین له الدین الحمد لله رب العالمین. قل انی نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ لما جاء فی البینات من ربی وأمرت ان أسلم لرب العالمین﴾.

ترجمہ: ”وہ زندہ ہے کوئی الہ نہیں مگر وہ ہے سوا اسی کو پکارو خالص اسی کا قانون ہے تمام خدائی کے صفات اسی کے لئے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے تو کہہ مجھ کو منع کیا گیا ہے اس سے جس کو تم پکارتے ہو جب میرے پاس کھلے دلائل میرے رب کی طرف سے آئے اور مجھے حکم ہوا کہ تابع رہو



رب العالمین کا۔

ان آیات میں اللہ رب اور عبادت کی بات ہے اور شرک کا رد تفصیل کے لئے باب اول سورۃ الزخرف آیت ۲۳ میں ہے:

﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالذِّیْ اَوْحٰی اِلَیْکَ اِنِّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ﴾.

ترجمہ: ”پس مضبوطی سے پکڑ اس کو جو تم کو وحی کی جاتی ہے بے شک تو سیدھے راستے پر ہے۔“

وحی اور قرآنی قانون پر ڈٹ جانا سیدھا راستہ ہے اس آیت کا حکم عام ہے اگرچہ خطاب نبی علیہ السلام کو ہے ہر مبلغ اور سچے امتی ہونے کے دعویدار کے لئے یہ سبق ہے کہ قرآن اور اس کے نظام کے لئے آواز اٹھاؤ اور آنے والے مشکلات کا استقامت کے ساتھ مقابلہ کرو آج اس امر پر عمل کرنے کی اپنی حالت کیا ہے؟

قرآنی قانون اور خلافت کے لئے ہماری کوشش کتنی ہے اور عملی اقدامات کہاں تک ہے؟ بحیثیت مجموعی امت کی بڑی تعداد گمراہ راستوں پر جا رہی ہے اور قرآن کی بجائے حکمران طبقے کا سیدھا راستہ واشنگٹن کی طرف ہے، سورۃ محمد آیت ۱۹ میں ہے:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ

مُنْقَلِبَکُمْ وَمِنْ اَکْمٍ﴾.

ترجمہ: ”سو تو جان لے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے

واسطے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور گھر تمہارا۔“

سویقین کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ دراصل وہ عقیدہ ہے جس پر انبیاء کرام کے خلاف قوموں نے محاذ بنائے تھے اور انہوں نے اس عقیدے کا دفاع کیا نبی علیہ السلام کو بھی اس عقیدے کا درس دیا گیا تھا اور اس پر استقامت کرنے کا حکم کیونکہ یہ عقیدہ ہی نجات کا ذریعہ ہے اس عقیدے سے انحراف تمام مشکلات اور مصائب کا منبع ہے اس عقیدے کے عملاً نفاذ کے لئے مجاہدین اسلام دنیا بھر کے طاغوتی

حکمرانوں اور ان کے انواع سے برسرِ پیکار ہے اور مجاہدین اسلام نام نہاد اسلامی ممالک میں اس عقیدے کے عملاً نفاذ (شریعت اور اعلائے کلمۃ اللہ) کے لئے جانوں کا نذرانہ دے رہے ہیں۔

سورۃ المزمل آیت ۹ میں دوبارہ مسئلہ الہ:

﴿رب المشرق والمغرب لا إله إلا هو فاتخذه وكيلاً﴾.

ترجمہ: ”مشرق و مغرب کا رب جس کے سوا کوئی الہ نہیں سوا اس کو اپنا کارساز بنالے“۔

اسی طرح سورۃ الاخلاص میں ہے: ”کہ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے“۔

یہ بڑی فضیلت والی سورۃ ہے احادیث میں اس کے بہت فضائل ہیں نبی علیہ السلام رات سوتے وقت اس سورۃ مبارکہ کو پڑھتے تھے اور اسے ثلث ۳/۱ قرآن قرار دیا گیا ہے (ثواب کے اعتبار سے) مشرکین نے ایک بار نبی علیہ السلام سے سوال کیا کہ اپنے رب کی صفت بیان کرو جس پر یہ آیت اتری۔ (مسند احمد) ان ۵ کاموں کی دعوت اور تبلیغ ہر مسلمان کی ذمہ داری اور فرض ہے اور قرآن مبلغ کی انداز بھی سکھاتا ہے قل کہو دعوت کا طریقہ ہے کہ اعلان کرو بتاؤ، اعلان کس چیز کا؟ اللہ احد کا کہ اللہ ایک ہے اللہ احد کے قانون کو ماننا اور عملاً نفاذ مراد ہے صرف منہ زبانی اقرار اور ماننے والے تو مشرکین عرب بھی تھے اور آج کے تقریباً تمام کفار اللہ کو مانتے ہیں۔

لیکن اللہ واحد کے نظام اور شریعت اسلامیہ کے مخالف تھے اللہ کو ماننا الگ ہے اور اللہ کی ماننا الگ چیز ہے اسی طرح پاکستان کے انڈیا سے الگ ہونے کے وقت بھی یہ نعرہ لگا دیا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اب حالت کیا ہے؟ یہ کلمہ تو اب بھی لوگ پاکستان میں کیا امریکہ اور پوری دنیا میں لوگ بولتے ہیں لیکن عملاً ایک اللہ کا نظام پورے دنیا میں دکھایا جائے؟

سورۃ کا خطاب آج کس کو ہے؟ ہر مخاطب امتی کو حکم ہے اب جو لوگ اس نظام کے عملاً نفاذ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور وہ دہشت گرد اور فسادی خوارج ہے تو اس مسئلے کو تو نبی علیہ السلام نے عملاً نافذ کر کے دکھایا تھا اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

شعر

رقیبوں نے ریٹ لکھوائی ہے جا جا کہ تھانے میں  
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں  
اور جگہ ہے:

﴿وَإِذَا ذَكَرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذَكَرَ الَّذِينَ  
مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾.

ترجمہ: ”جب اللہ احد کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا  
یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اور کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں۔  
یہ طریقہ آج بھی ہے جب اللہ واحد کے نظام کی بات کی جائے تو جمہوری غلاموں کو بہت برا لگتا ہے  
لیکن اللہ کے شریعت اور نظام کے علاوہ دوسرے ادیان اور طریقوں کی بات ہو جائے تو بہت خوش ہو جاتے  
ہیں، امام المجاہدین رئیس المفسرین حضرت شیخ القرآن علامہ طاہر بن پیری نے اپنی کتاب ”العرفان“ میں  
اس موضوع پر پورا فصل لکھا ہے کہ مشرکین کے کن امور میں موحدین کے ساتھ اختلاف تھا۔  
سورۃ اسراء میں ہے:

﴿وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَوْ عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نَفُورًا﴾.

ترجمہ: ”اور جب تو صرف ایک اللہ کا ذکر اس قرآن میں کرتا ہے تو روگردانی کر کے پیٹھ پھیر  
کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں نفرت کے ساتھ۔“

بہر حال یہ تمام مشکلات انبیاء کرام کو پیش آئے تھیں اب بھی حق پرستوں کو مشکلات اصل میں اس  
مسئلے کی وجہ سے ہے مشکلات کے طریقہ کار میں کچھ فرق ہے بس قل ہو اللہ احد اور اللہ واحد کے دین اور  
شریعت کے لئے خون کی قربانی دینی پڑتی ہے تب جا کر یہ نظام عمل نافذ ہو سکتا ہے آخری آیت میں فرمایا:  
﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾.

اللہ کے نظام اور قانون میں کوئی اللہ کا ہمسر نہیں ہے اور نہ ہی اللہ کے قانون میں ترامیم ہو سکتی ہے اور

نہ ہی اس نظام میں کسی کو استثناء مل سکتا ہے۔

### حضرت موسیٰ علیہ السلام

قرآن کریم میں جگہ جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ موجود ہے جس کا کچھ تفصیل قدیم اقوام کے تاریخ والے باب میں ہو چکا ہے یہاں پر موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعونوں کے کچھ کرتوت ذکر کئے جاتے ہیں آج کل کے باطل پرستوں کے نظریات اور طریقہ کار میں مماثلت بالکل ویسی ہے جیسے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کے خلاف کیا تھا۔

سورة الاعراف آیت ۱۰۹، ۱۱۰ میں ہے:

﴿قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ. يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ  
فَمَا ذَا نَأْمُرُونَ﴾.

ترجمہ: ”فرعون کے قوم کے بڑوں نے کہا ہے بے شک ہ بڑا سمجھدار جادوگر ہے یہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکالنا چاہتا ہے تو تم کیا فیصلہ کرتے ہو“۔

سورة الشعراء آیت ۳۴ میں فرعون نے بولا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر ہے نعوذ باللہ تو یہاں پر ”الملأ“ نے بھی ہاں میں ہاں ملا دیا فرعون نے دوسرا حکم یہ دیا کہ تم کو تمہارے سرزمین اور ملک سے نکالنا چاہتا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے آج دیکھا جائے کہ جو لوگ بھی انبیاء کرام کے راستے پر ثابت قدمی دکھا رہے ہیں ان کے خلاف عالمی سطح پر ایکشن پلین بنتا ہے، سورة الاعراف آیت ۱۰۴ میں اللہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو توحید کے کھلے دلائل پیش کئے تھے، سورة الاعراف آیت ۱۴۰ میں موسیٰ کلیم اللہ کا جواب اللہ نے ذکر فرمایا ہے جب قوم نے اسے کہا کہ

﴿اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ أُغَيِّرُ اللَّهُ أَبْغِيكُمْ إِلَهًا وَهُوَ فَضْلُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾.

یہاں بھی الہ کا مسئلہ بیان فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں الہ کی کچھ تشریح باب اول میں گزر چکی ہے۔  
سورة الاعراف آیت ۱۴۴ میں ہے:

﴿فخذ ما آتيتك وكن من الشاكرين﴾.

یعنی توراۃ کو عقیدت اور عملاً لازم پکڑو، آیت ۱۴۵ میں فرمایا:

﴿فخذها بقوة وأمر قومك يأخذوا بأحسنها﴾.

ترجمہ: ”سو پکڑ اس کو قوت سے اور اپنے قوم کو حکم کر کہ عمل کریں اس کی اچھی باتوں پر۔“

انبیاء کرام کو اللہ کی طرف سے وحی پر استقامت کے ساتھ ڈٹ جانے کے لئے جگہ جگہ قرآن نے یہ اشارہ فرمایا ہے یہاں صرف یہ بات نہیں کہ خود ایسا کریں بلکہ اپنی قوم کو بھی ایسا کرنے کا امر ہے، اب کیا ہم نبیوں اور رسولوں والا کام کر رہے ہیں؟

وحی کے قانون پر خود ہمارا عمل کتنا ہے؟ اور دوسروں کو وحی کے قانون پر عمل کرنے کا درس کتنا دے رہے ہیں؟ یہ اصطلاح اکثر تبلیغی حضرات استعمال کرتے ہیں جس کا جواب ”الدین النصیحہ“ کتاب کے مولف مولانا عمیر صدیقی نے اپنے کتاب میں دیا ہے۔

سورۃ یونس آیت ۷۶ میں حق کو جادو کہا گیا ہے اب حق اور اللہ کے نظام کی بات کرنے والوں کو جادوگر کی بجائے دہشت گرد کا نام دیا جاتا ہے فرق زمانے کے اصطلاح کی وجہ سے ہے اس زمانے میں چونکہ جادو کا زیادہ زور تھا اس لئے جادوگر کہا گیا جبکہ آج کل جہاد جیسی عظیم فریضے کو دہشت گردی کا نام دیا گیا ہے۔  
نعوذ باللہ۔

سورۃ یونس آیت ۸۷ میں قوم کا جواب اللہ نے ذکر کیا ہے:

﴿قالوا أجنثنا لتلفتنا عما وجدنا عليه آباءنا وتكون لكما الكبرياء في الأرض وما

نحن لكما بمؤمنين﴾.

ترجمہ: ”کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم کو پھیر دیں اس راستے سے جس پر

ہم نے باپ دادوں کو پایا ہے اور تم دونوں کو سرداری مل جائے اس ملک میں اور ہم تم کو ماننے والے نہیں۔“

اب ہم انصاف سے فیصلہ کریں کیا شریعت اور خلافت کی بات کرنے والوں کو یہ نہیں کہا جا رہا کہ یہ

لوگ اپنا نظام اور ایجنڈا مسلط کرنا چاہتے ہیں اور بندوق کی زور پر اسلام نافذ کروانا چاہتے ہیں جبکہ ”صیاحی“ حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی رٹ قائم کرنا چاہتے ہیں (صیاحی بڑے سینگوں والے کو کہا جاتا ہے)۔

بہر حال قرآن ہمیں پرانی اقوام کا تاریخ تسلی اور عبرت کے لئے بیان کرتا ہے اور ہر دین کی داعی اور مخاطب کو یہ سمجھاتا ہے کہ یہ باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی کہی گئی تھی یہ ایک تسلی ہے سورۃ یونس میں پوری تفصیل موجود ہے یہاں صرف ایک ضروری نکتہ ذکر کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ﴿فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ﴾ ترجمہ: پس کوئی ایمان نہیں لایا موسیٰ پر مگر اس قوم کے کچھ لڑکے فرعون اور اس کے سرداروں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں ان کو آزمائش میں ڈالیں۔

جوانوں نے ہر زمانے میں اللہ کی دین کی مدد اور نصرت کی ہے مومن ۲۸ میں سورۃ لیس اور کہف میں بھی جوانوں کے جوان مردی کے واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور آج بھی جہاد کے میدانوں میں اکثریت جوانوں کی ہے اپنے موضوع سے ہٹ کر ایک پروپیگنڈا کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ سوشل میڈیا پر دجالی سیاسی طاغوتی ٹولے نے خوارج کی کچھ نشانیاں جو احادیث میں سے بیان کئے ہیں اور پھر اس کا مصداق مجاہدین حق کو ٹھہرایا ہے کہ خوارج میں کم عمر لوگ ہوں گے ان کی داڑھیاں ہوں گی وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال احادیث مبارکہ کا سیاق و سباق سے ہٹ کر غلط مفہوم سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مراد لیا گیا ہے پوری حدیث کا ترجمہ ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے قارئین خود پڑھ کر انصاف سے فیصلہ کریں، حدیث ۲۳۴۹ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ، باب خوارج کا ذکر اور ان کے خصوصیات کے بیان میں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے یمن کا کچھ سونا مٹی میں ملا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو رسول خدا نے اسے چار آدمیوں میں بانٹا قرع بن حابس خثلی، عیینہ، بن بدر فزاری، علقمہ بن علاشہ عامری ایک بنی کلاب میں سے اور زید الخیر الطائی اور ایک بنی نبھان میں سے، تو قریش اس بات پر ناراض ہوئے تو انہوں نے کہا کہ آپ نجد کے سرداروں کو دیتے ہو اور ہمیں چھوڑ دیتے ہو تو نبی علیہ

السلام نے فرمایا میں نے ایسا ان کے تالیف قلبی کے لئے کیا پھر ایک آدمی گھنی داڑھی اور پھولے ہوئے رخسار والے، آنکھیں اندر گھسی ہوئی، اور اونچی جبین والے، مونڈھے ہوئے سروالے نے آکر کہا اے محمد ﷺ اللہ سے ڈرو؛ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو کون ہے جو اللہ کی فرمانبرداری کرے یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

مجھے امین بنایا اہل زمین پر اور تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے وہ آدمی چلا گیا تو قوم میں سے ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی جو کہ غالباً حضرت خالد بن ولیدؓ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آدمی کے نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے اگر میں ان کو پاتا تو ان کو قوم عادی کی طرح قتل کرتا۔

خوارج کے نشانیوں کے بارے میں حدیثوں میں اس سے ملتا جلتا مضمون نقل ہے لیکن اس سے مجاہدین حق کو مراد لینا بدترین گھٹیا سازش ہے تاکہ عوام الناس کے نظروں میں مجاہدین کو ان نشانیوں کا مصداق سمجھا جائے اگر صرف گھنی داڑھی کی بات لکھنی تھی تو حدیث مبارکہ میں جو اور دوسرے نشانیاں ذکر ہے وہ کیوں نہیں لکھے؟

بہر حال اس کا بہترین جواب مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ”ادیان کی جنگ“ میں دیا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں، اس آیت مبارکہ میں اللہ نے جوانوں کا تذکرہ بطور خاص کیا ہے، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بتوں کو توڑا تھا تو اس کا عمر اس وقت ۱۶ سال تھا اسی طرح سورۃ کہف میں بھی اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّهُمْ فَتِيَةٌ﴾ یہ لوگ جوان تھے۔

در اصل احادیث کو تھوڑا تھوڑا ذکر کر کے پھر ان سے غلط مطلب اخذ کیا جاتا ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مجاہدین اسلام کو بدنام کیا جا رہا ہے اس کا مثال یوں سمجھ لیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى﴾

”نشے کی حالت میں نماز مت پڑھو۔“

اور و اَنْتُمْ سَكَارَى كُؤِچْپَا كُرْمَطْلِب لِيَا جَاۓ تُو كِيَا صَحِيح هُوْگا؟ يَا پھريہ كہ اللہ نے فرمایا:

﴿وَأَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾.

”اللہ کے راستے میں خرچ کیا کرو اور اپنے آپ کو (ترک انفاق کی وجہ سے) ہلاکت میں مت ڈالو،

اب ایک بندہ آیت کا آدھا حصہ بیان کریں کہ اللہ نے خود فرمایا ہے کہ

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾

کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو اور اس سے بات ثابت کریں کہ میں کیوں امریکہ یا دوسرے ایٹمی طاقتوں سے پنگہ لوں اللہ نے تو ہمیں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ حالانکہ آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کیا کرو اور خرچ نہ کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، یہاں خرچ نہ کرنے کو ہلاکت کا ذریعہ بنانا مقصد ہے اور تحریض علی الانفاق ہے کہ اگر تم خرچ نہیں کرو گے تو ہلاکت اور بربادی آئے گی اب اس آیت کریمہ کو سرکاری اور درباری مولوی یا مفتی صاحبان کس انداز سے پیش کر رہے ہیں؟

اسی طرح خوارج کے بارے میں جتنی بھی احادیث مذکور ہیں اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا ہے اللہ ان کی شر سے حفاظت فرمائے، سورۃ ابراہیم آیت ۵ میں ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾.

ترجمہ: ”بے شک میں نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے معجزے دیکر بھیجا کہ اپنے قوم کو اندھیروں

میں سے روشنی کی طرف نکال دیں۔“

اس طرح سورۃ اسراء میں ہے:

﴿وَأَتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَٰئِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي

وَكِيلاً﴾.

ترجمہ: ”میں نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا یہ کہ میرے سوا



کسی کو اپنا کارساز نہ بنائیں۔“

اور اسی طرح سورۃ ابراہیم میں نبی کریم ﷺ کو بھی یہ خطاب ہے:

﴿کتاب أنزلناه إليك لتخرج الناس من الظلمات إلى النور﴾.

ترجمہ: ”کتاب (قرآن) میں نے تمہارے اوپر نازل کیا ہے اس لئے کہ لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال دیں۔“

یعنی کفر اور شرک کے اندھیروں سے لوگوں کو نکال کر توحید کی روشنی میں لے جانا یہ تمام انبیاء کرام کا مشترکہ دعوت تھی آج یہ دعوت ہر امتی کا ہونا چاہئے اور علماء حق اور مجاہدین عملاً اس فرض کو پورا کرنے کے لئے محنت کر رہے ہیں اسراء آیت ۱۰۱ میں اللہ کا فرمان ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا:

﴿فقال له فرعون إني لأظنك يا موسى مسحورا﴾.

ترجمہ: ”اس کو فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ میں تمہارے اوپر گمان کرتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے۔“

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب کو بھی اللہ نے ذکر کیا ہے آیت ۱۰۲ میں ہے:

﴿وإني لأظنك يا فرعون مشبورا﴾.

ترجمہ: ”اور میں تمہارے اوپر یقین کرتا ہوں لوگوں میں سے جو ہلاک کئے گئے ہیں۔“

اس کے بعد کیا ہوا:

﴿فأراد أن يستفزهم من الأرض﴾.

ترجمہ: ”تو اس نے ارادہ کیا کہ ان کو زمین (ملک) سے نکال دیں۔“

ایسا معاملہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا جب دارالندوة میں اجلاس ہوا تھا اسراء میں اللہ نے فرعون کا آخری انجام بھی ذکر فرمایا:

﴿فأغرقناه ومن معه جميعا﴾.

ترجمہ: ”میں نے اس کو اور اس کے ساتھ جو تھے (لشکری) سب کو غرق کر دیا۔“

ان آیات میں موحدین اور حق کے داعیوں کے لئے زبردست تسلی ہے وہ یہ کہ تمہاری بات بھی نہیں سنی جائے گی اور تم کو بھی یہ بولا جائے گا کہ انکا برین واشنگ کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استقامت کے ساتھ تکالیف کا مقابلہ کیا ہر داعی حق کے لئے یہ استقامت کا سبق ہے اور ان آیات سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے دفاع میں جواب بھی دینا ضروری ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دیا تھا۔

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زمین سے نکال دینے کا ارادہ کیا تھا آج کے فراعنہ بھی علمائے حق اور مجاہدین کو ملکوں سے نکال رہے ہیں اسامہ بن لادن رحمہ اللہ اور شیخ امین الظواہری حفظہ اللہ اور القاعدہ کے اور سینکڑوں مجاہدین اس کا زندہ ثبوت ہے یہی حالت دوسرے مجاہدین کی بھی ہے جس کا جہاد شرعی اصولوں پر جاری ہے اس فہرست میں وہ لوگ یقیناً شامل نہیں جن کا جہاد ایجنسی کے اشاروں پر سرحدات تک محدود ہے ان مبارک ہستیوں کا قصور صرف یہ ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک کے کلمہ کے سر بلندی کے لئے شریعت مطہرہ کا عملاً نفاذ چاہتے ہیں بس اس وجہ سے ان کے ممالک نے ان کو اپنے گھروں سے در بدر کیا ہے اور ان پر اللہ کی زمین کشادہ ہونے کے باوجود تنگ کر دی گئی ہے۔

لیکن اللہ کا سنت ہے جیسا کہ فرعون کو غرق کر دیا تھا وہ اللہ آج بھی قادر ہے اور الحمد للہ دجالی لشکر کے افراد پر پوری دنیا میں کاری ضربیں لگ رہی ہیں، سورۃ طہ میں بھی اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا بیان فرمایا ہے آیت ۵۶ میں فرعونیوں کا معجزات کو جھٹلانا اور ۵۷ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحر کا نسبت کرنا ذکر ہے آیت ۶۲ میں فرعون کے پارلیمنٹ (نجوی) کا تذکرہ ہے اس وقت اگرچہ موجودہ پارلیمنٹ کی طرح حساب کتاب تو نہ تھا یہ نسبت سمجھنے کے لئے کیا گیا تاکہ بات سمجھنے میں آسانی رہے آیت ۶۳ میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو جادوگر بولا اور یہ کہا کہ یہ دونوں تم کو تمہارے وطن سے نکال دینا چاہتے ہیں اپنی سحر اور جادو کے زور پر آج کل کے فراعنہ کا طریقہ بھی ان سے زیادہ مختلف نہیں یہ ہم سنتے چلے آرہے ہیں کہ لوگوں کو بولتے ہیں کہ یہ لوگ (مجاہدین) تم کو بندوق کے زور سے یرغمال بنانا چاہتے ہیں اور اپنی رٹ قائم کرنا چاہتے ہیں اور خود ساختہ اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں طہ آیت ۶۴ میں فرعون کے ایکشن

پلین کا تذکرہ ہے کہ اس ذلیل نے یہ اعلان کیا تھا:

”فأجمعوا كيدكم ثم اتوا صفا“.

ترجمہ: ”تدابیر کو جمع کر کے پھر میرے پاس صف بستہ ہو کر آ جائیں“۔

آج بھی جن لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشن (توحید) کو جاری رکھنے کا عزم کیا ہے ان کے خلاف آج کے فراعنہ ایکشن پلین بناتے ہیں اور جیسا کہ انہوں نے صف بندی کی تھی ایسے صف در صف افواج اور دوسرے افراد کو میدان میں اتارا جا رہا ہے، دوسرے جگہ سورۃ الفجر میں فرعون کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿و فرعون ذی الأوتاد﴾.

علماء کرام لکھتے ہیں کہ فرعون لشکروں والا تھا اور بعض نے لکھا ہے کہ فرعون کیل ٹھونکتا تھا مومنوں کے اوپر کیونکہ اوتاد و تد کی جمع ہے جس کا معنی ہے کیل، بہر حال یہ دونوں کام آج کے فراعنہ کر رہے ہیں ان لوگوں کے خلاف جو ان کے خود ساختہ رٹ کو تسلیم کرنے سے انکاری ہے بین الاقوامی سطح سے لے کر قومی سطح تک کے تمام دجالوں کا کام بالکل فرعون جیسا ہے اللہ واحد کورب مانتے ہوئے اس پر ایمان لانے کے بعد فرعون کے تیور یکسر بدل گئے تھے اور یہ آرڈر جاری کیا تھا کہ میں تمہاری ہاتھ پاؤں الٹ کاٹ دوں گا اور پھر اس نے ان ایمان والوں کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔

یہ طریقہ آج بھی جاری و ساری ہے صرف تھوڑا سا اختلاف ہے وہ یہ کہ مجاہدین حق کو پکڑ کر اول ہر قسم کا تشدد کیا جاتا ہے اور بالآخر ڈرل مشین سے سوراخ کر کے کہیں ویرانے میں پھینک دیا جاتا ہے، سوات وغیرہ میں یہ واقعات ہو چکے ہیں، ایمان والوں کا قصور اس وقت بھی یہی تھا کہ وہ اللہ وحدہ لا شریک کے اوپر ایمان لے آئے تھے فردوس مجاہد نامی کتاب میں اس پر پورا باب لکھا گیا ہے۔

سورۃ الشعراء آیت ۱۰ سے ۶۸ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے کچھ خاص باتیں اجمالاً بیان کی جاتی ہے آیت ۲۷ میں مسئلہ توحید کے بیان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجنون دیوانہ (پاگل) کہا گیا نعوذ باللہ۔

آیت ۲۹ میں فرعون کی دھمکی کا تذکرہ ہے کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو الہ بنایا تو میں تجھے قید میں ڈال دوں گا یہ دھمکی آج بھی وقت کے فراعنہ حق پرست مجاہدین فی سبیل اللہ کو دیتے ہیں پرویز مشرف اکثر یہ الفاظ کہا کرتے تھے کہ ”میں میں ہو“ الہا غیری کے صلہ پر یہ دھمکی فرعون نے بہت پہلے دے تھی الہ کی تشریح باب اول میں گزر چکی ہے آیت ۳۴ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحر کہا گیا ہے، آیت ۳۵ میں اللہ نے فرعون کی گندی سیاست کا تذکرہ بطور عبرت کیا جس میں وہ بولتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہم السلام تم کو تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے۔

آج یہی کہا جا رہا ہے کہ زمین پر یہ لوگ (مجاہدین حق) اپنا قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ قانون تو صرف اللہ ہی کا ہے الا للہ الدین الخالص فادعوہ مخلصین لہ الدین وغیرہ اس آیات اس کے بعد فرعون نے لوگوں سے پوچھا تھا کہ تمہارا کیا خیال ہے رائے طلب کی تھی اب مشورے کی بجائے جمہوری روایات میں APC آل پارٹیز کانفرنس بلائی جاتی ہے اور پھر اسمبلی اور پارلیمنٹ میں بل منظور کرایا جاتا ہے اور مذمتی قراردادیں منظور کی جاتی ہیں فرعون نے بھی اس وقت ہنگامی اجلاس بلا لیا تھا۔

آج بھی تقریباً وہی کھیل کھیلا جا رہا ہے جس کی شروعات فرعون نے کی تھی یہ سارے کام مختلف انداز سے حق پرستوں کے خلاف جاری ہے آیت ۴۱ میں جادوگروں کا مطالبہ ذکر ہے جس میں انہوں نے فرعون کو کہا تھا کہ اگر ہم جیت گئے تو ہمیں کیا ملے گا؟

آج بھی ترقی گرید پراگرس اور پنشن بڑھانے والے حضرات بھی اپنے پروموشن کے لئے ایمان کو بھیج چکے ہیں جس کی زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں فرعون نے کہا تم میرے خاص آدمیوں میں شمار ہوں گے فرقان آیت ۴۲ میں یہ تذکرہ موجود ہے آج بھی مرتد اور دین دشمن لوگ وقت کے فراعنہ کے غلامی اور آرڈر کو Follow کرنے اور چاپلوسی کرنے والوں کا شمار خاص لوگوں میں کیا جاتا ہے جس کا کچھ تاریخی تذکرہ کتاب میں ہو چکا ہے اولاً فرعون نے جادوگروں کے لئے انعامات اور اکرام کا تذکرہ اور وعدہ کیا لیکن جب وہ ایمان لے آئے اور اعلان کیا کہ

﴿آمنّا برب العالمین رب موسیٰ و ہارون﴾ سورة الشعراء آیت ۴۷، ۴۸

تو اس کے بعد فرعون کو غصہ آیا آیت ۴۹ میں فرعون کے دھمکی کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے ”اس (فرعون) نے بولا کہ تم نے میرے حکم اور اجازت سے پہلے یہ کام کیوں کیا، آج بھی ہم یہ سنتے ہیں کہ Order کے بغیر تم نے یہ کام کیوں کیا۔“

فوجی حضرات اس لفظ سے زیادہ آشنا ہے یہ لفظ فرعون نے جادوگروں کے خلاف بولا تھا جب وہ ایمان لائے، اس لئے ان مبارک ہستیوں کو سزا دی اور ان کا کورٹ مارشل ہوا، کورٹ مارشل بھی فوجی سزا ہے، مختصر یہ کہ یہ سب کام فرعون نے کیوں کئے؟ صرف اس وجہ سے کہ جب ان کے سامنے یہ اعلان ہوا کہ ”آمننا بر رب العالمین“

سورۃ الشعراء آیت ۵۲ میں اللہ کا فرمان ہے کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ ”میرے بندوں کو لے جاؤ اور تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔“

”فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے خلاف لشکر تیار کر کے روانہ کیا تھا یہ فرعون نے ایجاد اب بھی حق پرست مجاہدین کے خلاف صوبہ سرحد میں استعمال کیا جا رہا ہے قبائلی لشکر اس کی جدید مثال ہے جو حکومتی سرپرستی میں طاغوت کے کلمہ کو سر بلند کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔“

سورۃ الشعراء آیت ۵۹ میں ہے کہ فرعون نے جمع کرنے والوں کو بھیجا تھا کہ ہر قسم کے قابل اور ذہین ترین افراد کو جمع کیا جائے یہ تمام کام اس وقت حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے خلاف ہوئے تھے آج کے فراعنہ بھی تقریباً وہی کچھ کر رہے ہیں طریقہ کار میں تھوڑا بہت اختلاف ہے وہ یہ کہ اس جدید دور میں انٹرنیٹ، موبائل فون اور دجالی میڈیا کے ذریعے وہ سب کچھ کیا جاتا ہے جس کی بنیاد فرعون نے رکھی تھی۔

دنیا بھر میں اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کے لئے یہ جدید آلات استعمال کئے جاتے ہیں طالبان دور میں سوات میں جعلی کوڑوں کی ویڈیو کلپ پوری دنیا میں کس تیزی سے پھیلانی گئی حالانکہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے آٹھ سال بعد یہ تصدیق کر دی کہ یہ ویڈیو جعلی تھی ایسے سینکڑوں مثالیں موجود ہیں فرعون نے جس طرح ہر کارے لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے بھیجے تھے اور جتنی مشقت اٹھائی تھی، آج کے فراعنہ کو بہت سارے اسباب میسر ہے اور جن کا وہ استعمال بھی کر رہے ہیں۔

سورۃ الشعراء آیت ۵۴ تا ۵۶ میں اللہ نے فرعون کا وہ خطاب بھی بطور عبرت بیان فرمایا جب اس نے کہا تھا:

﴿إِنْ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ. وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ﴾.

ترجمہ: یہ تو شر پسندوں کی ایک چھوٹی سی گروہ ہے اور یہ ہمیں غصہ دلا رہے ہیں۔

آج کل کے فراعنہ کے بیانات پر کیا تبصرہ کیا جائے ہمارے سامنے ہیں ہم یہ خبر بار بار سنتے ہیں کہ سیکولر اور بے دین فاسق لوگ چاہے ان کا تعلق جس بھی محکمے سے ہو یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ ہم مٹھی بھر شر پسندوں کو نہیں چھوڑیں گے کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ انہیں بلوں سے نکال لیں گے اور آخری دہشت گرد تک جنگ جاری رہے گا وغیرہ وغیرہ۔

ان کے نظروں میں دہشت گردی کی تعریف وہی ہے جس کو امریکہ اور یورپ دہشت گرد کہے وہ دہشت گرد ہے، بہر حال فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے متعلق یہ بکواس بہت پہلے کی تھی آج ان کے نواسے بھی ان کے راستے پر جا رہے ہیں۔

سورۃ الشعراء آیت ۵۷ تا ۵۹ میں ان کے انجام کا تذکرہ ہے:

﴿فَأَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ. وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ. كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي

إِسْرَائِيلَ﴾.

سورۃ البقرۃ آیت ۶۵ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نجات کا تذکرہ ہے اللہ کی یہ سنت آج بھی ہے لیکن کمی ہمارے اعمال کی وجہ سے ہے، سورۃ الصافات آیت ۱۷ تا ۳۷ سورۃ مؤمن آیت ۵۱ تا ۵۳ سورۃ یونس آیت ۱۰۳ سورۃ الانبیاء آیت ۸۸ سورۃ الروم آیت ۴۷ وغیرہ میں اللہ نے مومنوں کی نجات اور کامیابی کا تذکرہ فرمایا ہے۔

سورۃ الشعراء آیت ۶۶ میں فرعون اور ان کے لشکر کے غرق ہونے کا بیان ہے، سورۃ الشعراء آیت

۶۷، ۶۸ میں قدیم تاریخ کے اہمیت اور ان سے سبق لینے کا تذکرہ ہے:

﴿إِنْ فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ﴾.

ترجمہ: ”بے شک اس میں نشانی ہے ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔“

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ اکثریت ایمان والے نہیں جمہوریت میں اکثریت ہی کو جیت اور کامیابی کا معیار مانا جاتا ہے سورۃ نمل آیت ۱۳ میں اللہ کا فرمان ہے کہ فرعون یوں نے معجزات کو جادو کہا تھا، جب ان کے پاس آنکھیں کھول دینے والے معجزات آئیں تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔

سورۃ القصص آیت ۲۰ کا یہاں صرف ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے (شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام یہاں کے بڑے تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں پس تو جلدی سے نکل جا میں تیرے لئے خیر خواہ ہوں“ ان تاریخی واقعات کو ذکر کرنے سے موحد کے لئے تسلی کا سامان مہیا کرنا مراد ہے نبی علیہ السلام کے قتل کا مشورہ بھی ”دارالندوة“ میں ہوا انبیاء کرام کے خلاف اقوام نے ہمیشہ ایکشن پلان بنایا یہ کام آج بھی ہو رہا ہے عالمی سطح پر واشنگٹن، اقوام متحدہ جو دراصل کفار متحدہ ہے اور مقامی سطح پر خفیہ حکومتی ایجنسیاں یہ کام کر رہے ہیں آج چونکہ انبیاء کرام نہیں ہے اس لئے ان کے وارثوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اس شخص کے بارے میں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ قوم فرعون کا ایک فرد تھا جبکہ بعض نے اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار بتایا ہے۔ واللہ اعلم

سورۃ القصص آیت ۳۶ میں معجزات کو جادو اور آیت ۳۸ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا سمجھا گیا ہے آج کل کے پرفتن دور میں انبیاء کرام کے وارثوں کو جھوٹا سمجھا جا رہا ہے ان کی دعوت زبانی تھی یا تلوار کے ذریعے اسی کو بھی اس وقت کے باطل پرستوں نے قبول نہیں کیا اور قسم قسم کے رکاوٹیں کھڑی کی گئی جس کا قرآن نے جگہ جگہ تذکرہ بھی کیا ہے، اس کے علاوہ سیرۃ کے کتابوں میں زیادہ تفصیل موجود ہیں۔

سورۃ مؤمن آیت ۲۲، ۲۳ میں ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ. إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا

سَاحِرٌ كَذَّابٌ﴾.

ترجمہ: ”میں نے موسیٰ کو اپنے کھلمکھ معجزات کے ساتھ فرعون ہامان قارون کی طرف بھیجا تو وہ

کہنے لگے یہ تو جادوگر ہے جھوٹ بولنے والا۔“

ہامان فرعون کا وزیر اور مشیر (معاون خصوصی) تھا جبکہ قارون اپنے دور کا مالدار ترین آدمی تھا اسی طرح نبی علیہ السلام کے ساتھ بھی ایسا معاملہ مشرکین مکہ کی طرف سے پیش آیا تھا۔

﴿كذلك ما أتى الذين من قبلهم من رسول إلا قالوا ساحر أو مجنون أتوا صوبه بل هم قوم طاغون﴾.

ترجمہ: ”اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس جو بھی نبی آیا انہوں نے کہہ دیا کہ یہ تو جادوگر ہے یا دیوانہ ہے کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے گئے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ سب سرکش ہیں۔

سورۃ مومن میں پوری تفصیل ہو چکی ہے، اسی طرح مومن آیت ۲۸ میں اللہ نے رجل مومن کا بیان کچھ یوں ذکر فرمایا ہے کہ اس نے کہا:

﴿أتقتلون رجلاً أن يقول ربي الله﴾.

ترجمہ: ”کیا تم لوگ اس آدمی کو صرف اس وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے۔“

اب بھی یہ کہنا نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ جمہوری معاشرے میں ایسا جرم ہے جس کی کوئی معافی تلافی نہیں جو دل میں آئیں بولیں اور کریں لیکن رب اور رب کے نظام کی بات برداشت نہیں ہوتی جس آدمی کا یہ نعرہ ہو اس کو ملک و قوم کا دشمن اور غیروں کا ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اس کے علاوہ آئین کا باغی اور حکومتی رٹ کو چیلنج کرنے والا سمجھا جاتا ہے، سیاسی حضرات اب بھی پاکستانی آئین کو اسلامی آئین کہتے ہیں اور اس میں سرکاری درباری مولوی اور مفتی بھی شریک ہیں اس اسلامی آئین کی حقیقت کو سمجھانے کے لئے علماء حق نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، بہر حال ذیل میں چند تضادات کا اجمالاً بیان کیا جا رہا ہے۔

(۱) اس آئین کے تحت صدر پاکستان کو صوابدیدی اختیارات حاصل ہے وہ جو بھی کام کریں اگرچہ شریعت مطہرہ سے متصادم کیوں نہ ہو اسے کسی بھی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا اسلام اور شریعت میں ایسا نہیں۔



(۲) اس آئین میں صدر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی سزائے یافتہ مجرم (قاتل) کو اس کے ورثہ کے مرضی کے بغیر معاف کر دیں جبکہ اسلام میں ایسا ہرگز نہیں ہے۔

(۳) اس آئین میں عورت کو بھی سربراہ مملکت بنادیا جاسکتا ہے جبکہ اسلام میں عورت کو سربراہ مملکت نہیں بنایا جاسکتا۔

(۴) اس آئین کے تحت اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کے لئے مسلمان ہونا اور عادل ہونا شرط ضروری نہیں ہے کافر اور غیر مسلم شخص بھی جج بن سکتا ہے چیف جسٹس بھگوان داس اس کی مثال ہے، شریعت میں مسلمان اور عادل ہونا شرط ہے۔

(۵) سود کی حالت بھی ہمارے سامنے ہیں صرف کاغذی وعدہ کیا گیا ہے کہ جلد از جلد اسے ختم کر دیا جائے گا لیکن عدالتی سطح پر اس کا تحفظ کیا جاتا ہے اور اسٹیٹ بینک دوسرے بینکوں کے لئے باقاعدہ شرح سود کا اعلان کرتا ہے، جبکہ شریعت میں اسے اللہ اور رسول سے جنگ قرار دیا گیا ہے۔

(۶) شراب نوشی اسلام میں حرام اور ام الخبائث ہے جبکہ آئین پاکستان کے تحت اس کے باقاعدہ پر مٹ جاری کئے جاتے ہیں اور اس کے خرید و فروخت پر نہ کوئی سزا ہے نہ کچھ پوچھ گچھ بلکہ پارلیمنٹ کے اندر جہاں جمہوری حضرات قانون سازی کرتے ہیں شراب کی خالی بوتلیں دستیاب ہوتی ہے۔

(۷) شریعت میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے جبکہ اس آئین کے تحت سزا زیادہ سے زیادہ ۳ سے سات سال قید۔

(۸) شریعت میں غیر شادی شدہ زانی کی سزا ۱۰۰ کوڑے ہیں اور شادی شدہ کے لئے رجم یعنی سنگسار کرنا آئین پاکستان کے تحت ۵ سال قید اور دس ہزار روپے جرمانہ ہے۔

(۹) شریعت میں بلوغت کا شمار اس کے آثار ظاہر ہونے پر ہوتا ہے یا پھر لڑکی کے لئے زیادہ سے زیادہ ۱۱ سال اور لڑکے کے لئے ۱۴ سال ہے، جبکہ اس آئین کے تحت بلوغت کا شمار ۱۸ سال سے شروع ہوتا ہے چاہے لڑکی ہو یا لڑکا۔

(۱۰) شریعت میں اللہ نے میراث کے حصے مقرر کئے ہیں جس میں ہر وارث کو اس کا حق دیا جاتا ہے

جبکہ اس آئین کے تحت اس بات کی اجازت ہے کہ موت سے پہلے اگر کوئی شخص اپنا سارا مال و متاع کسی ایک وارث یا پھر غیر وارث کے حوالے کرنے کی وصیت کریں تو وہ مان لیا جاتا ہے: ”تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ“۔

اس کے علاوہ بھی بہت سارے تضادات ہیں لیکن چونکہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے لہذا اسلامی آئین کہنے اور سمجھنے والوں کے لئے ان شاء اللہ یہ کافی ہوگا۔

ان تضادات کے باوجود بھی اسے کوئی اسلامی کہے یا سمجھے تو اس کا کیا کیا جائے ﴿أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾۔ اگر حکومت کا یہی رٹ ہے تو ان شاء اللہ اسے چیلنج کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ کا نظام غالب آجائے، سورۃ مومن آیت ۳۷ میں ہے کہ فرعون نے کہا: ﴿وَإِنِّي لِأَظُنُّهُ كَاذِبًا﴾ میں تو اسے (حضرت موسیٰ کو) جھوٹا سمجھتا ہوں (معاذ اللہ) جبکہ زخرف آیت ۴۷ میں ہے: ﴿فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَضْحَكُونَ﴾۔ ”حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ استہزاء مذاق کرتے تھے آج بھی یہی استہزاء مختلف صورتوں میں انبیاء کرام کے وارثوں کے ساتھ ہو رہا ہے ٹی وی پر ایک ڈرامہ دکھایا جاتا ہے، جس میں طالبان کی کردار کو ملک دشمنی اور درندگی کے روپ میں پیش کیا گیا ہے اور بدترین پست کردار والے دکھایا گیا ہے جس میں ان کو صرف لوٹ مار اور قتل و غارت گردی کرنے والے شکل میں دکھایا گیا ہے، بہر حال ایسا مذاق حق پرستوں کے ساتھ قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے جس کا قرآن نے جگہ جگہ اجمالاً بیان کیا ہے۔

سورۃ الزخرف آیت ۵۲ میں استہزاء کا مزید تذکرہ ہے جبکہ آیت ۵۴ میں یہ تذکرہ کیا گیا ہے کہ فرعون نے اپنے قوم کو ڈرایا تو انہوں نے ان کی تابعداری اختیار کی، آج کے فراعنہ بھی اول قوم کو ڈراتے ہیں جس کے لئے دجالی میڈیا سب سے بڑا ہتیار ہے پھر اس کے بعد ان کو اطاعت پر مجبور کیا جاتا ہے اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں جیسا کہ میڈیا پر دہشت گردی کا ڈھنڈورا کیا جا رہا ہے اور مجاہدین کی جہادی کاروائیوں کو اسلامی دہشت گردی سے جوڑا جاتا ہے۔

سورۃ الزخرف آیت ۵۵، ۵۶ میں فرعون کی غرق یابی اور اسے نشان عبرت بنانے کا بیان ہے اسی

طرح سورة الدخان آیت ۱۷ تا ۲۹ میں بھی فرعون کے کرتوتوں کا بیان ہے ان آیات میں جو بات اولاً ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کہا تھا کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ چھوڑ دو کیونکہ فرعون نے ان کو غلام بنایا تھا اس وقت کے فرعون نے صرف بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھا تھا تو آج کے فراعنہ نے پوری امت مسلمہ کو غلام بنایا ہے اور ان کو بھیجنے سے بھی دریغ نہیں کرتے جیسا کہ بدنام زمانہ جرنیل مشرف نے اپنی کتاب میں یہ تذکرہ خود کیا ہے کہ میں نے القاعدہ کے (۷۰۰) آدمیوں کو امریکہ کے حوالے کیا اسی طرح عافیہ صدیقی کو چند ڈالروں کے خاطر امریکہ کے حوالے کیا ملا عبد السلام ضعیف جو کہ افغانستان کے سفیر تھے ان کو بھی پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا گیا ملا عبد السلام کی کتاب میں وہ سارے واقعات ذکر ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر عبد القدیر خان کو بھی مشرف نے امریکہ کے حوالے کرنے کا پروگرام بنایا تھا جیسا کہ ڈاکٹر خان نے خود امت اخبار میں تفصیلی انٹرویو دیتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ مشرف مجھے امریکہ کے حوالے کرنا چاہتے تھے مگر اس وقت کے وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے انکار کیا تھا، ایسے اور بہت سارے واقعات ہیں۔

بہر حال موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو فرعون سے آزاد کرانے جا رہا تھا آج بھی موسیٰ علیہ السلام کے وارث یعنی علماء حق اور ان کی راہنمائی میں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے حق پرست مجاہدین (جن کے جہاد کے لئے سرحدات رکاوٹ نہیں ہے) تمام مسلمانوں کو مغربی جمہوری نظام اور ان کے کارندوں اور دفاع کرنے والوں سے آزاد کرانے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں اور اللہ کے زمین پر اللہ کا نظام اور مکمل آزادی اور انصاف کے ساتھ جینے کے حق اور خلافت کے لئے ہر طاغوت کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔

جمہوری نظام کی دفاع یہودیوں کی مجبوری ہے جس کے ہوتے ہوئے خلافت کا قیام مشکل ہے لہذا مجاہدین اس نظام کو کفر سمجھتے ہوئے سب سے پہلے اس بت کو گرانا چاہتے ہیں جو عوام پر مسلط کیا گیا ہے سورة الذاریات آیت ۳۹ میں ہے:

﴿فتولی برکنہ وقال ساحر أو مجنون﴾.

ترجمہ: ”پھر اس نے منہ موڑ لیا اپنے زور پر اور بولا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔“

آیت ۴۰ میں فرعون اور اس کے لشکروں کی ہلاکت کا بیان ہے آج کل جن لوگوں نے فرعون کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قبائلی لشکر مجاہدین کے خلاف بنائے ان کی حالت ہمارے سامنے ہیں کتنے مرچکے ہیں اور کچھ کی باری باقی ہے فوج کی بات تو الگ ہے کیونکہ ان کو باقاعدہ مراعات اور تنخواہ دی جاتی ہیں لیکن یہ بے چارے مفت میں ذلیل ہو کر کتے کی موت مر رہے ہیں آخرت بھی برباد اور دنیا بھی، اس کے علاوہ بھی عذاب کی مختلف صورتوں میں مبتلا ہے لیکن بات یہ ہے کہ نظر نہیں آتا؟

سورۃ النازعات آیت ۲۲ میں ہے: ﴿ثم أدبر يسي﴾. ترجمہ: پھر دبر پیچھے کرتے ہوئے کوشش کی (مقابلے کی) نیٹو افواج کے کمانڈر جان ایف کیمیل نے افغانستان سے نیٹو مشن ختم کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم بھاگ نہیں رہے ہسنے کی بات ہے کہ اور بھاگنا کیسے ہوگا؟ ڈرپوک کتے کی بات بھی ایسی ہے کہ جب ان کو چوٹ لگتی ہے تو بھاگتے ہوئے اس کی ہوا بھی نکلتی ہے اور ساتھ ساتھ بھونکتا بھی ہے یہ مشاہدہ ہر کسی نے کیا ہوگا، اگر نہیں کیا ہے تو کر کے دیکھ لیں۔ جبکہ آیت ۲۳، ۲۴ میں ہے:

﴿فحشر فنادی. فقال أنا ربكم الأعلى﴾.

ترجمہ: ”پھر سب کو جمع کیا پھر پکارا تو کہا میں تمہارا رب ہو سب سے اعلیٰ۔“

آج کے فراعنہ ایکشن پلین اور APC کی صورت میں یا پھر اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے نداء کی جدید صورت یعنی Order کے ذریعے افواج میدان میں اتارنے کے لئے آواز دیتے ہیں فرعون کی طرح بین الاقوامی سطح پر امریکہ نے نیٹو کے اتحادی افواج کو آڑ دیا اور افغانستان پر حملہ کیا عراق شام میں بھی یہ طریقہ آزمایا گیا یہ بہت لمبی کہانی ہے جس کی تفصیل یہاں ممکن نہیں یہاں صرف کل کے فرعون اور آج کے فراعنہ کے طریقہ واردات کا موازنہ کیا جا رہا ہے کہ حق باطل کی یہ لڑائی بہت پرانی ہے۔

سورۃ النازعات آیت ۲۵، ۲۶ میں ہے:

﴿فأخذه الله نكال الآخرة والأولى. إن في ذلك لعلوة لمن يخشى﴾.

ترجمہ: ”پس اللہ نے اس کو پکڑا آخرت اور دنیا کی سزا میں بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو ڈرے۔“

یہ اجمالاً خلاصہ اور انجام ہے اور یہ عبرت ہے لیکن جو ڈرنے والے ہوں مومنوں کے لئے اللہ کی مدد پر اور منکرین تو حید جالیوں مرتدوں کے لئے فرعون کے انجام اور ہلاکت پر۔

## حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کی استقامت اور تبلیغ کا بیان سورۃ نوح میں ہوا ہے اس کے علاوہ جابجا قرآن نے یہ تذکرہ کیا ہے جیسا کہ اعراف آیت ۵۹ میں ہے:

﴿لقد أرسلنا نوحا إلى قومه فقال يا قوم اعبدوا الله ما لكم من إله غير ه إنى أخاف عليكم عذاب يوم عظيم﴾.

ترجمہ: ”میں نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو کہنے لگے کہ اے میرے قوم اللہ کی عبادت (بندگی) کرو تمہارے لئے اس کے علاوہ کوئی دوسرا الہ نہیں میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔“

اعبدوا اللہ اللہ کی بندگی اختیار کرو دوسرے تمام الہان باطلہ کا رد بھی فرمایا عبادت اور الہ کی کچھ تفصیل باب اول میں ہو چکی ہے اعراف آیت ۶۰ میں قوم کو جواب ذکر ہے:

﴿قال الملاء من قومه إنا لنراک فی ضلال مبین﴾.

ترجمہ: ان کے قوم کے بڑوں نے کہا کہ تم صریح غلطی پر ہو۔“

یہ شرک کا نقصان ہے کہ انسانی عقل کو ختم کر دیتا ہے پھر اسے ہدیت نظر نہیں آتی اور ہدایت کو گمراہی اور بے دینی اور شرک کو ہدایت سمجھتا ہے۔

بہر حال حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رسالت کا دفاع کیا اور فرمایا، سورۃ الاعراف آیت ۶۱، ۶۲:

قال یا قوم لیس بی ضلالة ولكنی رسول من رب العالمین. أبلغکم رسالات ربی

وأنصح لکم وأعلم من اللہ ما لا تعلمون﴾.

ترجمہ: ”اے میری قوم مجھ میں ذرا بھی گمراہی نہیں لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں تم کو تمہارے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ دین کے داعی اور حق پرست موحّد کو اپنے مشن کا دفاع کرنا چاہئے اپنے اوپر

لگائے گئے الزامات کا ڈٹ کر دلیل و برہان کے ذریعے جواب دینا چاہئے، یہ نہیں کہ اگر کچھ بولا تو توڑ آئے گا، طریقہ یہ ہے کہ بد اخلاقی سے بچ کر قوی شرعی دلائل سے مسئلہ شریعت کو سمجھانا ہر موجد اور داعی کا فرض ہے۔

آیت ۶۴ میں قوم کی حالت کا تذکرہ ذکر ہے:

﴿فكذبوه فأنجيناه والذين معه فى الفلك وأغرقنا الذين كذبوا بآياتنا إنهم كانوا

قوما عمين﴾.

ترجمہ: ”سو وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے تو ہم نے نوح علیہ السلام کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو ہم نے غرق کر دیا ہے شک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے۔“

قوم نے ان کی دعوت کو جھٹلایا آج جو لوگ شریعت محمدی اور نظام خلافت کی بات کرتے ہیں اور اعبودا اللہ کے مسئلے کا عملاً نفاذ چاہتے ہیں ان کی نہ صرف تکذیب کی جاتی ہے بلکہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے طاغوتی افواج کا اتحاد پوری دنیا میں کاروائیاں کر رہے ہیں۔

چاہے وہ اقوام متحدہ کے جھنڈے تلے ہو یا پھر ان کے زر خرید غلاموں کے زیر نگرانی اور حقیقت میں اس عالمی کفر کے ادارے کے مقاصد پورے کرنے کے لئے نام نہاد مسلمان بھی ارتداد کا راستہ اختیار کر چکے ہیں۔

بہر حال حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کے بعد اللہ پاک نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بچا لیا اور یہ اللہ کا اصول مستمر ہے کہ ہمیشہ اہل حق کو نجات دیتا ہے اور یہ سنت تا قیامت جاری رہے گا:

﴿ولن تجد لسنة الله تبديلا ولن تجد لسنة الله تحويلا﴾.

سورۃ یونس میں بھی حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے یونس کے آیت ۷۲ میں دعوت نوح کا تذکرہ جبکہ آیت ۷۳ میں قوم کی تکذیب اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نجات کا بیان ہے سورۃ ہود آیت ۲۶ میں ہے:

﴿أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمِ الْيَوْمِ﴾.

ترجمہ: ”یہ کہ عبادت (بندگی) نہیں کرو مگر صرف اللہ کی میں تمہارے اوپر دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔“

یہ وہ مسئلہ تھا جس پر حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ نے قوم کی طرف بھیجا تھا، آج انبیاء کرام کے حقیقی وارث یعنی علماء حق بھی اس مسئلے کی دعوت دے رہے ہیں ہو آیت ۲۷ میں قوم کا جواب اللہ نے ہمیں قرآن کی وساطت سے بتلایا، کہنے لگے:

﴿مَا نُرَاك إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نُرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا بِادِّى الرَّأْيِ وَمَا نَرَى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ﴾.

ترجمہ: ”الملاء (بڑے بڑے مالدار سردار اور اثر رسوخ والے) بولنے لگے کہ ہم تو تجھے اپنا جیسا انسان دیکھتے ہیں اور تیرے تابعداروں کو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ واضح طور پر سوائے نیچ لوگوں کے اور کوئی نہیں جو بے سوچے سمجھے (تمہاری پیروی کرتے ہیں) ہم تو تمہاری کسی قسم کی برتری اپنے اوپر نہیں دیکھ رہے بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھ رہے ہیں۔“

ان قدیم تاریخی واقعات پر غور کرنے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کے دعوت پر ایمان و یقین ہمیشہ سے ان لوگوں کا رہا ہے جن کو معاشرے میں کم تر سمجھا گیا دعوت حق اور اللہ کی وحدانیت پر ان مبارک ہستیوں نے لبیک کہا آج بھی جو لوگ دعوت توحید اور نظام خلافت و شریعت کے لئے جان مال قربان کرنے کے لئے تیار ہیں ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کو معاشرے میں کم تر سمجھا جاتا ہے اور صاحب حیثیت اور بڑے مالدار لوگ اور خوش حال طبقہ ہمیشہ سے حق کے راہ میں رکاوٹ ہیں اور نہ حق بات کو سننے کے لئے تیار ہیں نہ قبول کرنے کے لئے الا ماشاء اللہ

صحیح بخاری کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب روم کے بادشاہ ہرقل نے ابوسفیان سے نبی کریم ﷺ کی بابت کچھ باتیں پوچھیں تھی تو ان میں سے یہ سوال بھی کیا گیا تھا کہ اس (نبی علیہ السلام) کے پیروکار معاشرے کے معزز سمجھے جانے والے لوگ ہیں یا کمزور لوگ؟



تو ابوسفیان نے جواب میں کہا تھا کہ کمزور لوگ ہی اس کی تابعداری کرنے والے ہیں جن پر ہر قل نے کہا کہ رسولوں کی پیروی کا یہی لوگ ہوتے ہیں، آج چونکہ انبیاء کرام کا سلسلہ تو ہے نہیں لیکن یہ بات ضرور ہے کہ انبیاء کی دعوت پر لبیک کہنے والے حضرات میں یہی کمزور سمجھے جانے والے لوگ زیادہ تعداد میں ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے دعوت حق کا انکار کرنے والے زیادہ حقیر اور ذلیل ہے اگرچہ وہ دنیاوی اعتبار سے کتنے ہی اونچے عہدوں پر تعینات کیوں نہ ہو، حضرت نوح علیہ السلام کے قوم کا سوچ اور آج کل کے تمام کفار اور ان کے غلامی میں ڈوبے ہوئے باطل پرست نام نہاد اسلام کے ٹھیکیداروں کی سوچ ایک جیسی ہے، قوم نوح علیہ السلام کے ہاں ایمان والوں کی ایک عیب یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ یہ لوگ بغیر سوچ سمجھے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرتے ہیں یہ عیب نہیں بلکہ خوبی اور ایمان والوں کی نشانی ہوتی ہے کہ اللہ رسول اور شریعت کے احکامات کے بارے میں اپنی عقل اور رائے کو ترجیح اور اہمیت نہیں دیتے، شریعت کے احکامات کو بلا چون و چرا ماننا اور ان پر ایمان رکھنا ایمان کے لئے ضروری ہے چاہے عقل اس کو تسلیم کرنے کے لئے راضی ہو یا نہ ہو کیونکہ دین میں اپنی مرضی اور عقل شرعی احکامات کے مقابلے میں فیل ہے۔

آج کے باطل پرستوں کا سوچ ہمارے سامنے ہیں اکثر ہم یہ سنتے ہیں کہ یہ لوگ (مجاہدین اور حق پرست) جاہل ہے عوامی خواہشات کا احترام نہیں کرتے اور عوامی مینڈیٹ حاصل کرنے میں ناکام ہے دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی اور یہ لوگ اولئہ خلافت کی بات کرتے ہیں جس کا تذکرہ کتاب میں ہو چکا ہے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح مدارس دینیہ کے بارے میں بھی ان کا سوچ وہی ہے جیسا کہ پرویز رشید (وزیر اطلاعات) نے کہا تھا کہ مدارس جہالت کے اڈے ہیں تمام اخبارات میں یہ بات آئی تھی یا جیسا کہ ANP کے بشیر بلور نے کہا تھا کہ اللہ اکبر کا زمانہ چلا گیا اب جدید ٹیکنالوجی کا دور ہے، مختصر یہ قوم کے بڑوں نے یہ فتویٰ بھی داغ دیا تھا کہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھ رہے ہیں، آج دیکھا جائے کہ موجودہ ”الملاء“ کا رویہ سوچ،

عقل وغیرہ شریعت مطہرہ اور ان کے احکامات کے متعلق کیا ہے؟ آج کے ”الملاء“ کون کون ہے؟  
اس پر ہر بندہ قرآن و سنت اور فقہاء کرام کی عبارات کی روشنی میں سوچ لیں، سورۃ ہود آیت ۲۹ میں  
حضرت نوح علیہ السلام کا جواب بھی ذکر ہے فرمایا:

﴿وما أنا بطارد الذين آمنوا إنهم ملاقوا ربهم ولكنني أراكم قوما تجهلون﴾.

ترجمہ: ”اور میں نہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو ان کو اپنے رب سے ملنا ہے لیکن میں تم کو  
جاہل دیکھتا ہوں۔“

سورۃ ہود آیت ۲۸ تک باقی ضروری تفصیل قرآن میں موجود ہیں اور یہ عین ممکن ہے کہ قوم نے  
حضرت نوح علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا ہوگا کہ کمزور سمجھے جانے والے لوگوں کو اپنی مجلس سے دور رکھا جائے  
تو حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے نکال نہیں سکتا، یہ مطالبہ  
مشرکین مکہ نے بھی نبی علیہ السلام سے کیا تھا جس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں:

﴿ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه﴾ (سورۃ الانعام آیت

(۵۲)

ترجمہ: ”اور ان لوگوں کو نہ نکالیں جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں خاص اس کی  
رضا کے لئے۔ (انعام: ۵۲)“

سورۃ کہف آیت ۲۸ میں بھی یہی حکم ہے:

﴿واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ولا تعد

عيناك عنهم﴾.

ترجمہ: ”اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ جوڑے رکھئے جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں اور  
اپنے رب کی رضا چاہتے ہیں آپ کی آنکھیں ان سے کسی اور طرف تجاوز نہ کریں۔“

حضرت نوح علیہ السلام نے مخالفین کو زبردست جواب دیا یہ نہ کہ تھوڑا آئے گا بلکہ ان کو بے وقوف کہا  
سورۃ الانبیاء آیت ۷۶ میں حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ اجمالاً بیان کیا گیا ہے، سورۃ الانبیاء آیت ۷۷ میں

ان کی نصرت اور ان کے قوم کی ہلاکت کا بیان ہے، سورۃ مومنون آیت ۲۳ تا ۳۰ میں بھی کچھ تفصیل بیان ہوئی ہے سورۃ شعراء آیت ۱۰۵ میں حضرت نوح علیہ السلام کے قوم کا تکذیب ذکر ہے لیکن یہاں پر جمع کا صیغہ یعنی مرسلین آیا ہے یہ کیوں؟ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ ایک نبی کی تکذیب گویا تمام انبیاء کرام کی تکذیب ہے سورۃ شعراء آیت ۱۱۱ میں پھر وہی جواب قوم کی طرف سے دیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا، کہ تیری تابعداری تو ذیل لوگوں نے کی ہے نعوذ باللہ یہ ان کے نظروں میں حقیر تھے مراد یہ ہے کہ جاہ و جلال والے نہ تھے یا مراد یہ کہ حقیر سمجھے جانے والے پیشہ سے ان کا تعلق تھا۔

سورۃ الشعراء آیت ۱۱۲ میں حضرت نوح علیہ السلام کا جواب قرآن نے کچھ یوں بیان فرمایا ہے یہاں صرف ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے ”آپ نے فرمایا مجھے کیا خبر کہ وہ پہلے کیا کرتے تھے“ آیت ۱۱۳ میں ہے ”کہ ان کا علم میرے رب کی ذمے ہیں اگر تم کو شعور ہو“ مراد یہ کہ میں اس بات پر مکلف نہیں کہ لوگوں کی حسب و نسب امارت و غربت اور پیشوں کا حال معلوم کرو بلکہ میری ذمہ داری تو یہ ہے کہ ایمان کی دعوت اور توحید باری تعالیٰ کو بیان کروں جس نے بھی قبول کیا چاہے وہ جو بھی ہو اسے اپنے جماعت میں شامل کرو۔

ایسا ہی ایک گندہ سوال فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی کیا تھا:

﴿قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ﴾.

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جامع اور مختصر جواب دیا تھا:

﴿قَالَ عَلِمَهَا عِنْدَ رَبِّي فِي الْكِتَابِ﴾.

ایسا ہی سوال مشرکین مکہ نے بھی محمد ﷺ سے پوچھا تھا قرآن کے مطالعہ سے یہی اشارہ ملتا ہے کہ باطل پرستوں کے سوالات ملتے جلتے ہوتے ہیں۔

لیکن جیسا کہ انبیاء کرام نے ان کے سوالات میں وقت ضائع نہیں کیا اور اپنے فریضے کو جاری رکھا تو اب بھی باطل پرستوں کے غلط سوالات، اشکالات اور غیر ضروری بحث سے اجتناب کرتے ہوئے حق پرست علماء اور خصوصاً مجاہدین کو ایسے بے ہودہ قسم کے سوالات میں یا فروعی مسائل میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے اپنے مشن اور مقصد کو آگے بڑھانا چاہئے، کیونکہ ایک عالم اور مفتی کے ذمہ بھی ہر قسم کے سوال کا

جواب ضروری نہیں۔ (علامہ جصاص)

سورۃ الشعراء آیت ۱۱۶ میں ہے:

﴿قَالُوا لئن لم تنته يا نوح لتكونن من المرجومين﴾.

ترجمہ: وہ کہنے لگے اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو یقیناً تجھے سنگسار کر دیا جائے گا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال تک توحید کی دعوت دی لیکن پھر بھی اس کے قوم نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت بھی دوسرے انبیاء کرام کی طرح بس یہی تھی کہ

﴿يا قوم اعبدوا الله مالكم من إله غيره﴾.

اب موجودہ فتنے کے دور میں بھی تقریباً وہی ہو رہا ہے جس کی شروعات قدیم اقوام نے کی تھیں حق کے مقابلے میں طرح طرح کے تاویلات اور مخالفت یہاں تک کہ میدان میں کھود کر اپنے لہو تک پیش کرنے کا سلسلہ جاری و ساری ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ طریقہ واردات میں قدرے فرق ہے۔

سورۃ الشعراء ۱۱۹، ۱۲۰ میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ مومنوں کی نجات کا بیان ہے، سورۃ الشعراء آیت ۱۲۱ میں اللہ کا فرمان ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ”یقیناً اس میں بہت بڑی عبرت ہے ان میں اکثر لوگ ایمان والے تھے ہی نہیں“۔ کشتی میں اللہ نے مومنوں کو اور ضروریات زندگی کے کچھ سامان کو بچا لیا اور باقی تمام کفار کو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سمیت غرق کر دیا کیونکہ اللہ کے ہاں نجات حسب و نسب پر نہیں بلکہ صحیح عقیدے اور ایمان کی بدولت ہے اس واقعے کے اندر بہت بڑی عبرت اور نشانی موجود ہیں لیکن افسوس کہ ہم قرآنی تاریخ سے وہ مطلب اخذ نہیں کر سکتے جس کی ضرورت ہوتی ہے۔

سورۃ عنکبوت آیت ۱۵، ۱۶ میں بھی حضرت نوح علیہ السلام اور اصحاب السفینہ کے نجات کا بیان ہے سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کے دعوت کا تفصیلی بیان ہے کہ اعبدا اللہ کے مسئلے پر اس نے کیسی استقامت دکھائی اب انبیاء کرام کے اس مشترکہ فرض کی ذمہ داری علمائے حق پر بدرجہ اولیٰ لازم ہے اللہ کی بندگی اور نواہی سے اجتناب اور قرآن و سنت کی تابعداری کا حکم الحمد للہ وہ کافی حد تک کر رہے ہیں آج ان

کے ساتھ دشمنی کا اصل وجہ یہی مسئلہ ہے اس مسئلے کے بیان پر امتحانات ضرور آئیں گے کیونکہ یہ تمام انبیاء کے ساتھ ہو چکا ہے لیکن ساتھ ساتھ اللہ نے تسلی بھی دی ہے اللہ ہم سب کو نظام خلافت و شریعت کو عمل نافذ کرنے کی توفیق دیں، جن لوگوں نے اس مقصد کے لئے قربانیاں دی ہیں اللہ ان کے قربانیوں کو قبول فرما کر ان کے درجات کو بلند کریں۔ آمین

## حضرت ہود علیہ السلام

سورة الاعراف آیت ۶۵ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وإلى عاد أخاهم هودا قال يا قوم اعبدوا الله ما لكم من إله غير ه أفلا تتقون﴾

ترجمہ: اور عاد کی طرف میں نے ہود کو بھیجا تو کہنے لگا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو تمہارے لئے اس کے علاوہ کوئی الہ نہیں اے تم نہیں ڈرتے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اعبدوا اللہ کا مسئلہ بیان کیا تھا اور باطل آلہ کی تردید فرمائی۔

سورة الاعراف آیت ۶۶ میں حضرت ہود علیہ السلام کے قوم کے جواب کا تذکرہ قرآن نے ان الفاظ

میں کیا ہے:

﴿إنا لنراک فی سفاہة و إنا لنظنک من الکاذبین﴾

ترجمہ: ”ہم تو تم کو بے وقوف سمجھتے ہیں اور تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔“

یہ کام ہر وقت اور ہر زمانے میں حق پرستوں کے ساتھ ہوا ہے کہ اقوام نے ہمیشہ دعوت حق دینے والوں کو بے وقوف سمجھا ہے اور ان کے دعوت تو حید کو ٹھکرایا ہے آج کے حالات بھی ہمارے سامنے ہیں کہ جو لوگ عقیدت اور عملاً اس مسئلے کی طرف بلاتے ہیں ان کو بھی قسم قسم کی طعنے دیئے جاتے ہیں اور صرف یہ نہیں بلکہ عملاً میدان میں کھڑے ہو کر ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے جس کی کچھ تفصیل ہو چکی ہے۔

سورة الاعراف آیت ۶۷، ۶۸ میں حضرت ہود علیہ السلام کا جواب ذکر ہے فرمایا:

﴿لیس بی سفاہة و لکنی رسول من رب العالمین. أبلغکم رسالات ربی و أنا لکم

ناصح أمين﴾

ترجمہ: ”مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں لیکن میں رب عالم کا بھیجا ہوا پیغمبروں میں سے ہوں تم کو

اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانتدار اور خیر خواہ ہوں۔“

یہاں پر حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کی تردید فرمائی اور اس کا جواب بھی دیا جس سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ مسئلہ تو حید میں تمہاری خیر خواہی ہے، ہر مبلغ کا کام امت کی خیر خواہی ہوتی ہے

اور عقیدہ توحید اور اللہ کے زمین پر عملاً اللہ کے نظام کے نفاذ سے بڑھ کر خیر خواہی اور کیا ہو سکتی ہے۔

انبیاء کرام کی دعوت یہی دعوت تھی مروجہ تبلیغی حضرات جو اکثر یہ کہتے ہیں کہ ہم نبیوں والے کام کی طرف بلا تے ہیں ان بچاروں کو انبیاء والے کام کی صحیح تشریح بھی نہیں آتی یہ صرف ان کا نعرہ ہے نبیوں والے کام کا نعرہ لگانا تو آسان ہے لیکن اس نہج پر وہ کام کرنا بہت مشکل ہے صرف سہ روزہ عشرہ اور چلہ سال وغیرہ ہی کو نبیوں والا کام کہنا بے وقوفی ہے مزید تفصیل کے لئے مولانا عمیر صدیقی کی کتاب الدین النصیحہ کا مطالعہ کرنا چاہئے جس میں تبلیغی حضرات کے تمام اصطلاحات کا جامع جواب قرآن و سنت کی روشنی میں دیا گیا ہے انبیاء والا یہ کام علمائے حق بہتر انداز میں کر رہے ہیں اس لئے ان کو بھی بے وقوف سمجھا جاتا ہے اور یہ طعن دیئے جاتے ہیں کہ جدید دنیا سے یہ لوگ ناواقف ہے بہر حال ان واقعات کے بیان کرنے سے موحدین کو زبردست تسلی ملتی ہے وہ یہ کہ یہ الزامات حضرت ہود علیہ السلام پر بھی لگے تھے۔

اس دعوت کا جواب قوم نے کس انداز سے دیا قرآن نے وہ بھی ذکر فرمایا ہے دیکھیں سورۃ الاعراف آیت ۷۰ کہنے لگے:

﴿قَالُوا أَجِئْنَا لِنُعْبَدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاءُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ

الصادقين﴾۔

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم اللہ کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں پس ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ مشرکین مکہ نے بھی حضرت نبی کریم ﷺ سے یہی مطالبہ کیا تھا سورۃ الانفال آیت ۳۲ میں تذکرہ ہے۔

بہر حال حضرت ہود علیہ السلام کے قوم نے لبیک کہنے کی بجائے اپنے رسول کی بات کو CHalange کیا جس کی وجہ سے اللہ کے عذاب کے مستحق ہو گئے سورۃ الاعراف آیت ۷۲ میں ہے:

﴿فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَقَطَّعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوا

مُؤْمِنِينَ﴾۔

ترجمہ: ”اور ہم نے نجات دی (ہود علیہ السلام) کو اور ان کے ساتھیوں کو بھی اپنی رحمت سے بچا لیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔“

مفسرین نے ان کی ہلاکت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انتہائی تیز ہوا ان کے اوپر سات راتیں اور آٹھ دن تک مسلسل چلتی رہی اور سب کے سب ہلاک کئے گئے یہ تذکرہ جگہ جگہ قرآن نے ذکر کیا ہے، سورۃ ہود آیت ۵۰ تا ۵۸ میں بھی حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت اور قوم کے انکار اور عذاب کا ذکر ہے، سورۃ الشعراء آیت ۱۲۲ میں ہے:

﴿كذبت عاد ن المرسلين﴾.

ترجمہ: ”عاد یوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا۔“

عاد ان کے جد اعلیٰ کا نام تھا پھر اس کی وجہ سے یہ قوم کا نام پڑ گیا جس کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو اللہ نے بھیجا تھا یہاں عاد کو قبیلہ تصور کر کے ”کذبت“ مؤنث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور مرسلین بھی جمع ہے کیونکہ ایک رسول کی شریعت کی تکذیب تمام انبیاء کرام کی تکذیب کے مترادف ہے۔

سورۃ الشعراء میں حضرت ہود علیہ السلام کے دعوت کے چند پہلوؤں کا اجمالاً بیان ہے جس کا یہاں صرف ترجمہ نقل کیا جا رہا ہے آیت ۱۲۸ میں ہے: ”کیا تم ایک ٹیلے پر بطور کھیل تماشہ (یادگار) عمارت بنا رہے ہو ریلج جمع ہے ریلج کی جو بلند جگہ یا ٹیلہ کو کہا جاتا ہے یا پھر کھائی اور درہ پر بنا عمارت مراد ہے جو صرف قوت کی نشانی ہوتی ہے جس میں رہنا نہیں ہوتا، اس کی جدید مثال مینار اور نمائشی برج وغیرہ ہے مراد قوم کو یہ سمجھانا مقصد تھا کہ تم صرف کھیل تماشوں میں وقت ضائع کر رہے ہو کیونکہ یہ وقت کا ضیاع اور وسائل کی بربادی کے کام تھے آج امت کی حالت کیا ہے؟

فضول کام اتنے زیادہ ہیں جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں، شریعت صحت مند تفریح سے کسی کو منع نہیں کرتا لیکن اس کے لئے بھی کچھ قواعد و ضوابط ضروری ہوتے ہیں، وہ کھیل جس میں ملک، پیسہ، وسائل کے ساتھ ساتھ نماز روزہ وغیرہ کا خیال نہیں رکھا جاتا اور جس میں ستر تک ڈھانپنا ضروری نہیں ہوتا اسلام ایسے



کھیل کا ہرگز اجازت نہیں دیتا، آیت ۱۲۹ میں فرمایا: ”اور تم بہت مضبوط محل تعمیر کر رہے ہو گویا کہ تم ہمیشہ یہیں رہو گے۔“

مراد یہ کہ انہوں نے بھی اپنے دور کے جدید محلات بنائے تھے جیسا کہ آج کل واشنگٹن اور وائٹ ہاؤس وغیرہ ہے جو اصلاً اللہ کی دشمنی کے لئے یہودیوں نے بنائے ہے پوری دنیا میں فساد کے سارے منصوبے یہاں سے بنتے ہے یہاں سے جاری شدہ آرڈر پر پھر پوری دنیا میں یا تو براہ راست یا پھر اپنے ٹوڈی غلاموں کے ذریعے فسادات کرائے جاتے ہیں۔

بہر حال قوم عاد وغیرہ کے قدیم کھنڈرات کے آثار ہزاروں سال بعد اب بھی موجود ہیں جن کو انٹر نیٹ پر با آسانی دیکھا جاسکتا ہے:

﴿وَإِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَارِينَ﴾.

اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو سختی اور ظلم سے پکڑتے ہو یہاں پر ان کی تشدد، بربریت اور ظلم کی طرف اشارہ ہے اور ان کی قوت اور رعب کا تذکرہ ہے، آج بھی باطل پرست اقوام خصوصاً یہود و نصاریٰ کا یہی طریقہ ہے جس پر زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ملا عبد السلام ضعیف نے گوانتانا مو بے جیل کی مظالم پر باقاعدہ کتاب لکھی ہے، زیادہ تفصیل اس میں دیکھی جاسکتی ہے اسی طرح بگرام اور ابو غریب جیل میں جو ہو رہا ہے وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اسی طرح دوسرے نام نہاد اسلامی ممالک میں ایجنسی والے جو کھیل کھیل رہے ہیں جیسا کہ شام کے اندر یہ انکشاف ہوا ہے کہ ۱۳ ہزار مجاہدین کو پھانسیاں دی گئی ہیں اللہ ان کے شر سے تمام مسلمانوں کو بچائیں۔ آمین

سورۃ الشعراء آیت ۱۳۱ میں ہے حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو بولا تھا

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا﴾.

جبکہ سورۃ الشعراء ہی کی آیت ۱۲۶ میں بھی یہی الفاظ مذکور ہیں یہ تکرار اس لئے کہ مبلغ دعوت کے کام میں تھکے گانہیں مختلف انداز سے مسئلہ بیان کرنا انبیاء کرام کا کام تھا سورۃ الشعراء آیت ۱۳۶ تا ۱۳۸ میں قوم کی ڈھٹائی کا تذکرہ قرآن نے کچھ یوں کیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے ”قوم نے کہا کہ آپ وعظ کہنے

والوں میں ہو یا نہ ہو ہمارے لئے برابر ہے یہ تو بس پرانے لوگوں کی عادت ہے اور ہم کو ہرگز عذاب نہیں دیا جائے گا، مراد یہ کہ یہ تو وہی باتیں ہیں جو پہلے لوگ کرتے چلے آئے ہیں یا پھر یہ مراد ہے کہ ہم جس دین روایات و عادات کو اختیار کئے ہوئے ہیں یہ ہمارے آباؤ اجداد کا چلا ہوا مسئلہ آرہا ہے جس کو ہم چھوڑنے والے نہیں۔

آج بھی جمہوریت ملعونہ کے گیت گانے والے یا لوگ کہتے ہیں کہ قوموں کی ترقی کا راز جمہوریت میں پوشیدہ ہے، بہر حال قوم ہو یا اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑنے والے نہیں تھے آج کل کے باطل پرست جمہوریت سے اپنا رشتہ توڑنے کے لئے تیار نہیں ہے حالانکہ اس نظام کے نقصانات پر تو باقاعدہ کتابیں لکھی گئی ہیں اور علماء حق کے بے شمار فتوے دستیاب ہیں کہ یہ نظام کن لوگوں کی ایجاد ہے اور اس کو پوری دنیا میں کیوں رائج رکھنا ضروری ہے، جب تک یہ نظام قائم رہے گا پوری دنیا میں یہود و نصاریٰ اور عالم کفر تمام باطل پرست اقوام کے مفادات کو تحفظ حاصل رہے گا۔

اس وقت اور جدید دور کے باطل پرستوں کے کرتوت ملتے جلتے ہے فرق بس یہ تھا کہ اس وقت جدید ڈیموکریسی کی طرح کا طریقہ رائج نہ تھا بلکہ اللہ کے دین اور ہر نبی کے دعوت کے خلاف الگ الگ طریقے رائج تھے، سورۃ الشعراء آیت ۱۲۹ میں قوم ہود کی تباہی کا بیان ہے کہ ان میں سے اکثریت بے ایمانوں کی تھی، سورۃ فجر میں ہے:

﴿النّٰی لَمْ یَخْلُقْ مِثْلَهَا فِی الْبِلَادِ﴾.

اسی طرح حم سجدہ آیت ۱۵ میں ہے کہ یہ کہتے تھے:

﴿مِنْ اَشَدِّ مَنَا قُوَّةٍ﴾.

ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے قوم عاد اپنے زمانے کی سپر پاور قوم سمجھی جاتی تھی لیکن جب کفر پر قائم رہے تو اللہ نے تباہ کیا، آج کل کے باطل پرست بھی اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے زیر زمین ”ٹینکر“ بناتے ہیں لیکن یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان شاء اللہ قیامت سے پہلے ان سے اللہ انتقام ضرور لے گا جب امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور اور عیسیٰ بن مریم نزول فرمائیں گے، اللہ نے آخر میں فرمایا: ﴿اِنْ فِیْ ذٰلِکَ

لآیۃ ﴿ بے شک اس میں بڑی نشانی ہے۔﴾

سورۃ احقاف آیت ۲۱ میں بھی حضرت ہود علیہ السلام کے دعوت کا تذکرہ ہے کہ فرمایا: آیت ۲۶ تک ضروری تفصیل موجود ہے۔

## حضرت صالح علیہ السلام

سورۃ الاعراف آیت ۷۳ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وإلى ثمود أخاهم صالحا قال يا قوم اعبدوا الله ما لكم من إله غيرہ﴾.

ترجمہ: ”ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہنے لگا اے میری قوم اللہ کی بندگی کر تمہارے لئے اس کے علاوہ کوئی دوسرا الہ نہیں۔“

اعبدوا اللہ کے مسئلے پر اللہ نے قوم ثمود کو حضرت صالح علیہ السلام بھیجا ثمود کا مسکن حجر تھا جو حجاز کے شمال میں واقع ہے آج کل مدائن صالح کے نام سے مشہور ہے تبوک جاتے ہوئے نبی علیہ السلام ان کے بستنیوں سے گزر کر چلے گئے تھے سورۃ الاعراف آیت ۷۴ میں ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنے قوم کو ڈرایا تھا اور ان کو اقوام قدیم کا تذکرہ کیا:

﴿واذكروا إذ جعلكم خلفاء من بعد عاد وبوأكم في الأرض تتخذون من سهولها قصورا وتنحتون الجبال بيوتا فاذكروا آلاء الله ولا تعثوا في الأرض مفسدين﴾.

ترجمہ: ”اور یاد کرو جب تم کو عاد کے بعد سردار بنایا اور زمین میں تم کو ٹھکانہ دیا تم بناتے ہو نرم زمین میں محلات اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر پس یاد کرو اللہ کے احسانات اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرؤ۔“

حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو حضرت نوح علیہ السلام کے قوم کا تاریخ بیان فرمایا تھا، بہر حال قوم کے بڑوں نے اس طرح جواب دیا:

﴿قال الذين استكبروا إنا بالذی آمنتم به کافرون﴾.

ترجمہ: ”تکبر کرنے والے کہنے لگے جس پر تم ایمان لائے ہو ہم تو اس کا انکار کرتے ہیں۔“

جبکہ سورۃ الاعراف آیت ۷۵ میں مومنوں کے قول کا بھی قرآن نے تذکرہ کیا ہے کہ جب ان سے ”الملاء“ یعنی اثر رسوخ رکھنے والوں نے پوچھا کہ کیا تم یہ جانتے ہو کہ صالح علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے تو انہوں نے بولا: ﴿قالوا إنا بما أرسل به مؤمنون﴾. صرف یقین نہیں بلکہ ہمارا تو

اس پر ایمان بھی ہے، آج کل کے باطل پرستوں کا متکبرانہ جواب بھی ہم سنتے آرہے ہیں کہ اللہ کے شریعت کی بات کرنے والوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم بندوق کی شریعت کو نہیں مانتے اور یہ اسلام ان کا خود ساختہ ہے ہم تو جمہوریت اور سیاست کو عبادت سمجھ کر کر رہے ہیں نعوذ باللہ بہر حال یہ جواب ہزاروں سال قبل انبیاء کرام کو تو قوموں نے دیا تھا۔

سورۃ الاعراف آیت ۷۷ میں حضرت صالح علیہ السلام کے دعوت کو ٹھکرانے اور اللہ کے عذاب کا مطالبہ ذکر ہے پھر آیت ۷۸ میں ان کی ہلاکت ذکر ہے سورۃ ہود آیت ۶۱ میں ہے:

﴿وَالِیْ ثَمُوْدَ اٰخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِہٖ﴾

ترجمہ: ”ثمود کی طرف ان کے بھائی (مراد ان کی قوم میں سے) صالح کو بھیجا کہنے لگا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی الہ نہیں۔“

سورۃ ہود آیت ۶۲ میں قوم کا جواب:

﴿قَالُوا یٰصَالِحُ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ ہٰذَا اَتَنْهٰنَا اَنْ نَعْبُدَ مَا یَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَاِنَّا لَفِیْ

شک مِمَّا تَدْعُوْنَا اِلَیْہِ مَرِیْبٌ﴾

ترجمہ: ”بولے اے صالح تجھ سے تو ہم کو امید تھی اس سے پہلے کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پرستش کریں جن کی پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادے، اور ہم کو تو شبہ ہے اس میں جس کی طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ دل نہیں مانتا۔“

اس بات پر غصہ تھے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے اعدوا اللہ کے مسئلے کی طرف دعوت دی تو کہا کہ ان چیزوں کی بندگی سے ہمیں روکتے ہو جن کی بندگی ہمارے آباؤ اجداد کرتے چلے آئے ہیں اور ہم تمہارے دعوت سے شک میں ہیں بہت زیادہ شک میں آج کے باطل پرست جن کو انبیاء کرام کے وارث یعنی علمائے حق اعدوا اللہ کے مسئلے کی طرف دعوت دیتے ہیں تو تیار نہیں ہے عبادت کی تفصیل باب اول میں گزر گئی ہے۔

سورۃ ہود آیت ۶۶ میں حضرت صالح علیہ السلام اور مومنوں کے نجات کا تذکرہ ہے جبکہ آیت ۶۷، ۶۸ میں قوم کی ہلاکت ذکر ہے سورۃ شعراء میں بھی تفصیل ذکر ہے مطالعے کے لئے مستند تفاسیر دیکھی جاسکتی

ہیں، جس میں آیت ۱۵۱، ۱۵۲ میں قوم صالح کے ایک گندے صفت کا تذکرہ اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت صالح نے ان کو فرمایا:

﴿وَلَا تَطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ. الَّذِينَ يَفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يَصْلَحُونَ﴾.

ترجمہ: ”اسراف کرنے والوں کے حکم کی پیروی مت کرو وہ لوگ جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔“

فساد کا تذکرہ امن اور فساد کے باب میں ہو چکا ہے سورۃ شعراء آیت ۱۵۸ میں ان کے عذاب کا بیان اور یہ کہ ان کی اکثریت مومن نہیں تھی سورۃ النمل آیت ۴۵ میں ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنْ عِبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور میں نے بھیجا ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ دو فرقے ہو کر لڑنے لگیں۔“

یہاں دو فرقوں سے مراد مومن اور کافر ہے اور جھگڑنے کا یہ مطلب ہے کہ ہر گروہ حق کا دعویٰ کرتا تھا کہ میں صحیح ہوں حضرت صالح علیہ السلام کے واقعے کا کچھ تفصیل باب دوم میں ہو چکا ہے سورۃ النمل آیت ۵۲ میں اللہ کا فرمان ہے یہ ہے ان کے مکانات جو ان کی ظلم کی وجہ سے اجڑے پڑے ہیں جو لوگ علم رکھتے ہیں اس میں بڑی نشانی ہے سورۃ النمل آیت ۵۳ میں ہے: ”اور نجات دی ہم نے ایمان والوں کو اور پرہیزگاروں کو“ قوم صالح کے انکار کی ایک صورت اللہ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ کہہ رہے تھے:

﴿أَبَشِرْنَا مِنْهُ إِذَا لَفَىٰ ضَلَالٍ وَسَعَرَ. أَلْقَىٰ الذِّكْرَ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَابٌ أَشْرٌ﴾.

ترجمہ: ”کیا ہم میں سے ایک بندے کی تابعداری ہم اختیار کریں (حضرت صالح علیہ السلام) کی، یقیناً اسی وقت ہم صریح گمراہی والے ہو جائیں گے کیا ہمارے ہوتے ہوئے ان کے اوپر وحی القاء کی جاتی ہے بلکہ یہ تو جھوٹ بولنے والا شر پسند ہے (نعوذ باللہ)۔“

جیسا کہ انکار حضرت صالح علیہ السلام کے قوم نے کیا تھا اور دعوتِ توحید پر ایمان والے نہ تھے ٹھیک اسی طرح آج کل کے باطل پرست بھی ہے قومِ شمود والے جمہوری سوچ رکھنے والے تھے یا یوں سمجھ لیجئے کہ ان کا یقین بھی جمہوریت پر تھا یا پھر یہ کہ آج کل کے جمہوری دجالی پجاریوں کا طریقہ کار بھی ان جیسا ہے وہ لوگ بھی ایک بندے یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی بات نہیں مان رہے تھے اس لئے کہ وہ ایک تھا اس لئے اس کو جھوٹا اور شر پسند قرار دیا (نعوذ باللہ)۔

آج کی منطق بھی کچھ ایسی ہے کہ یار لوگ کہتے ہیں کہ جمہوری طریقے سے عوامی مینڈیٹ اور ووٹ کے ذریعے اسمبلی میں آجائیں کیونکہ ان کے ہاں یہ طریقہ قانونی اور آئینی کہلاتا ہے یہ حضرات اس مقدس آئین میں دو تہائی اکثریت کے ذریعے ترمیم کے حق میں ہے ایک خلیفہ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہے قوم صالح کا یہ گمان تھا کہ ایک بشر کی تابعداری تو صریح گمراہی ہے اگر اکثریت ہی کو حق کا معیار سمجھا جائے تو اس وقت پوری قوم کی اکثریت تھی ان کے مقابلے میں حضرت صالح علیہ السلام ایک فرد تھا تو کیا حضرت صالح علیہ السلام نے ان کی رٹ کو تسلیم کیا تھا؟ ان کی باطل نظام کو قبول کیا تھا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں؟ کیا حضرت صالح علیہ السلام واقعی صریح گمراہی میں تھے جیسا کہ قوم کا خیال تھا نعوذ باللہ یا پھر اگر اکیلے ہی حضرت صالح علیہ السلام حق پر تھے تو آج مروجہ جمہوری نظام یا پھر اکثریت کا منجن اور اس کے فیصلے کو صحیح سمجھ کر تمام لوگوں پر نافذ کروانا کہاں سے صحیح ہو سکتا ہے؟ کیا حضرت صالح علیہ السلام ان کے بیان اور گمان سے واقعی (شر پسند) ٹھہرا؟ نعوذ باللہ

آج بھی اگر اکثریت جمہوریت کے اس کافرانہ نظام کو اسلامی جمہوریت ثابت کرنے پر تلے نظر آتے ہیں آج کل کی اکثریت یا پھر علماء سوسرکاری درباری علماے اگر انبیاء کرام کے وارثوں یعنی علماء حق اور مجاہدین کو شر پسند بولیں تو مسئلہ نہیں یہ لفظ قومِ شمود اور فرعونوں نے بھی بولا تھا نبی علیہ السلام کو بھی بولا گیا ہے قرآن اس بات کا شاہد ہے کہ نبی علیہ السلام کے مقابلے میں مشرکین اکثریت میں تھے کیا نبی علیہ السلام نے ان کی بات کو مانا؟ صرف دو مواقع ایسے آتے ہیں جہاں حق کی اکثریت ہوتی ہے: (۱) قوم کی ہلاکت

کے بعد اور قیامت کے قریب امام مہدی کے ظہور کے بعد ان شاء اللہ حق کی اکثریت اور امن و امان کا زمانہ ہوگا۔

حضرت صالح علیہ السلام کو بھی قوم کے اکثریت نے جھوٹا قرار دیا تھا نعوذ باللہ تو کیا وہ فیصلہ صحیح تھا؟ انصاف سے فیصلہ کیجئے سورۃ شمس میں بھی اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کا تذکرہ بیان فرمایا ہے۔



## حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھتیجا اور ہارن ابن آزر کا بیٹا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں اسے نبوت دی گئی تھی اس کی قوم سدوم اور عمود یہ میں تھی جو سرزمین شام میں واقع تھی، سورۃ الشعراء آیت ۱۶۱ تا ۱۶۶ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کے دعوت اور قوم کی برائیوں کا ذکر فرمایا ہے جبکہ آیت ۱۶۷ میں قوم لوط کا جواب کچھ یوں ہے:

﴿قَالُوا لئن لم تنته يا لوط لتكونن من المخرجين﴾

ترجمہ: ”کہنے لگے اگر تو منع نہیں ہوا تو اپنی بستی میں تجھے رہنے نہیں دیں گے۔“

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو تو حید باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ منکرات سے روکنے کی بات کی تھی ان میں سے ایک لواطت تھا لواطت سے مراد لڑکوں کے ساتھ بد فعلی ہے اور علماء کرام نے لکھا ہے کہ ان میں ایک برائی یہ بھی تھی کہ بھرے مجلس میں ہوا خارج کرتے تھے بہر حال قرآن نے ان کے لواطت کا ذکر کیا ہے قوم نے حضرت لوط علیہ السلام کو دھمکی دی تھی کہ اگر تو باز نہیں آیا تو ہم تم کو اپنی بستی سے جلا وطن کر دیں گے۔

آج کے باطل پرستوں کی دھمکی بھی یہی ہے اور صرف دھمکی نہیں بلکہ عملاً مجاہدین اور علماء حق کے ساتھ یہی معاملہ ہوا ہے کہ ان کو ان کی دعوت حق کی وجہ سے ملک بدر کیا جاتا ہے نبی علیہ السلام کو بھی اپنے وطن مکہ سے جانا پڑا تھا اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی یہی ہوا تھا۔

سورۃ الشعراء آیت ۱۶۹ میں حضرت لوط علیہ السلام کے دعا کا تذکرہ ہے کہ فرمایا: ”اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو اس وبال سے بچا جو یہ کرتے ہیں“ پھر آگے کیا ہوا اللہ کا فرمان ہے کہ ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین سب کو بچا لیا، سورۃ الشعراء آیت ۱۷۲، ۱۷۳ میں قوم کی ہلاکت کا بیان ہے سورۃ ہود آیت ۸۲، ۸۳ میں بھی یہی تذکرہ ہے سورۃ الشعراء آیت ۱۷۴ میں ہے کہ اس میں نشانی ہے ان میں اکثریت مسلمانوں کی نہیں تھی، سورۃ نمل آیت ۵۰ میں اللہ نے قوم لوط کا جواب کچھ یوں ذکر کیا ہے: ”قوم کا جواب بجز اس کہنے کے اور کچھ نہ تھا کہ آل لوط کو اپنے شہر سے نکال دو یہ تو بڑے پاک باز بن رہے ہیں۔“ ان کا یہ کہنا

مذاق اور استہزاء کے لئے تھا۔

قوم لوط نے لواطت کا کام ایجاد کیا تھا جو اس قوم سے قبل (اول) کسی نے بھی نہیں کیا تھا آج کے دنیا پر نظر ڈالی جائے اور کفار سے کیا گلہ شکوہ وہ تو ہے جانوروں سے بدتر۔

اسلام کے قلعہ سمجھے جانے والے ملک پاکستان میں قصور میں بچوں کے ساتھ بڑے پیمانے پر یہ قبیح دھندہ ہوا اخبارات اور میڈیا نے جب اس معاملے کو زیادہ اچھا لالہ تو کمیشن بنا اور بس؟

اصلیہ ملک اور اس کے حکمران وغیرہ اسلام کو قلعہ ہے کہ اسلام یہاں نہیں آئے گا بہر حال افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ اسلامی آئین کہاں ہے جس میں لواطت کی سزا کا دفعہ موجود ہیں یا پھر اسلامی شریعت کی سیاست کرنے والے حضرات اور مفتیان حضرات کے وہ لمبے چوڑے فتوے کہاں گئے؟

اس سارے کھیل میں سیاسی پارٹیوں کے کچھ ممبران تک شامل تھے جن کی سرپرستی میں ویڈیوز بنائے جاتے تھے اس لئے اس مسئلے کو ہمیشہ کے لئے دفنایا گیا؟ سورۃ نمل آیت ۵۷، ۵۸ میں قوم لوط کی تباہی حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل کے نجات کا بیان ہے ہاں اس کی ایک بیوی ہلاک شدگان میں شامل تھی۔

## حضرت شعیب علیہ السلام: (خطیب الانبیاء)

سورۃ الاعراف آیت ۸۵ میں ہے:

﴿وَالِیٰ مَدِیْنٍ اٰخَاهُمْ شَعِیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِہٖ قَدْ جَآءَ تَکْمِیْنَةٌ مِّنْ رَبِّکُمْ فَاتَّقُوا الْکَیْلَ وَالمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَہُمْ وَلَا تَفْسُدُوا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِہَا ذٰلَکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾

ترجمہ: ”اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا تمہارے پاس پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے سو پوری کرو ناپ اور تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو۔“

حضرت شعیب علیہ السلام نے اولاً اعبدوا اللہ کا مسئلہ بیان فرمایا باقی تمام الہان باطلہ کا رد، ناپ تول کا مسئلہ بیان فرمایا اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد پھیلانے سے منع فرمایا، اعبدوا اللہ یعنی اللہ واحد کی بندگی اور دوسرے تمام باطل آلہہ کا رد یہ وہ مسئلہ تھا جس کی وجہ سے ہمیشہ قوموں نے انبیاء کرام کی مخالفت کی تھیں آج بھی اعبدوا اللہ کا مسئلہ عملاً نافذ نہیں ہے عبادت کی تشریح باب اول میں گزر چکی ہے، الہ کیا ہے اور باطل آلہہ کا رد کتنا ہو رہا ہے؟ ناپ تول میں امت کی پوزیشن کیا ہے؟

اس پر بندہ کتنی بحث کریں سب ہمارے سامنے ہیں اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد کون پھیلا رہے ہیں؟ فساد کیا ہے امن اور فساد کے باب میں فساد کا صحیح مفہوم قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھائی گئی ہے، اور فساد کی حضرات کی بھی کچھ تفصیل کی گئی ہے یہ تمام برائیاں امت میں تقریباً عام ہو چکی ہیں لیکن علمائے ربانین جو کہ انبیاء کرام کے وارث ہیں وہ آج بھی ہر فساد اور برائی کے خلاف نہ صرف آواز اٹھا رہے ہیں بلکہ اپنی جانوں کی قربانی تک دے رہے ہیں۔

سب سے بڑا فساد تو یہ ہے کہ اللہ کے زمین پر اللہ کا نظام عملاً نافذ نہیں ہے باقی تمام فساد تب تک مکمل ختم نہیں ہو سکتے جب تک اللہ کا نظام نہیں آئے گا، اعراف آیت ۸۶ میں ایک اور خرابی کا بیان ہے:

﴿وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا

عُوجًا﴾.

ترجمہ: ”اور مت بیٹھو راستوں پر کہ ڈراؤ اور روکو اللہ کے راستہ سے اس کو جو کہ امان لائے اس

پر اور ڈھونڈو اس میں عیب“۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم راستوں میں بیٹھ کر لوگوں کو ڈراتے تھے وہ راستے مراد ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف جاتے تھے آج بھی حق پرست علماء کرام کے مجلسوں میں جانے اور ان کے ساتھ ملنے پر پابندی ہے اور پھر خصوصاً ان لوگوں کے لئے یہ پابندی مزید سخت ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کے اس تبلیغی مشن اعبود اللہ کے لئے عملاً ہر کفر اور طاغوت کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں مدین والوں کی طرح آج کی پولیس فوج ایف سی، کانسٹیبلری وغیرہ سب کے سب نے ان راستوں پر چوکیاں بنائے بیٹھے ہیں جو مجاہدین حق کی طرف جاتے ہیں جس آدمی کا حلیہ اور شکل و مشابہت مسلمانوں کی ہے ان کو یہ لوگ بے جا تنگ کرتے ہیں ان کو ڈراتے ہیں اس کے علاوہ اللہ کی دین کی طرف جو راستے جاتے ہیں اس پر کسی نہ کسی طرح ایک شیطان بیٹھا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ جب انسان جہاد کے لئے جاتا ہے تو شیطان اسے ڈراتا ہے کہ تمہاری بیوی سے کوئی دوسرا نکاح کر دے گا بہر حال سبیل اللہ کا لفظ یہاں عام ہے لیکن میں نے جہاد فی سبیل اللہ کا تذکرہ خصوصاً اس لئے کیا کہ آج کل زیادہ زور اس مقصد سے روکنے پر صرف ہوتا ہے اور دین کے دوسرے شعبوں کے بنسبت مجاہدین اور جہاد ہی سے لوگوں کو زیادہ ڈرایا جاتا ہے جن لوگوں نے مالاکنڈ ڈویژن میں مجاہدین کو پانی بھی پلایا تھا ان کو مار مار کر اتنا ڈرایا دھمکایا کہ آج کوئی بھی مجاہدین کے ساتھ ہمدردی کے لئے تیار نہیں الا ماشاء اللہ مفسرین نے اس سے مراد ڈاکہ زنی لیا ہے کہ راہ کے مسافروں کو لوٹتے تھے آیت مبارکہ میں اس قوم کی دوسری برائی یہ ذکر کی گئی ہے کہ سبیل اللہ میں کجی نکالتے تھے آج کے باطل پرست بھی اللہ کے دین کے تمام شعبوں میں ایسا ہی کرتے ہیں اور جہاد جیسی مقدس فریضے کے خلاف تو اتنے شکوک و شبہات پیدا کر دیئے گئے ہیں جن پر الگ مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ مثلاً کبھی اس عظیم فریضے کو دہشت گردی بولا جاتا ہے تو کبھی مجاہدین حق کو بھارت وغیرہ کے ایجنٹ

ثابت کرتے ہیں کبھی اسلام کے دشمن تو کبھی خوارج اور فسادی تو کبھی ان کے فدائی حملوں کو خودکشی کہا جاتا ہے ایسے بہت سارے شکوک و شبہات ہیں۔ آخری صفحات میں کچھ شبہات کے جوابات لکھے گئے ہیں۔

اگرچہ دین کے ہر شعبے میں باطل پرست کجی نکالتے رہتے ہیں جیسا کہ پرویز رشید نے جو مسلم لیگ نواز کا وزیر اطلاعات تھا کہا تھا کہ مدارس جہالت کے اڈے ہیں کجی نکالنے والوں کی فہرست بہت لمبی ہے جس پر ہر بندہ اگر خود سوچ لیں تو ان شاء اللہ دین کے دشمنوں کو سمجھنے میں آسانی ہوگی اور اس سوچ پر بھی اللہ پاک اجر دے گا یا پھر علماء حق سے رجوع کر لیں۔

سورة الاعراف آیت ۸۸ میں ہے:

﴿قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شَعِيبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَ فِي مِلَّتِنَا قَالَ أُولُو كُنَا كَارِهِينَ﴾.

ترجمہ: ”قوم کے بڑوں اور تکبر کرنے والوں نے کہا کہ اے شعیب تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان والے ہیں سب کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین (ملت) میں لوٹ جاؤ حضرت شعیب کہنے لگا اگرچہ ہم تو اسی کو مکروہ (حرام) سمجھتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں قوم کے ایکشن پلین کا تذکرہ اور پلین وقت کے رسول اور ان کے اتباع کرنے والوں کے خلاف تھا یہ پلین بنانے والے کون تھے قرآن نے ایک جامع لفظ ”الملأ“ استعمال کیا جس سے مراد بڑے، سردار، مال و دولت والے، اثر رسوخ والے اور وہ لوگ تھے جن کی بات مانی جاتی ہے ان سب کے سب نے کہا ہم تم کو گاؤں سے نکال دیں گے یا پھر ہمارے دین اور ملت کو قبول کرو گے تو قرآن نے حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب ذکر کیا ہے یہ نہیں کہ انہوں نے حق پر سمجھوتا کیا فرمایا: ﴿أُولَٰئِكَ كُنَّا كَارِهِينَ﴾۔ اگرچہ ہم تو تمہارے دین ملت کو حرام سمجھتے ہیں یہاں کراہت سے مراد تحریکی ہے یہ نہیں کہ انہوں نے کچھ لو اور کچھ دو پر عمل کیا یہ تھی انبیاء کرام کی سیاست اب جمہوری مولوی اور مفتی اکثر کہتے ہیں کہ سیاست تو انبیاء کرام نے بھی کی تھی انبیاء کرام نے کبھی بھی کفر کی سیاست نہیں کی بلکہ قرآن تو فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ﴾.

ایمان باللہ تب صحیح ہوگا جس کے ساتھ کفر باطاغوت ہو، ہمیں تو یہ سیاست سمجھ نہیں آتی کہ پارلیمنٹ کے راستے سے سیاست کر کے اسلام کو عملاً نافذ کیا جائے۔

بہر حال یہ کام آج ان لوگوں کے خلاف ہو رہا ہے جو انبیاء کرام کے اس مشن اور تبلیغ کے لئے عملاً کوشش کرتے ہیں جو مجاہدین اسلام اور ان کے حق پرست ساتھی ہے دیکھنا چاہئے کہ ان کو کسی طرح ملک بدر کیا جاتا ہے؟ مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں اور وہ کون لوگ ہیں جو بار بار یہ اعلانات کرتے ہیں کہ ہم اپنے ملک سے ایسے لوگوں کا صفایا کریں گے یہ ایکشن پلین دارالندوة میں مشرکین مکہ نے بھی بنایا تھا جس کا قرآن نے ذکر کیا ہے: ”لیثبتوک أو یقتلوک أو یخروجوک“ یہ واقعات علماء تاریخ نے تفصیلاً بیان فرمائے ہیں ہمارا مقصد صرف اشارہ کرنا ہے آخر یہ سب کچھ کس وجہ سے ہو رہا ہے؟ اپنی رٹ کو تسلیم کروانے کے لئے.....

ان کے ایکشن پلین کا دوسرا شق یہ تھا کہ یا تو پھر ہمارے دین (ملت) کو اختیار کرو، آج ہم سن رہے ہیں کہ حکومتی رٹ کو تسلیم کرو اور آئین کو مان لو تو سکون سے رہو ان کے ہاں سکون اور امن سے رہنے سے مراد جمہوری قوانین کا غلام ہونا ہے یا اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ ووٹ کے ذریعے اسمبلی میں آ جاؤ ہمارے ساتھ ہو جاؤ پھر اسلام لانا ہے جو کرنا ہے کر لو کیونکہ اس کو وہ قانونی راستہ سمجھتے ہیں قانونی سے ان کے ہاں مراد جائز اور حلال ہوتا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے کیا خوب جواب دیا تھا اگرچہ ہم تو اس کو حرام سمجھتے ہیں مراد یہ کہ تمہارے اس قانونی عمل کو ہم حرام سمجھتے ہیں تو اس میں شرکت کیسے کریں؟ یہی حالت آج کے حق پرست مجاہدین کا بھی ہے کہ وہ اس جمہوری طاغوتی نظام میں شرکت اور ووٹ وغیرہ کو گناہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ تمام حرام چیزوں کے لئے ایک چور دروازہ ہے جس میں قاتل مجرم وغیرہ کے لئے کھلی چوٹ ہے، بہر حال اسلام میں اس کا فرانہ نظام کی کوئی گنجائش نہیں ہے وحی کے مقابلے میں حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے قوم کے طور طریقے کو نہیں مانا تھا تو آج یہ توقع کیسے کی جاتی ہے؟

سورة الاعراف آیت ۸۹ میں مزید وضاحت فرمایا:

﴿قَدْ افترينا على الله كذبا إن عدنا فى ملتكم بعد إذ نجانا الله منها وما يكون لنا أن نعود فيها إلا أن يشاء الله ربنا﴾.

ترجمہ: ”بے شک ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں تمہارے دین میں اس کے بعد کہ اللہ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے اور ہم سے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس میں لوٹ آئیں مگر یہ کہ چاہے اللہ جو ہمارا رب ہے۔“

سورة الاعراف آیت ۹۰ میں الملاء کا اپنے قوم کو اعلان کا تذکرہ ہے:

﴿وقال الملا الذين كفروا من قومه لئن اتبعتم شعيبا إنكم إذا لخاسرون﴾.

ترجمہ: ”اور قوم کے بڑوں نے جو کافر تھے اپنی قوم کو کہا کہ اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو یقیناً تم خسارے میں پڑ جائیں گے۔“

آج بھی حق پرستوں کی تابعداری کو خسارے والی بات کہا جاتا ہے جیسا کہ بُش بولتا تھا کہ یہ لوگ اولڈ خلافت لانا چاہتے ہیں سورة الاعراف آیت ۹۱، ۹۲ میں قوم شعیب کی تباہی کا تذکرہ ہے، الملاء لوگوں کو یہ کہتے تھے کہ جس نے حضرت شعیب کی بات مان لی وہ خسارے والوں میں سے ہوگا جیسا کہ آیت ۹۰ میں ہے تو یہاں اللہ پاک نے فرمایا:

﴿الذين كذبوا شعيبا كانوا هم الخاسرين﴾.

سورة الاعراف آیت ۹۲ خسارے میں تو وہ لوگ آگئے جنہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بات نہیں مانی سورة الاعراف آیت ۹۳ میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

﴿يا قوم لقد أبلغتكم رسالات ربي ونصحت لكم فكيف آسى على قوم كافرين﴾.

ترجمہ: ”اے میری قوم بے شک میں نے تم کو رب کے پیغامات پہنچائے اور تمہارے لئے خیر خواہی کی تو پس کافر قوم پر اب (ہلاکت کے بعد) کیسے خفہ ہو جاؤ۔“

سورة هود آیت ۸۲ میں بھی حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر ہے جس میں یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم

کو عبد اللہ کا مسئلہ بیان فرمایا اور ساتھ ساتھ دوسرے خرابیوں اور منکرات سے بھی ان کو روکا، سورۃ ہود آیت ۸۷ میں قوم کا متکبرانہ جواب:

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصْلُوكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ﴾.

ترجمہ: ”کہنے لگے اے شعیب کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھے یہ سکھایا کہ ہم ان کو چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے یا چھوڑ دیں اپنے مالوں میں جو ہم کرتے تھے۔“

ان کو اپنے آباؤ اجداد والی قانون اور بندگی کو چھوڑنا عجیب لگ رہا تھا اور اسی طرح اپنے اموال میں اپنی مرضی چاہتے تھے آج بھی ہم اکثر لوگوں سے سنتے ہیں کہ ہمارا مال ہے ہماری مرضی حقیقت میں نہ مال اپنا ہے نہ مرضی اپنی یہ تو ایک آزمائش ہے جس سے اللہ آزمائش لینا چاہتا ہے۔

سورۃ ہود آیت ۸۸ میں حضرت شعیب علیہ السلام کا تفصیلاً جواب ذکر ہے اور آیت ۸۹ میں اپنی قوم کو قدیم لوگوں کے انجام اور تاریخ کے بیان کے ذریعے ڈرایا اس کے باوجود قرآن نے اس کے قوم کا جواب بھی ذکر فرمایا ہے کہنے لگے:

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ﴾.

ترجمہ: ”کہنے لگے اے شعیب تمہاری بہت باتیں ہم نہیں سمجھتے جو تو کہتا ہے اور ہم تم کو ہم میں کمزور دیکھتے ہیں اگر تمہارا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تم کو سنگسار کرتے اور ہماری نظر میں تیری کچھ عزت نہیں۔“

آج کل دیکھا جائے کہ باطل پرستوں کا جواب قوم شعیب والوں کی طرح نہیں حق کے مقابلے میں ہمیشہ یہی دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہمیں ان کی شریعت اور زیادہ باتیں سرے سے سمجھ ہی نہیں آتی پتہ نہیں یہ کون سے شریعت کو نافذ کرنا چاہتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ جن کو شریعت صرف، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ہی میں نظر آتی ہے وہ تو ایسا کہیں گے، حالانکہ یہ شریعت کے بڑے اہم فرائض ہیں پورا شریعت اور



اسلام نہیں اس لئے حکم ہوتا ہے کہ ”ادخلوا فی السلم كافة“ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ بہر حال قوم شعیب نے ان کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی تھی آج کل کا معاملہ تو اور زیادہ سخت ہے کیونکہ صرف دھمکی تک نہیں بلکہ مجاہدین کو بموں کے ذریعے شہید کیا جا رہا ہے پوری دنیا کے حالات ہمارے سامنے ہیں اور کفار مرتدین وغیرہ کی جیلوں میں ان پر جو تشدد کیا جاتا ہے وہ یقیناً سنگسار کرنے سے زیادہ سخت اور خطرناک ہے، سورۃ ہود آیت ۹۴ میں حضرت شعیب علیہ السلام اور مومنوں کے نجات کا بیان ہے جبکہ ہود ۹۵ میں شمو دیوں کی ہلاکت کا تذکرہ ہے سورۃ شعراء آیت ۱۷۶ سے آگے اصحاب الایکۃ کا تذکرہ ہے ایکے گھنے جنگل کو کہا جاتا ہے اس سے مراد بھی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اور مدین کے اطراف کے باشندے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ایکے سے مراد ایک گھنی درخت تھی جو مدین کے نواحی آبادی میں واقع تھی جس کی عبادت کی جاتی تھی اور حضرت شعیب علیہ السلام کا دائرہ نبوت مدین سے لے کر ان کے نواحی علاقے تک تھا۔

اس لئے اصحاب الایکۃ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اصحاب الایکۃ اور اہل مدین دونوں کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور یہ دونوں ایک ہی پیغمبر کی امت تھی، اصحاب الایکۃ چونکہ اس درخت کی عبادت کرتے تھے اور ایکے درخت تھی اس لئے ان کے ساتھ اُخام کا تذکرہ نہیں ہے، بہر حال بعض نے لکھا ہے کہ یہ دو الگ الگ امتیں تھیں اور ان کی الگ الگ بستیاں تھیں جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا ایک بار مدین میں دوسری بار اصحاب الایکۃ کی طرف جبکہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ یہ ایک امت تھی دو امتیں نہیں تھیں۔ (واللہ اعلم)

حضرت شعیب علیہ السلام کے دعوت کا طریقہ شعراء آیت ۷۷ تا ۱۸۴ میں ذکر ہے آیت ۱۸۵ شعراء میں قوم کا جواب جب انہوں نے کہا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن پر جادو کیا گیا ہے جبکہ شعراء آیت ۱۸۷، ۱۸۸ میں ہے، تو تو ہم جیسا ایک انسان ہے اور ہم تو تم کو جھوٹ بولنے والوں میں سے سمجھتے ہیں، اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں، سورۃ الشعراء آیت ۱۸۹ میں ان کی تکذیب کی جس کے نتیجے میں ہلاک ہو گئے اور عذاب کے مستحق بن گئے سورۃ الشعراء آیت ۱۹۰ میں ہے: ”یقیناً اس میں بڑی نشانی ہے ان

میں سے اکثر مسلمان تھے ہی نہیں۔“

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اللہ نے تین مقامات پر قوم شعیب علیہ السلام کی ہلاکت کا تذکرہ کیا ہے اور تینوں جگہ موقع کے مناسبت سے الگ الگ عذاب کا تذکرہ ہیں، سورۃ الاعراف آیت ۸۸ میں زلزلہ ہود آیت ۹۴ میں صحیۃ (چیخ) اور اس مقام (شعراء ۱۸۹ میں آسمان سے ٹکڑے گرانے کا) کیونکہ یہ مطالبہ انہوں نے خود ہی کیا تھا۔

سورۃ عنکبوت آیت ۳۶، ۳۷ میں بھی حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت اعبدا اللہ کا تذکرہ ہیں قوم کی تکذیب اور ان کے دردناک عذاب کا بھی بیان ہے حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعہ میں عبرت اور تسلی کے ساتھ ساتھ دعوت اور شجاعت کا بیان ہے اور یہ کہ دین کے کام اور شریعت میں مشکلات پر ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹ جانے والوں کو اللہ نجات دیتا ہے۔

## حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل کے اندر رب کا مسئلہ بیان فرما کر حق نبوت احسن طریقے سے ادا کیا اور موحدین کے لئے ایک تاریخ چھوڑ گئے کہ جیل کے اندر بھی استقامت کے ساتھ اپنے عقیدہ حق اور موقف پر ڈٹے رہنا چاہئے۔ سورۃ یوسف آیت ۳۹ میں ہے:

﴿يَصْحَابِ السِّجْنِ ۚ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾.

(ترجمہ): ”اے رفیقو قید خانہ کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہے یا اللہ اکیلا زبردست“۔

خواب کے تعبیر بیان کرنے سے اول مسئلہ توحید اور ربوبیت کی بات کی کہ جس کی تم بندگی کرتے ہو عبادت کرتے ہو یہ تمہارے خود ساختہ نام ہیں، عبادت کی تشریح باب اول میں گزر چکی ہے، آج کل کے ادیان سیکولرزم، کمیونزم، جمہوریت وغیرہ وغیرہ اس شرک اور کفر یہ ادیان کی شرعی دلیل کیا ہے؟

إِنَّ الْحَكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ مجھے ایک اللہ کی بندگی کا حکم کیا گیا ہے۔ یہ ہے دین قیم اب عبادت وحدہ بحیثیت مجموعی کہاں ہے؟ مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے دین نماز، زکوٰۃ، روزہ وغیرہ کو سمجھ لیا ہے یہ ٹھیک ہے کہ یہ دین کے بڑے فرائض ہیں لیکن اس کو پورا دین سمجھ لینا شیطان کا دھوکہ ہے۔ آج بھی اہل حق اور باطل اقوام کا جنگ اعبداً واللہ کے مسئلے پر ہے۔ مومن آیت ۳۴ میں اللہ تعالیٰ نے رجل مومن کا تذکرہ کیا ہے۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے بھی تمہارے اس علاقے میں حضرت یوسف علیہ السلام توحید کے دلائل کے ساتھ آئے تھے جس میں اس نے تمہارے آباء واجداد کو ایمان اور توحید کی دعوت دی تھی جاء کم سے مراد جاء الی آباء کم ہے پھر بھی تم ایمان نہیں لائے اور ان کی دعوت میں شک و شبہ کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات ہو گئی رجل مومن نے قدیم تاریخ کو بیان فرمایا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت کا تذکرہ کیا۔

مزید تفصیل سے معذرت کرتے ہیں خواہش مند حضرات سورۃ یوسف کی تفصیل کے لئے مستند تفاسیر کی طرف رجوع کریں۔

## حضرت یونس علیہ السلام

سورۃ الانبیاء آیت ۸۷ میں ہے:

﴿وَالنُّونُ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا

أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾.

ترجمہ: ”اور مچھلی والا جب غصہ ہو کر چلا گیا پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو پھر پکارا اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے، تیرے لئے پاکی ہے میں کمی کرنے والوں میں سے ہو۔“

حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں بھی اللہ کی توحید کو یاد رکھا تھا اور فرمایا کہ کوئی الہ نہیں ہے۔ آپ کے الہ کے تفصیل کے لئے باب اول۔

## حضرت یعقوب علیہ السلام

سورة البقرة آیت ۱۳۳ میں ہے:

﴿إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾.

ترجمہ: ”جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کس کی عبادت کرو گے کہنے لگے ہم بندگی کریں گے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادوں کے رب کی جو ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام ہیں وہی ایک الہ ہے اور ہم اسی کے فرمان بردار ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی وصیت فرمائی تھی، دیکھیں: (سورة بقرہ آیت ۱۲۲)

## نجات اور کامیابی کی ضمانت

دائمى نجات اور کامیابی اللہ کے دین توحید اور تقویٰ میں ہے جیسا کہ سورۃ الاعراف میں انبیاء کرام کے واقعات کے تذکرے کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے کامیابی کے کچھ اصولوں کا تذکرہ کیا ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾.

ترجمہ: ”اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔“

یہاں پر اللہ نے ایمان اور تقویٰ کو خوشحالی اور امن کے لئے ضمانت کے طور پر بیان کیا، سورۃ الاعراف آیت ۱۵ میں ہے: ”جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توراۃ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔“

سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پورے کامیاب ہیں، یہ نص قطعی ہے اس بات پر کہ رسالت محمدی ﷺ پر ایمان لائے بغیر نجات اخروی ممکن نہیں اور دنیا میں بھی حقیقی امن کامیابی اور نجات ایمان اور دین اسلام میں ہے، لیکن ایمان وہ مقبول ہوگا جس کی تفصیلات محمد عربی ﷺ اور شریعت مطہرہ نے بیان فرمائے ہیں، منافقین کی طرح منہ زبانی اسلام اور ایمان کا کچھ فائدہ نہیں آیت کے آخر میں یہ بات سمجھا دی گئی ہے کہ کامیاب لوگ وہی ہے جن کا شریعت محمدی ﷺ پر کامل ایمان ہو باقی اگر کوئی اعتراض کرے کہ کفار کو تو بھی دنیا میں ترقی حاصل ہے اور دنیاوی کامیابی میں تو وہ بڑھ کر ہیں تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ عارضی ہے اور بطور استدراج اللہ نے ان کو مہلت دی ہوئی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَمْلَى لَهُمْ إِنَّ كِيدِي مَتِينٌ﴾.

ترجمہ: ”میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں بے شک میری پکڑ بہت مضبوط ہے۔“

ایمان کے ساتھ ساتھ قرآن کی تابعداری کا بھی بیان ہے کہ ایمان لانے کے اقرار کے بعد باقی ساری زندگی قرآنی احکامات کی روشنی میں گزارنی ہوگی نور سے یہاں مراد قرآن عظیم الشان ہے ماندہ آیت ۱۵ میں بھی قرآن کو نور بولا گیا ہے۔

بریلوی حضرات نے اس نور سے خود نبی علیہ السلام کے ذات کو مراد لیا ہے جو غلط ہے کیونکہ نبی علیہ السلام ذات کے لحاظ سے بشر تھے ہاں یہ ہے کہ صفت کے لحاظ سے نور ہے اہل بدعت نے ایک حدیث گھڑی ہے وہ یہ کہ اللہ نے سب سے پہلے نبی علیہ السلام کا نور پیدا فرمایا پھر اس نور سے باقی ساری کائنات پیدا فرمائی، یہ حدیث کہیں سے بھی ثابت نہیں یہ ان کا جھوٹ ہے یہ بحث چونکہ ہمارا موضوع نہیں ہے لہذا اس پر تفصیل سے کلام نہیں کیا جا رہا اس موضوع پر علماء حق کے بہت سارے کتابیں موجود ہیں۔

اس آیت میں ایمان اور قرآن کی متابعت کے ساتھ ساتھ ان کی حمایت اور مدد کا بھی بیان ہے اب یہ دیکھنا چاہئے کہ کون لوگ ہیں کہ دین محمدی کی مدد اور نصرت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں، اس فہرست میں حق پرستوں کے ساتھ ساتھ مجاہدین بھی شامل ہیں جن کا جہاد صرف اور صرف اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہیں وہ لوگ اس فہرست میں ہرگز شامل نہیں جو اپنی تنخواہ گریڈ اور پنشن کے حصول کے لئے امریکی احکامات پر جنگ لڑ رہے ہیں اور جن کے جنگ میں نور جہان کے فلمی گانے اور ملی نغمے شامل ہوتے ہیں نہ وہ لوگ جن کا جہاد ایجنسی کے چھتری کے سائے تلے صرف اور صرف کشمیر تک محدود ہے آیت مبارکہ میں جو شرائط رکھے گئے ہیں اگر ان شرائط پر بندہ پورا اترے تو یقیناً ان کو کامیابی کا سرٹیفکیٹ اللہ دیتا ہے کہ یہ کامیاب ترین لوگ ہے اگرچہ اس آیت مبارکہ کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے لیکن اس کا حکم عام ہے کامیابی کے لئے: (۱) نبی علیہ السلام کی تابعداری تمام دینی اور دنیاوی امور میں۔ (۲) ان پر ایمان جیسا اس نے بتایا ہے۔ (۳) ان کی حمایت کا اعلان تمام معاملات میں۔ (۴) ان کی دین اور شریعت کی مدد و نصرت۔ (۵) قرآن کی تابعداری یہ پانچ کام کرنے ہوں گے تو کامیابی یقینی ہے دونوں

جہانوں کی، اور جگہ اللہ کا فرمان ہے کہ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ آ جاؤ ایک بات کی طرف جو ہم اور تم میں برابر ہے وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں کریں گے، بندگی کی تشریح باب اول میں دیکھی جائے اس بات پر اگر سب لوگ آجائیں تو پھر امن ہی امن رہے گا لیکن اعدوا اللہ ہی وہ مسئلہ ہے جس کے لئے باطل پرستوں نے انبیاء کرام کے خلاف باقاعدہ جنگیں لڑی ہیں اور آج بھی ان کے دین پر استقامت دکھانے والوں کو یہ چیلنج درپیش ہے قدیم اقوام کے تاریخ میں یہ بات سمجھا دی گئی ہے۔

سورۃ مریم آیت ۷۲ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ نَنْجِي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنُذِرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثَاءٌ﴾.

ترجمہ: ”پھر بچائیں گے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں گے گناہ گاروں کو اس میں اوندھے منہ گرے ہوئے۔“

نجات تقویٰ والوں کی ہے متقین کے صفات قرآن نے جگہ جگہ بتلائے ہیں تفصیل سے بچنے کے لئے اس پر بحث نہیں کر سکتے طہ آیت ۱۲۳ میں ہے:

﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى﴾.

ترجمہ: ”تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں تو وہ نہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا۔“

یہاں پر ہدایت سے مراد وحی ہے آج بھی جو لوگ آسمانی وحی (یعنی قرآن) کی تابعداری کر رہے ہیں وہ کامیاب ہیں ہاں یہ الگ بات ہے کہ دجالی میڈیا اور ان کے کارندے ان کو بے وقوف اور پاگل سمجھتے ہیں یہ اعتراضات سارے کے سارے انبیاء کرام پر بھی کئے گئے تھے جس کی کچھ تفصیل باب ۶ میں گزر چکی ہے۔

سورۃ طہ آیت ۱۲۲ میں ہے:



﴿ومن أعرض عن ذكرى فإنه له معيشة ضنكا ونحشره يوم القيامة أعمى﴾.

ترجمہ: ”اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔“

اللہ کے ذکر سے مراد یہاں قرآن ہے کیونکہ دوسری جگہ ہے:

﴿وإنه لذكر لك ولقومك وسوف تسئلون﴾.

آج کل اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ معیشت ترقی نہیں کر رہی اصلاً اس ناکامی اور بے چینی کا سبب جو پوری دنیا میں پائی جاتی ہے قرآن اور اس کے احکامات کے نفاذ سے اعراض ہے۔  
جو لوگ اللہ کے قانون کو چیلنج کرتے ہیں ان کی معیشت ترقی کیسے کرے گی؟ یہ تو دنیاوی خسارہ ہے جبکہ اخروی سزا تو اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے جیسا کہ آیت میں ہے، اس کے برعکس جو لوگ اللہ کے نظام کو زمین پر عملاً دیکھنا چاہتے ہیں ان کے ساتھ جو رہا ہے وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں۔  
اس لئے اقبال کہتے ہیں:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر  
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

اللہ ہم سب کو قرآنی نظام کے تحت زندگی گزارنے اور پوری دنیا میں قرآنی نظام کے عملاً نفاذ کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کی توفیق دیں اور جو لوگ اس نظام کے خلاف حریف بن گئے ہیں اور اپنا خون بہا رہے ہیں اگر ایسا وہ بے علمی سے کر رہے ہیں تو اللہ ان کو توبہ کی توفیق دیں اور جو قصداً عملاً قرآنی نظام (شریعت مطہرہ) کے راہ میں رکاوٹ ہیں ایسے لوگوں کو اللہ دنیا و آخرت میں رسوا و ذلیل کرے۔  
سورۃ حج آیت ۷۷ میں ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا اركعوا واسجدوا واعبدوا ربكم وافعلوا الخير لعلكم

تفلحون﴾.

ترجمہ: ”اے ایمان والو رکوع اور سجدہ کرتے رہو اور اپنے رب کی بندگی میں لگے رہو اور

نیک کام کرتے رہتا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

اس آیت مبارکہ میں ایمان والوں کو خطاب خاص ہے رکوع اور سجدے سے نماز کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے اور نماز چونکہ دین کا اہم عبادت ہے اس لئے اس کا تذکرہ فرمایا یہ نہیں کہ صرف نماز پڑھو بس تمام دین پر چلنے کا حکم ہے۔

عبادت کی تشریح چونکہ ہو چکی ہے باب اول میں ملاحظہ فرمائیں مزید افعال خیر و بھلائی بھی فلاح اور کامیابی کے لئے بطور گارنٹی ذکر ہے خیر کے افعال وہی خیر کہلائے گئے جن کو شریعت نے افعال خیر کہا جس کے لئے صحیح عقیدہ سب سے اول ضروری ہے اپنی طرف سے رسومات بدعات وغیرہ کو افعال خیر سمجھنا بہت بڑی بے وقوفی ہے جیسا کہ آج کل باطل پرست جمہوریت ملعونہ کو عظیم عبادت سمجھتے ہیں، کامیابی کے کچھ مزید کاموں کا تذکرہ حج آیت ۷۸ میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ”اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسے جہاد کا حق ہے اس نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی دین اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کا قائم رکھو اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی تاکہ پیغمبر تم پر گواہ بن جائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ پس تم کو چاہیں کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط تھام لو وہی تمہارا ولی اور مالک ہے پس کیا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مددگار ہے“ دین حنیف ابراہیمی کو قائم رکھنا نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی اور اللہ کے احکامات پر مضبوطی سے عمل یہ سب کامیابی کے کام ہیں۔

اسی طرح بقرہ شروع سے المفلحون تک میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے کامیابی کے کچھ کام ذکر فرمائے ہیں اور سورۃ مومنوں آیت ۱۱۱ میں بھی مومنوں کے صفات اور کامیابی کے کچھ کاموں کا تذکرہ ہے تو بے آیت ۱۱۱ میں بھی کامیابی اور فلاح کے ایک تجارت کا وعدہ ہے جس کا ترجمہ ہے: ”بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل کئے جاتے ہیں اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے توراة میں انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی اس بیع پر خوشی

مناؤ جس کا تم نے سودا کیا یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ نے قتال فی سبیل اللہ کو بڑی کامیابی قرار دیا جس پر جنت کا وعدہ ہے اب فیصلہ کیجئے کہ جہاد کرنے والے کامیاب ترین لوگ ہیں یا دہشت گرد؟

اب سیاسی، درباری مفتی، مولوی، اسکالر، ڈاکٹر اور علما کی بات ماننی چاہئے یا پھر اللہ کی؟ دجالی میڈیا کے خبروں پر یقین کیا جائے یا اللہ کے اس حکم پر عقیدہ رکھا جائے اس آیت کریمہ کی رو سے جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ کو دہشت گردی کہتے ہیں ان کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ یہ جہاد پر نص قطعی ہے اس لئے تو حدیث میں آتا ہے جس کا مفہوم ہے کہ ایک بندہ صبح کو مومن تو شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن تو صبح کو کافر ہوگا یہ اصل میں ایسی الٹی سیدھی باتوں کی وجہ سے ہوگا آج ہم سب کو اپنی حالت پر رحم کرنی چاہئے اور میڈیا وغیرہ کو دیکھنے اور اس پر یقین کرنے سے کسی کے اوپر کفر کے فتوے نہیں لگانے چاہئیں۔

کیونکہ حدیث میں ہے ”کفی بالمرء کذباً أن يحدث بكل ما سمع“ (مسلم) ”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جو سنے اسے بیان کرے (بغیر تحقیق کے) مومنون آیت ۱۰۲ میں اخروی کامیابی کا تذکرہ ہے جن کی ترازو کا پلڑا بھاری ہو گیا وہ نجات والے ہو گئے جبکہ آیت ۱۰۳ میں اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہے جو خسران والے ہیں، اور جن کے ترازو کا پلڑا ہلکا ہو گیا یہ وہ ہے جنہوں نے اپنا نقصان خود کر دیا جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، اس بات میں شک نہیں کہ اخروی کامیابی اور فلاح کا دار مدار بھی ایمان تقویٰ اور اعمال صالحہ پر ہے اپنی مرضی سے زندگی گزارنے والے کا پلڑا بھاری ہو ہی نہیں سکتا۔

سورۃ نور آیت ۵۱، ۵۲ میں ارشاد ہے: ”ایمان والوں کا قول یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہیں، ایمان والے کامیاب ترین لوگ ہیں جن کا ایمان عند اللہ مقبول ہے اہل کفر اور منافقین کا قول بھی اللہ نے ان کے مقابلے میں ذکر فرمایا ہے وہ بولتے ہیں: سمعنا وعصینا، ہم نے سن لیا جبکہ دل میں کہتے ہیں کہ نافرمانی کی، سورۃ نور آیت ۵۲ میں کفر مان ہے:

﴿ومن يطع الله ورسوله ويخش الله ويتقوه فأولئك هم الفائزون﴾

ترجمہ: ”جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں اور اللہ سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کریں بس یہ کامیاب لوگ ہیں مراد یہ کہ خوشی فلاح اور کامیابی کے مستحق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو اپنے تمام چھوٹے بڑے دینی اور دنیاوی معاملات چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی رسول اللہ ﷺ اور قرآن کے فیصلے کے مطابق کریں اور اس میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کو ضروری سمجھے اور اللہ کا خوف رکھیں یہ کامیاب ترین لوگ ہیں۔

سورۃ نمل آیت ۵۳ میں اللہ نے قوم صالح علیہ السلام کے ایمان والوں کو نجات تقویٰ کے ذریعے دی تھی جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأُنَجِّنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾

ترجمہ: ”اور میں نے نجات دی ایمان والوں کو جو تقویٰ والے تھے۔“

سورۃ صف آیت ۱۰، ۱۱ میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدْلِكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تَأْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكَ خَيْرٌ كَمِنْ أَنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایک ایسا تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دے اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس کے راستے میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“

دردناک عذاب سے بچنے کا ایک بہترین طریقہ اللہ نے بیان فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان جہاد بالمال والنفس یہاں پر ایمان کے بعد اہم فریضے جہاد کا تذکرہ فرمایا اور اس میں جہاد بالمال کو مقدم رکھا یہ اس لئے کہ مال انسان کو بہت محبوب ہوتا ہے بہر حال ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ بہتر ہے اگر تم جانتے ہو تو اب جہاد کی حقانیت افادیت جاننا تو دور کی بات باطل پرست تو اسے دہشت گردی کہتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے بارے میں تو ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أولئك كالأنعام بل هم أضل﴾.

وہ اس لئے کہ اللہ جس چیز کو بہتر قرار دیتے ہیں یہ لوگ اسے عالمی امن کو خراب کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اللہ کی قسم جہاد ہی اسلام اور مسلمانوں کے مال و جان کا محافظ ہے اور جہاد کی بدولت معاشرے کے تمام برائیاں ختم ہوگی اور حقیقی امن و سکون والا شرعی نظام جہاد کی قربانیوں کی وجہ سے آئے گا جس میں غیر مسلموں کے لئے بھی بہت فائدے ہیں۔

کیونکہ جزیہ کے ذریعے ان کے مال و جان کو بھی تحفظ حاصل ہو جائے گا، لیکن یہاں بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے دجالی میڈیا کے چشمے لگائے ہیں ان کو جہاد کی فوائد کہاں نظر آ سکتے ہیں دجال کے بارے میں بھی احادیث میں یہی آیا ہے کہ ان کے ماتھے پر ک ا ف ر لکھا ہوگا لیکن اس کو صرف ایمان والے ہی سمجھ سکیں گے یہاں پر بھی اللہ نے جہاد کے بہتری کو بیان فرمایا لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر سمجھتے ہو تو علم سے مراد یہاں اؤکسفر ڈیا کیمرج یونیورسٹی کا علم نہیں روحانی علم اور علم دین مراد ہے جس سے انسان کو خیر اور شر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

سورۃ صف آیت ۱۲ میں اخروی بشارات کا تذکرہ ہے جہاں اخروی کامیابی اور جنات کو فوز العظیم کہا گیا ہے اب جس چیز کو اللہ بہت بڑی کامیابی قرار دے چاہے وہ ہمارے سمجھ میں آئے یا نہ آئے وہ عظیم کامیابی ہے اب فیصلہ کرنا چاہئے کہ اللہ کی بات زیادہ صحیح ہے یا اس کے مقابلے میں مغربی دجالی میڈیا اور طاغوتی کارندوں کی۔ میں امید سے کہتا ہوں جنہوں نے کتاب کو غور سے پڑھا ہوگا ان کے لئے فیصلہ کرنے میں زیادہ دشواری نہیں ہوگی سورۃ عصر میں ہے:

﴿والعصر إن الإنسان لفسى خسر إلا الذين آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا

بالحق وتواصوا بالصبر﴾.

ترجمہ: ”قسم ہے عصر کی انسان بڑے خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کرے اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرے۔“

یہاں پر بھی ایمان اور اس کے ساتھ عمل صالح اور حق اور صبر کی تلقین کرنے والوں کو خسارے سے بچنے والوں کے فہرست میں شامل فرمایا اب عمل صالح وہ کہلائے گا جس کو شریعت اچھا سمجھے جو قرآن و سنت کے طریقے پر شرعی اصولوں کے عین مطابق کیا جائے اور ساتھ ایک دوسرے کو دین کے بیان کے ساتھ ساتھ اس پر مضبوطی استقامت اور صبر کی تلقین بھی کریں یہاں پر یہ ۴ صفات کامیاب لوگوں کی ہے جو خسران سے بچنے کے لئے لازم ہے۔

اس مختصر سورت مبارکہ پر عمل کرنے سے دونوں جہانوں میں کامیابی کا حصول یقینی اور اٹل ہے۔ اس لئے امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر قرآن میں صرف یہی سورت ہوتی تو صرف یہی سورت تمام انسانیت کے لئے کافی تھی کیونکہ اس میں تمام قرآنی علوم جمع ہیں۔

اس سورت مبارکہ کی بہترین تفصیل شجاعت اور علم کے پہاڑ مرد مجاہد مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ نے اپنے کتاب ”اکیسویں صدی میں جمہوری نظام تباہی کے دھانے پر“ میں کیا ہے۔ زیادہ تفصیل کے لئے مراجعت کریں۔

اللہ ہماری ایمان کی حفاظت فرما ان لوگوں کی مدد و نصرت فرما جو اپنے ایمان پر سودے بازی نہیں کرتے ہمیں عمل صالح کرنے کی توفیق عطا فرما حق بیان کرنے اور حق کے نظام کو عملاً نافذ کرنے کی طاقت عطا فرما، تمام مجاہدین حق کی مدد و نصرت فرما، ہمارا شمار بھی امام مہدی والے لشکر کے سرفروشنوں میں فرما مجاہدین کے اہل و عیال کو اپنے حفظ و امان میں رکھ اور شہیدوں کے درجات کو بلند فرما، علماء ربانین کے عمروں میں برکت عطا فرما، قرآن و سنت کے مراکز اور ہمارے اساتذہ کی حفاظت فرما، دجالی نظام کے خلاف دنیا بھر کے مجاہدین حق کو استقامت کے ساتھ ڈٹ جانے کی توفیق دیں اور ان کے آپس کے اختلاف کو ختم فرما، ہماری اس معمولی سعی کو اپنے دربار میں قبول فرما جہاں کہیں غلطی ہوئی ہے اے اللہ اس پر مواخذہ نہیں فرما۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین۔ یکم جنوری ۲۰۱۶

آخری الفاظ: اللہ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ

بَحْفِظُ﴾

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آگئی ہیں اب جو بینائی سے کام لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا وہ خود نقصان اٹھائے گا اور میں تم پر کوئی نگہبان نہیں ہوں“

## پاک چین دوستی

مسلمانوں کے علاوہ دوسری اقوام کے ساتھ دوستی رکھنے سے اللہ جل جلالہ نے منع فرمایا ہے۔ اس کے بہت سارے وجوہات ہیں، چند اس آیت کریمہ میں ذکر کئے گئے ہیں:

(۱) لَا يَأْلُو نَكُمْ خِبَالًا. یہ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھانہیں رکھتے۔

(۲) وَدَّوَا مَا عَنَتُمْ. چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں رہو۔

(۳) قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ. بے شک ان کی دشمنی ان کی زبان سے واضح ہو گئی ہے۔

(۴) وَمَا تَخْفَى صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ. ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت بڑا ہے۔

ان آیات مبارکہ کے تناظر میں ”پاک چین“ دوستی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مومنوں کے علاوہ دوسری اقوام کے ساتھ (دوستی کے خطرناک نتائج کا ادراک صرف عقل مند شخص ہی کر سکتا ہے کیونکہ آیت مبارکہ میں عقل کا شرط لگایا گیا ہے۔

چین کا جو علاقہ پاکستان سرحد سے متصل ہے اس کا نام مشرقی ترکستان ہے اس کو جنوب کی سمت سے ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے نے گھیر رکھا ہے جبکہ مغرب اور شمال مغرب کی جانب اس کی سرحد افغانستان، تاجکستان، کرغزستان اور قازقستان سے ملتی ہے شمال میں منگولیا اور روس واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ اٹھارہ لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔

1863 میں یعقوب بیگ کی اٹھنے والی تحریک نے ایک اسلامی سلطنت قائم کی جس نے مشرقی ترکستان پر تقریباً 16 سال تک حکومت کی اسی طرح 1935 اور 1944 میں بھی مشرقی ترکستان کے مسلمان خود مختار اسلامی نظام حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے تھے۔

آخر کار 1949 میں مائوزے تنگ کی کمیونسٹ انقلاب کے دوران چین کو مشرقی ترکستان پر مکمل قبضہ حاصل ہوا اور چین کی اسلام دشمن حکومت نے یہاں کا نام تبدیل کر کے ”سنکیانگ“ رکھ دیا جس کا مطلب ہے نئی سرزمین 1970 کے دہائی میں چین نے اسلامی شعائر مساجد و مدارس وغیرہ کو براہ راست ہدف بنایا، پابندیاں عائد کر دی گئیں، مساجد کو مسمار کیا گیا، کتب خانے جلا دیئے گئے ماضی قریب 2008 میں



داڑھی اور پردے پر پابندی عائد کر دی گئی، اسی طرح چین کے ایک نشریاتی ادارے میں سی سی ٹی وی نے گستاخی رسول ﷺ پر مبنی ایک فلم نشر کی اور چینی حکومت نے ترکستان کے صدر مقام کاشغر میں 32320 دینی کتابیں نذر آتش کروائیں جس میں قرآن کریم کے کئی نسخے بھی شامل تھے۔

یہ سب کچھ دوستی ہے یا دشمنی؟ قرآن کو جلانے والے کیا ہمارے دوست ہیں یا دشمن؟ بہر حال امارت اسلامیہ کے دور میں مشرقی ترکستان سے تعلق رکھنے والے کچھ اہل علم اور صالح نوجوانوں نے افغانستان ہجرت کی ان میں سرفہرست شیخ حسن مخدومؒ تھے، بعد میں ابو محمد ترکستانی کے نام سے مشہور ہوئے ان کے ہاتھوں اللہ نے حزب اسلامی ترکستان کی بنیاد ڈالی اور یہ اس جہادی جماعت کے اول امیر بن گئے۔ 2003 میں جنوبی وزیرستان کے سرحدی علاقے میں ایک زمینی کارروائی میں یہ جام شہادت نوش کر گئے اللہ اس کے درجات بلند فرمائے، بہر حال بات چین کی اسلام دشمنی کی ہو رہی تھی، 26 جون 2009 کو 6000 چینی ملازمین نے جن کو وہاں کی پولیس کی مدد حاصل تھی۔ چین کے علاقے ”جو اندوگ“ میں 600 میں سے 200 مسلمانوں کو شہید کیا اس کے مقابلے میں چینی حکومت کے کارندوں اور ایغوری مسلمانوں کے خلاف کافی جھڑپیں ہوئی اور 1000 سے زائد مسلمان ان جھڑپوں میں شہید کئے گئے، جبکہ دو ہزار سے زائد زخمی بھی ہوئے، گرفتار مسلمانوں کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

خلاصہ یہ کہ ہر مسلمان چین کے حوالے سے اپنی خیالات اور تصورات کی تصحیح کریں اور اس اسلام دشمن قوم کا حقیقی چہرہ پہچانیں۔ علماء کرام دینی تنظیموں کے قائدین داعیان دین، صحافت سے وابستہ حضرات ہر سطح پر چین کے بھیانک چہرے کو بے نقاب کریں۔

اور تمام ممکنہ وسائل سے مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کی مدد کریں اور ان پر ہونے والے مظالم کو کھول کھول کر بیان کریں اس خطے کو چین تسلط سے آزاد کرنا امت مسلمہ کا فرض ہے اور فرضیت کا یہ قرض ان علاقوں پر کہیں زیادہ ہے جو ترکستان کے پڑوس میں رہ رہے ہیں۔ لہذا اپنے فرض کو پہچاننا اس کی ادائیگی کے لیے ابھی سے ذہنی فکری دعوتی تربیتی اور عسکری محاذوں پر حسب استطاعت تیاری کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ اور ذمہ داری ہے۔ اقتصادی حوالے سے پاک چین تعلقات پر کچھ بات کریں تو نئی مردم شماری کے

مطابق پاکستان کی آبادی 22 کروڑ جبکہ چین کی آبادی کا شرح 2018 تک ڈیڑھ ارب (150 کروڑ) ہیں، اتنی بڑی آبادی والا ملک پاکستان سے پونے دو ارب ڈالر کی سالانہ اشیاء خریدتا ہے جبکہ پاکستان جس کی آبادی چین کے مقابلہ میں بہت کم ہے چین پاکستان کو 12 ارب ڈالر کی مصنوعات سالانہ فروخت کرتا ہے۔

اس حساب سے پاکستان کو سالانہ دس ارب ڈالر تجارتی خسارے کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ اتنا بڑا تجارتی خسارہ چین کے علاوہ کسی اور ملک سے نہیں اس کے برعکس پاکستان نے 2017 میں امریکہ کو ساڑھے تین ارب ڈالر کے مصنوعات فروخت کئے اور امریکا سے ڈھائی ارب ڈالر کے مصنوعات منگوائے اس طرح امریکہ سے پاکستان کو ایک ارب ڈالر کا سالانہ منافع ہوا۔

پاکستان کو i,m,f اور world bank اور دوسرے مالیاتی اداروں سے قرضہ ایک سے ڈیڑھ فی صد سود پر ملتا تھا جبکہ سی پیک کے لیے یہ قرضہ چینی کمپنیوں اور بینکوں سے 8 فی صد سود پر لیا گیا جس سے قرضوں کا بوجھ بڑا، نواز حکومت (2013 تا 2018) ان 5 سالوں میں قرضوں کی قسط کے لیے چین سے مزید قرضہ لیا جا رہا ہے۔ سی پیک کے لیے چین نے قرضہ زیادہ شرح سود پر دینے کے علاوہ رقم اس شرط پر دی کہ سارے ٹھیکے چینی کمپنیوں کو ملیں گے وہ سارے ٹھیکے چین کی کمپنیوں کو ملے وہ بھی انتہائی مہنگے داموں پر۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ رقم سارا دوبارہ چین چلا جائے گا پاکستان صرف سود ادا کرتا رہے گا، کہاوت ہے کھایا پیا کچھ نہیں گلاس تھوڑا بارہ آنے، اسی طرح خانیوال میں 400 کلومیٹر موٹروے کا ٹھیکہ چینی کمپنی کو ایک ارب روپے فی کلومیٹر سے زیادہ لاگت پر دیا گیا، 13 اگست 2018 میں تمام بڑے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی جس میں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیٹی نے انکشاف کیا ہے کہ چین نے مسلم ایغور اقلیت کے تقریباً دس لاکھ افراد کو خفیہ حراستی کمپنیاں پر تحویل میں رکھا ہے جبکہ چین کا کہنا ہے کہ شنکیانگ کے علاقے کو اسلامی شدت پسندوں کا سامنا ہے بعد میں چین نے اس رپورٹ کو مسترد کر دیا تھا۔

## الشبهات المستعملة بضد الجهاد

(١) الشبهة الأولى: التسوية في القوة الحرب للعدو والإيمان المحكم قبل الحرب من أهم الضروريات وفي هذا الزمن حصول القوة وسعى بالإيمان مقدم من الجهاد.

الجواب لدفع الشبهة: هذا صحيح لكن الإقرار بالإيمان باللسان وتصديق بالجنان وعمل بالأركان هي كاف، مع الاعتقاد اجمالاً كما في الحديث.  
جاء رجل إلى النبي ﷺ وقال أقاتل أو أسلم؟ فقال النبي ﷺ أسلم ثم قاتل بعد الإسلام فجاهد حتى مات فقال النبي ﷺ عمل قليلاً وأجر كثيراً. (رواه البخاري)  
والقوة للحرب من الأعداد لكن القوة بقدر الاستطاعة كما قال الله عز وجل وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن الرباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم (الآية)

فلا استطاعة شرط للقوة وفي البدر جماعة قليلة في مقابلة المشركين وأعداده محدود كما ذكر أهل السير والتاريخ مفصلاً فهذا زعم باطل.

(٢) الشبهة الثانية: وجود الإمارة الإسلامية والخليفة المسلمين وإجازة من الوالدين ضروري قبل الجهاد.

الجواب لدفع الشبهة: هذا صحيح لكن في حالة الخاصة وهي :

(١) خلافة المسلمين وغلبتهم من الابتداء وهذا ممكن بعد الجهاد.

(٢) أمير المؤمنين قادر بإرسال الجيوش إلى دار الكفار.

وفي زماننا أكثر الملوك والسلاطين الجمهورية أعوان الكفر لأجل ذلك جاهد المجاهدين في العالم لإجراء الأحكام القرآنية وإعلاء كلمة الله والشريعة الإسلامية. قال الله تبارك وتعالى: وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة وقال في مقام آخر:

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الأرض، وأما الإجازة من الوالدين فهو في وقت الفرض الكفاية وفي هذا الزمن فرض عينا على كل مسلم عاقل بالغ. كما قال النبي ﷺ لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (الحديث)

(٣) الشبهة الثالثة: العون والاستمداد من الكفار والمشركين للجهاد والحرب غير صحيح لأن الكفر ملة واحدة.

الجواب لدفع الشبهة: وفي هذا عمل النبي ﷺ بنوعين الآتية:

(١) النفي، (٢) الإثبات.

النوع الأول في النفي: قال النبي ﷺ في البدر للمشرك ارجع فلن استعين بالمشرك (ابوداؤد، ترمذى، مسلم، ابن ماجة)

وفي حديث آخر انا لا نستعين بالمشركون على المشركون (احمد، طبرانى)  
النوع الثانى في الإثبات: قال الإمام النووى وفي حنين صفوان بن أمية شريك وهو كافر وأخذ النبي ﷺ سابغات منه وقال عارية مؤدات، وقال أهل السير في البدر قرمان وهو مشرك وقتل ثلاثة من المشركون قال النبي ﷺ إن الله يؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر. (البيان والتعريف نيل الأوطار)

الحاصل: وفي هذا اختلاف بين الفقهاء لكن الأئمة الأربعة. متفقون بالعون من الكفار والمشركون بوجوه الخمسة:

(١) حاجة شديدة للمسلمين أى بحالة الإضطراب.

(٢) بغير شروط من جانب الكفار.

(٣) الإطمينان القوى المحكم للمسلمين من الخيانة الكفار.

(٤) الذين جاءوا بالمدد من الكفار ليس العزة والشرف لهم في صفوف

المسلمين.

(٥) الاستمداد منهم بحكم الأمير أو الخليفة.

وقال الإمام أبو يوسف سئلت أبا حنيفة رحمه الله تعالى عن الاستمداد من الكفار خلاف المشركين فقال: العون من الكفار بضد المشركين أو للكفار الآخرين للقتال مثل الكلب الذى ينفعهم الناس وهذا يجوز. (المبسوط للسرخسى)  
وفى هذا الزمن رعاية لازمة ما ذكر من المواقع للأمير الجهاد والمسؤولين وحال أكثر البلاد الإسلامية فى العالم وراء ساءه. خدام اليهود والنصارى وحكمهم فى الفقه الإسلامية. كحكم المرتدين، كما قال الله عز وجل ومن يتولهم منكم فإنه منهم وغيره من الآيات.

(٢) الشبهة الرابعة: ليس الجهاد بقيادة الفاسق.

الجواب لدفع الشبهة: جائز بلاكراهة وهو فاسق لنفسه والجهاد لإعلاء الدين وفى الحديث: الله قادر بإمداد الدين من الفاجر وفى غزوة خيبر استعنى بمشرك فى حالة الشرك بمقابلة النبی قينقاع. (الشامى ٢٥٤/٣، ٢٥٨/٣) الدر المنفود: ٣/٢٥١

المزيد الذخائر عبد الله عزام الشهيد.

مسلم شرح النووى باب كراهة الاستعانة فى الغزو بكافر: ١١٨/٣

وقال الفقهاء تحت الاية انفرو وخفافا وثقالا

إذا أوجب الجهاد فقاتلو ولو كان امير الجهاد فاسقا وجنده وفى احكام القرآن فان قيل هل يجوز الجهاد مع الفساق قيل له ان كل احد من المجاهدين فانما يقوم بغرض نفسه فجائز له ان يجاهد الكفار وان كان امير الجيش وجنده فاسقا (تفسير احكام القرآن للجصاص الحنفى المتوفى ١٠٣٧هـ)

وقال الشامى: سواء كان مستنفر عدلا او فاسقا، وسئلت عن شيخ الاسلام امام

ابن تيمية رحمه الله لخروج الجهاد في صف الفاجرين الفاسقين اى معهم (بضد العدو) فقال: وعدم الغزو مع عسكرى الفجور مذهب الحرورية فئة من فئة الخوارج (مجموعة الفتاوى)

وفي الحديث : قال النبي ﷺ جاهدو مع كل بر وفاجر.

(٥) الشبهة الخامسة: الدعوة إلى الإسلام والدين مقدم للكفار والمشركين من الجهاد والحرب ودعوة الدين أفضل من القتال..

الجواب لدفع الشبهة: (١) قال إمام ابن حجر ومالك رحمهم الله.

الدعوة من أهم الفروض من قبل الحرب والقتال قبل الدعوة لايجوز. (فتح البارى: ٨٤ / ٤)

(٢) ومذهب جمهور الائمة الدعوة مقدم لو كانوا يعلمون حقانية الإسلام قبل الحرب بل واجب لايجوز القتال بغير دعوة الإسلام فى هذا ولو أنهم يعرفون حقانية الإسلام من قبل القتال فحكم الدعوة مستحب. (فتح البارى: ١٠٨ / ٦)

(٣) ومذهب الإمام الشافعى، ليست الضرورة إلى الدعوة ولا واجب قبل الحرب مع المشركين والكفار (فتح البارى: ٣٨٤ / ٤)

(٤) وقال الإمام أبوبكر ابن العربى من بعد واقعةالقتل أبى رافع، قال علماء نا هذا دليل على جواز اغتيالهم قبل الدعوة.

(٥) وقال الإمام ابن حجر وفيه جواز لتجسس على المشركين وطلب غرتهم وجواز اغتيال ذوى الأذية البالغة منهم.

(فتح البارى كتاب الجهاد والسير)

(٦) وفي الحديث:

عن ابن عون قال كتبت إلى نافع أسئلة عن الدعاء قبل القتال قال فكتب إلى إنما

كان ذلك فى أول الإسلام قد أغان رسول الله ﷺ على بن المصطلق وهم غارون وإنعامهم لتسقى على الماء فقتل مقاتلتهم وسبى سبيهم وأصاب يومئذ قال يحيى أحسبه قال جويرية أو البتة بنت الحارث قال وحدثنى هذا الحديث عبد الله ابن عمر رضى الله عنه وكان فى ذك الجيش. (مسلم)

المزید من التاريخ:

وقال ابن سعد إذا أخبر النبى ﷺ إن الرئيس بنى المصطلق حارث ابن ضرار، يجمع الجنود بخلاف المسلمين فقال النبى ﷺ لبريدة بن مصيب الأسلمى رضى الله عنه أخرج لتجسس فتطلع إلى النبى ﷺ فخرج النبى ﷺ مع الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين بجانبهم وقال ألواقدى سبع مائة (٤٠٠) أصحاب النبى ﷺ شريك فى هذا الجيش هذا الواقعة شعبان ٢ هجرى ٥ (دلائل البيهقى ٢/٢٦٦) وهزموهم بإذن الله تعالى وفى الغنائم مئتين ٢٠٠ من الجمل ومئتين من الأسرى وخمس ألف من الشاة.

وقتل مائة عشر رجال من المشركين.

وفى الأسرى جويرية بنت الحارث وقالت عائشة رضى الله عنها للجويرية ما رأيت المباركة لقومهم من الجويرية أحداً.

(٢) الشبهة السادسة : وهو علمية من جانب العلماء السوء والمداهنين الذين عميل لتقوية الاحكام الطاغوتية البشرية فى العالم وهو (تعلم العلم افضل من الجهاد فان ثبات الجهاد بثبات العلم فالعلم الدين اول وافضل من الجهاد الجواب لدفع الشبهة: هذا صحيح منزلة العلم الدين افضل من الجهاد لكن فى حالت العامة وهو حالت الامن وفى حالت الحرب جهاد افضل من علم الدين كما قال الامام ابوبكر الجصاص الحنفى المتوفى (٣٠٥. ٥٣٤٠)

فان قيل : تعلم العلم افضل ام جهاد المشركين ، قيل له : اذا خيف معرفة العدو واقدامهم على المسلمين ، ولم يكن بازائه من يدفعه ، فقد تعين فرض الجهاد على كل احد ، فالاشتغال في هذه الحال بالجهاد افضل من تعلم العلم لأن ضرر العدو اذا وقع بالمسلمين لم يمكن تلافيه ، وتعلم العلم ممكن في سائر الاحوال ، ولأن تعلم العلم فرض على الكفاية ، لا على كل احد في خاصة نفسه ، ومتى لم يكن بازاء العدو من يدفعه عن المسلمين فقد تعين فرض الجهاد على كل احد ، وما كان فرضا معيّنا على الانسان غير موسّع عليه في التأخير فهو اولى من الفرض الذي قام به غيره ، وسقط عنه بعينه ، وذلك مثل الاشتغال بصلاة الظهر في آخر وقتها هو اولى من تعلم علم الدين في تلك الحال اذ كان الفرض قد تعين عليه في هذا الوقت . فان قام بفرض الجهاد من فيه كفاية وغنى فقد عاد فرض الجهاد الى حكم الكفاية كتعلم العلم ، الا ان الاشتغال بالعلم في هذه الحال اولى وافضل من الجهاد لما قدّمنا من علو مرتبة العلم على مرتبة الجهاد ، فان ثبات الجهاد بثبات العلم ، وانه فرع له ومبنى عليه “





## مراجع ومصادر

|  |  |
|--|--|
| (۱) القرآن الکریم  | (۲) صحیح بخاری                                   |
| (۳) صحیح مسلم  | (۴) صحیح ابن حبان                                |
| (۵) سنن ترمذی  | (۶) ابوداود                                      |
| (۷) ابن ماجہ   | (۸) معجم کبیر طبرانی                             |
| (۹) مشکوٰۃ المصابیح  | (۱۰) مسند احمد                                   |
| (۱۱) شرح سیر کبیر  | (۱۲) دلائل البیہقی                               |
| (۱۳) شرح شفا علامہ خفاجی   | (۱۴) رد المحتار                                  |
| (۱۵) الفتاویٰ شیخ الاسلام  | (۱۶) عالمی یہودی تنظیمیں                         |
| (۱۷) یہودی پروٹوکول  | (۱۸) تفسیر کبیر                                  |
| (۱۹) فتنہ انکار حدیث   | (۲۰) فتنہ جمہوریت                                |
| (۲۱) کلمہ گوطاغوت  | (۲۲) حقیقت جمہوریت                               |
| (۲۳) ادیان کی جنگ  | (۲۴) الصبح والقندیل الشیخ ایمن الظواہری          |
| (۲۵) کیا ہمارا آئین اسلامی ہے، شیخ القرآن<br>والحدیث مولانا نور الہدی دامت برکاتہم العالیہ | (۲۶) احکام المرتدین فی الشریعۃ الاسلامیہ         |
| (۲۷) بدائع الصنائع، امام علاء الدین ابوبکر بن<br>مسعود کاسانی                              | (۲۸) الصارم المسلمون علی شاتم الرسول شیخ الاسلام |
| (۲۹) تفسیر مدارک   | (۳۰) لباب التاویل                                |
| (۳۱) المسامرہ  | (۳۲) الدرر السنیۃ                                |
| (۳۳) تفسیر بحر محیط  | (۳۴) الجواهر الحسان ثعالبی                       |

|   |   |
|---|---|
| (۳۵) تفسیر معالم العرفان صوفی عبد الحمید  | (۳۶) درمنثور  |
| (۳۷) التشریع الجنائی لعبد القادر عودہ   | (۳۸) احکام الاسلام اہل الذمہ  |
| (۳۹) پاکستان آرمی تاریخ و تنظیم سٹیون پی کوہن طبع<br>اکسفورڈ یونیورسٹی                    | (۴۰) زمینی کے بعد ایمانی زلزلہ، شیخ ولی اللہ<br>کابلگرامی شہید                                |
| (۴۱) الکواشف الجلی فی کفر من دخل فی البارلمان<br>والجہوری شیخ قاہر                        | (۴۲) متنازع ترین شخصیت از محمد نواز کھرل  |
| (۴۳) تفسیر سمرقندی  | (۴۴) الحجۃ الی بلاد غیر المسلمین  |
| (۴۵) اردو نیور جده  | (۴۶) An End to Evil رچرڈ پرل  |
| (۴۷) تیسیر العزیز الحمید  | (۴۸) معارف مدنی جمع و ترتیب مولانا عبد الشکور<br>ترمذی  |
| (۴۹) الحق والیقین فی عداوة الطغاة والمرتدین<br>ابوعبد الرحمن الاثری سلطان بن بجاد العتیمی | (۵۰) ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتب الکریم  |
| (۵۱) التحریر والتویر  | (۵۲) الذخائر عبد اللہ عزام شہید   |
| (۵۳) تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان   | (۵۴) نیل الأوطار  |
| (۵۵) فتح الباری   | (۵۶) قوم یہود اور ہم قرآن کے روشنی میں  |
| (۵۷) سیاست کے فرعون از وکیل انجم  | (۵۸) دی گیریزن اسٹیٹ از پروفیسر تان تائی<br>یونگ ترجمہ و تلخیص استاد احمد فاروق رحمہ اللہ     |
| (۵۹) سیاست دانوں کی قلابازیاں   | (۶۰) تالیفات رشیدیہ   |
| (۶۱) مقاصد شریعت اور جہاد، حضرت شیخ القرآن<br>والحدیث مولانا نور الہدی حفظہ اللہ          | (۶۲) فدائی حملے اور جہاد کی شرعی حیثیت، حضرت<br>شیخ القرآن والحدیث مولانا نور الہدی حفظہ اللہ |

|  |  |
|--|--|
| (۶۳) تسخیر عالم کے یہودی منصوبے  | (۶۴) الاسلام والیہودیۃ   |
| (۶۵) بلیک وائر مولانا عاصم محمد حفظہ اللہ  | (۶۶) مجموعۃ التوحید  |
| (۶۷) فردوس مجاہد   | (۶۸) اِکفار الملحدین، مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ              |
| (۶۹) عالمی ایجنسیوں کا تعارف اور ان کا طریقہ کار، از ڈاکٹر اسرار عالم مطبوعہ انڈیا | (۷۰) اِکفار الملحدین حضرت علامہ نور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ  |
| (۷۱) گوانتا نامو بے کی کہانی ملاضعیف کی زبانی                                      | (۷۲) اعلام الأعلام، شیخ القرآن مولانا ولی اللہ کابل گرامی شہید |
| (۷۳) تفسیر جواہر القرآن، شیخ القرآن غلام اللہ خان                                  | (۷۴) احکام القرآن للجصاص                                       |
| (۷۵) غرائب القرآن  | (۷۶) الیسر التفاسیر علامہ اسعد حود                             |
| (۷۷) مختار الصحاح  | (۷۸) قاموس القرآن  |
| (۷۹) مفردات القرآن   | (۸۰) فتح القدير  |
| (۸۱) مجموعۃ الرسائل نجدیہ  | (۸۲) سید احمد شہید اور ان کی تحریک مجاہدین از ڈاکٹر صادق حسین  |
| (۸۳) شرح مسلم النووی   | (۸۴) تفسیر قاسمی   |
| (۸۵) فتوح مصر طبع کانپور   | (۸۶) تاریخ بلوچستان  |
| (۸۷) بلوچستان وسائل میں مسائل  | (۸۸) الشامی  |
| (۸۹) سیرۃ مصطفیٰ مولانا محمد ادریس کاندھلوی  | (۹۰) ہدایۃ المستفید  |

|  |  |
|--|--|
| (۹۱) نثر اللؤلؤ والیا قوت لبیان حکم الشرع فی أعوان<br>وانصار الطاغوت، عبدالرحمن بن عبد الحمید الامین                         | (۹۲) جامع بیان العلم وفضله، ابن عبد البر   |
| (۹۳) الدین النصیحہ، مولانا زبیر احمد صدیقی   | (۹۴) أعلام الموقعین عن رب العالمین، (مطبوعہ دار الجبل)                           |
| (۹۵) إدارة التوحش شیخ ابوبکر ناجی  | (۹۶) معالم التنزیل، امام بغوی  |
| (۹۷) تفسیر محرر الوجیز، ابن عطیہ الاندلسی  | (۹۸) خلافت اور جمہوریت، مولانا عبد الرحمن کیلانی                                 |
| (۹۹) اہل حق اور باطل فرقوں کا معیار تکفیر، حضرت شیخ القرآن والحدیث مولانا نور الہدی حفظہ اللہ                                | (۱۰۰) عقائد اسلام، مولانا محمد ادریس کاندھلوی                                    |
| (۱۰۱) شمارہ ماہنامہ سنابل کراچی شمارہ نمبر ۲۰۱۳  | (۱۰۲) فتاویٰ الدین الخالص، مفتی امین اللہ پشاور                                  |
| (۱۰۳) صفوة التفاسیر  | (۱۰۴) تفسیر ابن کثیر   |
| (۱۰۵) تفسیر ماجدی  | (۱۰۶) تفسیر قرطبی  |
| (۱۰۷) تفسیر نیشاپوری   | (۱۰۸) المبسوط  |
| (۱۰۹) مجموع الفتاوی  | (۱۱۰) اختلاف امت اور صراط مستقیم   |
| (۱۱۱) خلافت کبریٰ از شیخ گل محمد حفظہ اللہ   | (۱۱۲) اکیسویں صدی میں جمہوری نظام تباهی کے دھانے پر (مولانا عاصم عمر (ثناء الحق) |
| (۱۱۳) الرد المفہم علی فہم تقی عثمانی فی ما کتبہ فی السیاسة الشرعیة، مجھے ہے حکم آذاں لا الہ الا اللہ (شیخ محمد عیسیٰ انصاری) |  |

حقوق طبع غیر محفوظ ہے

بغیر کسی رد و بدل کے تمام مسلمانوں کو اس کتاب کی چھپائی، پرنٹ اور نشر و اشاعت کی بغیر کسی پیشگی اطلاع کے اجازت ہے۔



















































## الجهاد

ايضاً وجه من وجوه تفضيل امّة  
محمّدية (علي صاحبها الصلوة والسلام)

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ  
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

ذكر في ظاهر هذه الآية ثلاثة اوجه تفضيل هذه الامة  
(١) امر بالمعروف (٢) نهى عن المنكر (٣) ايمان بالله  
مع ان هذه الاوصاف الثلاثة كانت حاصلة في سائر الامم السابقين؟

ذكر امام فخر الدين الرازي هذا السؤال و اجاب عنه في تفسيره "التفسير  
الكبير"

فقال: " تفضيلهم علي الامم الذين كانوا قبلهم انما حصل لاجل انهم  
يأمرون بالمعروف و ينهون عن المنكر بأكد الوجوه و هو القتال لان الامر  
بالمعروف قد يكون بالقلب وباليدين واقواها ما يكون بالقتال لانه القاء  
النفس في خطر القتل و اعرف المعروفات الدين الحق والايمان بالتوحيد  
والنبوة و انكر المنكرات الكفر بالله فكان الجهاد في الدين محملاً لاعظم  
المضار لغرض ايصال الغير الي اعظم المنافع وتخليصه من اعظم المضار  
فوجب ان يكون الجهاد اعظم العبادات ولما كان امر الجهاد في شرعنا  
اقوي منه في سائر الشرائع لا جرم صار ذلك موجبا لفضل هذه الامة  
علي سائر الامم و هذا معني ما روي عن ابن عباس انه قال في  
تفسير هذه الآية قوله (كنتم خير امة اخرجت للناس) تأمرونهم  
ان يشهدوا أن لا اله الا الله ويقرؤا بما انزل الله  
وتقاتلونهم عليه (ولا اله الا الله) اعظم المعروف  
والتكذيب هو انكر المنكر.

التفسير الكبير الجزء الثامن

صفحة ١٩١ / ١٩٢